اضافی مواد کے ساتھ شائع کیا گیا دوسرا ایڈیشن

سپریم کورٹ آف پاکستان کے مقرر کردہ میڈیا کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات

2013

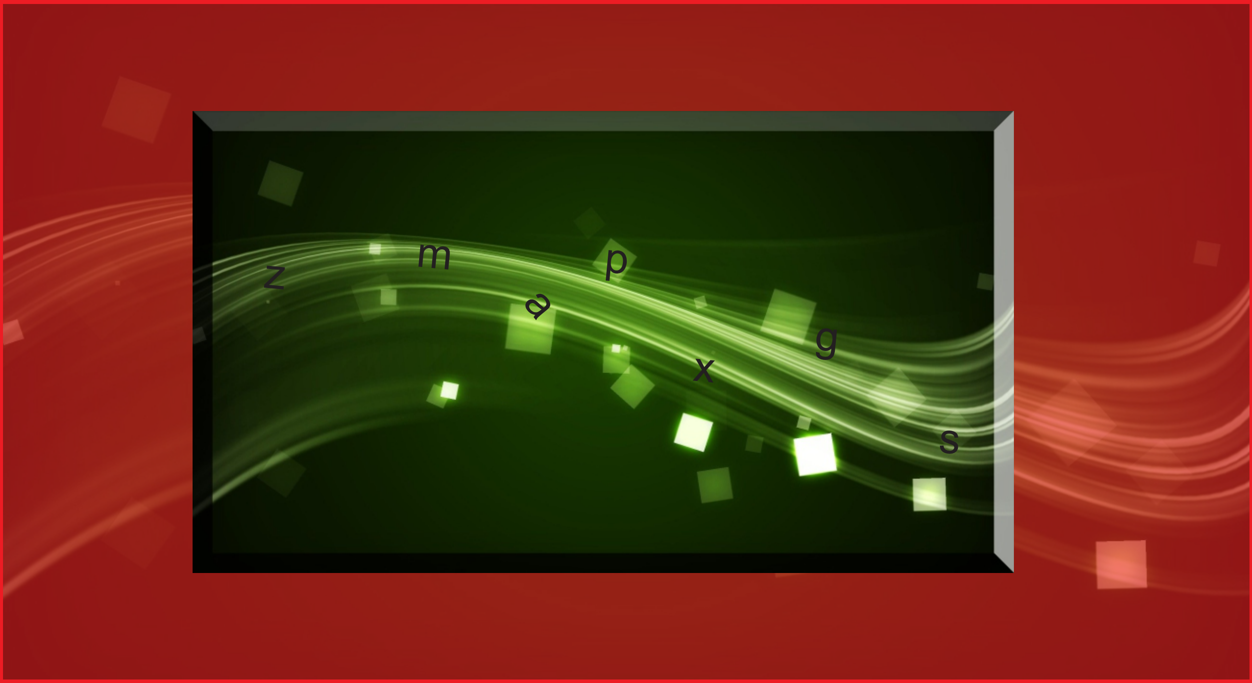

- 8 راؤنڈ ٹیبلز سے حاصل ہونے والے جوابات
- سفارشات کے بارے میں حکومت پاکستان کی رائے
- آرٹیکل 184 کے تحت دائر کی گئی مفاد عامہ کی دو آئینی درخواستوں کا متن
- رپورٹ کے بارے میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کے فیصلے

اضافی مواد کے ساتھ شائع کیا گیا دوسرا ایڈیشن

سپریم کورٹ آف پاکستان کے مقرر کردہ
میڈیا کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات

2013

- 8 راؤنڈ ٹیبلز سے حاصل ہونے والے جوابات
- سفارشات کے بارے میں حکومت پاکستان کی رائے
- آرٹیکل 184 کے تحت دائر کی گئی مفاد عامہ کی دو آئینی درخواستوں کا متن
- رپورٹ کے بارے میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کے فیصلے

سپریم کورٹ آف پاکستان کے مقرر کردہ میڈیا کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات کا اضافی مواد کے ساتھ شائع کیا گیا

دوسرا ایڈیشن، 2013

جیسا کہ یہ رپورٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کی ویب سائٹ پر ''نیوز اینڈ اپ ڈیٹس'' کے تحت شائع کی جا چکی ہے، اس رپورٹ کا متن عوام کے لئے قابل رسائی ہے لہٰذا آزادانہ طور پر اس کی نقل کی جا سکتی ہے اور اس کے حوالے دیئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ مکمل درستگی کا مناسب خیال رکھا جائے۔

اس اشاعت میں مشاورتی راؤنڈ ٹیبلز میں حاصل ہونے والے جوابات اور اس موضوع پر قومی اسمبلی میں کئے گئے سوال اور جوابات پر مبنی متن اضافی مواد کے طور پر شامل کیا جا رہا ہے۔

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ کا پاکستان آفس اس اشاعت کے لئے بطور عوامی خدمت تعاون کر رہا ہے اور شکر گزار ہوگا اگر اسے مطلع کیا جائے جب اس اشاعت کا، موزوں اعتراف کے ساتھ، کہیں حوالہ دیا جاتا ہے، اس کو نقل کیا جاتا ہے، اس میں موجود مواد حوالے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

ایف ای ایس آفس کا ای میل ایڈریس: info@fes-pakistan.org

میڈیا کمیشن کا ای میل ایڈریس: mediacommission.2013@gmail.com

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ

پاکستان آفس

10-A، سٹریٹ 31، ایف 8/1

اسلام آباد، پاکستان

ٹیلی فون: 6-2850912 51-92+ فیکس: 2850917 51-92+

ویب سائٹ: www.fes-pakstan.org

مترجم: کوکب جہاں

پروف ریڈنگ: ارشد رضوی

کمپوزر: نعیم کمپوزرز

کوآرڈینیٹر: سدرہ سعید

فہرست مضامین

- پیش لفظ
- فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ (FES) کے بارے میں
- میڈیا کمیشن کے چیئرمین اور اراکین کے بارے میں
- سیٹیزن انی شیٹیو آن میڈیا ایشوز (CIMI) کے بارے میں
- سوسائٹی فار آلٹرنیٹو میڈیا اینڈ ریسرچ (SAMAR) کے بارے میں
- میڈیا کمیشن کی رپورٹ کا پہلا حصہ

تعارف

شرائط وضوابط

میڈیا کمیشن کا طریقہ کار

میڈیا کمیشن کے مشاہدات

میڈیا کمیشن کی سفارشات

سفارشات کا خلاصہ

میڈیا کمیشن کی رپورٹ کا دوسرا حصہ

سفارشات کا خلاصہ

شرائط وضوابط A,B,C.D,E,G,H,I کے بارے میں سفارشات

شرائط وضوابط نمبر 8 اور 9 کے بارے میں حاصل کیے گئے تفصیلی حقائق، مشاہدات اور سفارشات

رپورٹ کے دوسرے حصے کا سیکشن II

کمیشن کی سفارشات شرائط وضوابط A کے بارے میں

شرائط وضوابط B

شرائط وضوابط C

شرائط وضوابط D

شرائط وضوابط E

شرائط وضوابط G,H,I

- ضمیمہ حصہ اول
- ضمیمہ حصہ دوم
- مشاورتی راؤنڈ ٹیبلز کے بارے میں
- میڈیا کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات کے بارے میں حکومتِ پاکستان کا جواب اور خیالات
- قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کے دو اجلاسوں پر پریس ریلیز
- جناب حامد میر اور ابصار عالم حیدر کی جانب سے 2012 میں دائر کی گئی آئینی درخواست کا متن
- جاوید جبار اور ڈاکٹر مبشر حسن کی جانب سے 1996 میں دائر کی گئی آئینی درخواست کا متن

پیش لفظ

میڈیا کمیشن کی یہ رپورٹ اور سفارشات (جو پہلے ہی سپریم کورٹ آف پاکستان کی ویب سائٹ www.supremecourt.gov.pk پر ''نیوز اینڈ اپ ڈیٹس'' کے عنوان کے تحت شائع کی جا چکی ہے اور اس کا متن عوام کے لئے دستیاب ہے) آٹھ راؤنڈ ٹیبلز سے حاصل ہونے والے جوابات کے ساتھ فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ کی طرف سے مفاد عامہ کے لئے کتابی شکل میں چھپوائی جا رہی ہے۔

اس رپورٹ کے متن تک رسائی کو آسان تر بنانے کا مقصد اس بارے میں عام مباحث، مزید تحقیق، حوالے کے لئے استعمال اور اصلاحی اقدامات کو ممکن بنانا ہے۔

اہم گروپ جن کے لئے یہ کتاب جاری کی جا رہی ہے ان میں عام شہری، سول سوسائٹی فورمز، میڈیا کے علمی حلقے، طالب علم، صحافی، میڈیا مالکان، ایڈیٹرز اور الیکٹرانک میڈیا کے مواد پر کنٹرول کے ذمہ داران، اشتہارات دینے والے، اشتہارات کی ایجنسیاں، کیبل ٹی وی آپریٹرز، انٹرنیٹ میڈیا کے ماہرین، ضابطہ کار ادارے، قانونی اور عدالتی شعبے، سرکاری اہلکاران، سینٹ، قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں اور مقامی حکومتوں کے اراکین شامل ہیں۔

میں خلوص دل سے امید کرتا ہوں کہ یہ گروپ اس کتاب کو ایسے منصفانہ میڈیا کی طرف مسلسل پیش رفت کے لئے بحث اور اقدامات شروع کرنے اور انہیں جاری رکھنے کے لئے استعمال میں لائیں گے جس میں بے مثل آزادی کا استعمال شفافیت اور ذمہ داری کے ساتھ کیا جائے۔

فلپ کوپرٹ

ریزیڈنٹ ڈائریکٹر، پاکستان

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ

اسلام آباد

اکتوبر 2014

دوسرے اور توسیع شدہ ایڈیشن کے لئے نوٹ

اسلام آباد میں 26 مارچ 2014 کو وزیر اطلاعات ونشریات اور قومی ورثہ کی موجودگی میں کتاب کے پہلے ایڈیشن کے باقاعدہ اجراء کی تقریب کے بعد سے ہی اس کتاب کے حصول میں بہت زیادہ دلچسپی دیکھنے میں آئی۔

بعد میں جب اس کی افتتاحی تقاریب اپریل، مئی اور جون 2014 میں دوسرے شہروں کوئٹہ، پشاور، لاہور اور کراچی میں منعقد ہوئیں تو سینکڑوں شرکاء نے یہ کتاب طلب کی۔ اس دوران میں اور اس کے بعد بھی درجنوں درخواستیں موصول ہوئیں۔ جولائی 2014 تک پہلے ایڈیشن کی صرف چند ایک جلدیں ہی باقی بچیں۔

پہلے ایڈیشن کے افتتاح کے لئے منعقد کی گئی پانچوں تقاریب میں ماہرین، کارکنان، میڈیا اور مواصلات کے سکالرز اور طلباء اور سول سوسائٹی کے ارکان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ان سب نے باہمی گفتگو اور مباحث میں بھرپور حصہ لیا۔ ان تقاریب کی خبریں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر وسیع پیمانے پر نشر ہوئیں۔

بہت سے شرکاء نے بھرپور سفارش کی کہ پاکستان میں ان یونیورسٹیوں میں جہاں ماس کمیونیکیشن وصحافت کا مضمون پڑھایا جاتا ہے، اس کتاب کو نصاب کا حصہ بنایا۔ اس سے پاکستانی طالب علموں اور سکالرز کو پاکستانی میڈیا کے ماضی، حال اور مستقبل کے ممکنہ عوامل کو جاننے اور ان کا تجزیہ کرنے کا موقع ملے گا۔

اس دوران میڈیا کمیشن کی سفارشات پر عملدرآمد کے حوالے سے قابل ذکر واقعات پیش آئے۔

16 اپریل 2014 کو قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات ونشریات اور قومی ورثہ نے، جس میں قومی اسمبلی میں موجود تمام اہم سیاسی جماعتوں کے اراکین شامل ہیں اور جس کی قیادت ایم این اے ماروی میمن کررہی ہیں، زیادہ تر سفارشات کی مکمل اتفاق رائے سے منظوری دے دی۔ صرف دو سفارشات جن پر کمیٹی نے اس وقت منظوری روک لی تھی وہ حکومت کا پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے اشتہارات کی تقسیم پر کنٹرول اور اس کی مرکزیت کو ختم کرنے اور ٹی وی لائسنس فیس جو بجلی کے بلوں کے ذریعے وصول کی جاتی ہے اس پر صرف پی ٹی وی کی اجارہ داری کو ختم کرنے کے بارے میں تھیں۔

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی نے میڈیا کمیشن کے رکن اور ریٹائرڈ سینیٹر جاوید جبار کو کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات پر تفصیلی پریزنٹیشن دینے کے لئے مدعو کیا۔ وزیر اطلاعات، وزارت کے سیکریٹری اور دوسرے اعلیٰ افسران، سپریم کورٹ میں درخواست دائر کرنے والے حضرات، جناب حامد میر اور جناب ابصار عالم حیدر، تجزیہ کار اور ٹی وی اینکر معید پیرزادہ اور کچھ دوسرے لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور وہ اجلاس میں زیادہ تر وقت موجود رہے۔

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی نے بعد میں 30 اپریل کے اجلاس میں کمیشن کی سفارشات پر عملدرآمد کے سلسلے میں پہلا تاریخی اقدام کیا اور میڈیا قوانین پر نظرثانی کے لئے ایک ٹاسک فورس قائم کر دی جیسا کہ کمیشن نے سفارش کی تھی۔ ٹاسک فورس کے قانونی ماہرین اور سوشل میڈیا کے ماہرین کے نام کمیٹی کے پریس ریلیز میں شائع کیے گئے ہیں۔ ٹاسک فورس سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی جائزہ رپورٹ اور تجاویز چھ ماہ کے اندر، یعنی نومبر 2014 تک، پیش کرے۔

ٹاسک فورس میڈیا سے متعلق 72 قوانین کا (براہ راست یا بالواسطہ) جائزہ لے گی جن میں وفاقی قوانین بھی ہیں اور صوبائی بھی۔

رپورٹ کا یہ دوسرا توسیع شدہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن کی ایک غیر ارادی غلطی، یعنی دو سینئر صحافیوں حامد میر اور ابصار عالم حیدر کی طرف سے 2012 میں سپریم کورٹ میں دائر کی گئی پٹیشن کا متن شامل نہ کرنے، کی تصحیح کرتا ہے۔ ان کی پٹیشن میں عدالت سے حکومت کی وزارتوں کے خفیہ فنڈز کی موجودگی اور اس کے غلط استعمال اور بعض صحافیوں کو اس خفیہ فنڈ سے ادائیگیوں کے غیر مصدقہ الزامات کا نوٹس لینے کی درخواست کی گئی ہے۔ جب 15 جنوری 2013 کو سپریم کورٹ نے میڈیا کمیشن کے قیام کا فیصلہ کیا تو اس نے اس پٹیشن کو میڈیا سے متعلق متعدد دوسری پٹیشنز کے ساتھ اکٹھا کر دیا تھا۔

30 اپریل 2014 کو منعقد ہونے والے اجلاس کی رپورٹ اس نئے ایڈیشن میں شامل ہے۔

جہاں سپریم کورٹ نے ان دو سینئر صحافیوں کی طرف سے دائر کی گئی پٹیشن پر الگ سے فیصلہ دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ بعض وزارتوں کو حاصل خفیہ فنڈز کو ختم کیا جائے، عدالت کی طرف سے میڈیا کمیشن کو جو نو شرائط وضوابط دیے گئے ان میں خصوصی طور پر خفیہ فنڈز کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بہرحال مزید سیاق وسباق کی خاطر اس پٹیشن کا متن بھی پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد سامنے آنے والی دوسری متعلقہ پیش رفت (جن کا ذکر گزشتہ سطور میں کیا گیا ہے) کے متن کے ساتھ اس دوسرے ایڈیشن میں پیش کیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں آزاد نجی ملکیت کے الیکٹرانک میڈیا کے تصور کے تاریخی ارتقاء اور اس کے متعارف کرانے کی طلب کا پتہ لگانے کے بارے میں کئی اطراف سے اظہار دلچسپی کیا گیا۔ اس لئے اس نئے ایڈیشن کے آخری ضمیمے میں آئین کے آرٹیکل 184 شق (3) کے تحت دائر کی گئی پٹیشن، جو ریٹائرڈ سینیٹر جاوید جبار نے تیار کی اور سابق وزیر ڈاکٹر مبشر حسن اس میں شریک درخواست گزار بنے اور جس کی اولین سماعت اس وقت کے چیف جسٹس نے مئی 1996 میں کی اور تین سماعتوں کے بعد اسی سال اکتوبر میں باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کی۔ جیسا کہ جسٹس سید سجاد علی شاہ نے، جو اس پٹیشن کی سماعت کرنے والے بنچ کے سربراہ تھے، کہا، اس درخواست میں پہلی مرتبہ ایسے مسائل اٹھائے گئے تھے جن پر عدالت غور کر سکتی تھی۔ ان نکات میں یہ بھی شامل تھا کہ پاکستان کی ریڈیائی لہروں کی حدود کو زمین، معدنی وسائل، پانی وغیرہ کی طرح قومی وسائل میں سے ایک قرار دینے کی ضرورت ہے اور ضابطہ کاری کے ایک ایسے نظام کی تشکیل کو یقینی بنانے کی بھی ضرورت ہے جو نجی ملکیت کے ریڈیو اور ٹی وی چینلز کی موجودگی کے لئے شفاف طریق کار کو استعمال میں لائے۔

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ کا پاکستان آفس ان تمام افراد اور تنظیموں کا شکر گزار ہے جنہوں نے پہلے ایڈیشن کی تقریب افتتاح میں مدد کی:

1۔ سوسائٹی فار آلٹرنیٹو میڈیا اینڈ ریسرچ (SAMAR) کا 26 مارچ 2014 کو قومی سطح پر تقریب افتتاح کے لئے

2۔ کراچی میں 29 اپریل 2014 کو تقریب افتتاح کے لئے پیس نیش اور ٹی ٹو ایف کا

3۔ کوئٹہ میں 6 مئی 2014 کو تقریب افتتاح کے لئے سنٹر فار پیس اینڈ ڈویلپمنٹ کا

4۔ لاہور میں 29 مئی 2014 کو تقریب افتتاح کے لئے ایس پی او کا

5۔ پشاور میں 4 جون 2014 کو تقریب افتتاح کے لئے پشاور یونیورسٹی کے شعبہ صحافت اور میڈیا ہاؤس اسلام آباد کا

ہمیں بے حد خوشی ہے کہ ہم ایک مرتبہ پھر خدمت عامہ کے لئے یہ کتاب (اضافہ شدہ دوسرے ایڈیشن کی شکل میں) اپنے قارئین کے لئے شائع کر رہے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ پاکستان میں میڈیا کے شعبے میں ترقی پسندانہ تبدیلی کے لئے اس میں دی گئی سفارشات پر جلد عملدرآمد ہوگا۔

فلپ کوپرٹ

ریزیڈنٹ ڈائریکٹر، پاکستان

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ

اسلام آباد

اکتوبر 2014

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ

فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ سماجی جمہوریت پر یقین رکھنے والی ایک بلامنافع جرمن تنظیم ہے۔اس کا قیام 1925 میں جرمنی کے جمہوری طریقے سے منتخب پہلے صدر فریڈرک ایبرٹ کی میراث کے طور پر عمل میں لایا گیا۔ایف ای ایس آج تک جرمنی میں اور بیرونی ممالک میں ان کے سیاسی عمل کے ذریعے آزادی، یکجہتی، اور سماجی انصاف کے فروغ کے مشن کی پیروی کرتی ہے۔

اس وقت دنیا بھر میں ایف ای ایس کے دفاتر 100 سے زائد ممالک میں قائم ہیں جن میں 15 ایشیاء میں ہیں۔

پاکستان میں ایف ای ایس 1980 کی دہائی سے مقامی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے۔اس کے پروگراموں کا مقصد جمہوری اداروں کو قومی سے مقامی سطح تک مضبوط بنانا؛ نوجوانوں کی سیاست میں شمولیت کو بڑھانا؛ عورتوں کو زیادہ بااختیار بنانا اور اصناف کے درمیان برابری کو فروغ دینا؛ آزاد اور پیشہ ورانہ اقدار کے حامل میڈیا کا فروغ؛ رسمی اور غیر رسمی معیشت میں سماجی انصاف کی حمایت؛ اور امن اور ترقی کے علاقائی تعاون میں اضافہ ہے۔

www.fes-pakistan.org

سٹیزنز ا نیشیٹو آن میڈیا ایشوز (CIMI)

میڈیا کے مسائل پر شہریوں کی پہل کاری ایک غیر رسمی نیٹ ورک ہے جس کا آغاز اگست 2013 میں کیا گیا۔ یہ سٹیزنز میڈیا کمیشن آف پاکستان کی جانشین تنظیم کے طور پر قائم کی گئی جو 1997 میں قائم ہوا تھا اور 2004 تک ایڈووکیسی کے ادارے کے طور پر فعال رہا۔ ان دونوں تنظیموں کے مشترکہ مقاصد سرکاری اور نجی میڈیا بشمول اشتہارات، کی پالیسیوں اور کارکردگی میں آزادی اور مفادِ عامہ کے پہلوکو اُجاگر کرنا اور اصلاح اور جدت کے لئے واضح تجاویز تیار کرنا ہیں۔ سی ایم سی پی کی آزادی اور اس کے ساتھ ساتھ آزادی کے استعمال میں ذمہ داری کے لئے معاشرے کے مختلف طبقات کو یکجا کر کے اتفاق رائے قائم کرنے کی کاوشوں کی کامیابی کے زیر اثر سی آئی ایم آئی کا مقصد میڈیا کی بڑھتی ہوئی کمرشلائزیشن کے مقابلے میں ایک پائیدار جوابی بیانیہ پیش کرنا ہے۔ سی آئی ایم آئی حقیقی مفادِ عامہ کے الیکٹرانک میڈیا چینلز کی حمایت کرتی ہے اور انٹرنیٹ کے ذریعے کام کرنے والے ایک نظام کے ذریعے قومی سطح کے میڈیا کی مانیٹرنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سی آئی ایم آئی نے ایف ای ایس اور سمرکی پاکستان بھر میں اگست سے اکتوبر 2013 کے دوران آٹھ راؤنڈ ٹیبلز منعقد کرنے میں مدد کی جو میڈیا کمیشن کی رپورٹ کا جائزہ لینے کے لئے منعقد کی گئی تھیں۔ ان کی تفصیلی رپورٹ دسمبر 2014 تک پیش کی جائے گی۔

استفسارات کے لئے درج ذیل ای میل پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:

jj@javedjabbar.com

سوسائٹی فار آلٹرنیٹو میڈیا اینڈ ریسرچ (SAMAR)

میڈیا کا کام شہریوں کو معیاری معلومات اور وسیع النوع خیالات اور انداز فکر فراہم کرنا، مباحث میں لوگوں کی شمولیت اور باخبر شہریت کو فروغ دینا ہے۔ لیکن آج کل کی ان مقبول اصطلاحات، یکجا ہونا، مسابقت، ضوابط میں کمی، صارف کی پسند، کے پیچھے حقیقت یہ ہے کہ میڈیا کا جو نظام آج موجود ہے اس میں چند ایک مالکان زیادہ سے زیادہ میڈیا ذرائع پر کنٹرول رکھتے ہیں اور یہ میڈیا عوامی خدمت کی اخلاقیات کی بجائے مارکیٹ اور تجارتی دباؤ سے زیادہ سے زیادہ متاثر ہے۔

سوسائٹی فار آلٹرنیٹو میڈیا اینڈ ریسرچ (SAMAR) اسلام آباد میں قائم ایک غیر سرکاری ادارہ ہے۔ یہ ادارہ تمام عوام، گروہوں اور سماجی طبقات کو کسی سیاسی، سماجی اور مالیاتی حیثیت کے امتیاز کے بغیر اپنے خیالات کے اظہار کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہے تاکہ ایک شمولیتی اور نمائندہ جمہوریت اور ریاست تشکیل پا سکے۔ اس مقصد کے لئے سمر ان خبروں اور تجزیوں کے مواد کو مانیٹر کرتا ہے جو میڈیا کے ذریعے شائع ہوتے ہیں یا نشر کیے جاتے ہیں اور اس پر پہلے ''میڈیا مانیٹر اور اب ''میڈیا ریویو' کے عنوان سے ایک سہ ماہی جریدہ جاری کرتا ہے۔ اس کوشش کا مقصد مختلف طرح کے نقطہ نظر اور خیالات کے لئے گنجائش پیدا کرنا ہے۔

www.alternativemedia.org.pk

جسٹس (ریٹائرڈ) ناصر اسلم زاھد ، چیئرمین ، میڈیا کمیشن

عزت مآب جسٹس (ر) ناصر اسلم زاہد جو 3 فروری 1935 کو برصغیر میں پیدا ہوئے، بیرسٹر ہیں اور پاکستانی عدلیہ کا ایک قابلِ احترام نام ہیں۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے پہلے گورنر جناب زاہد حسین کے صاحبزادے ناصر اسلم زاہد سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس رہے اور اس کے بعد فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان کی عزت اور احترام میں مزید اضافہ ہو گیا جب 2000 میں انہوں نے جنرل پرویز مشرف کے عبوری آئینی آرڈیننس (پی سی او) کے تحت اپنے عہدے کا حلف اٹھانے سے انکار کرتے ہوئے سپریم کورٹ سے استعفیٰ دے دیا۔

وہ انسانی حقوق اور قانون کی تعلیم کے امور میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنا زیادہ تر وقت خواتین کے قانونی مسائل نمٹانے میں گزارتے ہیں۔ اکتوبر 2000 سے وہ ہمدرد یونیورسٹی کراچی کی مطالعہ قانونی امور کی فیکلٹی کے ڈین اور ہمدرد اسکول آف لاء کے سربراہ کے عہدے پر فائز ہیں اور آج کل کراچی میں عورتوں کی خصوصی جیل میں قید خواتین کو قانونی امداد فراہم کرنے کے پراجیکٹ کے سربراہ ہیں۔

سینیٹر (ریٹائرڈ) جاوید جبار، رکن ،میڈیا کمیشن

لکھنے لکھانے، فلم سازی، ماحولیات، رضا کارانہ خدمات، قومی اور بین الاقوامی امور میں دلچسپی رکھنے کے ساتھ ساتھ میڈیا کے تمام پہلوؤں سے گہرا تعلق رکھتے ہیں جن میں ایڈورٹائزنگ، میڈیا کے لئے لکھنا اور مواد تیار کرنا، تحقیق، تجزیہ، ایڈووکیسی اور پالیسی کی تشکیل شامل ہیں۔ وہ تین مرتبہ وفاقی کابینہ کے رکن رہ چکے ہیں جن میں اطلاعات ونشریات اور میڈیا کی ترقی کی وزارت (دو مرتبہ) سنبھالی اور اس کے علاوہ وزیر برائے سائنس وٹیکنالوجی، قومی امور اور پٹرولیم اور قدرتی وسائل بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں پہلی مرتبہ نجی ریڈیو اور ٹی وی چینلز کے لئے قانون کا مسودہ تیار کیا اور اطلاعات تک رسائی کی آزادی کے لئے بھی مسودۂ قانون تیار کیا۔

جاوید جبار کی 14 کتابیں پاکستان اور بیرونِ ملک شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے متعدد میڈیا اور مواصلات کے موضوعات پر ہیں۔ انہیں دو مرتبہ 2009 اور 2011 میں سپریم کورٹ کی جانب سے ٹی وی چینلز کے مالکان، پی ٹی وی، پیمرا، کیبل آپریٹرز کے درمیان تنازعات کے حل کے لئے ثالث مقرر کیا گیا اور انہوں نے تنازعات کے حل میں مدد دی۔ وہ جے میڈیا کے چیئرمین ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آئی بی اے کراچی کے اردشیر کاؤس جی سینٹر فار رائٹنگ کے چیئرمین بھی ہیں۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے
مقرر کردہ
میڈیا کمیشن کی
رپورٹ
اور
سفارشات
جنوری – جون 2013

جسٹس (ریٹائرڈ) ناصر اسلم زاہد
چیئرمین

سینیٹر (ریٹائرڈ) جاوید جبار
رکن

میڈیا کمیشن

کیمپ آفس، لیگل ایڈ آفس

سپینش ہومز اپارٹمنٹس A/13, بلاک 1، ڈی ایچ اے فیز 1، کراچی

رجسٹرار — 21 مارچ، 2013

سپریم کورٹ آف پاکستان

اسلام آباد

عنوان: میڈیا کمیشن کی شرائط وضوابط کی شق ایف پر رپورٹ

محترم رجسٹرار

السلام وعلیکم!

ہم یہ مراسلہ 15 جنوری 2013 کے عدالتی حکم کے مطابق سپریم کورٹ کی توجہ کے لئے میڈیا کمیشن کی شرائط وضوابط کی شق ایف پر رپورٹ کے ساتھ تحریر کر رہے ہیں۔

چونکہ 11 مئی 2013 کو انتخابات منعقد کروانے کا اعلان ہو چکا ہے اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ عدالت کی توجہ اس کی جانب فوری طور پر دلائیں اور کمیشن کی مندرجہ ذیل درخواست عدالت تک پہنچادیں:

(i) عدالت اگر چاہے تو 26/25 مارچ 2013 تک یہ مکمل رپورٹ یا اس کا کچھ حصہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو میڈیا کمیشن کی سفارشات پر غور اور ان پر عملدرآمد کے لئے ارسال کر دے۔

(ii) عدالت اگر چاہے تو اس رپورٹ کا مکمل متن عوام کی دسترس میں لانے کے لئے عدالت کی ویب سائٹ پر جاری کر سکتی ہے اور اسے میڈیا کو جاری کرنے کا اہتمام کر سکتی ہے تا کہ شہری میڈیا کمیشن کے مشاہدات اور سفارشات سے آگاہ ہو سکیں۔

(iii) رپورٹ میں بتائی گئی وجوہات کی بناء پر کمیشن درخواست کرتا ہے کہ مکمل رپورٹ (شرائط وضوابط کی شق 8 کے باقی حصے) جمع کرانے کی آخری تاریخ میں توسیع کر کے یہ تاریخ 31 مارچ 2013 سے بڑھا کر 31 مئی 2013 کر دی جائے۔

آپ کی توجہ کا شکریہ۔

سینیٹر (ریٹائرڈ) جاوید جبار — جسٹس (ریٹائرڈ) ناصر اسلم زاہد

رکن — چیئرمین

(رپورٹ منسلک ہے)

تعارف

1۔ سپریم کورٹ کے ایک بنچ نے، جو جسٹس جواد ایس خواجہ اور جسٹس خلجی عارف حسین پر مشتمل تھا، 15 جنوری 2013 کو آئینی پٹیشن نمبر 105/2012 اور CMAs-3795، ایچ آرسی نمبر 23957-5/2012 اور Const. P. 53/2012 اور آئینی پٹیشن نمبر 104/2012 اور CMA 3464/12 اور آئینی پٹیشن نمبر 117/112 پر غوروخوص کر کے ایک حکم جاری کیا (ضمیمہ "A") جس کے تحت معزز عدالت نے متعدد درخواستوں میں اٹھائے گئے امور کا نونکاتی شرائط وضوابط (ضمیمہ "B") کے ذریعے مطالعاتی جائزہ لینے کی غرض سے ایک کمیشن تشکیل دیا۔

2۔ کمیشن چیئرمین جسٹس (ر) ناصر اسلم زاہد اور رکن سینیٹر (ر) جاوید جبار پر مشتمل ہے۔

3۔ حکم کا تحریری متن اور دیگر متعلقہ دستاویزات **21 جنوری 2013** کو چیئرمین اور رکن کمیشن کو موصول ہونے کے فوراً بعد کمیشن نے غیر رسمی بحث ومباحثہ شروع کر دیا تا کہ کمیشن کے کاموں کے لئے مطلوب ضروری عناصر کی نشاندہی کی جا سکے جن میں ترتیبِ اوقات، انتظامات، عملہ اور مالی ضروریات شامل تھیں۔

4۔ کمیشن کے چیئرمین اور رکن نے، شروع میں ہی فیصلہ کر لیا کہ وہ اعزازی حیثیت میں یہ کام کریں گے یعنی کوئی مشاہرہ نہیں لیں گے۔ صرف چیئرمین اور رکن کے ہوائی سفر کے اخراجات، کراچی سے باہر ہوٹل میں رہائش، کراچی میں اور اگر کسی اور شہر میں بھی جب ضرورت ہو تو ٹرانسپورٹ کے انتظام کے اخراجات انہیں واپس ادا کیے جائیں گے۔

5۔ مختلف آپشنز پر غور کرنے کے بعد کمیشن نے فیصلہ کیا کہ حکومت پاکستان کے سابق وفاقی سیکریٹری سلیم گل شیخ کو، جن کی رہائش مستقل طور پر اسلام آباد میں ہے، کمیشن کے سیکریٹری کی خدمات سرانجام دینے کی دعوت دی جائے۔ کمیشن کی دعوت قبول کرتے ہوئے جناب سلیم گل شیخ نے بھی اصرار کیا کہ وہ اپنی خدمات اعزازی حیثیت میں بغیر کسی معاوضے کے فراہم کریں گے۔

6۔ کمیشن کے چیئرمین، رکن اور سیکریٹری نے فیصلہ کیا کہ وہ اس اعزازی کام کو سب سے زیادہ ترجیح دیں گے۔ انہوں نے اپنی نجی اور پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے اوقات تبدیل کر دیئے تا کہ عوامی خدمت کا یہ کام وقت پر مکمل کیا جا سکے۔

7۔ کمیشن نے **22 جنوری 2013** کو معزز عدالت سے درخواست کی کہ اس کام کو کرنے کے لئے مطلوبہ فنڈز کا انتظام کرے/ان کے جاری کرنے کی منظوری دے۔

8۔ اس فنڈ کے ملنے سے قبل ہی کمیشن کے چیئرمین، رکن اور سیکریٹری نے ابتدائی ضروری اقدامات، مثلاً مناسب دفتر کی تلاش، عملہ، کار، ہوائی جہاز کے سفر کے لئے ٹکٹوں کی خریداری اور ہوٹل میں رہائش کے اخراجات وغیرہ، شروع کرنے کے لئے اپنے نجی وسائل استعمال کیے۔

9۔ کمیشن کے چیئرمین جو لیگل ایڈ کراچی کے اعزازی چیئرمین بھی ہیں، نے لیگل ایڈ کراچی کے وسائل مہیا کیے اور یہی وہ ٹھکانہ بنا جس کی اشد ضرورت تھی اور جہاں پر چیئرمین، رکن اور سیکریٹری نے کام شروع کیا اور دفتر کی سہولیات اور کمپیوٹر

وغیرہ استعمال کئے۔ کمیشن کے رکن نے ایک سول سوسائٹی تنظیم، جس کے وہ شریک بانی بھی ہیں، یعنی ایس پی او، کی خدمات کراچی، اسلام آباد، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں رابطہ کاری اور تیاری کے لئے مہیا کیں۔

10۔ سندھ ہائی کورٹ کے قائم مقام رجسٹرار سے ملاقات اور سپریم کورٹ کی کراچی رجسٹری سے رابطہ کے بعد یہ واضح ہوگیا کہ اس کمیشن کے دفتر کے لئے ان دونوں جگہوں پر مناسب دفتر میسر نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد اندازہ ہوا کہ قصرِ ناز، فیڈرل لاج جو کراچی میں کلب روڈ پر واقع ہے، کے تین چار کمرے حاصل کرنا ہی سب سے کم خرچ اور مناسب آپشن ہوگا۔ عدالت کے تعاون سے وزارتِ ہاؤسنگ اینڈ ورکس اسلام آباد کے ذریعے یہ کمرے کرائے پر حاصل کئے گئے ہیں۔ کمیشن نے ان کمروں کا قبضہ **22 فروری 2013** سے لیا۔ اس سے قبل کمیشن لیگل ایڈ کراچی کے دفتر سے چیئرمین، رکن اور سیکریٹری کے ذاتی وسائل سے کام کر رہا تھا۔

11۔ معزز عدالت کی طرف سے وزارتِ اطلاعات ونشریات، حکومتِ پاکستان کو ہدایت کے نتیجے میں کمیشن کو 20 لاکھ روپے کا چیک **14 فروری 2013** کو ملا۔

12۔ کمیشن کے کاموں میں مدد کے لئے دفتری عملے کی بھرتی کے اشتہارات بغیر کسی خرچ کے انٹرنیٹ پر دستیاب ایمپلائمنٹ ایکسچینج سروس، جسے OLX کے نام سے جانا جاتا ہے، کے ذریعے دیئے گئے۔ اس طرح دو ریسرچ کنسلٹنٹ کا انتخاب کیا گیا۔

13۔ مندرجہ ذیل افراد کی خدمات عارضی کنٹریکٹ/ روزانہ پیشہ ورانہ فیس کی بنیاد پر کمیشن کے کاموں کے لئے حاصل کی گئیں:-

(i) معین احمد، آفس سیکریٹری/سٹینوگرافر کی خدمات 6 فروری 2013 سے حاصل کی گئیں۔

(ii) سہیل شہزاد بھٹی، اسٹینوگرافر کی خدمات 9 مارچ 2013 سے حاصل کی گئیں۔

جزوقتی

(iii) عافیہ سلام، ریسرچ اسسٹنٹ کی خدمات 4 مارچ 2013 سے حاصل کی گئیں۔

(iv) کوکب جہاں، ایسوسی ایٹ ریسرچ کنسلٹنٹ کی خدمات 11 مارچ 2013 سے حاصل کی گئیں۔

14۔ دفتر کی جگہ اور کم سے کم ضروریات مکمل ہونے کا انتظار کئے بغیر ہی کمیشن نے **7 فروری 2013** سے کراچی میں متعلقہ افراد اور تنظیموں سے ملاقاتیں کرنا شروع کردیں۔ کسی سرکاری یا تجارتی ادارے پر انحصار سے بچنے کے لئے کمیشن نے فیصلہ کیا کہ ان ملاقاتوں کے لئے مختلف شہروں میں معقول حد تک کم خرچ والے تین اور چار سٹار ہوٹلوں کو استعمال کیا جائے۔

15۔ ہوائی سفر کے لئے کمیشن اور سیکریٹری نے اکانومی یا اکانومی پلس کلاس میں سفر کیا۔

16۔ کمیشن نے 7فروری 2013 سے لے کر 18مارچ 2013 تک کراچی، اسلام آباد، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں سرکاری اور نجی اداروں سے منسلک افراد اور سول سوسائٹی کے اراکان سے شرائط وضوابط کے بارے میں ان کی آراء معلوم کرنے کے لئے ملاقاتیں کیں۔(ان کے نام اور تاریخ ضمیمہ C میں درج ہیں)۔

کراچی میں ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی، ہڑتالوں اور شہر بند کرنے کے واقعات کی وجہ سے بار بار تسلسل ٹوٹنے کے باوجود کمیشن نے کام جاری رکھا اور اپنی ترتیب اوقات کی ہر ممکن حد تک پابندی کی کوشش کی۔

17۔ کمیشن کی شرائط وضوابط پر شہریوں کو اپنی قیمتی آراء شامل کرنے کا موقع دینے کے لئے کمیشن نے 19فروری 2013 کو پاکستان بھر میں اردو، انگریزی اور سندھی زبانوں کے اہم اخبارات میں چوتھائی صفحے کا اشتہار دیا۔اشتہار میں شرائط وضوابط کا متن دیا گیا اور ای میل پتہ اور پی او بکس نمبر شائع کیے گئے جس پر شہری اور شہریوں کی تنظیمیں اپنی آراء کمیشن کو بھیج سکتی تھیں۔

18۔ کمیشن نے فیصلہ کیا کہ اپنے اجلاسوں کی مقررہ تاریخوں کی پہلے سے تشہیر نہ کروائی جائے اور اس نے میڈیا میں ان اجلاسوں کے متعلق اعلان نہیں کیا تا کہ توجہ بٹائے بغیر کام کے جاری رہنے کو یقینی بنایا جا سکے۔

19۔ کمیشن جن لوگوں سے ملا ان کو اس بات کی یقین دہانی کروائی گئی کہ اگر وہ چاہتے ہیں تو ان کے بیانات اور آراء مخفی رکھی جائیں گی۔اس یقین دہانی کی وجہ سے افراد اور اداروں نے پورے اعتماد کے ساتھ اپنی آراء پیش کیں اور ڈیٹا مہیا کیا۔

21مارچ2013

میڈیا کمیشن کی سپریم کورٹ کو شرائط و ضوابط کی شق ایف پر دی گئی رپورٹ کا متن

1۔ شق ایف: "میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرنا اور آئندہ ہونے والے انتخابات میں میڈیا کی غیر جانبداری اور آزادی کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات تجویز کرنا"۔

2۔ تعارف: جس میں پس منظر کی معلومات، کمیشن کے کام کو باقاعدہ طور پر شروع کرنے کیلئے تیاری کا عمل وغیرہ شامل تھے۔

3۔ کمیشن کے کام کے لئے اختیار کئے گئے طریقے۔

4۔ رپورٹ کی دو حصوں میں تیاری اور سپریم کورٹ میں اسے دو حصوں میں پیش کرنے کی وجوہات۔

5۔ نیوز میڈیا کے عمومی مواد کی اقسام۔

6۔ کراچی، اسلام آباد، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں 165 افراد اور 80 اداروں کے انٹرویوز کی بنیاد پر شق ایف کے بارے میں کمیشن کے مشاہدات۔

7۔ سپریم کورٹ کے غور وخوص کے لئے کمیشن کی سفارشات تاکہ شق ایف میں دیئے گئے مقصد یعنی "............آئندہ انتخابات کے لئے غیر جانبدارانہ اور آزاد میڈیا کو یقینی بنانا" کو پورا کیا جاسکے۔

8۔ میڈیا کمیشن کی جانب سے سفارشات کا خلاصہ

ضمیمے

(a) سپریم کورٹ کے 15 جنوری 2013 کے حکم میں دی گئی شرائط وضوابط کی 9 شقیں (اس رپورٹ کے صفحہ 9 پر نقل کی گئی ہیں)

(b) کمیشن کے ساتھ ملاقات کرنے والے افراد اور اداروں کے نام، عہدے، تاریخیں اور مقام۔

(c) ضابطۂ اخلاق و کار جنہیں باقاعدہ طور پر مندرجہ ذیل نے اختیار کیا/اعلان کیا:

1۔ آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی (اے پی این ایس)

2۔ کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹرز (سی پی این ای)

3۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے)

4۔ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن (پی ٹی سی)

5۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (پی بی سی)

6۔ پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا)

7۔ پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن (پی بی اے)

8۔ پریس کونسل آف پاکستان (پی سی پی)

9۔ پاکستان کولیشن فار ایتھیکل جرنلزم (پی سی ای جے)

10۔ پاکستان ایڈورٹائزز سوسائٹی (پی اے ایس)

11۔ ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان (اے اے پی)

12۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی)

13۔ بین الاقوامی ضابطہ اخلاق/ رہنماء اصول کے متعلقہ نکات۔

میڈیا کمیشن کی شرائط و ضوابط(ٹرم آف ریفرنس)

15 جنوری 2013

A۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی آزادی کو یقینی بنانے میں وزارتِ اطلاعات ونشریات اور دیگر حکومتی اداروں کے کردار پر غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ کمیشن کے سامنے جو معلومات اور مواد پیش کیا گیا ہے کیا وہ آئین کے آرٹیکل 19 کے مطابق وزارت کے کام جاری رکھنے کا جواز پیش کرتا ہے۔

B۔ اس بات کا تجزیہ کرنا کہ پیمرا آرڈیننس کے تحت پیمرا کس حد تک آزادانہ طور پر اپنے ترقیاتی مینڈیٹ اور ضابطہ کاری کے کردار کو پورا کرنے میں کامیاب رہا ہے۔

C۔ یہ متعین کرنا کہ سرکاری ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی نشریات کے ذریعے حکومت اور اس کے اداروں کو میڈیا میں اہم کردار حاصل کرنا آئین کے آرٹیکل 19 میں دیئے گئے بنیادی حقوق سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں آگے بڑھتا ہے یا نہیں۔

D۔ یہ معلوم کرنا کہ پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی، جنہیں اربوں روپے کے سرکاری فنڈز دیئے جاتے ہیں، کے پاس آزاد انتظامیہ اور شفاف پالیسیاں موجود ہیں یا نہیں جو ایسی غیر جانبداری، انصاف اور برابری کو فروغ دیں جس کی توقع سرکاری فنڈ سے چلنے والے ادارے سے کی جاتی ہے اور یہ متعین کرنا کہ کیا سرکاری فنڈ سے چلنے والے اداروں کے غیر متوازن اور جانبدارانہ اطلاعات نشر کرنے کے خلاف روک تھام کا مناسب انتظام موجود ہے۔

E۔ یہ غور کرنا کہ میڈیا کے نشری مواد کو ضوابط کا پابند کرنے کی بجائے ، بین الاقوامی معیارات اور بہترین رائج اصولوں کی روشنی میں میڈیا کو خود اپنے لئے ضابطہ اخلاق اختیار کرنے کی اجازت دینا کتنا فائدہ مند ہوگا۔

F۔ میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرنا اور ایسے اقدامات تجویز کرنا جن سے آئندہ ہونے والے انتخابات کے لئے غیر جانبدار آزاد میڈیا کو یقینی بنایا جاسکے۔

G۔ اس بات کی تحقیق کرنا کہ مختلف میڈیا ہاؤسز کو براہِ راست یا اشتہاروں کے بہانے جو رقم دی جاتی ہے کیا اس کے لئے حکومت اور اس کے اہلکار شفاف طریقے سے، باضابطہ منظوری کے بعد، اشتہارات دینے کی حکومتی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں یا اشتہارات چھاپنے کی جگہ خریدنے کے لئے سرکاری رقم خرچ کرنے کا فیصلہ اپنی من مانی سے بغیر کسی معروضی اصول کے یا پھر کسی خاص چینل، صحافی یا میڈیا ہاؤس پر عنایات کے لئے کیا جاتا ہے۔

H۔ حکومت کی طرف سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو اشتہارات دینے کے بارے میں ایک واحد، شفاف، غیر جانبدار، تعصب سے پاک پالیسی کی تجویز دینا۔

I۔ کیا ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا ہاؤسز کو اشتہارات دینے کے لئے وفاقی وصوبائی حکومتیں، خودمختار یا نیم خودمختار ادارے، حکومتی کارپوریشنز PPRA کے قوائد وضوابط اور شفاف طریقوں پر عمل کرتے ہیں، اگر نہیں تو ایسے طریقے تجویز کرنا کہ جو شفاف اور انصاف پر مبنی ہوں جس سے اعلیٰ ترین اقدار اور معلومات کی منصفانہ فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔

قواعد و ضوابط کی شق نمبر ایف

(عدالت کے حکم کے مطابق)

"میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرنا اور ایسے اقدامات تجویز کرنا جن سے آئندہ ہونے والے انتخابات کے لئے غیر جانبدار آزاد میڈیا کو یقینی بنایا جاسکے۔"

میڈیا سے متعلق کرپشن کے عمومی الزامات جو کمیشن نے اکٹھے کئے:

1۔ صحافی اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد کو رشوت، ترغیبات، مراعات وغیرہ دی جانا تاکہ نمایاں اور سازگار کوریج مل سکے یا دوسروں کے خلاف جھوٹی اور بدنام کرنے والی خبریں لگوائی جاسکیں۔

2۔ حکومت کے زیر اختیار اشتہارات کی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو تقسیم میں امتیازی سلوک اور ناجائز تقسیم۔

3۔ سرکاری افسران کا براہِ راست رقم کی صورت میں یا اشیاء کی صورت میں یا پھر اپنی پسندیدہ ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کو اشتہارات کا ٹھیکہ دلوا کر اس میں کک بیکس کی شکل میں ناجائز مالی فائدے حاصل کرنا یا ان کو فائدے دیے جانا۔

4۔ مختلف طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے ایڈورٹائزنگ ایجنسی یا میڈیا کا غیر منصفانہ انتخاب یا تقرری۔

5۔ میڈیا مالکان کے میڈیا سے تعلق نہ رکھنے والے تجارتی مفادات (مثال کے طور پر کسی دیگر تجارتی کمپنی کی ملکیت) جس سے نیوز میڈیا میں خبروں کا مواد اور لہجہ متاثر ہوسکتا ہو۔

6۔ مختلف میڈیا ذرائع کی بیک وقت ملکیت کی وجہ سے کرپشن۔

7۔ میڈیا سے تعلق رکھنے والی دیگر کرپشن کی اقسام مثلاً سرکاری میڈیا کو ذاتی یا ادارے کے ناجائز فائدے کے لئے استعمال کرنا۔

نوٹ: اوپر دیئے گئے سات الزامات کے بارے کمیشن کی رائے رپورٹ کے دوسرے حصے میں دی جائے گی اور اس حصہ اوّل میں نہیں دی جائے گی۔

2013 میں ہونے والے انتخابات کے حوالے سے میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات پر کمیشن کی معروضات:

1۔ یہ کہ خاص طور پر 2012 کی آخری سہ ماہی میں اور باقاعدہ انتخاب کے مرحلے تک میڈیا میں وفاقی اور چاروں صوبائی حکومتوں کی جانب سے مختلف منصوبوں کے اشتہارات میں نمایاں اضافہ ہوا ہے جس سے کسی ایک یا زائد سیاسی پارٹیوں اور شخصیتوں کے حق میں عوامی رائے کو متاثر کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ: سپریم کورٹ نے پہلے ہی 2012 میں نوٹس لے کر حکومت کی طرف سے پروگراموں اور پراجیکٹس کے مزید ایسے اشتہارات کے شائع کرنے اور نشر کرنے پر پابندی عائد کردی ہے جن میں عوامی عہدوں پر فائز افراد کی تصاویر اور نام دیئے جاتے ہیں۔

2۔ یہ کہ بعض سیاسی پارٹیوں اور ان کے قائدین نے اپنے امیر حامیوں کے ذریعے الیکشن کی سرگرمیاں شروع ہونے سے قبل ہی کچھ ٹی وی چینلوں کے اوقات مختصر مدت کے لئے یا جز وقتی بنیادوں پر، مثلاً تقریباً تین ماہ کے لئے یا ہر روز پرائم ٹائم کے تقریباً تین گھنٹے، خرید لئے ہیں تا کہ پروگراموں کے مواد کا جھکاؤ غیر محسوس طریقے سے اپنے حق میں کرلیا جائے۔

3۔ اسی طرح سے متوقع امیدواروں اور سیاسی جماعتوں نے کچھ ٹی وی چینلوں کے اینکروں، پروڈیوسروں، نیوز ڈائریکٹروں کو رشوت یا مختلف ترغیبات دی ہیں کہ وہ ایسے تبصرے کریں یا ایسا مواد پیش کریں جس سے ان کے انتخاب جیتنے کے امکانات بڑھیں۔

4۔ یہ کہ کچھ صحافیوں، مالکان، ایڈیٹروں اور براڈ کاسٹروں کو بھی خاص لیڈروں اور پارٹیوں کی حمایت کے لئے مالی فوائد مہیا کئے گئے ہیں۔

5۔ یہ کہ وفاقی حکومت اور اس کے ماتحت اداروں کے اشتہاری مہموں کے بجٹ اور اسی طرح چاروں صوبائی حکومتوں اور ان کے ماتحت اداروں کے بجٹ میں 2008 سے لے کر 2013 تک جان بوجھ کر کرپشن کے مقصد کے لئے اور انتخابات 2013 کے موقع پر استعمال کے لئے اضافہ کیا گیا۔

6۔ یہ کہ بعض نجی کمپنیاں میڈیا میں اشتہارات کے لئے بڑی رقم خرچ کرتی ہیں تا کہ میڈیا کی اپنے خلاف خبریں نشر کرنے کے سلسلے میں حوصلہ شکنی کریں/ انہیں روکیں/ ان پر اثر انداز ہوں۔

7۔ یہ کہ زیادہ تر میڈیا، پرنٹ اورنشریاتی، ایسی تحقیقاتی رپورٹیں یا موادکبھی بھی شائع یانشرنہیں کرتے یا بہت کم نشر کرتے ہیں جو بڑے اشتہاری اداروں پرالزام لگا تا ہو یاانہیں بے نقاب کرتا ہو کہ وہ کس طرح بے قاعدگیوں، غلط کاموں اور غیراخلاقی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

8۔ مندرجہ بالا دوالزامات انتخابات سے براہِ راست تعلق نہ رکھتے ہوں لیکن اس سے میڈیا کے کرپشن کے لئے استعمال اور استحصالی ہتھکنڈوں کا شکارہوسکنے کے رجحانات کی عکاسی ہوتی ہے۔

9۔ میڈیا سے تعلق رکھنے والی غیر مالی کرپشن مثلاً میڈیا مالک یا صحافی یانشریاتی ادارے کے مالک کی غیراعلانیہ انفرادی ہمدردی، اتحاد، وغیرہ جس کی وجہ سے بعض میڈیا بعض امیدواروں یاپارٹیوں کے بارے میں کوریج کی نوعیت اورمقدار کوواضح طور پر یا غیرمحسوس طریقے سے ان کے حق میں یاان کے خلاف پیش کرسکتا ہے۔

10۔ یہ کہ پیمرا نے ہرٹی وی کیبل آپریٹرز یاتقسیم کارکو جو 3 یا 4 سی ڈی چینل چلانے کی اجازت دی ہوئی ہے انہیں مقامی سطح پر،ملکی سطح پرنہیں، کسی خاص امیدوار یا پارٹی کے حق میں اشتہاری مواد یا دوسرے پیغامات چلانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے/کیاجائے گا

کمیشن نے کام کے جو طریقے اختیار کئے

1۔ سپریم کورٹ کی جانب سے کمیشن کو دیئے گئے 9 شرائط وضوابط اپنے دائرہ عمل کے لحاظ سے وسیع اور جامع ہیں۔

2۔ ایک مزید تفصیلی اور باریک بینی سے تحقیق کی بنیاد پر تیار کی گئی رپورٹ کے لئے اس سے چار پانچ گنا زیادہ وقت درکار ہوگا جو سپریم کورٹ نے دیا ہے یعنی دس ہفتے جو **15 جنوری 2013** سے شروع ہوتے ہیں جس دن یہ حکم جاری ہوا تھا اور آخری تاریخ **31 مارچ 2013** دی گئی ہے۔ ان دس ہفتوں (تقریباً 75 دنوں) میں ابتدائی مرحلے کے وہ 15 دن بھی شامل ہیں جو کمیشن کو کام شروع کرنے کی تیاری کے لئے درکار تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کمیشن کو کام کرنے کے لئے اصل میں صرف آٹھ ہفتے یعنی **صرف 60 دن سے بھی کم وقت ملا**۔ ان میں وہ تمام وقت بھی شامل ہے جو تعطیلات کے دنوں اور ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کرنے میں صرف ہوا، جو دن ہڑتالوں کی وجہ سے ضائع ہوئے، دہشتگردی کے واقعات کی وجہ سے جو رکاوٹ پڑی، لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بھی وقت ضائع ہوا (یہاں تک کہ قصرِ ناز میں بجلی کے بل کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے **14 مارچ 2013** کو بجلی کاٹ دی گئی)۔ یہ خرابی اس وقت ہوئی جب شرائط وضوابط کی شق ایف پر رپورٹ کا مسودہ تحریر کیا جانے والا تھا۔ متبادل انتظام کرکے اس کام کو اس وقت تک لیگل ایڈ سنٹر منتقل کرنا پڑا جب تک ہم نے اپنے دفتر کے لئے کرائے پر جنریٹر حاصل نہیں کرلیا۔

3۔ عدالت کے حکم کے پیرا 11 میں کہا گیا ہے کہ:

" کمیشن کی رپورٹ عدالت کے سامنے 31 مارچ 2013 کو یا کمیشن کی درخواست پر عدالت کی طرف سے مقرر کی گئی کسی دوسری تاریخ کو پیش کردی جائے"۔

4۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ شرائط وضوابط کی بعض شقیں مثلاً شق ایف کو جلد پیش کرنا ضروری ہے اور یہ ادراک کرتے ہوئے کہ ریکارڈ، دستاویزات، ٹیکس ریٹرن اور مالی اعداد وشمار کی تفصیلی تحقیق کے لئے خاصا وقت، پیشہ ورانہ مہارت اور فنڈ درکار ہوگا جس کی منظوری خود عدالت ہی دے سکتی ہے، کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقِ کار اختیار کئے:

(a) ایسے تمام افراد سے بالمشافہ ملاقات جو شرائط وضوابط کے دائرہ کار سے تعلق رکھنے والے سرکاری اور نجی اداروں کی نمائندگی کرتے ہوں۔

(b) میڈیا کے ماہرین اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کے نمائندوں سے بھی ایسی ہی ملاقاتیں۔

نوٹ: جن لوگوں نے کمیشن کی سماعتوں میں شرکت کی ان کے تمام اہم مشاہدات تحریری شکل میں ریکارڈ کیئے گئے۔

ان مشاہدات کا خلاصہ فوری طور پر تیار کیا گیا تا کہ تصدیق ہو جائے اور جہاں ضرورت ہوا سے مستقل حوالے کے طور پر پیش کیا جا سکے۔

(c) مختلف مسودوں اور دستاویزات وغیرہ پر نظر ثانی، کمیشن کے لئے ان لوگوں نے کی جنہوں نے اس سے ملاقات کی۔

(d) کمیشن نے مختلف ڈیٹا اور دستاویزات سرکاری اور نجی ذرائع سے حاصل کیں۔

(e) انٹرنیٹ پر ویب سائٹس، جرنلز اور کتابوں سے تحقیق کی گئی۔

(f) مختلف میڈیا میں مواد کے متعلق کمیشن کے مشاہدات اور نوٹس۔

(g) کمیشن کی جانب سے تمام نمایاں اخبارات میں اشتہار دینے کے بعد شہریوں اور مختلف اداروں کی جانب سے جو آراء موصول ہوئیں۔

(h) تمام یا کچھ شرائط وضوابط کے معاملات پر عدالت میں دائر پٹیشنز کا جائزہ۔

یہ رپورٹ دو حصوں میں مرتب کرنے اورسپریم کورٹ میں جمع کروانے کی وجوہات

1۔ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے، سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق یہ رپورٹ 31 مارچ 2013 کو یااس سے پہلے جمع کروائی جانی ہے یا اگر کمیشن درخواست کرے اور عدالت اجازت دے تو عدالت رپورٹ جمع کروانے کی نئی تاریخ مقرر کرسکتی ہے۔

2۔ کمیشن نے محسوس کیا کہ شرائط وضوابط کی ایک شق ، یعنی شق F براہِ راست عام انتخابات سے متعلق ہے جس کا باقاعدہ شیڈول مارچ کے آخری ہفتے سے شروع ہونے کا امکان ہے تاکہ مئی 2013 میں انتخابات ہوسکیں۔

3۔ شرائط وضوابط کی شق نمبر F میں کہا گیا ہے

"میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرنا اور ایسے اقدامات تجویز کرنا جن سے آئندہ ہونے والے انتخابات کے لئے غیر جانبدار آزاد میڈیا کو یقینی بنایا جاسکے۔"

4۔ دیگر 8 شرائط وضوابط کے کچھ پہلو بھی آئندہ انتخابات پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن انہیں ایسی ادارہ جاتی اصلاحات میں شامل کیا جاسکتا ہے جن کی درمیانی مدت یا طویل مدت کی بنیادوں پر ضرورت ہے۔ ان کی کوئی راتوں رات فوری ضرورت نہیں ہے۔ ان دوسری 8 شرائط وضوابط پر کام جلد سے جلد شروع کرنے کی ضرورت ہوسکتی ہے لیکن شق F کو سب سے زیادہ فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

5۔ شق F ایک جملے پر مشتمل ہے لیکن اس کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ وہ ہے جو کمیشن سے تقاضا کرتا ہے کہ ''میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرے" اور دوسرا حصہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ "ایسے اقدامات تجویز کیے جائیں جن سے آئندہ ہونے والے انتخابات کے لئے غیر جانبدار اور آزاد میڈیا کو یقینی بنایا جاسکے"۔ جیسا کہ اس فہرست سے ظاہر ہے جو کمیشن نے ''میڈیا سے متعلق کرپشن کے عمومی الزامات'' اور **''2013 کے انتخابات کے حوالے سے میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات''** کے بارے میں ترتیب دی ہے اور جو اس رپورٹ کے پہلے حصے میں شامل ہیں: یہ الزامات خود ممکنہ غلط کاموں، غیر اخلاقی اقدامات اور کچھ صورتوں میں مجرمانہ اقدام بھی ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ انتخابات 2013 بہت قریب ہیں اور کمیشن کی ٹھوس رائے یہ ہے کہ ان 17 الزامات میں سے ایک بھی الزام یا خدشات کی نتیجہ خیز تحقیقات نہیں ہوسکتی۔ ان میں صرف ایک استثنیٰ ہوسکتا ہے وہ یہ کہ الزام نمبر 1 میں لگائے گئے الزام کو درست قرار دیا جائے یا مسترد کردیا جائے جو "انتخابات 2013 کے حوالے سے میڈیا سے تعلق رکھنے والی کرپشن کے الزامات" ہیں اور یہ بھی محض اندازے سے کیا جاسکتا ہے یعنی 2008 اور 2013 کے دوران وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب

سے اشتہارات کی تعداد اور فنڈ میں اضافے کے اعداد وشمار کا تقابلی جائزہ لیا جائے جس میں مبینہ طور پر کچھ فنڈ زاس لئے جاری کئے گئے کہ انتخابات 2013 کی انتخابی مہم میں استعمال کئے جائیں۔

کمیشن اس بارے میں 21 مارچ 2013 تک کوئی جامع ڈیٹا نہ تو وفاقی اور نہ ہی صوبائی حکومتوں سے حاصل کر سکا۔ کچھ ڈیٹا موصول ہو چکا ہے۔ باقی کا ابھی انتظار کیا جا رہا ہے اور جیسے ہی یہ موصول ہوا فاضل عدالت کو پیش کر دیا جائے گا۔

بہرحال، اگر ڈیٹا مل بھی جائے تو اس موضوع پر کمیشن کسی حتمی نتیجے پر اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ تحقیقات کے تمام طریقے مکمل نہ ہو جائیں۔ مثال کے طور پر بظاہر ایک بہت سادہ سے کام یعنی کسی ایسے شخص کے بینک اکاؤنٹس کی تصدیق کرانے کے لئے جس پر مندرجہ بالا الزام کے حوالے سے کسی قسم کی بدعنوانی کا شبہ ہو، خاصا وقت درکار ہو گا اور ایسی نجی معلومات تک رسائی کے لئے قانونی اختیار کا استعمال بھی کرنا ہو گا۔

6۔ اس لئے کمیشن نے فیصلہ کیا کہ میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات پر صرف وہ مشاہدات عدالت کو پیش کر دیے جائیں جو مختلف نقطہ نظر رکھنے والے تمام شراکت داروں سے تفصیلی مباحث سے حاصل کئے گئے اور کچھ دستاویزات پیش کر دی جائیں بجائے اس کے کہ ہر الزام پر حتمی نتائج دیئے جائیں۔ کسی حتمی نتیجہ پر پہنچنے کیلئے تفصیلی تحقیقات کی ضرورت ہے۔

کمیشن کی جانب سے ریکارڈ کئے گئے مشاہدات ظاہر کرتے ہیں کہ میڈیا کے مختلف پہلوؤں میں میڈیا سے تعلق رکھنے والی کرپشن بظاہر موجود ہے اس لئے کم از کم تمام اقسام کی کرپشن کے الزامات میں کرپشن کے ایک کیس کی جامع تحقیقات ہونی چاہئیں تا کہ سچ ظاہر ہو جس کے بعد قانون کے مطابق سزا کے اقدامات اٹھائے جا سکیں اور مستقبل میں ایسی کرپشن دوبارہ ہونے کے امکانات کو ختم کیا جا سکے۔

7۔ مندرجہ بالا سطور کو مدِنظر رکھتے ہوئے کمیشن نے فیصلہ کیا کہ شق F کے دوسرے حصے **"ایسے اقدامات تجویز کرنا جن سے آئندہ ہونے والے انتخابات کے لئے غیر جانبدار اور آزاد میڈیا کو یقینی بنایا جا سکے"** کے لئے واضح سفارشات دے گا۔

8۔ اس لئے کمیشن سپریم کورٹ میں اپنی رپورٹ مندرجہ ذیل دو حصوں میں پیش کر رہا ہے۔

(a) رپورٹ کا پہلا حصہ خصوصی طور پر شق F سے متعلق ہو گا اور ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ اس کے بارے رپورٹ عدالت میں **21 مارچ 2013** تک پیش کر دی جائے تا کہ عدالت یہ تعین کر سکے کہ کیا ایک یا زائد یا تمام سفارشات کو **21 مارچ 2013** سے لے کر **11 مئی 2013** تک انتخابی عمل کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔

(b) اگر عدالت اجازت دے تو رپورٹ کا دوسرا حصہ جو بقیہ 8 شرائط وضوابط سے متعلق ہے، **31 مئی 2013** تک پیش کیا جا سکے گا۔

نیوز میڈیا میں عام مواد کی اقسام

ٹی وی:

1۔ نیوز بلیٹن/خبریں

2۔ ٹاک شوز

3۔ حالاتِ حاضرہ کی دیگر رپورٹیں

مثلاً ون آن ون انٹرویو، تبصروں کے پروگرام، انتخابی حلقوں کا دورہ، اسٹوڈیو یا فیلڈ میں جا کر لوگوں کے ساتھ پروگرام کرنا

4۔ طنزیہ، مزاحیہ، سیاسی پروگرام

5۔ تحقیقاتی دستاویزی پروگرام

6۔ "بریکنگ نیوز" کا اعلان

7۔ ٹی وی سکرین کے نیچے ٹِکر چلانا

8۔ ٹی وی اسکرین کے اوپر ایسے الفاظ یا تصویریں چسپاں کرنا جن کا ٹی وی کی سکرین پر چلنے والے مواد سے تعلق نہ ہو

9۔ پروگرام کے درمیان یا وقفہ میں دیگر موضوعات پر یا دیگر پروگراموں کے بارے میں اعلانات کرنا

10۔ غیر ملکی مواد

11۔ مختلف مصنوعات اور خدمات کے اشتہارات

12۔ رقوم کے عوض سیاسی اشتہارات ۔۔۔ انفرادی طور پر امیدواروں یا سیاسی پارٹیوں کے لئے

13۔ دیگر اقسام کا مواد

ریڈیو:

1۔ نیوز بلیٹن/خبریں۔

2۔ موسیقی کے پروگرام

3۔ ٹاک شوز

4۔ حالات حاضرہ کی دیگر رپورٹیں مثلاً ون آن ون انٹرویو، تبصروں کے پروگرام، انتخابی حلقوں کا دورہ، اسٹوڈیو یا فیلڈ میں جا کر لوگوں کے ساتھ پروگرام کرنا

5۔ طنزیہ، مزاحیہ سیاسی پروگرام۔

6۔ تحقیقاتی دستاویزی پروگرام

7۔ "بریکنگ نیوز" کا اعلان

8۔ پروگرام کے درمیان غیر متعلق موسیقی یا الفاظ کی آواز

9۔ پروگراموں کے درمیان یا وقفے کے دوران دیگر پروگراموں یا موضوعات کا اعلان

10۔ بھارتی یا مغربی موسیقی، گانے وغیرہ۔

11۔ مختلف مصنوعات کے اشتہارات۔

12۔ امیدواروں اور سیاسی پارٹیوں کے، رقم کے عوض اشتہار نشر کرنا

13۔ دیگر اقسام کا مواد۔

شائع ہونے والے اخبارات اور رسائل:

1۔ نیوز رپورٹیں/خبریں۔

2۔ خبر سے متعلق یا غیر متعلق تصاویر۔

3۔ تبصرے کے مضامین/ کالم۔ سٹاف یا دیگر کالم نگاروں کے لکھے ہوئے۔

4۔ اداریے۔

5۔ کارٹون۔

6۔ کوئی خصوصی مواد مثلاً کوئی خبر یا رپورٹ وغیرہ باکس کے اندر شائع کرنا۔

7۔ مختلف مصنوعات یا خدمات کے اشتہارات۔

8۔ رقوم کے عوض سیاسی اشتہارات۔۔۔امیدواروں اور سیاسی پارٹیوں کے لئے۔

9۔ کسی اور قسم کا مواد۔

ویب سائٹ/ انٹرنیٹ/ موبائل فون میڈیا:

1۔ ٹی وی چینلوں کی ویب سائٹس۔

2۔ مندرجہ بالا ٹی وی ویب سائٹس کے لنک/ دیگر ویب سائٹس سے لئے گئے مواد/ چینلز وغیرہ سے لئے گئے مواد۔

3۔ ریڈیو اسٹیشنز کی ویب سائٹس۔

4۔ مندرجہ بالا ریڈیو کی ویب سائٹس کے لنک/ دیگر ویب سائٹس سے لئے گئے مواد/ چینلز وغیرہ سے لئے گئے مواد۔

5۔ ویب پر چلنے والے ٹی وی چینلز۔

6۔ ویب پر ریڈیو اسٹیشنز۔

7۔ بلاگز
8۔ دیگر مواد مثلاً ایس ایم ایس پیغامات
9۔ مختلف مصنوعات/ خدمات ویب پر اشتہارات۔
10۔ امیدواروں یا سیاسی پارٹیوں کے، رقم کے عوض اشتہارات۔
11۔ کسی اور قسم کا مواد۔

شرائط وضوابط کی شق F کے متعلق میڈیا کمیشن کے مشاہدات

1۔ رپورٹ کے اس حصے میں وہی مشاہدات دیئے گئے ہیں جن کا براہِ راست تعلق اغراض ومقاصد کی شق F سے ہے۔یعنی "میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرنا اور ایسے اقدامات تجویز کرنا جن سے آئندہ ہونے والے انتخابات کے لئے غیر جانبدار اور آزاد میڈیا کو یقینی بنایا جا سکے"۔

2۔ دیگر آٹھ اغراض و مقاصد کے مختلف پہلوؤں پر کمیشن کے مشاہدات کمیشن کی رپورٹ کے دوسرے حصہ میں دیئے جائیں گے جو امکان ہے کہ **31** مئی **2013** یا اس سے قبل جمع کرائی جائے گی۔

3۔ جیسا کہ رپورٹ کے تعارف میں بتایا گیا ہے اور جس کا تفصیلی ذکر متعلقہ ضمیموں میں موجود ہے کمیشن نے تقریباً 80 اداروں سے تعلق رکھنے والے 165 لوگوں سے ملاقات کی جن کا براہِ راست یا بالواسطہ تعلق سرکاری، نجی اداروں، وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے تھا۔ یہ ملاقاتیں **7** فروری **2013** اور **18** مارچ **2013** کے درمیان اسلام آباد، کراچی، لاہور، کوئٹہ اور پشاور میں ہوئیں۔

4۔ کمیشن ان تمام قابل احترام لوگوں کے خیالات اور فراہم کردہ معلومات سے مستفید ہوا۔ان آراء میں وفاق کا نقطہ نظر بھی شامل تھا اور وفاق کے چاروں صوبوں کا نقطہ نظر بھی۔جن لوگوں سے ملاقات کی گئی ان میں میڈیا کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

کمیشن کو بہت متضاد آراء اور تجزیے موصول ہوئے۔ان میں سے کچھ حقائق اور آراء ایک دوسرے کی نفی کرتی تھیں۔

5۔ اس بات پر حیرت نہیں ہوئی کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں اپنے الگ الگ حالات اور تصورات کے تحت کام کرتی ہیں۔ کمیشن نے وزارتِ اطلاعات ونشریات کے وفاقی وزیر، وفاقی سیکریٹری اور صوبوں کے محکمہ اطلاعات کے سیکریٹریز سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں۔مثلاً ایک صوبے میں سیکریٹری نے بڑے پُر اعتماد انداز میں بتایا کہ "صوبے میں ایک بھی ڈمی اخبار شائع نہیں ہوتا" جبکہ صرف ایک گھنٹے بعد اسی صوبے کے میڈیا ماہرین سے ملاقات میں بڑے پُر اعتماد انداز میں بتایا گیا کہ "اطلاعات کے محکمے کی میڈیا فہرست میں منظور شدہ اخبارات کی بڑی اکثریت مکمل طور پر ڈمی اخبارات ہیں"۔

ایک صوبے میں خاصی بڑی رقم الیکٹرانک میڈیا پر صوبائی حکومت کے پروگراموں کی تشہیر پر خرچ کی جاتی ہے۔ایک دوسرے صوبے میں اس مقصد کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا۔

ایک صوبے میں محکمہ اطلاعات میں تقرری کے وقت افسر کی مہارت اور میڈیا میں تجربے کو اہمیت دی جاتی ہے جبکہ ایک دوسرے صوبے میں اس پہلو کو بالکل اہمیت نہیں دی جاتی یا بہت کم دی جاتی ہے۔

6۔ اس سوال پر کہ انٹرویو دینے والے کے خیال میں میڈیا کس حد تک 2013 کے انتخابات میں ووٹنگ اور نتائج میں اثر انداز ہوگا، ایک بار پھر بالکل متضاد جوابات موصول ہوئے۔ مثلاً جنوبی بلوچستان کے تین بڑے لیکن بہت پھیلی ہوئی آبادی کے اضلاع پر مشتمل حلقے NA-271 جس میں پنجگور، خاران اور واشاب کے اضلاع آتے ہیں، سے رکن قومی اسمبلی لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقادر کا پختہ خیال تھا کہ میڈیا کا اثر صفر ہوگا۔ انہوں نے اور دوسرے لوگوں نے اس کی یہ اضافی وجہ بھی بتائی کہ انتہا پسندی کے خیالات رکھنے والے گروپوں نے جنوبی بلوچستان میں کیبل آپریٹرز کو پیمرا کے لائسنس یافتہ ٹی وی چینلز کے سگنل نشر کرنے سے کئی ہفتوں قبل روک دیا ہے۔ صرف بلوچی زبان کے ایک چینل کے سگنل نشر کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان کے کئی علاقوں میں قومی ترانے سننے یا گانے پر اور پاکستانی پرچم لہرانے پر مکمل پابندی ہے۔

دیگر علاقوں سے حاصل ہونے والی آراء اوسطاً یہ تھیں کہ میڈیا 10 سے لے کر 20 فیصد تک اثر انداز ہوگا۔ صرف ایک فرد نے یہ دعویٰ کیا کہ میڈیا 50 فیصد تک اثر انداز ہوسکتا ہے۔

یہ کہا گیا کہ میڈیا کا اثر دیہی علاقوں کی نسبت شہری علاقوں میں زیادہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا کہ مجموعی طور پر قبیلے، فرقے، مذہب، زبان، نسل یا کسی انفرادی امیدوار سے تعلق یا کسی سیاسی پارٹی کی رکنیت وہ دیگر عوامل ہیں جو انتخابات کے نتائج پر اثر انداز ہوں گے۔

ملک کے موجودہ حالات میں گزشتہ انتخابات کے مقابلے میں ان انتخابات میں امیدواروں کی مہم اور ممکنہ ووٹروں سے رابطہ کے سلسلے میں سہولت فراہم کرنے کے لئے میڈیا کا کردار بڑھ جائے گا۔

7۔ 20 مارچ 2013 کو اس اعلان کے ساتھ کہ انتخابات 11 مئی 2013 کو منعقد ہوں گے، اثر انداز ہونے کے حوالے سے میڈیا کا ممکنہ کردار بڑھ جانے کا امکان ہے کیونکہ امیدواروں کے نامزدگی کے کاغذات کی جانچ پڑتال اور اپیلوں کے بعد مہم کے لئے نسبتاً کم وقت میسر ہوگا۔

8۔ **انتخابات کے لئے کم وقت ہونے کی وجہ سے نیوز میڈیا اور دیگر متعلقہ اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ضابطہ اخلاق، رہنما اصولوں، قانون میں دیئے گئے معیارات اور کمیشن کی تمام سفارشات جنہیں فاضل عدالت اور/ یا الیکشن کمیشن آف پاکستان نے منظور کیا ہے، ان کی ایمانداری کے ساتھ پابندی کی جائے۔**

9۔ خواندگی کی کم شرح، غربت اور دیگر منفی پہلوؤں کے باوجود ملکی ترقی اور خوشحالی میں میڈیا اور بالخصوص نیوز میڈیا نے ملک کے قیام کے بعد سے گزشتہ 65 برسوں میں بہت اہم اور کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

10۔ آزاد پریس کو مخالفانہ قوانین اور امتیازی پالیسیوں کا سامنا رہا ہے لیکن عوامی مفاد کے معاملات پر لوگوں کو آگاہ رکھنے اور شعور بیدار کرنے کے لئے میڈیا نے مسلسل بے خوف اور جرأتمندانہ صحافت کی ہے۔

11۔ اگرچہ 50 برسوں تک الیکٹرانک میڈیا یعنی ریڈیو اور ٹی وی حکومت کی ملکیت رہے اور حکومتی کنٹرول میں ان کی اجارہ داری قائم رہی اور انہوں نے بھی سماجی، ثقافتی اور معاشی ترقی کے بارے میں عوام کو باخبر رکھنے اور ان کا شعور اُجاگر کرنے کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس میڈیا نے شاندار ڈرامے، موسیقی اور تفریحی پروگرام پیش کئے جو ملک میں اور بیرونِ ملک بہت مقبول ہوئے۔ اس نے الیکٹرانک میڈیا میں بڑی تعداد میں لوگوں کی تربیت کی۔ تاہم حکومتی کنٹرول کے باعث پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی تقریباً ہمیشہ، سوائے چند مختصر وقفوں کے، حکومت کے ترجمان رہے ہیں اور خبروں اور حالاتِ حاضرہ کے پروگراموں کے حوالے سے ان کا اعتبار نسبتاً کم رہا ہے۔

12۔ 2002 - 2000 کے بعد سے نجی ملکیت کے ریڈیو اور ٹی وی چینلز کے آغاز نے پاکستان میں میڈیا کے منظرنامے کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ اب شہری خبروں، انٹرٹینمنٹ، تعلیم، مذہبی موضوعات، کھیلوں وغیرہ کے لئے متعدد پاکستانی اور غیرملکی ذرائع میں سے اپنی پسند کے مطابق انتخاب کر سکتے ہیں۔

13۔ گذشتہ 12 سال کے دوران نجی ملکیت کے پریس نے اپنی آزادیٔ اظہار کو مزید بڑھایا اور وسیع کیا ہے۔

14۔ نجی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے تکثیریت اور انتخاب کرنے کی آزادی کو وسعت دی ہے، ہزاروں ملازمتیں پیدا کی ہیں اور ہزاروں پاکستانیوں کی تربیت کی ہے اور مہارت میں اضافہ کیا ہے۔

15۔ میڈیا نے کھلے اور بے ٹوک بحث و مباحثے، آگہی کی ایک نئی سطح اور تفریح اور لطف اندوزی کے ایک نئے ماحول کو فروغ دیا ہے۔

16۔ اس کے باوجود خاص طور پر نیوز چینلز کی زیادہ توجہ بُری خبروں پر مرکوز ہے اور غیر متوازن، ہیجان انگیز اسلوب اپنایا گیا ہے۔ پروگراموں کے دوران بار بار، طویل اور تسلسل توڑنے والے وقفے توجہ ہٹا دیتے ہیں اور بات کا تسلسل اور معنویت برقرار نہیں رہتی۔

اُکتا دینے کی حد تک بار بار "بریکنگ نیوز" چلانا خاص طور پر جب بولی جانے والی اور لکھی ہوئی شہ سرخیاں پُرتشدد اور خونیں واقعات کے بارے میں ہوں ظالمانہ اور تکلیف دہ ہوتا ہے جس سے بچوں اور کم عمر لوگوں پر بُرے اثرات پڑتے ہیں۔ بڑوں کو بھی خبر کو اس انداز سے پیش کئے جانے پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سامعین اور ناظرین کے بارے میں بے حسی ہے اور ان کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔

17۔ امریکہ میں 9/11 کے واقعے کے نتیجے میں دہشتگردی پھیلی اور جہاں ہمارا ملک خود خطے میں دوسرے ممالک کی یکطرفہ

دخل اندازی کے اثرات کا شکار ہوا وہاں ہمارے نیوز میڈیا کو بھی بہت سا جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

18۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ پاکستان کو دنیا کا دوسرا اور کبھی کبھی پہلا ملک قرار دیا جاتا ہے جو صحافیوں کے لئے خطرناک ہے۔

19۔ بین الاقوامی بنیاد پر اور مغرب کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو گزشتہ بارہ سال میں میڈیا کے پھیلاؤ اور پاکستان کے پرنٹ میڈیا کی مسلسل جاندار موجودگی کے باوجود پاکستان کو میڈیا کی بین الاقوامی درجہ بندی میں، مثلاً فریڈم ہاؤس امریکہ کے مطابق، نسبتاً نیچے رکھا جاتا ہے۔ یہ تضاد اس وجہ سے ہے کہ پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا کو ضابطوں کے تحت چلانے کا پہلو کمزور ہے اور اس کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا چلانے اور اشتہارات کی تقسیم پر ریاست اور حکومت کا کنٹرول ہے۔ اور پھر شہریوں کی اطلاعات تک رسائی کو آسان بنانے کیلئے جدید قانون سازی کا بھی فقدان ہے۔

20۔ غیر جانبداری اور آزادی کے معیارات وہ ضروری اہداف ہیں جن کے حصول کے لئے خود میڈیا کو ہر ممکن کوشش کرنی ہوتی ہے اور ان اداروں/تنظیموں کو بھی جو ان بہترین معیارات پر نظر رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

21۔ اس کے ساتھ ہی شہریوں اور میڈیا کے اظہار رائے کی آزادی کے حق میں لامحالہ یہ بھی شامل ہے کہ وہ رائے قائم کریں اور خیالات کا اظہار کریں جو ذاتی اور انفرادی نقطہ نظر کو ظاہر کرتے ہوں یا کسی ادارے سے ان کی قرابت کو ظاہر کرتے ہوں۔

22۔ نیوز میڈیا، خواہ وہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، کے مواد کا ایک خاص حصہ ایسا ہے جسے کم از کم نظریے کی حد تک اگر عمل میں نہ بھی ہو، مکمل طور پر حقائق پر مبنی ہونا چاہئے اور اس میں کسی قسم کی جانبداری کا پہلو نہیں ہونا چاہئے۔

23۔ یہ ٹی وی چینلوں میں نیوز بلیٹن اور اخبارات میں نیوز رپورٹس ہیں۔

24۔ حالیہ برسوں میں پاکستان میں خاص طور پر نجی الیکٹرانک میڈیا آنے کے بعد نیوز بلیٹن اور نیوز میڈیا میں ایک نئے قسم کا مواد بھی متعارف ہوا ہے۔ اس نئے مواد کے لئے **انفوٹینمنٹ** کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ یہ اصطلاح اس طرح کے مواد کے لئے ہے جس میں حقیقت پر مبنی مواد کو موسیقی، طنزیہ یا مزاحیہ تنقیدی الفاظ اور کہاوتوں کے ساتھ اکٹھا کر کے خبر کے ساتھ نشر کیا جاتا ہے۔

25۔ زیادہ تر انفوٹینمنٹ تخیل پر مبنی ہوتی ہے معروضی نہیں ہوتی، جانبدارانہ ہوتی ہے غیر جانبدارانہ نہیں۔ اگرچہ جو میڈیا ایسا مواد پیش کر رہا ہے وہ شائد ''آزاد'' ہو لیکن ایک حقیقت پر مبنی خبر کو یکسر تخیلاتی مواد کے ساتھ اکٹھا کر دینا حقائق سے توجہ ہٹا دیتا ہے اور ''آزادی'' کے آئیڈیل کو مٹا دیتا ہے۔ انتخابات کے دور میں بھی جب تمام اہم امیدواروں اور سیاسی جماعتوں کو انفوٹینمنٹ کے ذریعے مذاق اور طنز کا نشانہ بنایا جا رہا ہوتا ہے کسی خبر میں غیر معروضی مواد کا شامل کیا جانا متعلقہ میڈیا کی ''آزادی'' پر سے اعتبار اٹھا دیتا۔

26۔ خاص طور پر انتخابات کے مرحلے میں حقیقت پر مبنی نیوز بلیٹن کا مکمل خیال رکھا جانا چاہیے اور اسے سختی کے ساتھ نافذ کرنا چاہیے۔ انفوٹینمنٹ کا عنصر کسی بھی طرح سے نیوز بلٹن میں شامل کرنے سے ہمیشہ، ممکنہ طور پر اگر حقیقتاً نہیں بھی تو، ان امیدواروں اور سیاسی پارٹیوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے جنہیں انفوٹینمنٹ والی خبروں میں پیش کیا جاتا ہے۔

خالص خبر اور جانبدارانہ رائے کے درمیان اس اہم فرق کو بین الاقوامی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور اس اصول پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر چار مشہور اداروں یونیسکو، رائٹر فاؤنڈیشن، انڈیکس برائے آزادانہ اظہار کی جاری کردہ دستاویز جس کا عنوان ہے ''انتخابات کی رپورٹنگ: نشریات کے لئے رہنمائی'' کی گائیڈ لائن 8.2 اور آرٹیکل 19 میں کہا گیا ہے کہ **"تمام براڈ کاسٹروں کو چاہیے کہ وہ ادارتی تبصرے کی واضح نشاندہی کریں اور اسے خبروں کے پروگرام کے دوران نشر کرنے سے اجتناب کریں۔"**

یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے اس ہدایت کی روز ہی پاکستانی میڈیا کی جانب سے خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

پرنٹ میڈیا میں بھی ایسے صفاتی الفاظ خبر کی شہ سرخی یا متن میں شامل کئے جاتے ہیں جو تبصرے کا بیان ہوتے ہیں۔ اگرچہ کبھی یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ صفاتی الفاظ استعمال کئے جائیں مثال کے طور پر لفظ "غفلت" اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب نااہلی کو بیان کیا جا رہا ہو لیکن خبر کو تبصرے سے علیحدہ رکھنے کے اصول کی ہر صورت میں پاسداری کی جانی چاہیے۔

27۔ نگرانی کرنے والے اداروں، یعنی کہ خود انضباطی ادارے، سول سوسائٹی کی تنظیمیں، ریاستی ادارے مثلاً الیکشن کمیشن آف پاکستان وغیرہ کو چاہیے کہ وہ ٹی وی اور ریڈیو پر خالص حقائق پر مبنی خبریں نشر کرنے کے اصول کو لاگو کریں۔ اس کے بعد نیوز میڈیا اپنے طنزیہ پروگراموں، دیگر تبصروں کے شوز، اداریے وغیرہ میں اظہارِ رائے کی آزدی کو پوری طرح استعمال کر سکتا ہے لیکن ان تمام پروگراموں میں توازن کا اصول ہر صورت میں یقینی بنایا جائے۔

28۔ انتخابات 2013 میں نیوز میڈیا کے لئے غیر جانبداری اور آزادی کے اصول کو بہترین معیار بنانے پر زور دیتے ہوئے یہ بھی اتنا ہی ضروری ہے کہ الیکٹرانک میڈیا میں نیوز بلیٹن اور پرنٹ میڈیا میں نیوز رپورٹس میں **انصاف** اور **توازن کی** اقدار کو پوری توجہ سے مدنظر رکھیں اور نافذ کریں۔

29۔ زیر نظر رپورٹ کے اس حصے میں جس کا عنوان ہے ''نیوز میڈیا کے عام مواد کی اقسام'' ٹی وی چینلز کے عمومی مواد کی **13** اقسام؛ ریڈیو چینلز کے مواد کی **13** اقسام؛ چھپنے والے اخبارات اور رسائل کے مواد کی **9** اقسام؛ اور ویب اور فون میڈیا کے مواد کی **11** اقسام بتائی گئی ہیں۔

30۔ ان تینوں زمروں میں ان تمام اقسام کے مواد پر انصاف اور توازن کی اقدار کا اطلاق لازمی ہے۔ صرف چند چیزوں کے لئے کچھ چھوٹ دی جا سکتی ہے جیسا کہ کارٹون اکثر مزاحیہ ہوتے ہیں اور مضحکہ اڑاتے ہیں۔ کارٹون خود

انصاف اور توازن نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ کچھ رسم و رواج، ذوق اور شائستگی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر اخبارات کچھ مدت میں بڑی تعداد میں کارٹون شائع کریں جو ایک ہی سیاسی پارٹی یا امیدوار کا مذاق اڑاتے ہوں تو ظاہر ہے کہ کارٹون جیسے مواد کو بھی غیر منصفانہ اور غیر متوازن انداز میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

31۔ اس لئے یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ منصفانہ اور متوازن کیا ہے معقول معیارات کا استعمال کرتے ہوئے ٹی وی، ریڈیو اور پرنٹ میڈیا پر تمام مواد کو اصل میں منصفانہ اور متوازن ہونا چاہیے تا کہ "غیر جانبدار اور آزاد میڈیا" کے بہترین معیار کو قائم رکھا جا سکے۔

پاکستان میں 2002 - 2000 کے درمیان نجی ٹیلی ویژن آنا شروع ہوئے اور اب 2013 میں تقریباً دو درجن ٹی وی نیوز چینلز ہیں۔ اب دیکھنے والوں کے لئے ان میں سے اپنے پسندیدہ چینل کا انتخاب کرنے کے بہت سے مواقع موجود ہیں۔ اس لئے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ کوئی خاص چینل ایک ہی قسم کا مواد دکھا رہا ہے تو ان کے پاس دوسرے چینلز دیکھنے کا مواقع موجود ہیں۔

32۔ میڈیا کے مالکان کے مفادات، خواہ وہ الیکٹرانک میڈیا کے مالکان ہوں یا پرنٹ میڈیا کے، اور خواہ یہ مفادات صرف میڈیا کے کاروبار سے متعلق ہوں یا ان کے میڈیا کے سوا دوسرے تجارتی شعبوں سے، میڈیا کے صحیح معنوں میں ''آزاد'' ہونے کی صلاحیت سے متصادم ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ نجی میڈیا جو کہ کاروباری بنیاد پر چلتا ہے کیا واقعی حقیقی طور پر اپنے تجارتی اور کاروباری مفادات سے ''آزاد'' ہو سکتا ہے۔

33۔ ریاستی میڈیا جن پر حکومت کا کنٹرول ہوتا ہے انتخابات کے مرحلے میں جب نگران حکومت برسر اقتدار ہوتی ہے اور وہی ریاستی میڈیا کے بارے میں پالیسیوں اور اقدامات کا فیصلہ کرتی ہے۔ یہ یقینی بنانا بے حد ضروری ہو جاتا ہے کہ جانے والی حکومت جو پانچ سال برسر اقتدار رہی ریاستی میڈیا پر اس کی باقیات، اس کے باقی بچ جانے والے اثرات کے ذریعے وہ واضح طور پر یا غیر محسوس طریقے سے انتخابات کے مرحلے پر اثر انداز نہ ہو پائے کیونکہ اس موقعے پر ریاستی میڈیا کو نجی ملکیتی میڈیا سے بھی زیادہ غیر جانبدار، آزاد، منصفانہ اور متوازن ہونا چاہیے۔

34۔ میڈیا کے چند منفی پہلو جو کہ میڈیا کی جانب سے 2013 کے انتخابات کی کوریج کی نوعیت پر منفی اثرات ڈال سکتے ہیں مندرجہ ذیل بتائے گئے:

(a) فی الوقت جو لوگ الیکٹرنک میڈیا میں سکرین پر اہم مقامات اور عہدوں پر براجمان ہیں مثلاً نمائندگان، اینکرز وغیرہ ان میں صحافت کے بنیادی اصولوں پر مناسب تربیت کی کمی ہے۔

(b) کچھ میڈیا اداروں میں سینئر سطح کے، درمیانی سطح کے اور جونیئر سٹاف کی تنخواہیں بہت بڑی تنخواہیں لینے والے ٹی وی اینکرز کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ اس وجہ سے بعض سطح پر عملے میں کرپشن کے رجحان کا امکان ہو سکتا ہے۔

(c) کہا جاتا ہے کہ چھوٹے قصبوں اور دیہات میں رپورٹرز رنامہ نگاروں کو کوئی تنخواہ نہیں دی جاتی یا بہت ہی قلیل علامتی سا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ مبینہ طور پر میڈیا ہاؤسز کی طرف سے ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ آمدنی حاصل کرنے کے لئے اپنے ''میڈیا کارڈز'' کا ناجائز استعمال کریں۔ اس طرح بڑے شہروں میں غلط اور توڑ مروڑ کر پیش کی گئی خبریں ٹی وی چینلز تک پہنچتی ہیں۔

(d) دو چھوٹے مگر یکساں طور پر اہم صوبوں بلوچستان اور خیبر پختونخوا کو نظر انداز کر کے بڑے شہروں اور بڑے صوبوں کو غیر متوازن اور یکطرفہ کوریج دی جاتی ہے۔

شرائط و ضوابط کی شق F میں دیے گئے مقاصد یعنی ”آئندہ ہونے والے انتخابات میں غیرجانبدار اور آزاد میڈیا کو یقینی بنانا“ کے حصول کوممکن بنانے کیلئے میڈیا کمیشن کی سپریم کورٹ کو سفارشات۔

کمیشن استدعا کرتا ہے کہ 11 ایسے طریقے اور شعبے ہیں جن کے ذریعے انتخابات 2013 کے دوران غیر جانبدار اور آزاد میڈیا کو یقینی بنانے کیلئے اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

کمیشن نشاندہی کرتا ہے کہ گیارہویں طریقے کے لئے اقدامات 2013 کے انتخابات کے مرحلے کے بعد تک کرنے ہوں گے تا کہ حتمی مقاصد حاصل ہوسکیں۔

سفارش نمبر1

میڈیا اداروں، میڈیا مالکان، صحافیوں، میڈیا کارکنوں کی جانب سے خود انضباطی کے اقدامات:

(a) الیکشن کمیشن کی جانب سے مندرجہ ذیل تنظیموں/اداروں/کارپوریشنوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ خود اپنے موجودہ ضابطۂ اخلاق کو بہتر بنائیں، اس پر عمل کریں اور اسے نافذ کریں۔

(b) ذیل میں دیئے گئے ضابطوں میں کلی یا جزوی طور پر ایسے حصے شامل ہیں جو پرنٹ اور براڈ کاسٹ میڈیا کے صحافیوں، کالم نگاروں، ٹی وی اینکروں، ایڈیٹروں، نیوز ڈائریکٹروں، پروگرام پروڈیوسروں، پبلشروں اور مالکان کے انتخابات کے دوران کردار سے متعلق ہیں۔

مثال کے طور پر ذیل میں چند اقتباسات دیئے جارہے ہیں:

کونسل آف نیوز پیپرز ایڈیٹرز (سی پی این ای) کا ضابطہ اخلاق:

3۔ پریس متعصب رپورٹنگ اور غیر مصدقہ مواد کو شائع کرنے سے احتراز کرے گا اور تبصروں اور آراء کو حقیقت بنا کر شائع کرنے سے بھی گریز کرے گا۔ کسی ایک فرد یا چند لوگوں کے طرز عمل کو عام طرز عمل کی حیثیت سے شائع یا نشر کرنا بھی غیر اخلاقی تصور ہوگا۔

16۔ عوامی رائے کے پول کو شائع کرتے وقت ان باتوں کی بھی نشاندہی کی جائے گی کہ پریس سروے میں شامل لوگوں کی تعداد کیا تھی، کس علاقے میں سروے کیا گیا اور کس نے سروے کیلئے مالی تعاون کیا۔

17۔ کسی قسم کی مراعات یا ترغیب، مالی یا کوئی اور، جس سے مفادات کے ٹکراؤ کا امکان ہو یا کوئی ترغیب جو صحافی کی پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی پر اثر انداز ہو اور جو اچھی شہرت والے، آزاد اور ذمہ دار پریس کے اصولوں سے مطابقت نہ رکھتی ہو، سے گریز کیا جانا چاہیے۔

پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن (پی بی اے) کا ضابطہ اخلاق

1۔ جب کسی فرد یا گروپ کو علیحدہ کر کے اس پر تنقید کی جائے تو پروگرام میں اس کو جواب دینے کا معقول موقع فراہم کیا جائے تاکہ پروگرام متوازن ہو۔

4.2۔ براڈ کاسٹر یا ٹاک شو کے میزبان کو ہر طرح کوشش کرنی چاہیے کہ حقائق کی غلطی کی تصحیح جس قدر جلد ممکن ہو کر دی جائے اور اس بات کو یقینی بنانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے کہ جو غلطیاں ان کے نوٹس میں لائی گئی ہوں ان کو عوام کے سامنے نشر کیا جائے۔

پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ (پی ایف یو جے) کا ضابطہ اخلاق

2۔ کسی بھی صحافی کی جانب سے رشوت لینا بڑے پیشہ ورانہ جرائم میں سے ایک ہے خواہ یہ جرم کوئی خبر شائع کرنے کے لئے ہو یا خبر چھپانے کے لئے۔

11۔............(پی ایف یو جے کے کسی بھی رکن کو) کسی بھی معلومات یا دستاویزات میں جعلسازی نہیں کرنی چاہیے، نہ حقائق کو توڑ مروڑ کر یا غلط انداز میں پیش کرنا چاہیے۔

(c) یہاں تک کہ اشتہار دینے والوں اور اشتہاری ایجنسیوں کے معاملے میں بھی ان دونوں شعبوں کے رکن اداروں کے لئے مناسب ہوگا کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ جو بھی اشتہارات وہ مدد یا تعاون کے تحت، تیار کریں یا لگائیں اس کا مواد خود ان کے اخلاقی ضابطوں، خاص طور پر 2013 کے انتخابات کے حوالے سے اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کے رہنما اصولوں کے مطابق ہو۔

ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان (اے اے پی) کا ضابطہ اخلاق

3۔ یہ بات یقینی بنائی جائے کہ رکن ایجنسیوں کے تیار کردہ تمام اشتہارات قانونی، شائستہ، ایماندارانہ اور سچے ہوں۔
XIV۔ اشتہارات کو ملک، اس کے اداروں، اس کے شہریوں کے فائدے کے لئے استعمال ہونا چاہیے؛ انہیں حکومت کے ساتھ اس کے سماجی مقاصد کے حصول اور قومی تعمیر کے کاموں کے لئے استعمال ہونا چاہیے۔

(d) تمام ضابطہ اخلاق جو پہلے سے موجود ہیں، بالعموم، بہت مناسب اور مثبت خاکے ہیں جو اعلیٰ اقدار کی کم سے سطح کی تشریح کرتے ہیں۔ تاہم ماضی میں اور حالیہ وقتوں میں بھی ان ضابطوں پر عملدرآمد کا پہلو یا تو اتنا کمزور رہا ہے کہ مؤثر نہیں رہتا یا پھر جب کبھی خلاف ورزی ہوئی تو ان کا نفاذ نہیں کیا گیا۔ نہ تو میڈیا نے خود، نہ میڈیا کی نمائندہ تنظیموں نے اور نہ ہی ضابطہ کاری کے سرکاری اداروں نے ٹھوس، منصفانہ اور بروقت اقدامات اس وقت کئے جب ان کی ضرورت تھی۔

(e) خاص طور پر انتخابات کے دوران، آزادیٔ اظہار کا تحفظ کیا جانا اہم ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ فیصلہ کن اور بروقت اقدام کے ذریعے اس آزادی کے غلط استعمال کو روکنا بھی ضروری ہے جو کسی خاص جماعت یا امیدوار کے ساتھ ناانصافی کا باعث بنے۔

کمیشن ان پہلکاریوں کا خیر مقدم کرتا ہے جو مندرجہ بالا تنظیموں اور فورمز نے ضابطہ اخلاق و کارکردگی تیار کرنے اور باقاعدہ اختیار کرنے کے لئے، خاص طور پر 2013 کے انتخابات کے لئے کئے ہیں۔

(f) ایسی اجتماعی کوششوں میں مدد دینے اور ان کو مزید تقویت دینے کے لئے اور دوسرے اداروں مثلاً پاکستان براڈکاسٹنگ ایسوسی ایشن کی خود انضباطی کے عمل میں مدد کرنے کے لئے کمیشن تجویز کرتا ہے کہ ہر ٹیلی ویژن چینل اور ایف ایم ریڈیو ایک داخلی محتسب مقرر کرے جو عام پبلک سے اور دیگر تنظیموں سے کیسز اور شکایات وصول کر سکے تاکہ بروقت اندرونی جانچ پڑتال اور درستگی کے لئے اقدامات میں سہولت ہو۔

ہر چینل پر داخلی محتسب کو مؤثر بنانے کے لئے، خاص طور پر انتخابات کا مرحلہ شروع ہونے پر، اس نظام کے دستیاب ہونے کے بارے میں اعلان 24 گھنٹوں میں کم از کم ایک مرتبہ معقول دورانیے کا اور مناسب انداز میں نشر کیا جائے تاکہ عوام اس سہولت کے بارے میں مطلع ہو جائیں اور یہ جان سکیں کہ اپنی شکایات یا مشاہدات کس طرح داخلی محتسب تک پہنچائیں۔

(g) اسی طرح، خاص طور پر انتخابات کے مرحلے میں اور طویل مدتی مستقل بنیادوں پر بھی، ہر اخبار کو ایک **داخلی محتسب** کا قیام اسی انداز میں عمل میں لانا چاہیئے، یعنی اس سہولت کے شروع کئے جانے کے بارے میں قارئین کو مطلع کرنے کے لئے اعلان کی اشاعت کر کے جس میں رابطے کی تفصیلات بھی دی گئی ہوں۔

ایک اخبار، ایکسپریس ٹربیون، نے **داخلی محتسب** کا نظام متعارف کروایا تھا۔ موجودہ چیف الیکشن کمشنر نے اپنا معروف نام اس عہدے سے منسلک کرنے کی اجازت دیتے ہوئے اس اخبار کے محتسب کا عہدہ قبول کیا تھا۔ لیکن اب یہ نظام وہاں بھی موجود نہیں ہے غالباً اس وجہ سے کہ اخبار کے محتسب نے 2012 میں چیف الیکشن کمشنر کا اعلیٰ عہدہ قبول کر لیا۔

یورپ، ایشیاء (ہندوستان) اور کئی اور جگہ کے اخباروں میں **داخلی محتسب** کا عہدہ مختلف شکلوں میں مثلاً محتسب، قارئین کا ایڈیٹر وغیرہ کے نام سے موجود ہے۔

نوٹ: یہاں یہ واضح شرط یاد دلانا ضروری ہے کہ جس شخص کو کسی ٹی وی چینل، ریڈیو چینل، یا اخبار کا داخلی محتسب مقرر کیا جائے وہ اس لحاظ سے عوام میں تسلیم شدہ شہرت کا مالک ہو کہ وہ کسی شکایت پر صرف حقائق اور سچائی کی بنیاد پر کسی اور چیز سے متاثر ہوئے بغیر اپنی رائے دینے کی قابلیت رکھتا ہے۔

(h) الیکٹرانک میڈیا پر نشر ہونے والے مواد میں اشتہارات کے سلسلے میں خود انضباطی کے لئے پُر زور سفارش کی جاتی ہے کہ انتخابات کے دوران ٹی وی اور ریڈیو چینلز کی طرف سے منصفانہ اور مساوی معاوضہ لینا مختلف سیاسی پارٹیوں کو یکساں مواقع کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے بہت اہم ہے۔

یہ پہلو بہت اہم ہے کیونکہ آج تک کسی ٹی وی یا ریڈیو چینل نے ان نرخوں کے بارے میں نہیں بتایا جن پر وہ اشتہارات دینے والوں کو اپنا وقت بیچتے ہیں۔ ہر چینل اپنے نرخوں کا تعین مختلف کاروباری پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے کرتا ہے۔

عام دنوں میں بھی، لیکن خاص طور پر انتخابات کے مرحلے میں، ایسی معلومات کی مکمل شفافیت اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام سیاسی پارٹیاں اور امیدوار، جو اشتہار کے اخراجات میں سرمایہ لگانے کے قابل ہیں، انہیں الیکٹرانک میڈیا پر وقت خریدنے کے یکساں مواقع ملیں۔

کمیشن کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن کے عہدیداروں نے خود یہ تجویز کیا اور اس خیال کی حمایت کی کہ ہر چینل کے مختلف دورانیے کے اشتہارات کے، مختلف قسم کے اشتہاری مواد کے جو تجارتی بنیادوں پر نشر کیے جاتے ہیں، مقررہ نرخ پی بی اے کی ویب سائٹ پر لگا دیے جائیں جس طرح بعض دوسرے ممالک میں رواج ہے۔ کمیشن تجویز کرتا ہے کہ اس اقدام پر فوری طور پر عملدرآمد کیا جائے۔

(i) پاکستان میں خود انضباطی اداروں کو چاہیے کہ بین الاقوامی سطح پر تجویز کئے جانے والے رہنما اصولوں اور اقدار کے، جو نیچے درج کئے جا رہے ہیں، تفصیلی حوالے دیں۔ ان میں مشہور غیر ملکی اور عالمی ادارے اور انفرادی ممالک مثلاً برطانیہ

شامل ہیں ۔ یہ غیر ملکی ذرائع میڈیا اور انتخابات کے باہم عمل کے بارے میں اپنے گہرے تجربے کی بنیاد پر تفصیلی اقدامات اور تجاویز پیش کرتے ہیں ۔

(j) اتفاق سے، براڈ کاسٹنگ کے عالمی شہرت یافتہ ادارے بی بی سی نے حال ہی میں **7 مارچ 2013** کو ایک دستاویز کی منظوری دی ہے جس کا عنوان ہے ''انتخابی رہنما اصول برائے انتخابات مئی 2013''۔ یہ دستاویز انگلستان اور ویلز میں ہونے والے مقامی حکومتوں کے **2 مئی 2013** کو ہونے والے انتخابات کے لئے تیار کی گئی ہے۔ یہ رہنما اصول پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کے لئے حوالے کے نکات کے طور پر الیکشن کمیشن کے جائزے کے لئے بہت بروقت اور کارآمد ہیں۔

مندرجہ ذیل اداروں کے ضابطہ اخلاق ضمیمہ "C" میں دیئے گئے ہیں :۔

1۔ آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی (اے پی این ایس)
2۔ کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹرز (سی پی این ای)
3۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ای یو جے)
4۔ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن (پی ٹی سی)
5۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (پی بی سی)
6۔ پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا)
7۔ پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن (پی بی اے)
8۔ پریس کونسل آف پاکستان (پی سی پی)
9۔ پاکستان کولیشن فار اتھیکل جرنلزم (پی سی ای جے)
10۔ پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی (پی اے ایس)
11۔ ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان (اے اے پی)
12۔ الیکشن رپورٹنگ: براڈ کاسٹ کے رہنما اصول (آرٹیکل 19، انڈیکس، رائٹرز فاؤنڈیشن، یونیسکو)
13۔ گریٹ بریٹن الیکٹورل کمیشن میڈیا ہینڈ بک
14۔ بی بی سی الیکٹورل ویلیوز
15۔ بی بی سی الیکشن رہنما اصول برائے انتخابات 2013

نوٹ: طویل عرصے سے قائم سرکاری نیوز ایجنسی اے پی پی اور نجی ملکیت کی جزوی سرکاری فنڈز لینے والی نیوز ایجنسی پی پی آئی

کے اپنے داخلی ضابطہ اخلاق ہیں۔ دیگر نیوز ایجنسیاں جنہیں قائم ہوئے تھوڑا عرصہ گزار ہے بھی انہیں بھی پیشہ ورانہ اصولوں کی پابندی کرنا ہوتی ہے۔اسی طرح **میڈیا خرید نے والے ادارے**،ایک نئی قسم کے نجی ادارے جو ایک یا ایک سے زیادہ خریداروں کے لئے میڈیا کا وقت اور جگہ بڑے پیمانے پر خرید لیتے ہیں، وہ بھی اپنے اندرونی کاروباری ضابطہ اخلاق کے پابند ہوتے ہیں۔

کیبل ٹی وی آپریٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان بھی اسی طرح اپنے بیان کردہ اغراض و مقاصد کے مطابق قوانین، قواعداور ضوابط کا پابند ہے۔

سفارش نمبر 2

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی زیر نگرانی:

(a) یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان تمام ٹی وی چینلوں اور ریڈیو چینلوں کے چیف ایگزیکٹوز، چیئر پرسنز مالکان کو اسلام آباد میں ایک اجلاس میں بلائے اور انہیں براہِ راست ذاتی طور پر انتخابات 2013 کا ضابطہ اخلاق اور الیکشن کمیشن کے رہنما اصول دے تاکہ نجی الیکٹرانک میڈیا میں فیصلہ سازی اور پالیسی سازی میں سب سے سینئر افراد کو باقاعدہ انتخابات کے مرحلے کے دوران الیکٹرانک میڈیا پر چلنے والے مواد کے متعلق ان کی ذاتی ذمہ داری اور انفرادی جوابدہی کے بارے میں علم ہو سکے۔

(b) الیکشن کمیشن کو چاہیے کہ وہ اپنے ضابطے، قاعدے اور رہنما اصول وغیرہ سختی سے نافذ کرے جن میں تعارف، حدود، مبالغہ وغیرہ کی تشریح شامل ہو۔

(c) الیکشن کمیشن کو ایسے آزاد اداروں کی پیشہ ورانہ خدمات حاصل کرنی چاہئیں جو عام طور پر نجی الیکٹرانک میڈیا کی تجارتی اشتہارات دینے والوں کے لئے مانیٹرنگ کرتے ہیں کہ وہ روزانہ/ہفتہ وار کی بنیاد پر الیکشن کمیشن کو پارٹیوں اور امیدواروں کے سیاسی اشتہارات کے نشر کئے جانے کے بارے میں، خاص طور پر اس حوالے سے، رپورٹ دیں کہ الیکشن کمیشن کی طرف سے مقرر کی گئی حدود اور اصولوں کی پابندی کی جا رہی ہے یا نہیں۔ دو یا تین ایسے ادارے موجود ہیں جو اشتہار دینے والوں یا اشتہاری کمپنیوں کی معلومات اور استفادے کے لئے میڈیا کے مواد کو مانیٹر کرتے ہیں۔

نوٹ: ماضی کا تجربہ بتاتا ہے کہ ضابطہ کار کی حیثیت سے پیمرا کئی وجوہات کی بنا پر اصولوں اور قوائد وضوابط کے نفاذ کو یقینی نہیں بنا سکا۔ مثال کے طور پر جس تیزی سے بعض ٹی وی چینلز نے جن کو پیمرا کی طرف سے نوٹس موصول ہوئے ہائی کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کئے اور اس وجہ سے پیمرا ضروری اقدامات پر عمل نہیں کر سکا اس میں پیمرا کا اپنا قصور بھی ہے کہ اس نے بروقت اور فیصلہ کن اقدام نہیں کیا۔ اس لئے الیکشن کمیشن کے لئے ضروری اور مؤثر ہوگا کہ وہ الیکٹرانک میڈیا کے لئے اوپر دیئے گئے اقدامات اٹھائے۔

پیمرا کی جانب سے اقدامات یا غلطیوں کو جس قانونی عمل کے ذریعے چیلنج کیا جاتا ہے یا اس میں تاخیر کرائی جاتی ہے اس کے بارے میں صورت حال درج ذیل ہے: یعنی کل 72 مقدمات زیر التوا ہیں، جن میں سے، ایک سپریم کورٹ میں، ایک مظفر آباد ہائیکورٹ میں، 45 سندھ ہائی کورٹ میں، 20 لاہور ہائی کورٹ میں، پانچ اسلام آباد ہائی کورٹ میں 2012,2011,2010,2009 اور 2013 کے ابتدائی ہفتوں سے موجود اور زیر التواء ہیں۔

(d) **الیکشن کمیشن کو چاہیے کہ وہ اے پی این ایس اور سی پی این ای کے عہدیداروں کو اسلام آباد میں اجلاس میں بلائے** اور انہیں براہِ راست ذاتی طور پر انتخابات 2013 کا ضابطہ اخلاق اور الیکشن کمیشن کے رہنما اصول دے تا کہ پرنٹ میڈیا میں فیصلہ سازی اور پالیسی سازی میں سب سے سینئر افراد کو باقاعدہ انتخابات کے مرحلے کے دوران پرنٹ میڈیا میں چھاپے جانے والے مواد کے متعلق ان کی ذاتی ذمہ داری اور انفرادی جوابدہی کے بارے میں علم ہو سکے۔

(e) **الیکشن کمیشن کو اے پی این ایس سے یہ تقاضا کرنا چاہئے کہ وہ اپنے رکن اخبارات و رسائل میں** جو جگہ سیاسی جماعتوں یا امیدواروں کے اشتہارات شائع کرنے کے لئے بیچی گئی یا استعمال ہوئی اور اس جگہ کے لئے جو معاوضہ لیا گیا اس کی تفصیلات کی رپورٹ ہر ہفتے الیکشن کمیشن کو فراہم کیا کرے۔

(f) **الیکشن کمیشن کو** پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ، وزارت اطلاعات ونشریات، پریس کونسل آف پاکستان اور چاروں صوبائی حکومتوں کے انفارمیشن ڈپارٹمنٹس کی مدد سے **اپنا اندرونی مانیٹرنگ نظام یہ مانیٹر کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہیے** کہ پرنٹ میڈیا خود اپنے ضابطہ اخلاق اور الیکشن کمیشن کے رہنما اصولوں کی پابندی کر رہا ہے یا نہیں۔

(g) **ای سی پی کو چاہیے کہ پی ایف یو جے، ایپنک، پی سی ای جے اور دیگر متعلقہ تنظیموں مثلاً الیکٹرانک میڈیا جرنلسٹ ایسوسی ایشن** لاہور وغیرہ کو بلائے اور انہیں براہ راست ذاتی طور پر الیکشن کمیشن آف پاکستان کا انتخابات 2013 کے لئے میڈیا کا ضابطہ اخلاق اور الیکشن کمیشن کے رہنما اصول فراہم کرے تا کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں کارکن صحافیوں سے التماس کی جاسکے کہ وہ اپنے ضابطۂ اخلاق کی پابندی کریں اور انہیں باقاعدہ انتخابات کے مرحلے کے دوران پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں ان کے رپورٹ کئے ہوئے مواد کی پیشکش سے ان کی ذاتی ذمہ داری اور انفرادی جوابدہی کے بارے میں علم ہو سکے۔
اس قسم کے ایک یا ایک سے زیادہ اجلاس پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ اگر سپریم کورٹ شرائط وضوابط کی شق F سے متعلق میڈیا کمیشن کی ایک یا زائد سفارشات کو منظور کر لیتی ہے تو الیکشن کمیشن اس عمل کو مزید مضبوط بنا سکتا ہے۔

(h) **الیکشن کمیشن اس قسم کی تجویز پر بھی غور کر سکتا ہے** کہ وہ تمام امیدوار یا سیاسی پارٹیاں جو اخبارات، رسائل، ٹی وی چینل، ریڈیو چینل پر معاوضے کے بدلے اشتہارات دینا چاہیں، ان کے لئے ضروری ہو کہ وہ **یہ اشتہارات خود الیکشن کمیشن میں قائم سیاسی اشتہارات کے خصوصی سیل کے ذریعے دیں۔**
اس مجوزہ سیل کو یہ اختیار حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اشتہار کی بکنگ یا اسے میڈیا میں چلانے سے انکار کر دے اگر اشتہار کی لاگت الیکشن کمیشن کی مقرر کردہ اخراجات کی حد سے زیادہ ہو۔
اگر یہ تجویز منظور کر لی جائے تو الیکشن کمیشن امیدواروں اور میڈیا کے درمیان رابطوں کے لئے اپنے دفاتر کو استعمال کر سکتا ہے یا الیکشن کمیشن ایسے رابطوں کیلئے پاکستان بھر میں موجود وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات کے پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور صوبائی حکومتوں کے محکمہ اطلاعات کے دفاتر حاصل کر سکتا ہے۔

اس طرح تمام میڈیا الیکشن کمیشن کے اس سیل کے ذریعے سیاسی اشتہارات کی درخواستیں رآرڈر حاصل کر سکے گا اور اس کے بدلے الیکشن کمیشن کو پیشگی یا مقررہ مدت کے اندر معاوضے کی ادائیگی کے لئے انوائس بھیج سکے گا۔

ایسا مجوزہ سیل اس بات کو یقینی بنائے گا کہ الیکشن کمیشن اس بارے میں باخبر رہے کہ امیدوار اور سیاسی پارٹیاں میڈیا میں اشتہارات کیلئے کتنی جگہ یا وقت استعمال کر رہے ہیں اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کتنا معاوضہ وصول کر رہا ہے۔ معلومات کے لئے یہ رابطہ کاری تمام امیدواروں اور سیاسی پارٹیوں کے لئے مساوی مواقع کی فراہمی اور مکمل شفافیت اور جوابدہی کے اصولوں کی پابندی کو یقینی بنائے گی۔

اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ ہتک آمیز یا نازیبا سیاسی اشتہار تیار کرنے اور شائع کروانے والے کی شناخت فوری طور پر عوام کو معلوم ہو سکے پرنٹ میڈیا میں تمام اشہارات کی اشاعت کیلئے یہ لازمی قرار دیا جانا چاہیے کہ اشتہار کے ساتھ اشتہاری ایجنسی یا اس اشتہار کی اشاعت سے تعلق رکھنے والے کسی دوسرے ادارے کا نام بھی شائع کیا جائے۔ اس طرح عوام کو امیدواروں، سیاسی پارٹیوں اور کاروباری اداروں کے درمیان تعلق کا علم ہوگا اور شفافیت کا اصول مستحکم ہوگا۔

مجوزہ سیل قائم کرنے کا طریقہ کار انتخابات کے بعد امیدواروں اور سیاسی پارٹیوں سے اشتہارات کی مد میں کئے گئے اخراجات کا حساب کتاب جمع کرانے کے روایتی طریقے سے کہیں بہتر ہوگا۔ اس مجوزہ طریقہ کار سے اشتہارات کی جگہ یا وقت کے نرخوں میں امتیازی سلوک کو بھی روکا جا سکے گا جو چند میڈیا، چند پارٹیوں اور امیدواروں کی حمایت کیلئے اور کچھ دوسرے امیدواروں یا پارٹیوں کے نقصان کیلئے کر سکتا ہے۔ یہ ایسے اعداد وشمار ہیں جن سے الیکشن کمیشن عموماً لا علم رہتا ہے کیونکہ ٹی وی اور ریڈیو چینل وقتاً فوقتاً اور صارف کے حساب سے اپنے نرخ بدلتے رہتے ہیں۔

اگر پی بی اے اپنے ان قابل تعریف ارادوں پر عمل کر بھی پائے جن کا ذکر پہلے سفارش نمبر 1(h) میں کیا جا چکا ہے، یعنی سیاسی اور عام اشتہارات کے درست نرخوں کے اعداد وشمار عوام کے سامنے پیش کر دے پھر بھی سیاسی اشتہارات سے متعلق معلومات کا الیکشن کمیشن سے ہو کر گزرنا شفافیت اور سب کیلئے مساوی مواقع کی فراہمی کی ضمانت ہوگا۔

سفارش نمبر 3

سول سوسائٹی کے نیٹ ورک کے ذریعے

(a) انتخابات سے قبل کے مرحلے کی مانیٹرنگ پہلے ہی اچھی شہرت والے سول سوسائٹی نیٹ ورک اور ادارے کر رہے ہیں مثلاً فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (فافن) جس کے ارکان میں متعدد این جی اوز شامل ہیں جن کے چاروں صوبوں میں مقامی لوگوں سے رابطے ہیں۔

(b) فافن نے پہلے ہی اعلان کیا ہے کہ اپنے رکن اداروں کی مدد سے اور شہریوں کی جانب سے رضا کارانہ تعاون کے ذریعے تقریباً **43,000** افراد مقامی اور حلقہ انتخاب کی سطح پر سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں کی انتخابی مہم کی مانٹرنگ کریں گے۔ باہمی تعاون کے اس انتظام کے ذریعے میڈیا کے علاوہ **تشہیری سرگرمیوں مثلاً** پوسٹر، بینر، پمفلٹ اور اسٹکر وں وغیرہ کے متعلق بھی مکمل مانٹرنگ ہو سکے گی۔

(c) یہ سول سوسائٹی نیٹ ورک 'سی ڈی' ٹی وی چینلز کی بھی مانیٹرنگ کر سکیں گے جو پیمرا کے لائسنس یافتہ 3159 کیبل آپریٹرز میں سے ہر ایک چلاتا ہے۔

(d) جہاں پیمرا فروری 2013 تک 89 سیٹلائٹ ٹی وی چینلوں کو لائسنس جاری کر چکا ہے (ان میں 34 نیوز چینلز ہیں جن میں سے 27 اس وقت نشریات کر رہے ہیں باقی 55 چینلز انٹرٹینمنٹ، اسپورٹ اور دیگر اقسام کے ہیں۔ 26 غیر ملکی چینلوں کو 'لینڈنگ رائٹس' یعنی پاکستان میں نشریات لانے اور دکھانے کی اجازت کے لائسنس دیئے گئے ہیں)۔ پیمرا نے 171 ایف ایم ریڈیو چینلز کو بھی لائسنس جاری کئے ہیں جن میں تجارتی اور یونیورسٹی کیمپس کے ریڈیو چینلز بھی شامل ہیں۔

لیکن حقیقت میں پاکستان میں کام کرنے والے ٹی وی چینلوں کی تعداد 15000 سے زائد ہے کیونکہ ہر کیبل آپریٹر کو چار یا پانچ 'سی ڈی' چینلز چلانے کی اجازت ہے جن پر زیادہ تر یہ آپریٹرز زیادہ تر غیر قانونی طور پر ہالی ووڈ اور بالی ووڈ کی فلمیں چلاتے ہیں یا قانونی طور پر حاصل کیا ہوا مواد اور اشتہارات چلاتے ہیں۔

تاہم ان کیبل ٹی وی کے تقسیم کاروں کے مراکز جو سیٹلائٹ ٹی وی کے سگنلز مختلف ذیلی کیبل آپریٹروں کو فراہم کرتے ہیں، کی مانیٹرنگ کے ذریعے کام کا بوجھ کم کیا جا سکتا ہے۔

(e) کمیشن کی تجویز ہے کہ الیکشن کمیشن معتبر سول سوسائٹی نیٹ ورکس کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ انتخابات 2013 میں غیر جانبدار اور آزاد میڈیا کے کردار کو مستحکم بنانے میں مدد دیں۔

سفارش نمبر 4

سرکاری ضابطوں کے ذریعے

(a) الیکٹرانک میڈیا کیلئے پیمرا کی تہری ذمہ داری ہے جس پر عملدرآمد کی نگرانی الیکشن کمیشن کو کرنی چاہیے۔

(a) یہ بات یقینی بنانا کہ سیٹلائٹ ٹی وی چینل دکھانے کے لائسنس یافتہ لوگ ان شرائط کی پابندی کررہے ہیں جن پر انہیں لائسنس جاری کیا گیا ہے، پابندی نہ کرنے کی صورت میں قانون اور ضابطے کے مطابق **فوری اقدام کیا جانا چاہیے۔**

(b) باقاعدہ انتخابات کے مرحلے کے دوران خاص طور پر مانیٹرنگ کی جائے کہ الیکٹرانک میڈیا الیکشن کمیشن کے جاری کردہ ضابطہ اخلاق کا احترام کررہا ہے اور اس پر عمل کررہا ہے یا نہیں اور اگر کوئی خلاف ورزی ہوتی ہے تو **الیکشن کمیشن کو فوری اطلاع کی جائے۔**

(c) تمام 3159 سے زیادہ کیبل آپریٹروں کو الیکشن کمیشن کے جاری کردہ ضابطہ اخلاق/میڈیا کے مواد سے متعلق ضوابط کے بارے میں آگاہ کیا جائے تاکہ سیٹلائٹ ٹی وی چینلز اور خود ان کے اپنے 'سی ڈی' چینلز پر دکھایا جانے والا مواد بتائے گئے بہترین طرزِ عمل سے مطابقت رکھتا ہو۔

(b) پرنٹ میڈیا کیلئے پریس کونسل آف پاکستان اور نگران حکومت کی وزارتِ اطلاعات ونشریات کی خاص ذمہ داری ہے کہ اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے والے خبروں اور اشتہارات کے مواد کی مانیٹرنگ کریں تاکہ پرنٹ میڈیا کی طرف سے ضابطۂ اخلاق کی کسی خلاف ورزی کی صورت میں الیکشن کمیشن کو بروقت اطلاع دی جاسکے۔ اس لئے ان دونوں اداروں کو الیکشن کمیشن کی طرف سے مطلع کردیا جانا چاہیے۔

سفارش نمبر 5

انٹرنیٹ میڈیا کیلئے، سرکاری ضابطوں اور غیر سرکاری تعاون کے ذریعے

(a) پاکستان میں اخبارات کی کل سرکولیشن اندازاً 1.5 ملین سے زیادہ نہیں ہے یعنی 18 کروڑ کی آبادی میں تقریباً 70 سے 80 لاکھ افراد اخبار پڑھتے ہیں۔ انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد اس وقت اندازاً 25 سے 30 ملین ہے یعنی ہر روز اخبارات پڑھنے والوں کی تعداد سے تقریباً تین گنا زیادہ۔ اندازہ ہے کہ ان 25 سے 30 ملین انٹرنیٹ استعمال کرنے والے لوگوں میں سے ایک خاصی بڑی تعداد پرنٹ اخبارات، ٹی وی چینلز اور ریڈیو چینلز کی ویب سائٹس روزانہ باقاعدگی سے دیکھتی ہے۔

(b) وزارتِ انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاکستانی ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی پر یہ مشترکہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ویب میڈیا اور انٹرنیٹ پر موجود سوشل میڈیا کی دوسری اقسام کے لئے آزادیٔ اظہار، جو پہلے سے بافراط موجود ہے...!... پر قدغن لگائے بغیر، ان ویب سائٹس اور بلاگز پر، جنہیں پاکستانی ووٹرز دیکھتے ہیں، یہ بات یقینی بنائیں کہ انصاف، توازن، شائستگی، خودداری اور غیر جانبداری کے کم از کم معیار پر عمل کیا جائے۔

(c) تاہم سوشل میڈیا پر کسی بھی قسم کے ضوابط لاگو کرنا غالباً نفاذ کی سب سے مشکل صورت ہے کیونکہ انٹرنیٹ کھلا اور حدود سے آزاد میڈیا ہے۔ انتہائی سخت اقدامات کی صورت میں کچھ ذرائع مثلاً یوٹیوب کے کچھ حصوں یا مکمل یوٹیوب (youtube) تک رسائی پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ لیکن یوٹیوب یا دنیا بھر میں استعمال ہونے والے کسی ذریعے پر اس قسم کی مکمل پابندی لگانا غیر منصفانہ ہے اور ایک بُرا مشورہ ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ یوٹیوب کی انتظامیہ سے مخصوص مواد، مثلاً مذہبی عقائد کے بارے میں دانستہ طور پر توہین آمیز اور بدکلامی پر مبنی مواد، تک رسائی کو بند کرانے کے لئے مقررہ طریقہ کار پر اتفاق رائے کیلئے رابطہ کرے۔

(d) اگرچہ امید کی جاتی ہے کہ انٹرنیٹ پر پاکستان سے یا بیرونِ ملک سے کوئی ایسی انتہائی اشتعال انگیزی نہیں کی جائے گی جس سے ضابطہ کاروں کی طرف سے کوئی شدید نوعیت کے اقدامات کرنے پڑیں، پھر بھی **یہ تجویز دی جاتی ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان مندرجہ ذیل سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کو بُلائے** اور انہیں انٹرنیٹ پر موجود مواد کے بارے میں ان کی ذمہ داریوں کا اور اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت کا احساس دلائے کہ انٹرنیٹ پر موجود مواد کو آزاد اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے بلکہ اس کے سہولت پیدا کرنی چاہیے۔

1۔ وزارتِ انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی

2۔ پی ٹی اے

3۔ ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن

http://digitalrightsfoundation.pk نگہت داد

4۔ بولو بھی

www.bolobhi.org ثنا سلیم، فریحہ عزیز

5۔ پاشا

www.pasha.org.pk نصیر اختر، چیئرمین، جہان آراء، صدر

6۔ اسپاک (انٹرنیٹ سروس پرووائیڈز ایسوسی ایشن)

http://www.ispak.pk وہاج السراج

7۔ بائٹس فار آل پاکستان

http://content.bytesforall.pk شہزاد احمد

8۔ آئسوک انٹرنیٹ سوسائٹی

9۔ ٹیک بیک دی ٹیک۔APC (ایسوسی ایشن آف پروگریسو کمیونیکیشن)

http://apc.org

10۔ بلاگ ایپ (بلاگرز ایسوسی ایشن آف پاکستان)

http://groups.google.com/group/blogap/t/ فیصل کپاڈیہ

11۔ ڈی بی ٹی بی (ڈونٹ بلاک دی بلاگ)

www.dbtb.org ڈاکٹر عواب علوی

12۔ پریس پاکستان

presspakistan.googlegroups.com

13۔ اسی طرح کا کوئی اور فورم/تنظیم

سفارش نمبر 6

الیکشن کمیشن کے ذریعے سرکاری میڈیا اور اداروں کو ہدایات

(a) سرکاری ملکیت کے ادارے پی ٹی وی اور پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن پیمرا کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے ۔ یہ بالترتیب پی بی سی ایکٹ 1973 اور کمپنیز ایکٹ 1984 کے تحت کام کرتے ہیں۔

(b) باوجود اس کے کہ انتخابات 2013 کے دوران ملک میں ایک غیر جانبدار نگران حکومت موجود ہوگی اور اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ پی ٹی وی اور پی بی سی کو ہدایت دے گی کہ وہ سیاسی مواد کی غیر جانبدارانہ رپورٹنگ کو یقینی بنائیں، تاہم بہتر ہوگا کہ **الیکشن کمیشن بھی اپنی طرف سے پی ٹی وی اور پی بی سی کو یہ یاددہانی کرانے کیلئے ہدایت نامہ جاری کرے** کہ انہیں بھی الیکشن کمیشن کے ضابطہ اخلاق رمیڈیا کیلئے ضابطہ اخلاق پر عمل کرنا ہوگا۔

(c) اے پی پی اگرچہ خود ایک ماس میڈیا نہیں ہے لیکن یہ پاکستان کی سب سے بڑی نیوز ایجنسی ہے اور ایک سرکاری ادارہ ہے۔ نگران حکومت کے دور میں اسے بھی انتخابات کی تمام سرگرمیوں کی رپورٹنگ اور تجزیوں میں کسی سیاسی جماعت یا امیدوار کی طرفداری کیے بغیر غیر جانبدار رہنا ہوگا۔ پھر بھی یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ **الیکشن کمیشن اے پی پی کو (اور تمام نیوز ایجنسیوں کو)** یہ ہدایات جاری کرے وہ سختی سے ضابطۂ اخلاق پر عمل کرے۔

سفارش نمبر 7

نگران حکومت کی نگرانی کی پالیسی پر عمل کے ذریعے

(a) نگران حکومت پر اپنے مختصر مگر اہم دور میں ایک بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ بُرے اندازِ حکمرانی کے حالات میں اور بار بار ہونے والے تشدد اور دہشت گردی کے واقعات کے درمیان نگران حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ وفاقی سطح پر اور چاروں صوبوں کی سطح پر ایسے مستحکم اور محفوظ حالات کو یقینی بنائے جن میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات پُر امن ماحول میں منعقد ہو سکیں۔

(b) حالیہ برسوں میں پاکستان میں صحافیوں کے افسوسناک اور سفاکانہ قتل ہوئے، ان کو شدید زخمی کیا گیا، انہیں اور ان کے خاندان والوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا، صحافیوں اور میڈیا ہاؤسز کو مسلسل ملک کے مختلف حصوں، شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں، دباؤ اور خوف کی صورت حال کا سامنا رہا ہے۔ ایسے وقت میں نگران حکومت کی اولین ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ وہ تمام شہریوں کیلئے تحفظ اور سلامتی کے حالات پیدا کرے اور فیلڈ میں کام کرنے والے صحافیوں اور میڈیا کیلئے خصوصی اقدامات کرے کیونکہ یہ میڈیا ہی ہے جو فوری طور یا جس قدر جلد ممکن ہو، عوام اور تمام حکومتی اداروں کیلئے اہم اطلاعات فراہم کرتا ہے۔

(c) الیکشن کمیشن کے کام میں مدد دینے کیلئے **نگران حکومت پر لازم ہے** کہ وہ صحافیوں، میڈیا کی ٹیموں، اور میڈیا ہاؤسز کو لاحق خطرات کی پیش بندی کرنے میں **غیر معمولی چوکسی کا مظاہرہ کرے** اور جہاں کہیں ممکن ہو صحافیوں اور میڈیا ٹیموں کے خلاف تشدد کو روکنے کیلئے بروقت اقدامات اٹھائے۔

(d) **نگران حکومت کی طرف سے** وفاقی سطح پر اور چاروں صوبوں کی سطح پر اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے مطلوبہ سہولیات، مالی وسائل وغیرہ مہیا کرنے کی کوشش میں **کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔**

(e) کمیشن 21 مارچ 2013 کی اس رپورٹ کا خیر مقدم کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سی پی این ای نے ایک سیکورٹی کمیٹی کے قیام کا فیصلہ کیا ہے تاکہ کارکن صحافیوں کی حفاظت کیلئے نئے اور خصوصی انتظامات کئے جائیں اور امدادی نظام کا تشکیل دیا جائے۔ ایسے نئے اقدامات انتخابات کے مرحلے میں وقت کی مناسبت سے اہمیت کے حامل ہیں۔

سفارش نمبر 8

سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں کی پالیسیوں اور اقدامات کے ذریعے

(a) جیسا کہ انتخابات میں سب سے اہم شرکاء اور مرکزی کردار ملک کی وہ سیاسی جماعتیں اور سینکڑوں امیدوار ہوتے ہیں جو انتخابی مہم کے مرحلے میں ووٹ کے طلبگار رہوتے ہیں، ان پر قانوناً لازم ہوتا ہے کہ وہ میڈیا میں اشتہارات پر اخراجات کے سلسلے میں، بیانات اور انٹرویو دیتے ہوئے، یا نشریاتی پروگراموں میں حصہ لیتے ہوئے میڈیا کے ساتھ اپنے باہمی تعلق کے بارے میں الیکشن کمیشن کی تجویز کردہ شرائط وضوابط پر عمل کریں۔

(b) سیاسی جماعتیں اور امیدوار جو انتخابات 2013 میں حصہ لے رہے ہیں وہ پہلے ہی اپنے اثاثوں، پارٹی کے اندر انتخابات، ماضی اور حال میں ان کی مالی حیثیت وغیرہ کے بارے غیر معمولی جانچ پڑتال کے مرحلے سے گزر چکے ہیں۔

(c) اس کے باوجود انہیں اس چیلنج کا سامنا رہے گا کہ انتخابی مہموں کے دوران مسابقتی اور سخت مقابلے کے ماحول کے نتیجے میں جو گرما گرمی اور دباؤ پیدا ہوتا ہے اس میں میڈیا سے ہر طرح کے رابطے میں وہ سچائی اور شائستگی کے اعلیٰ ترین معیار کی مقررہ حدود کے اندر رہیں۔

(d) اس لئے تمام سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں پر اس سلسلے میں بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی انتخابی مہم کے سلسلے میں سرگرمیوں، میڈیا کو بریفنگ یا میڈیا کو ان سرگرمیوں کی کوریج میں سہولت دینے میں میڈیا سے کس طرح کا تعلق رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اشہارات پر اخراجات کیلئے میڈیا کے ساتھ مالی لین دین کس طرح کرتے ہیں۔

سفارش نمبر 9

میڈیا کے قارئین، ناظرین اور سامعین کی فعالیت کے ذریعے

(a) ان سفارشات کے گزشتہ حصوں میں یعنی سیکشن 3 ''سول سوسائٹی نیٹ ورکس کے ذریعے'' میں ہم نے یہ ذکر کیا ہے اور تجویز دی ہے کہ غیر سرکاری تنظیمیں جو پہلے سے پاکستان میں موجود ہیں اور جمہوری اقدار و روایات کو فروغ دینے اور جمہوری عمل میں شراکت کو بڑھانے کیلئے ایڈووکیسی اور تعمیر استعداد کیلئے کام کر رہی ہیں، انہیں 2013 کے انتخابات میں میڈیا کو غیر جانبدار اور آزاد رہنے میں مدد دینے کیلئے ایک خصوصی کردار ادا کرنا ہے۔

(b) اس حصہ میں اس اصول پر توجہ مرکوز کرنا مقصود ہے کہ عام شہریوں پر بھی، سامعین کی حیثیت سے، میڈیا پر پیش کئے جانے والے مواد کے حوالے سے ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

(c) بجائے اس کے کہ میڈیا پر جو مواد ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس کے متعلق شہری غیر فعال تماشائی بنے رہیں، شہریوں کو یہ موقع بھی حاصل ہے اور ان پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ میڈیا کے مواد کو مانیٹر کریں، میڈیا اور صحافیوں کو دی جانے والی دھمکیوں کا نوٹس لیں اور اس طرح میڈیا کو حقیقی معنوں میں غیر جانبدار اور آزاد طریقے سے کام کرنے کے قابل بنانے کی مشترکہ ذمہ داری میں عوام کی شمولیت کو وسیع اور مؤثر بنائیں۔

(d) سیکشن 3 میں جس کردار کی نشاندہی کی گئی ہے وہ سول سوسائٹی نیٹ ورکس کیلئے اداروں اور تنظیموں کی سطح کا کردار ہے جبکہ اس سیکشن میں جس ذمہ داری پر توجہ دی جا رہی ہے وہ ہمارے معاشرے اور عام ووٹرز پر افراد، خاندانوں اور گروہوں کی سطح پر عائد ہوتی ہے۔

(e) پاکستان میں شہریوں کی جانب سے میڈیا سے تعلق رکھنے والے امور پر فعالیت نسبتاً محدود ہے۔ مثال کے طور پر دسمبر 1997 میں سیٹیزنز میڈیا کمیشن آف پاکستان سب سے پہلے اس قسم کے نیٹ ورک کی شکل میں وجود میں آیا۔ نجی اور مخیّر مالی وسائل استعمال کر کے یہ ادارہ تقریباً آٹھ سال تک چلتا رہا جس کے بعد اس طرح کے دیگر ادارے بھی وجود میں آئے۔ تاہم ابھی بھی میڈیا کی مانیٹرنگ کرنے کیلئے اور میڈیا کی توجہ ایسی مثالوں کی طرف دلانے کیلئے جہاں انصاف اور توازن کی اقدار کی پامالی ہوئی ہو، شہریوں کی فعالیت کے وسیع امکانات موجود ہیں جن پر اب تک کام نہیں کیا گیا۔ انتخابات 2013 کے حوالے سے خاص طور پر ضرورت ہے کہ شہریوں کا حقیقی نقطہ نظر بھی اُجاگر کیا جائے جو شرائط و ضوابط کی شق F میں بیان کئے گئے تشویش کے پہلوؤں کے حوالے سے جانبداری سے پاک ہو۔

(f) شہریوں اور میڈیا کے سامعین و ناظرین کی جانب سے کی گئی میڈیا مانیٹرنگ کے مصدقہ ہونے کا جائزہ لیتے ہوئے مناسب احتیاط کرنی چاہیے اور تصدیق کرنی چاہیے کہ کہیں جانبدارانہ مفادات اور مقاصد کے حامل بعض عناصر پوشیدہ طور پر ''شہریوں'' کا روپ دھار کر میڈیا کے مواد میں حقیقی شہریوں کے ردّعمل کا تاثر قائم نہ کر دیں۔ مثلاً مخفی طور پر منظّم طریقے سے خطوط لکھنے یا اپنی اصل شناخت کو چھپا کر بطور گروپ خیالات کا اظہار اور احتجاج کرنے کا طریقہ موجود ہے جس سے بڑے پیمانے پر 'مقبول' رائے کا ایک گمراہ کن تاثر بنایا جاسکتا ہے۔ جبکہ ایسے گمراہ کن تاثرات قائم کرنے کے پیچھے ہوسکتا ہے کہ صرف مٹھی بھر افراد ہی ہوں۔

سفارش نمبر 10

بین الاقوامی مبصرین اور غیر ملکی اداروں کے ذریعے

(a) عالمی سطح پر تسلیم شدہ طریقوں کے مطابق، جنہیں حکومتِ پاکستان اور الیکشن کمیشن آف پاکستان بھی تسلیم کرتا ہے اور جن پر گزشتہ تین دہائیوں میں ہونے والے متعدد انتخابات میں عمل کیا جاتا رہا ہے، بین الاقوامی ادارے مثلاً یورپی یونین، بین الپارلیمانی یونین، سارک اور دیگر تنظیمیں جن کے کام کا خصوصی موضوع انتخابی عمل رہا ہے، پاکستان میں انتخابات اور انتخابی طریقہ کار کی مانیٹرنگ کرتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں تفصیلی رپورٹیں اور دستاویزات شائع کی ہیں۔

(b) کئی لحاظ سے غیر ملکی مبصرین کی ان رپورٹوں نے انتخابات میں بدعنوانیوں، بشمول قبل از انتخابات دھاندلی اور انتخابات کے دوران بے قاعدگیوں کی نشاندہی میں مدد دی ہے۔

(c) ماضی میں ایسی رپورٹوں میں یہ مشاہدات بھی شامل ہیں کہ انتخابات کے دوران خود میڈیا نے کیا کردار ادا کیا۔

(d) انتخابات 2013 میں بھی جن تنظیموں اور اداروں کو حکومتِ پاکستان اور الیکشن کمیشن آف پاکستان انتخابات کے تمام مراحل کی مانیٹرنگ کرنے اور حالات کا مجموعی جائزہ لینے کیلئے ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کرنے کی اجازت دیں گے وہ اپنی موجودگی کی وجہ سے اس بارے میں معتبر رائے دینے کے قابل ہوں گے کہ میڈیا نے غیر جانبدارانہ اور آزادانہ کردار ادا کیا ہے یا نہیں۔

(e) ان اداروں کی موجودگی کی قبل از وقت اطلاع ان لوگوں کیلئے، جو میڈیا کو اپنا کردار کرنے سے روکنا چاہتے ہوں، ایک مثبت انتباہ کا کام کرے گی، کسی بھی قسم کے تخریبی خطرات کو روکے گی اور 2013 کے انتخابات میں میڈیا کو مددگار کا کردار ادا کرنے کا موقع دے گی۔

سفارش نمبر 11

تفصیلی، تفتیشی آڈٹ اور تحقیقات کے ذریعے، جو انتخابات کے مرحلے کے بعد تک جاری رہ سکتے ہیں

(i) ایک بالکل تبدیل شدہ میڈیا کی موجودگی میں جسے، بین الاقوامی سطح پر کم درجہ پانے کے باوجود، عام پاکستانی نئی اور غیر معمولی آزادی اور تحرک کا عکاس سمجھتے ہیں، یہ افسوسناک ہے کہ اس کمیشن کو میڈیا سے تعلق رکھنے والے کرپشن کے معاملات پر غور کرنے کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے۔

(ii) ایسا کرتے ہوئے یہ کمیشن میڈیا سے متعلق کرپشن کے ان بہت سے الزامات اور بیانات کا جائزہ لے رہا ہے جو ان قانونی درخواستوں میں شامل ہیں جن پر سپریم کورٹ نے غور کیا اور پھر یہ کمیشن مقرر کیا جسے دی گئی 9 شرائط وضوابط میں میڈیا سے تعلق رکھنے والی کرپشن کے پہلو کا جائزہ لینا بھی شامل ہے۔

(iii) پاکستان میں میڈیا سے منسلک مختلف شعبوں کے نمائندوں کے سامنے رکھے گئے سوالات کی بنیاد پر متضاد نوعیت کے جوابات موصول ہوئے۔

(iv) وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اہلکاروں اور سرکار کے زیرِ اختیار تمام اداروں نے یہ تسلیم نہیں کیا کہ ان کے اداروں اور محکموں میں کرپشن کے طریقے موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کبھی ان کے دائرہ کار میں کرپشن کا کوئی کام ہوتا ہے تو اس کا تیزی سے نوٹس لیا جاتا ہے اور سزائیں اور درستگی کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

(v) اس کے برعکس، نجی میڈیا کی نمائندہ اور انفرادی میڈیا ماہرین، صحافیوں، براڈ کاسٹرز، میڈیا کے کاروبار سے منسلک لوگوں، سول سوسائٹی کے ارکان اور سیاسی پارٹیوں کے سینئر نمائندوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ **حکومت اور میڈیا کے درمیان رابطوں میں، نجی شعبے اور نجی میڈیا کے درمیان اور نجی اور سرکاری الیکٹرانک میڈیا کے اندر کرپشن کے طریقے موجود ہیں۔** مزید یہ کہ حکومت یا ضابطہ کار اداروں یا نجی میڈیا اور صحافیوں کی نمائندہ تنظیموں نے نہ کبھی سزائیں دیں اور نہ ہی درستگی کے کوئی اقدامات کئے۔

(vi) یہ کہا گیا کہ کرپشن کی کئی مختلف اقسام موجود ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کو کم وقت میں اور آسانی سے ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے، لیکن یہ موجود ضرور ہے۔

(vii) غیر سرکاری افراد نے یہ دعویٰ کیا کہ تمام سرکاری ملکیتی اور سرکار کے زیرِ اختیار میڈیا کے ادارے اور تنظیمیں جن میں

پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے لے کر وزاتِ اطلاعات ونشریات کے آڈٹ بیورو آف سرکولیشن اور پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن تک اور تمام صوبائی محکمہ اطلاعات سے لے کر اے پی پی تک، سب کے سب کرپشن پھیلانے کے وسیع عمل کا حصہ ہیں۔

(viii) سول سوسائٹی اور صحافیوں نے زور دے کر کہا کہ میڈیا کے شعبے میں ریاست اور حکومت کی موجودگی خود ہی بنیادی طور پر کرپشن کا عمل ہے کیونکہ ریاست کے وسائل یا تو حکمران سیاسی جماعتوں اور سیاسی عہدیداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے استعمال ہوتے ہیں یا پھر مختلف سطح کے سرکاری افسروں کیلئے۔

(ix) یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حکومتی اداروں، صحافیوں اور نجی میڈیا ہاؤسز کے درمیان رابطوں میں خفیہ فنڈ کا استعمال کرپشن کے انداز میں کیا جاتا ہے تاکہ میڈیا کے مواد پر اثر انداز ہوا جائے۔

نوٹ: ضروری ہے کہ یہاں اس بات کی نشاندہی کر دی جائے کہ "خفیہ فنڈ" کی اصطلاح کو کبھی کبھی غلط طور پر بیان کیا جاتا اور استعمال کیا جاتا ہے جس سے حقائق غلط انداز میں دکھائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر وفاقی حکومت کی طرف سے وزارتِ اطلاعات ونشریات کے ذریعے پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (پی بی سی) کو دی جانے والی سالانہ گرانٹ جس کی رقم دو ارب روپے سے زیادہ ہوتی ہے، کو شاید غیر دانستہ طور پر "خفیہ فنڈ" کے زمرے میں شامل کر لیا گیا۔ اسی طرح پی ٹی وی کو ترقیاتی کاموں کیلئے دی گئی گرانٹ اور اے پی پی اور ایک ریسرچ ادارے کو گرانٹ دینا بھی غلط طور پر/نامناسب طور پر ''خفیہ فنڈ'' میں دکھایا گیا۔ حالانکہ اس قسم کی گرانٹس کو سالانہ بجٹ میں درج کیا جاتا ہے اور یہ عام اعلان شدہ گرانٹس ہوتی ہیں جن کا ہر سال آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے ذریعے آڈٹ کیا جاتا ہے۔

(X) خفیہ فنڈز کے بارے میں وزارت اطلاعات ونشریات کا مؤقف درج ذیل ہے:۔

(حوالہ شروع)

''وزارتِ اطلاعات ونشریات میں خفیہ سروس اخراجات

(a) حقیقت میں یہ 'خفیہ' نہیں ہے استعمال کے لحاظ سے بھی اور طریق کار کے لحاظ سے بھی۔ اس کی بجائے یہ **تعاون اور فروغ کا فنڈ** ہوتا ہے جس کے اخراجات کی نگرانی وزارت کا پرنسپل اکاؤنٹس آفیسر (پی اے او) کرتا ہے جیسا کہ ذیل میں دیے گئے قانونی حوالے سے ظاہر ہے۔ اس فنڈ کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ میڈیا کے فوری مسائل کو نمٹانے کیلئے معقول جواز کے ساتھ فوری ایکشن لیا جا سکتا ہے، جس کا حتمی نتیجہ دیکھا جاتا ہے اور آڈٹ نہیں ہوتا۔ تاہم پی اے او ہر سہ ماہی کے بعد اخراجات کا اندراج کرتا ہے اور اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اخراجات عوامی مفاد میں کیے گئے۔

قانونی حوالے

(b) مندرجہ ذیل ملکی قوانین اور ضابطے ایس ایس ای/ایس پی ایف کے قانونی قیام کا ثبوت ہیں:۔

(i) سیکریٹ سروس اخراجات کو سالانہ مالیاتی بل (یہاں **2012-13**) کے تحت قانونی تحفظ حاصل ہے جو **1973** کے آئین کے آرٹیکل **73-75** کے تحت کام کرتا ہے۔اس آرٹیکل میں مالیاتی بل کے بارے میں تفصیلی ضابطے دیے گئے ہیں۔ایس ایس ای/ایس پی ایف اس مالیاتی بل کا حصہ ہیں، جسے پارلیمنٹ منظور کرتی ہے اور صدر اس کی توثیق کرتا ہے۔

(ii) اس کی وضاحت فنانس ڈویژن کی بجٹ دستاویز میں (صفحہ نمبر **1230-31**) مندرجہ ذیل اکاؤنٹنگ کوڈ میں کی گئی ہے:۔

☆ **سپیشل پبلسٹی فنڈ**

SPF: ID-1357 100 ملین روپے

☆ **سیکریٹ سروس اخراجات**

SSE: ID-1358 10.20 ملین روپے

☆ **(ایک علاقائی ریسرچ ادارے کیلئے)**

ID-1363 30.10 ملین روپے

(iii) **1973** کے آئین کے آرٹیکل **19-A** میں معلومات تک رسائی کے حق کا تعین درج ذیل شقوں میں کیا گیا ہے:۔

''ہر شہری کو عوامی اہمیت کے تمام معاملات میں معلومات تک رسائی کا حق حاصل ہوگا بشرطیکہ یہ ضابطے اور قانون کی نافذ کردہ معقول پابندیوں کے مطابق ہو'۔

(iv) اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آرٹیکل **19-A** کی تشکیل کرنے والوں کے ذہن میں اطلاعات تک رسائی کے حق کے حصول کو منطقی انداز میں نافذ کرنے کیلئے ذیلی ضوابط اور پابندیوں کا خیال موجود تھا۔(یہاں اس سے مراد ایس ایس ای اور ایس پی ایف کے بارے میں **معلومات تک رسائی کا حق** ہے)۔

(حوالے ختم)

پس، ایک تحقیقاتی ادارے کو دی گئی گرانٹ کے علاوہ موجودہ کُل سالانہ 'خفیہ فنڈ' 110.20 ملین روپے ہے 'اربوں روپے' نہیں جیسا کہ بسا اوقات الزام لگایا جاتا ہے۔

(xi) کمیشن کی رائے ہے کہ:

a۔ 'خفیہ فنڈ' کی مد میں رقوم مختص کیا جانا قانون کے مطابق ہے۔

b۔ اور یہ کہ خفیہ فنڈ کا استعمال، خاص طور پر میڈیا اور اطلاعات کے شعبے میں استعمال، اسی وقت جائز قرار پا سکتا ہے جب یہ قومی سلامتی کے نقطہ نظر سے انتہائی اہم اور ناگزیر ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے ہو۔ خفیہ فنڈ کے استعمال کیلئے 'قومی سلامتی' اور' مفاد عامہ' کے پہلو کا اطلاق کسی فورم مثلاً پارلیمانی کمیٹی برائے قومی سلامتی یا پارلیمانی کمیٹی برائے اطلاعات ونشریات کی جانچ پڑتال اور منظوری سے مشروط ہونا چاہیے۔

(xii) حقیقی معنوں میں حکومت کے زیر اختیار اداروں کی طرف سے اشتہاری ایجنسیوں اور میڈیا کو کسی بھی قسم کے امتیازی بنیادوں پر دیے گئے اشتہاروں کے ٹھیکوں میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ 'غیر خفیہ طریقوں' سے 'خفیہ' مقاصد کے حصول کیلئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

(نوٹ ختم)

(xiii) یہ کہا جاتا ہے کہ میڈیا میں سرکاری اشتہارات تیار کرنے اور لگانے کیلئے ایڈورٹائزنگ ایجنسی کا انتخاب کرتے ہوئے دوسروں کے مقابلے میں کسی ایک یا چند ایجنسیوں کو نوازنے کیلئے کرپٹ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ یہ اثر ورسوخ **بعض اعلیٰ ترین حکومتی عہدیداروں کی طرف سے ایسے افراد کے حق میں استعمال ہوتا ہے جن کے ایسے اعلیٰ ترین عہدیداروں کے ساتھ قریبی تعلقات ہوتے ہیں۔**

(xiv) یہ بھی کہا گیا کہ میڈیا میں اشتہار دینے، اس کی انوائسنگ کرنے اور ادائیگی میں بعض دستاویزات جعلی ہوتی ہیں اور کرپشن کے مقاصد کیلئے دوسری بے قاعدگیاں بھی کی جاتی ہیں۔

(xv) یہ کہ اس قسم کے کرپشن کے واقعات میں اشتہارات کا ٹھیکہ حاصل کرنے کیلئے رشوت کے طور پر پہلے ہی سے رقم کی پیشگی ادائیگی کر دی جاتی ہے۔

(xvi) غیر سرکاری لوگوں کا کہنا ہے کہ حکومتی اداروں کا اشتہارات کا بجٹ 2008 سے 2013 کے دوران کاغذات، ضابطوں اور ادائیگیوں میں ہیر پھیر کی غرض سے غیر متناسب طور پر اس انداز میں بہت بڑھا دیا گیا کہ بڑی رقوم خفیہ، نجی سیاسی مہم کے فنڈ میں پہنچائی جا سکیں جو انتخابات 2013 میں استعمال کی جائیں گی۔
جبکہ حکومتی نمائندے یہ کہتے ہیں کہ اضافہ محض اس وجہ سے ہوا کہ اس کے ذریعے لوگوں کو عوام کی فلاح اور قومی ترقی کے نئے منصوبوں سے آگاہ کرنا تھا۔
مثلاً پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن کی جانب سے کمیشن کو مہیا کئے گئے اعداد وشمار کے مطابق حکومت کے زیرِ

اختیار اداروں کی جانب سے ٹی وی اور ایف ایم ریڈیو چینلز پر اشتہارات میں انفرادی کیسوں میں اضافے کی شرح 5 سے 30 فیصد تک رہی جبکہ مجموعی اعداد و شمار جو پی بی اے نے فراہم کیئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

2006-7	1.52 بلین روپے
2007-8	1.51 بلین روپے
2008-9	1.41 بلین روپے
2009-10	2.08 بلین روپے
2010-11	2.09 بلین روپے
2011-12	2.04 بلین روپے

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ پرنٹ میڈیا حکومت کی طرف سے دیئے جانے والے اشتہارات کیلئے نجی کاروباری اشتہارات کے مقابلے میں خاصا کم معاوضہ وصول کرتا ہے جبکہ الیکٹرانک میڈیا حکومتی اشتہارات کیلئے جو معاوضہ وصول کرتا ہے اس کے نرخ نجی کاروباری اداروں کے اشتہارات کی نسبت خاصے زیادہ ہیں۔

(xvii) یہ دعویٰ کیا گیا کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں متعلقہ افراد کو، جن میں بعض مالکان، ایڈیٹرز، نیوز ڈائریکٹرز، ٹی وی اینکرز، پروڈیوسر وغیرہ شامل ہیں، پہلے ہی غیر قانونی طریقوں سے مادی فائدہ پہنچا کر اس بات پر راضی کر لیا گیا ہے کہ وہ کچھ مخصوص جماعتوں یا امیدواروں کی پوشیدہ طور پر حمایت کریں۔

(xviii) یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض بڑے کاروباری ادارے مثال کے طور پر ایک یا زائد تعمیرات اور مکانات بنانے والی کمپنیاں اپنے وسیع مالی وسائل کو نجی میڈیا کو اپنی کمپنیوں کے مفادات کے خلاف آزادانہ تنقیدی تجزیئے دینے سے روکنے اور اس کی حوصلہ شکنی کیلئے استعمال کرتی ہیں کیونکہ یہ ادارے اور کمپنیاں بڑی تعداد میں اشتہارات کیلئے وقت اور جگہ حاصل کرتے ہیں جس سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا مالکان کو بڑا مالی فائدہ پہنچتا ہے۔

(xix) سیاسی عہدیداروں میں چند نمایاں لوگ جو کمیشن کے سامنے پیش ہوئے، ان کا خیال تھا کہ بعض میڈیا پرسنز کی جانب سے غیر ذمہ داری اور بغض کا اظہار بھی ایک قسم کی کرپشن ہے۔ انہوں نے تلخی کے ساتھ اس بہتان طرازی اور بدنامی کے بارے میں شکایت کی جس کا انہیں بعض اخبارات میں چھپنے والی غلط، غیر مصدقہ رپورٹوں اور بعض ٹی وی اینکروں کے لگائے ہوئے بے بنیاد الزامات کی وجہ سے سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ اگر وہ عدالت میں انصاف اور ہرجانے کیلئے مقدمہ بھی دائر کریں تو قانونی کارروائی میں کئی سال لگ جائیں گے اور بہت سے مالی وسائل بھی درکار ہوں گے۔ اپنی رپورٹ واپس لینا یا اس کی تصحیح کرنا میڈیا میں، خاص طور پر ٹی وی میں، ناپید ہیں۔ پیمرا قوانین کے تحت بنائی گئی کونسل آف کمپلینٹس بہت سست اور غیر مؤثر ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ غلطی کے مرتکب میڈیا

کا تیزی سے اور مؤثر انداز میں احتساب کرنے کیلئے ایک آزاد نظام کار بنایا جائے۔

(xx) اس رپورٹ میں جس کی توجہ صرف اغراض ومقاصد کی شق F پر ہے کمیشن نے دانستہ طور پر اپنے زیادہ تر مشاہدات اور اپنی تمام سفارشات کو میڈیا اور انتخابات 2013 کے درمیان تعلق تک محدود رکھا ہے۔ کمیشن اپنی رپورٹ کے دوسرے حصے میں کرپشن کے ان پہلوؤں کا جائزہ لے گا جن کا انتخاب 2013 سے تعلق نہیں اور جو باقی 8 اغراض ومقاصد کے بارے میں ہیں۔

(xxi) جیسا کہ رپورٹ میں پہلے کہا گیا ہے یعنی ''طریقہ کار جو کمیشن نے استعمال کئے'' کے عنوان میں پیراگراف 4 میں، کہ میڈیا سے تعلق رکھنے والی کرپشن کی **مختلف اقسام کا پھیلاؤ، نوعیت اور پیچیدہ پن اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کو جانچنے کیلئے خاص پیشہ ورانہ تحقیقاتی مہارت، ترجیحاً آڈٹ ماہرین کی آزاد، غیر سرکاری فرم وغیرہ کا استعمال کیا جائے جس کے پاس کافی وسائل موجود ہوں اور قانونی اختیار ہو** جس کے تحت وہ تمام متعلقہ دستاویزات حاصل کر سکے، الزامات لگانے والوں اور جن پر الزام لگایا جا رہا ہے ان سے الزامات کی صحت کے بارے میں تفتیش کر سکے۔ کمیشن کے **پاس یہ مطلوبہ وسائل موجود نہیں ہیں اور نہ ہی مقررہ مدت میں اس کام کیلئے وقت ہے**۔ اس لئے کمیشن نے فیصلہ کیا کہ میڈیا سے تعلق رکھنے والے ہر شعبے سے اور کچھ خاص افراد سے ملاقات کی جائے تا کہ معزز عدالت کے سامنے ابتدائی مشاہدات اور سفارشات پیش کی جاسکیں۔

(xxii) کمیشن کی رائے ہے کہ ایسی کافی وجوہات موجود ہیں کہ عدالت میں دائر کی گئی پٹیشنز اور اس رپورٹ میں میڈیا سے متعلق کرپشن کے جن پہلوؤں کا ذکر ہے اس کی بنیاد پر پیسے کے لین دین کا تفتیشی آڈٹ اور تفصیلی تحقیقات کرائی جائیں۔

(اغراض ومقاصد کی شق F پر رپورٹ کا اختتام)

سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے 15 جنوری 2013 کو بنائے گئے میڈیا کمیشن کی سفارشات کا خلاصہ

1۔ جسٹس جواد ایس خواجہ اور جسٹس خلجی عارف حسین پر مشتمل سپریم کورٹ کے دو رکنی بنچ نے جو متعدد آئینی درخواستوں پر غور کر رہا تھا جسٹس ناصر اسلم زاہد بطور چیئرمین اور سینئر جاوید جبار بطور رکن پر مشتمل دو رکنی میڈیا کمیشن کا تقرر کیا۔

2۔ اپنے حکم میں سپریم کورٹ کے بنچ نے اس کمیشن کے لئے 9 اغراض و مقاصد کا تعین کیا۔ اس ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے کمیشن نے کہا کہ یہ 9 اغراض و مقاصد اپنے دائرہ کار کے لحاظ سے جامع اور وسیع ہیں۔

3۔ کمیشن کے چیئرمین اور رکن نے اعزازی طور پر خدمات پیش کرتے ہوئے، کمیشن کے سیکریٹری مسٹر سلیم گل شیخ کے ساتھ، وہ بھی اعزازی طور پر کام کر رہے تھے، **7 فروری 2013** سے کراچی میں باقاعدہ سماعت اور انٹرویوز شروع کئے۔

4۔ کمیشن نے **7 فروری 2013** سے **18 مارچ 2013** تک اسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں 80 اداروں کے 165 سے زیادہ افراد کا انٹرویو کیا۔ ان میں اس وقت کے وفاقی وزیر اطلاعات، وفاقی سیکریٹری اطلاعات اور دیگر سیکریٹریز، وفاقی اور چاروں صوبوں کی حکومتوں کے سینئر افسران، بڑی سیاسی پارٹیوں کے اہم لیڈر، تمام متعلقہ میڈیا تنظیموں کے عہدیدار، سول سوسائٹی کے کارکن، سوشل میڈیا کے مشہور افراد اور وہ شہری شامل تھے جنہوں نے کمیشن کی طرف سے شہریوں کی رائے مانگنے کے لئے اخبارات میں دیے گئے اشتہارات کا جواب دیا تھا۔

5۔ کمیشن کا خیال تھا کہ انتخابات مئی **2013** کیونکہ بہت قریب ہیں اس لئے اتنے قلیل وقت میں یہ ممکن نہیں ہوگا کہ تمام کے تمام 9 اغراض و مقاصد پر تفتیش و تحقیق اس رپورٹ کی مقررہ آخری تاریخ **31 مارچ 2013** تک مکمل ہو۔

6۔ تاہم اغراض و مقاصد کی شق F کا براہِ راست تعلق انتخابات میں میڈیا کے کردار سے ہے اس لئے کمیشن نے اپنی رپورٹ دو مرحلوں میں تیار کرنے اور سپریم کورٹ میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا یعنی پہلا حصہ جو اغراض و مقاصد کی شق F کے متعلق ہے **21 مارچ 2013** تک پیش کر دیا جائے اور دوسرا حصہ جو دیگر 8 شرائط وضوابط کے متعلق ہے 31 مئی 2013 تک پیش کیا جائے گا بشرطیکہ عدالت آخری تاریخ میں تبدیلی کر کے اسے 31 مارچ 2013 سے آگے بڑھانے کی منظوری دے دے۔

7۔ اغراض و مقاصد کی شق F کے پہلے حصے **''میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرنا۔۔۔''** کے حوالے سے کمیشن کی رائے ہے کہ ایسی کافی وجوہات موجود ہیں جن سے یہ تصدیق ہوتی ہے کہ میڈیا کے شعبے میں میڈیا سے متعلق کرپشن مختلف صورتوں میں اور مختلف طریقوں سے عام پائی جاتی ہے۔ اس کرپشن میں حکومت کے زیر انتظام یا زیر اختیار

ادارے، سرکاری میڈیا، نجی میڈیا اور نجی شعبہ بشمول ایڈورٹائزنگ کا شعبہ ملوث ہیں۔

8۔ کمیشن تمام شراکت داروں کی جانب سے بشمول وفاقی اور صوبائی حکومتوں، اے پی این ایس، سی پی این ای، پی ایف یو جے، پی ٹی سی، پی بی سی، پیمرا، پی بی اے، پی سی پی، پی سی ای جے، پی اے ایس، اے اے پی، کیبل ٹی وی آپریٹرز ایسوسی ایشن اور دیگر تنظیموں میں میڈیا سے متعلق کرپشن کے خاتمے کے سلسلے میں مثبت روّیے اور تعمیری نقطہ نظر کو سراہتا ہے۔

9۔ کمیشن عدالت کو تجویز دیتا ہے کہ مالی لین دین کے کئی واقعات جن کا ذکر عدالت میں پیش کی گئی درخواستوں میں ہے اور میڈیا سے متعلق کرپشن کے جو پہلو اس رپورٹ میں بیان کئے گئے ہیں ان میں کافی مواد موجود ہے جس کی بنیاد پر تفتیشی آڈٹ اور تفصیلی تحقیقات کی جانی چاہئیں۔

10۔ اپنی سفارشات کے گیارہویں حصے میں میڈیا کمیشن **تجویز دیتا ہے کہ میڈیا سے متعلق کرپشن کا تفتیشی آڈٹ اور تفصیلی تحقیقات آئندہ چند ہفتوں رمہینوں کے اندر کرائی جائیں تا کہ میڈیا سے متعلق کرپشن کے واقعات سے متعلق حتمی نتائج تک پہنچا جاسکے۔** کمیشن کی رائے ہے کہ ایسی تحقیقات 31 مارچ 2013 یعنی کمیشن کو دی گئی ڈیڈلائن ہے، سے قبل مکمل نہیں ہوسکتیں۔

11۔ اغراض و مقاصد کی شق F کے دوسرے حصے یعنی **''ایسے اقدامات تجویز کرنا جن سے آئندہ ہونے والے انتخابات میں غیر جانبدار اور آزاد میڈیا کو یقینی بنایا جاسکے''** کے حوالے سے کمیشن مندرجہ ذیل 10 حصوں میں 21 سفارشات پیش کر رہا ہے، جنہیں **اگر منظور کرلیا جائے تو انتخابی مرحلہ شروع ہوتے ہی فوری طور پر نافذ العمل ہوسکتی ہیں۔**

i۔ میڈیا کے اداروں، مالکان، صحافیوں اور دیگر کارکنوں کی طرف سے خود کو ضابطوں کا پابند بنانے کے ذریعے۔

ii۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی نگرانی کے ذریعے۔

iii۔ سول سوسائٹی کے نیٹ ورکس کے ذریعے۔

iv۔ سرکاری ضابطوں کے ذریعے۔

v۔ انٹرنیٹ میڈیا کو سرکاری ضابطوں اور غیر سرکاری تعاون کے ذریعے۔

vi۔ سرکاری ملکیتی میڈیا اور اداروں کے لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے ہدایات کے ذریعے۔

vii۔ نگران حکومت کی جانب سے نگرانی کی پالیسی پر عمل کرنے کے ذریعے۔

viii۔ سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں کی پالیسیوں اور اقدامات کے ذریعے۔

ix۔ قارئین، ناظرین، اور سامعین کی فعالیت کے ذریعے۔

x۔ غیر ملکی مبصرین اور غیر ملکی اداروں کے ذریعے۔

12۔ اس اعلان کی روشنی میں کہ انتخابات 11 مئی 2013 کو منعقد ہوں گے کمیشن عدالت کی طرف سے ان سفارشات کے جائزے، اور جب عدالت ان سفارشات پر اپنی رائے قائم کر لے تو ان میں سے کچھ یا تمام شفارشات کو متعلقہ سٹیک ہولڈرز اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کو بھجوانے کی فوری ضرورت پر زور دیتا ہے تا کہ ان کا فوری نفاذ اور عملدرآمد کیا جا سکے۔

13۔ کمیشن کی کچھ اہم سفارشات درج ذیل ہیں:

i۔ خود میڈیا اداروں، میڈیا کے انفرادی کارکنوں اور صحافیوں کے ذریعے پہلے سے موجود ضابطہ اخلاق کو بہتر کرنا، وسعت دینا، اس پر عمل کرنا اور اسے نافذ کرنا خصوصاً ان ممالک میں موجود تازہ ترین رہنما اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں جمہوری نظام ایک عرصے سے قائم ہے مثلاً برطانیہ، ہندوستان وغیرہ۔

ii۔ یہ کہ میڈیا کے رضاکارانہ اقدامات اور الیکشن کمیشن کی پہلکاری کے ذریعے ٹی وی، ریڈیو اور پرنٹ میڈیا میں سیاسی اشتہاروں کے نرخوں اور لاگت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ شفافیت کی ایک نئی سطح حاصل کی جاسکتی ہے تا کہ تمام سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں کو برابر کے مواقع میسر ہوسکیں۔

iii۔ یہ کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان اس بات پر غور کرسکتا ہے کہ سیاسی اشتہارات کیلئے الیکشن کمیشن میں ایک علیحدہ سیاسی ایڈورٹائزنگ سیل قائم کر دیا جائے۔ اس سیل کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ انتخابات 2013 کیلئے میڈیا میں دیئے جانے والے تمام سیاسی اشتہارات کی بکنگ اور ادائیگی کیلئے رابطہ مرکز کے طور پر کام کرے۔ اس سیل کا مقصد شفافیت اور اخراجات کی مقررہ حد کی پابندی کو یقینی بنانا ہوگا۔ اس سیل کو چلانے کیلئے سہولیات فوری طور پر وفاقی پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور صوبائی حکومتوں کے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹس سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

iv۔ یہ کہ مبصرین کے سول سوسائٹی نیٹ ورکس ہر مقامی حلقہ انتخاب کی سطح پر موجود ہوں اور ماس میڈیا اور مقامی کمیونٹی کے میڈیا کے انتخابات کے دوران استعمال کی مانیٹرنگ کریں۔

v۔ یہ کہ پیمرا کو عدالت اور الیکشن کمیشن آف پاکستان ہدایت کریں کہ موجودہ قواعد وضوابط اور قوانین کو ٹی وی چینلوں، ایف ایم ریڈیو چینلز اور کیبل ٹی وی آپریٹرز پر سختی سے نافذ کیا جائے۔

vi۔ یہ کہ انٹرنیٹ میڈیا جو پرنٹ میڈیا کے مقابلے میں اندازاً تین گنا زیادہ لوگوں تک رسائی رکھتے ہیں انہیں بھی میڈیا اور انتخابی عمل کے باہمی تعلق کے ایک پہلو کے طور پر دیکھا جائے۔

vii۔ یہ کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان سرکاری میڈیا کو ہدایات جاری کرے کہ گزشتہ پانچ برس میں حکومت کے کنٹرول کی کسی بھی ممکنہ باقیات کو نگران حکومت کے دور میں اور انتخابات کے مرحلے میں سرکاری میڈیا کے کردار پر اثر انداز نہ ہونے دیا جائے۔

viii۔ یہ کہ نگران حکومت کو الیکشن کے دوران کارکن صحافیوں کو تحفظ دینے کیلئے خصوصی اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

ix۔ یہ کہ سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں کو بھی انتخابات کے مرحلے کے دوران میڈیا سے اپنے برتاؤ میں مناسب احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

x۔ یہ کہ انتخابی مرحلے کے دوران بین الاقوامی مبصرین کی موجودگی میڈیا کو غیر جانبدارانہ اور آزادانہ کردار ادا کرنے میں مدد دینے کے حوالے سے مثبت کردار ادا کرے گی۔

میڈیا کمیشن کی رپورٹ کا
حصہ دوئم
سپریم کورٹ کے مقرر کردہ
میڈیا کمیشن کی
رپورٹ
اور
سفارشات
جنوری – جون، 2013

سینیٹر (ریٹائرڈ) جاوید جبار
رکن

جسٹس (ریٹائرڈ) ناصر اسلم زاہد
چیئرمین

31 مئی 2013

سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے 15 جنوری 2013 کو تشکیل دیئے جانے والے میڈیا کمیشن کی رپورٹ کا حصہ دوئم

حصہ دوئم اغراض ومقاصد کی شق اے، بی، سی، ڈی، ای، جی، ایچ اور آئی کا احاطہ کرتا ہے۔

اغراض ومقاصد کی شق F کا احاطہ پہلے ہی میڈیا کمیشن کی رپورٹ کے حصہ اول میں کرلیا گیا ہے جو 21 مارچ 2013 کو سپریم کورٹ میں جمع کروادی گئی ہے۔

حصہ دوئم میں بھی ٹی او آر F کے بارے چند ضمنی سفارشات شامل ہیں۔

رپورٹ کا حصہ دوئم مندرجہ ذیل پانچ حصوں پر مشتمل ہے:

1۔ رپورٹ کے حصہ دوئم میں سفارشات کا ایگزیکٹو خلاصہ۔

2۔ اغراض ومقاصد کی 9 عدد شقوں میں سے 8 کے تفصیلی نتائج، مشاہدات اور سفارشات۔

3۔ ایسے 166 افراد جن کا تعلق 81 اداروں سے تھا، سے ملاقات کے نوٹس (21 مارچ 2013 کے بعد صرف آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل سے ملاقات کی گئی)۔

4۔ فہرست کے مطابق 17 ضمیمے منسلک ہیں۔

5۔ مالیاتی حسابات اور اکاؤنٹس کا خلاصہ بمعہ متعلقہ دستاویزات (کھاتوں کی تفصیلات اور اکاؤنٹس کی فائلیں علیحدہ سے وزارتِ اطلاعات میں جمع کروائی جارہی ہیں)۔

سپریم کورٹ کی جانب سے مقرر کردہ میڈیا کمیشن کی رپورٹ کے حصہ دوئم میں سفارشات کا اگیزیکٹو خلاصہ

1۔ سپریم کورٹ کی جانب سے میڈیا کمیشن کو دیئے گئے 9 اغراض و مقاصد میں سے 8 پر سفارشات اس اگیزیکٹو خلاصہ میں شامل ہیں۔ اغراض و مقاصد کی شق F کا احاطہ پہلے ہی کمیشن کی رپورٹ کے حصہ اول میں کیا جا چکا ہے جو کہ 21 مارچ 2013 کو سپریم کورٹ میں جمع کروائی جا چکی ہے اور سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر 17 اپریل 2013 سے موجود ہے۔

پس منظر

1۔ سپریم کورٹ کے ایک بنچ نے، جو جسٹس جواد ایس خواجہ اور جسٹس خلجی عارف حسین پر مشتمل تھا، 15 جنوری 2013 کو آئینی پٹیشن نمبر 105/2012 کے ساتھ 3798/2012 اور CMAs-3795، HRC No. 23957-5/2012 اور Const.P.53/2012 اور آئینی پٹیشن نمبر CMA 3464/12 اور 104/2012 اور آئینی پٹیشن نمبر 117/12 کی سماعت کرتے ہوئے ایک حکم جاری کیا جس کے مطابق عدالت کی جانب سے مختلف درخواستوں میں اٹھائے گئے مسائل کا 9 اغراض و مقاصد کے تحت جائزہ لینے کیلئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔

2۔ کمیشن، چیئرمین جسٹس (ر) ناصر اسلم زاہد (چیئرمین) اور سینیٹر (ر) جاوید جبار (رکن) پر مشتمل ہے۔

3۔ جیسے ہی کمیشن کے چیئرمین اور رکن کو عدالت کے حکم کا مسودہ اور متعلقہ دستاویزات کراچی میں 21 جنوری 2013 کو موصول ہوئیں، کمیشن نے غیر رسمی بحث و مباحثہ شروع کر دیا تاکہ کمیشن کے کام کیلئے جن چیزوں کی ضرورت ہو گی ان کی نشاندہی کی جا سکے۔ ان میں وقت، ساز و سامان، افرادی قوت اور مالی ضروریات شامل ہیں۔

4۔ کمیشن کے چیئرمین اور رکن نے ابتداء ہی میں فیصلہ کیا کہ وہ کمیشن کیلئے رضاکارانہ طور پر کام کریں گے اور کوئی معاوضہ نہیں لیں گے۔ صرف ہوائی سفر، ہوٹل میں رہائش اور کراچی اور دیگر شہروں میں سفر کے اخراجات پر خرچ ہونے والی رقم بعد میں وصول کریں گے۔

5۔ مختلف آپشنز پر غور و خوص کے بعد کمیشن نے سابق وفاقی سیکریٹری سلیم گل شیخ کو جو اسلام آباد میں مستقل رہائش پذیر ہیں کمیشن کے سیکریٹری کے طور پر کام کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے بھی اصرار کیا کہ وہ بھی رضاکارانہ طور پر بغیر تنخواہ کے کام کریں گے۔

6۔ چیئرمین، رکن اور سیکریٹری نے اس رضاکارانہ کام کو دوسرے تمام نجی کاموں پر فوقیت دینے کا فیصلہ کیا اور اس طرح عوامی مفاد کا یہ کام مقررہ وقت پر پورا ہو سکا۔

7۔ کراچی میں بدامنی اور مئی 2013 میں انتخابات سے قبل اور انتخابات کے بعد کے مراحل نے کمیشن کے کام کے نظام الاوقات کو متاثر کیا۔تاہم رپورٹ کا حصہ دوئم 31 مئی 2013 کی ڈیڈلائن پر جمع کروایا گیا جیسا کہ عدالت کا حکم تھا۔

8۔ کمیشن سرکاری اور غیر سرکاری شعبے سے تعلق رکھنے والے 81 اداروں کے تمام 166 افراد کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی اپنی آراء، معلومات اور تجاویز سے کمیشن کو استفادہ کرنے کا موقعہ دیا۔کمیشن معزز عدالت کے رجسٹرار، وزارت اطلاعات ونشریات اور چاروں صوبوں کے محکمہ اطلاعات کے گرانقدر تعاون کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے۔لیگل ایڈ سنٹر کراچی، سول سوسائٹی کی تنظیم ایسی پی او اور کمیشن کے ساتھ عارضی طور پر کام کرنے والی چھوٹی سی ٹیم بھی شکریے کی مستحق ہے کہ انہوں نے ہمیں کام کرنے کیلئے بنیادی سہولیات فراہم کیں۔

کمیشن کے چند بنیادی خدشات

کمیشن نے ابتداہی میں چند بنیادی خدشات ریکارڈ کر لئے تھے:

1۔ کمیشن کی جانب سے ملک کے انگریزی، اردو اور سندھی زبان میں شائع ہونے والے تمام اہم اخبارات میں چوتھائی صفحہ کے اشتہارات کے ذریعے کمیشن کے 9 اغراض ومقاصد نمایاں طور پر شائع کئے گئے۔ان اشتہارات میں شہریوں کو اور ان تنظیموں کو جو میڈیا کی پالیسی اور مسائل میں خاص دلچسپی لیتی ہیں دعوت دی گئی کہ وہ کمیشن کے استفادے کیلئے اپنی آراء سے مطلع کریں۔ بہت ہی معمولی تعداد میں لوگوں کی جانب سے جواب موصول ہوئے۔ یہ تعداد ان نمایاں اخبارات کی تعداد اشاعت اور قارئین کی تعداد سے بالکل غیر متناسب تھی۔کیا بہت کم تعداد میں جواب دیا جانا پاکستانی عوام کی میڈیا کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں عدم دلچسپی اور لاتعلقی کا ایک مظہر ہے؟ یا جوابات کی کم تعداد کی وجہ یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میڈیا کی اصلاح کرنا ممکن نہیں ہے؟ یا یہ اس بات کا مظہر ہے کہ لوگوں کو اس امکان پر بھروسہ نہیں ہے کہ میڈیا کمیشن کی رپورٹ کے 9 اغراض ومقاصد جن حالات کا احاطہ کرتے ہیں وہ بدل سکتے ہیں یا بہتر ہوسکتے ہیں؟ یا عوام میڈیا کے معیار اور اس کے کام سے خاصے مطمئن ہیں؟ یا یہ کہ کچھ خاص قسم کے اشتہارات عوام کی دلچسپی حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں؟

اوپر دیئے گئے سوالوں کے قطعی جوابات اسی وقت ممکن ہوسکتے تھے کہ اشتہار دینے کی تاریخوں یعنی 17 فروری 2013 اور 17 مارچ 2013 کے درمیان کے تیس دنوں میں ایک سائنسی تحقیق کی جاتی۔لیکن چونکہ ایسی کوئی تحقیق نہیں کی گئی، کیونکہ اس کی ضرورت کا پہلے سے اندازہ نہیں تھا، اس لئے اس وقت عوام کی کم دلچسپی کی وجوہات کے بارے میں شبہات اور اندازے ہی لگائے جاسکتے ہیں۔

2۔ اگر زیادہ نہیں تو اتنی ہی قابل توجہ یہ بات بھی ہے کہ اب تک ،یعنی مئی کے آخر تک ،جبکہ سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر میڈیا کمیشن کا حصہ اول شائع ہوئے 45 دن کا عرصہ گزر چکا ہے، کمیشن کے اغراض ومقاصد کی شق F یعنی ''میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تحقیق کرنا اور آئندہ ہونے والے انتخابات کیلئے غیر جانبدار اور آزاد میڈیا کیلئے اقدامات یقینی بنانا''، پر کمیشن کے حاصل کردہ حقائق، مشاہدات اور تجاویز کے بارے میں ایک بھی تبصرہ یا تجزیہ نہیں آیا۔
کمیشن نے ایک رپورٹ پیش کی جسے معزز عدالت نے جامع کہا اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ہدایت کی کہ اس کی متعدد سفارشات پر ممکنہ عملدرآمد کیلئے توجہ دے۔

اس کے باوجود، سب نہیں صرف چند اہم اخباروں میں عدالت کی مندرجہ بالا ہدایات اور تبصرے کے مختصر اور سرسری تذکرے کے سوا، کسی بھی اخبار یا رسالے میں کوئی باقاعدہ منظّم جائزہ اور تجزیہ اب تک شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ رپورٹ 17 اپریل 2013 کو سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر لگائے جانے کے بعد سے 11 مئی کے انتخابات تک پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے پاس تین ہفتے سے زیادہ وقت تھا کہ وہ ان 11 شعبوں کا جائزہ لے جن پر کمیشن نے باقاعدہ سفارشات پیش کی تھیں۔ پرنٹ اور لیکٹرانک میڈیا، حکومت، پیمرا، سول سوسائٹی، سوشل میڈیا گروپ اور عام شہریوں کی تجاویز درج کی گئی تھیں اور ان کی وضاحت کی گئی تھی۔ اگر میڈیا ان تمام یا ان میں سے صرف چند سفارشات پر بھی خود اپنے آپ کو ضابطوں کا پابند بنانے کیلئے عمل کرتا اور اگر میڈیا کمیشن کی تجاویز کی طرف شہریوں کی توجہ دلاتا تو اغراض ومقاصد کی شق F کے مقاصد معقول حد تک حاصل کئے جاسکتے تھے۔

کمیشن کی جانب سے 21 مارچ 2013 کو عدالت میں رپورٹ جمع کروائے جانے کے کچھ ہی بعد ان لوگوں کے نام ظاہر ہوئے جنہوں نے وزارتِ اطلاعات ونشریات کے خفیہ فنڈ سے رقم لی تھی۔ اس موضوع کا کسی حد تک رپورٹ کے حصہ اوّل میں احاطہ کیا گیا ہے۔ تاہم خفیہ فنڈ کی تقسیم کے معاملے کو میڈیا میں غیر متناسب طور پر نمایاں انداز میں کوریج ملی۔ امید کی جاتی ہے کہ رپورٹ کا حصہ دوئم جمع کروانے اور عدالت کی جانب سے اس کی اشاعت کی منظوری کے بعد میڈیا، سول سوسائٹی، پارلیمنٹ، صوبائی اراکین اسمبلی اور وفاقی اور صوبائی حکومتیں رپورٹ کے حصہ اوّل اور حصہ دوئم میں موجود مواد پر توجہ دیں گی۔

یہ بات تجسس آمیز ہے کہ کیوں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے عوام کو مطلع نہیں کیا کہ رپورٹ کا حصہ اوّل سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر موجود ہے؟ کمیشن کے خیال میں یہ نظر اندازی اس وجہ سے نہیں تھی کہ کئی سفارشات میں کہا گیا تھا کہ میڈیا اپنے اندر خود احتسابی کرے اور درستگی کیلئے اقدامات لے۔

اوپر بیان کی گئی عدم دلچسپی سے قطع نظر، اور اس رپورٹ کی اہمیت کے بارے میں کسی غیر حقیقت پسندانہ اندازے کے بغیر، کمیشن یہ یقین رکھتا ہے کہ رپورٹ کے حصہ اوّل اور حصہ دوئم میں دی گئی سفارشات، جو کمیشن نے خود گہری

مشاورت اور تفصیلی غوروخوص کے بعد ترتیب دی ہیں، ان بنیادی امور پر مبنی ہیں جو تمام متعلقہ حلقوں، اور فی الوقت صاحب اختیار لوگوں، اور مستقبل میں سرکاری اور نجی عہدوں پر فائز ہونے والے لوگوں کی توجہ کی مستحق ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ سفارشات مکالمے اور عمل کی دعوت دیتی ہیں۔

3۔ کمیشن کے 9 اغراض و مقاصد کے حوالے سے اور، لامحالہ، پاکستانی سیاست اور طرز حکومت کے وسیع تر قومی حوالے سے بھی دیکھا جائے تو 2013 کے پاکستان میں قانونی، پالیسی اور عملی ڈھانچے کے لحاظ سے میڈیا کی چار علیحدہ اقسام کام کر رہی ہیں۔ یہ چار اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

a۔ **پرنٹ میڈیا:** اخبارات اور رسائل جن میں مستند اور معتبر اخبارات اور رسائل اور دوسری طرف بڑی تعداد میں "ڈمی اخبارات و رسائل" کے درمیان فرق نہ ہونے کے باعث، پبلشر اور ایڈیٹرز کے داخلے کی شرائط بہت آسان ہیں۔ یہ دونوں ہی اقسام آزادئ اظہار سے مستفیض ہوتی ہیں اور اکثر حکومتی اشتہاروں کا بڑا حصہ بغیر اس امتیاز کے حاصل کرتے ہیں کہ اخبار اصلی اور قابلِ اعتبار تعداد میں شائع ہوتا ہے یا محض ایک علامتی اور نمائشی اخبار ہے جس کی تقسیم 100 سے 500 تک بھی نہیں ہوتی لیکن یہ کرپشن کے ذرائع سے حکومتی اشتہارات کا بڑا حصہ حاصل کر لیتے ہیں۔

b۔ **الیکٹرانک میڈیا:** پرنٹ میڈیا کے مقابلے میں الیکٹرانک میڈیا میں داخلہ کی شرائط خاصی سخت ہیں اور یہ مہنگا بھی ہے یعنی اس کیلئے پیمرا کے مقرر کردہ اہلیت کے معیار پر پورا اترنا ضروری ہے، اس کا لائسنس حاصل کرنے کی لاگت 50 لاکھ روپے ہے، اس کے علاوہ ساز و سامان کی قیمت اور سیٹلائٹ پر نشر کرنے کی سہولت کے اخراجات ہیں اور نیوز چینلز چلانے کی لاگت نسبتاً زیادہ ہے (کیونکہ اس کا مواد دوبارہ فروخت نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ انٹرٹینمنٹ چینلز کا کیا جا سکتا ہے) جو کہ اسے مہنگا بنا دیتے ہیں۔ پرنٹ میڈیا میں کوئی سرکاری اخبار یا رسالہ نہیں جبکہ الیکٹرانک میڈیا میں سرکاری ٹی وی اور ریڈیو موجود ہیں جنہیں عوام سے بڑی رقم حاصل ہوتی ہے (پی ٹی وی کی لائسنس فیس) یا قومی خزانے سے، مثلاً پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن کی 90 فیصد رقم اسے گرانٹ کی مد میں دی جاتی ہے۔

c۔ **سوشل میڈیا:** غالباً اس میں داخل ہونا سب سے آسان ہے اور اس میں کام بھی سب سے زیادہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے، اخراجات بھی بہت ہی کم ہوتے ہیں کیونکہ ایک شخص صرف ایک کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے کنکشن سے ویب سائٹ یا بلاگ چلا سکتا ہے۔ فیس بک، ٹویٹر اور انٹرنیٹ کے دیگر طریقوں کے ارتقاء نے اسے عوام کی سب سے زیادہ شرکت والا ذریعہ ابلاغ بنا دیا ہے جس تک رسائی بہت زیادہ ہے سوائے چند واقعات کے مثلاً آج کل youtube پر پابندی لگی ہوئی ہے۔

d۔ **کلاسیکل میڈیا:** تھیٹر، کتابیں، سینما، یہ سب خبروں کے ذرائع نہیں ہیں اوران میں سے ہر ایک کیلئے الگ قانون اورطریقہ کار وفاقی سطح پراوراب زیادہ ترصوبائی سطح پر موجود ہے۔

4۔ عام طور پر مندرجہ بالا چاروں اقسام کے درمیان اور خود ہرایک کے اندر بہت فرق اور تضاد قانون سازی، ضابطوں اور کام کے لحاظ سے موجود ہیں۔ جہاں اتنے وسیع النوع میڈیا ذرائع کیلئے ایک واحد قانون سازی یا ضابطہ بنانا ممکن نہیں ہےاورشائد نا قابل عمل بھی ہے وہاں یقیناً اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام میڈیا کے بارے میں قوانین اور پالیسیوں میں زیادہ باہمی ربط پیدا کیا جائے اورابہام دور کئے جائیں۔

5۔ میڈیا کو ضابطوں کے مطابق چلانے کے حوالے سے ظاہر ہے کہ ضابطے تو موجود ہیں لیکن ان میں بے شمار خامیاں ہیں۔اس کے علاوہ غلط ضابطے بھی ہیں۔افسوسناک بات یہ ہے کہ بعض صورتوں میں ضابطوں کا خلاء پایا جاتا ہے یعنی ضابطے سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ مثلاً ایڈورٹائزنگ کے شعبے کو پیشہ ورانہ ضابطوں کے مطابق چلانے کیلئے کوئی قانونی فریم ورک موجود نہیں ہے۔ قانونی اختیار رکھنے والے اداروں مثلاً ایڈورٹائزنگ کونسل اور ایڈورٹائزنگ سٹینڈرڈز اتھارٹی کی ضرورت ہے کیونکہ اشتہارات میڈیا پرنشر ہونے والے مواد پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔اس کے علاوہ ایسی قانون سازی کی بھی ضرورت ہے جوخود انضباطی کی تشریح اور تصدیق کرے۔جس طرح یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کیلئے قانون ساز ادارے گرانٹ کے چارٹر کی منظوری دیتے ہیں اسی طرح سخت ضرورت ہے کہ مقنّنہ قانونی اور سماجی ذمہ داری کی حدود کی تشریح کرے جن میں رہتے ہوئے میڈیا خود انضباطی پر عمل کرسکتا ہے۔

6۔ اگر کمیشن کو دیئے گئے 9 اغراض ومقاصد کو اس طرح دیکھا جائے کہ یہ بنیادی طور پر سرکاری اداروں اورنجی تنظیموں کے نیوز میڈیا کے حوالے سے کردار کے متعلق ہیں، جو کہ انٹرٹینمنٹ میڈیا اورخصوصی علمی میڈیا سے مختلف ہیں، تو یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ نیوز میڈیا کا آغاز پرنٹ کی شکل میں اوراس سے بھی زیادہ ٹی وی چینلز کی شکل میں جہاں مثبت پہلو رکھتا ہے وہاں اس کے بہت سے منفی پہلو بھی ہیں۔

7۔ **نیوز میڈیا کے مثبت پہلو**

(i) تاریخی اجارہ داری کی جگہ شہریوں کو خبروں کے بہت سے ذرائع اور مختلف زبانوں یعنی اردو، پنجابی، سندھی، سرائیکی، پشتو وغیرہ میں سے اپنی پسند کا ذریعہ منتخب کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

(ii) پاکستان میں روزانہ کی بنیاد پر سیاست اور حالات حاضرہ پر دوٹوک اور جاندار بحث مباحثہ ہوتا ہے۔

(iii) چوبیس گھنٹے ہفتہ کے ساتوں دن فوری خبریں اوراس کے ساتھ ہی فوری تجزیے، تبصرے مہیا ہیں، خواہ اچھے ہوں یا بُرے!

(iv) مہارت سکرین پر یا سکرین کے پیچھے نیا ٹیلنٹ اور نئے ہنر متعارف ہوئے اور ترقی پائی۔

(v) بڑی سرمایہ کاری ہوئی جس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

(vi) سیاست پر بہت زیادہ توجہ کے باوجود کئی طرح کے موضوعات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

(vii) غیر ملکی میڈیا تک رسائی جیسا کہ بی بی سی، سی این این، الجزیرہ وغیرہ۔

(viii) صحافیوں کی جانب سے جان تک کی قربانی دینے کیلئے تیار رہنا۔ 2001-2013 کے دوران 20 پاکستانی صحافی اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران خصوصاً پُر تشدد تصادم والے علاقوں میں بغیر کسی تحفظ کے کام کرتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔

8۔ میڈیا کے منفی پہلو

(i) پرنٹ اور براڈ کاسٹ میڈیا میں لوگوں کو رپورٹر، اینکر، نیوز ریڈر، مواد اکٹھا کرنے والوں کے طور پر کام کرنے کا مواقع دیئے جانے سے پہلے مناسب اور جامع تربیت کی کمی۔

(ii) ایڈورٹائزر پرائم ٹائم کے دوران نشر کئے جانے والے مواد کی ترجیحات باقاعدہ مسلط کرتے ہیں جس کیلئے وہ ریٹنگ کا ایک محدود، تقریباً غیر نمائندہ، بہت زیادہ شہری اور صارف پر مرکوز نظام استعمال کرتے ہوئے چینلز کو مسابقت کی اندھا دھند دوڑ پر مجبور کر دیتے ہیں اور مواد کا معیار گرانے کیلئے دباؤ ڈالتے ہیں۔

(iii) بہت زیادہ کاروباری اور تجارتی مفادات ، مثال کے طور پر سکرین پر پروگرام کے دوران غیر متعلقہ اشتہاری پیغامات امپوز کر کے دکھانا اور اشتہارات کیلئے طویل وقفے وغیرہ۔

(iv) "بریکنگ نیوز" کیلئے دوڑ کے ساتھ ساتھ ہیجان انگیزی، خبروں میں مبالغہ آمیزی اور خبروں کو بے وقعت کر کے پیش کرنا۔

(v) دشمنیوں، تصادم اور شکایات کو فروغ دینا۔

(vi) خبر کی تشہیر واحد ذریعے سے اور ہم آہنگی کے ساتھ کئے جانے کی بجائے مختلف النوع ذرائع کی موجودگی کی وجہ سے سامعین اور ناظرین میں انتشار۔

(vii) میڈیا کے مالی پہلوؤں مثلاً اشتہارات کے نرخ، بیرون ملک ذرائع سے حاصل ہونے والی گرانٹ یا مالی معاونت، عملے کو دی جانے والی تنخواہیں، میڈیا مالکان کے اثاثے اور آمدنی وغیرہ میں عدم شفافیت۔

(viii) خود انضباطی کے مؤثر، نافذ شدہ نظام کا نہ ہونا۔

(ix) شکایات کے ایسے نظام کا نہ ہونا جو معتبر ہو اور ناظرین پر توجہ رکھتا ہو۔

(x) ٹی وی اور ایف ایم ریڈیو پر بھارتی مواد کا حد سے زیادہ استعمال اور پاکستانی مواد کو نقصان پہنچانے کی قیمت پر ترکی کے ڈرامے اردو میں ڈب کر کے پیش کرنا۔

(xi) میڈیا کے بعض حلقوں کی طرف سے سول اور فوجی اداروں پر اس طرح کی تنقید کا رجحان جو انہی اداروں پر

غیر ملکی میڈیا بشمول انڈین میڈیا کی طرف سے کی جاتی ہے جس سے اندرونی قومی یکجہتی اور اتحاد کو ایک ایسے وقت میں نقصان پہنچتا ہے جب ملک کو شدید اندرونی اور بیرونی خطرات کا سامنا ہے۔

(xii) پیمرا کی چینلز کی حد سے بڑھتی ہوئی تعداد کے سامنے نظم وضبط لاگو کرنے میں ناکامی (سیٹلائٹ چینلز کے ساتھ ساتھ ہر کیبل آپریٹر سی ڈی چینلز بھی نشر کرتا ہے) اس کے علاوہ عدالتوں سے حکم امتناعی بھی حاصل کر لئے جاتے ہیں۔

9۔ اس رپورٹ کے آگے آنے والے حصہ میں کمیشن نے ان خاص شعبوں اور قطعی اقدامات کی نشاندہی کی ہے جن پر قانون ساز ادارے، حکومتیں، میڈیا، عدلیہ اور سول سوسائٹی غور و کر سکتی ہے۔

(کمیشن کی جانب سے بنیادی خدشات کی فہرست یہاں ختم ہوتی ہے۔)

اغراض ومقاصد کی شق اے، بی، سی، ڈی، ای، جی، ایچ، آئی کیلئے سفارشات

(اغراض ومقاصد کی شق F کیلئے سفارشات پہلے ہی رپورٹ کے حصہ اوّل میں مہیا کر دی گئی ہیں)

1۔ اگر کمیشن کو دیئے گئے 9 اغراض ومقاصد کو اس طرح دیکھا جائے کہ یہ بنیادی طور پر سرکاری اداروں اور نجی تنظیموں کے نیوز میڈیا کے حوالے سے کردار کے متعلق ہیں، جو کہ انٹرٹینمنٹ میڈیا اور خصوصی علمی میڈیا سے مختلف ہیں تو یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ نیوز میڈیا کا آغاز پرنٹ کی شکل میں اور اس سے بھی زیادہ ٹی وی چینلز کی شکل میں جہاں مثبت پہلو رکھتا ہے وہاں اس کے بہت سے منفی پہلو بھی ہیں۔

سفارش نمبر 1

تمام شراکت داروں کی جانب سے خود تنقیدی جائزے کی ضرورت

2۔ کمیشن کی رائے ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا دونوں کو انفرادی طور پر اور اپنی تنظیموں کے ذریعے اور اس کے ساتھ ساتھ ایڈورٹائزرز کو بھی سنجیدگی سے، خود تنقیدی اور خود اپنا جائزہ لے کر اپنے کردار اور ذمہ داریوں کی اصلاح اور ان پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں اب تک کوئی سنجیدہ اور پائیدار کوشش نظر نہیں آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ضرورت ہے کہ وفاقی اور صوبائی مقنّنہ اور حکومتیں میڈیا سے متعلق قوانین، پالیسیوں اور ضوابط کا بھرپور جائزہ لیں تاکہ غلطیاں اور خامیاں دور کی جاسکیں اور ان کو مستقبل کے تیزی سے پیچیدہ تر ہوتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جاسکے۔

سفارش نمبر 2

وزارتِ اطلاعات ونشریات کی تنظیم نو، اور اسے قائم رکھا جانا

3۔ کمیشن اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ وزارتِ اطلاعات ونشریات اور چاروں صوبائی محکمہ اطلاعات کو جامع تنظیم نو کی ضرورت ہے جس میں:

(i) چند محکمے یا کام، یا تو بالکل ختم کر دیئے جائیں یا ان میں نمایاں اصلاحات کی جائیں تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ اس اداراتی ڈھانچے کے کام جاری رکھنے کی وجہ سے ان حقوق کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ نہ پیدا ہو جن کی ضمانت آئین میں آرٹیکل 19 میں دی گئی ہے۔

مثال کے طور پر حکومتی اداروں کی طرف سے اشتہاری ایجنسیوں یا اشتہارات نشر کرنے کیلئے میڈیا کے انتخاب کے موجودہ مرکوز نظام کی جگہ افقی غیر مرکزیت قائم کی جائے اور کنٹرول ختم کیا جائے اور ایک نیا قابلِ احتساب اور خود مختار نظام قائم کیا جائے جس کی نگرانی ہو سکے۔

(ii) آنے والی پارلیمنٹ اور حکومت کو چاہیے کہ وہ ایک طرف اطلاعات ونشریات کے شعبے (اور روایتی ماس میڈیا) اور دوسری طرف انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن کے شعبوں کو یکجا کر کے ایک نئی وفاقی وزارت کے تحت لانے پر غور کرے۔ آج تک یہ دونوں شعبے دو الگ الگ وزارتوں کے زیر نگرانی ہیں۔

سینما کا شعبہ بھی جو تاریخی طور پر وزارتِ ثقافت کے تحت تھا (اور اب 18 ویں ترمیم کے بعد صوبوں کے اختیار میں دے دیا گیا ہے) اسے بھی اسی مجوزہ واحد وزارت کے دائرہ اختیار میں لایا جانا چاہیے تا کہ تمام میڈیا کی ترقی اور کارکردگی کیلئے مؤثر رابطوں کو یقینی بنایا جا سکے۔

4۔ پس کمیشن سفارش کرتا ہے، بشرطیکہ یہ تبدیلیاں اور دیگر متعلقہ تبدیلیاں کی جا رہی ہیں، کہ وزارت اطلاعات ونشریات اور چاروں صوبائی محکمہ اطلاعات کو ریاستی اور حکومتی ڈھانچے کے ایک جزو کی حیثیت سے باقی رکھا جائے۔

5 کمیشن کو یہ ادراک ہے کہ ان تجاویز پر عملدرآمد کو ممکن بنانے کیلئے آئین، قوانین، رولز آف بزنس اور دوسری سرکاری دستاویزات میں ترمیمات کی ضرورت پیش آئے گی اور یہ تبدیلیاں اسی وقت ہو سکتی ہیں جب معزز عدالت اور پارلیمنٹ ان تمام یا ان میں سے کچھ سفارشات کی منظوری دے دے اور ان پر عملدرآمد کی حمایت کرے۔

سفارش نمبر 3

اپنے مینڈیٹ کی جزوی تکمیل کے باوجود پیمرا کو مکمل خود مختاری ملنی چاہیے اور اسے براہِ راست پارلیمنٹ کے زیر نگرانی ہونا چاہیے

6۔ کمیشن کی رائے ہے کہ 13-2002 کے درمیان پیمرا نے یقیناً پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا کے منظرنامے کو تبدیل کرنے میں مدد دی ہے۔

7۔ تاہم اس بات کی فوری ضرورت ہے کہ ان قوانین، ضابطوں اور قواعد کا جائزہ لیا جائے اور ان کی ترتیب نو کی جائے جن کے تحت پیمرا قائم ہے اور کام کر رہا ہے۔ وہ عناصر جن کی بنیاد پر موجودہ قوانین میں ترامیم ہونی چاہئیں یا ایک نیا قانون بنایا جانا چاہیے، درج ذیل حقیقتوں اور اصولوں سے ظاہر ہوتے ہیں:

(a) میڈیا کا مسلسل جاری ارتکاز، اور اس کے نتیجے میں نئی حقیقتوں سے مطابقت رکھنے والے ضوابط کی ضرورت سمارٹ فون اور سیل فون ٹی وی، ریڈیو، پرنٹ، سینما، مواصلات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ارتکاز کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ ڈیجیٹل ائزیشن نے نئے امکانات کو جنم دیا ہے اور نئے مواقع پیدا کئے ہیں۔ خواہ وہ نشریاتی لہروں پر فریکوئنسی مختص کرنے جیسا معمولی کام ہو یا میڈیا کے مواد کیلئے (آزادی اظہار پر غیر ضروری قدغن لگائے بغیر) حدود کا تعین کرنے جیسا پیچیدہ کام، پاکستان کے ضابطہ کار اداروں کو 21ویں صدی کے دوسرے یا تیسرے عشرے میں نئی حقیقتوں کی عکاسی کرنے کی استعداد کا حامل ہونا چاہیے اور اس کے پاس انصاف، شفافیت، جوابدہی اور آزادی کے اصولوں کو نافذ کرنے کے وسائل ہونے چاہئیں۔ خاص طور پر یہ آخری خاصیت یعنی آزادی ہمیں دوسرے عنصر کی طرف لے جاتی ہے جسے موجودہ قوانین پر نظر ثانی یا ایک بالکل نئے قانون کی تشکیل کی بنیاد بننا چاہیے۔

(b) حکومت وقت، جو پارلیمنٹ میں اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے مگر ضروری نہیں کہ پارلیمنٹ میں مکمل اتفاق رائے کی نمائندگی کرتی ہو یا اس نمائندگی کو یقینی بنائے، کے جانبدارانہ اثر سے حقیقتاً آزاد ہونے کیلئے، اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ ضابطہ کار ادارہ تجارتی دباؤ سے بھی آزاد ہو، ضروری ہے کہ پیمرا یا اس کی جگہ قائم کیا جانے والا کوئی دوسرا ادارہ انتظامیہ کے کنٹرول سے بالکل علیحدہ ہو۔ الیکٹرانک میڈیا کو ضوابط کے تحت چلانے کیلئے پیمرا یا جو کوئی بھی دوسرا ادارہ ہو اس کے چیئرمین اور اراکین کی تقرری کا اختیار مندرجہ ذیل دو اداروں میں سے کسی ایک کو دیا جا سکتا ہے:

آپشن A:

ایک چھ رکنی کمیٹی جس میں قومی اسمبلی کے اسپیکر، چیئرمین سینیٹ، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں قائد ایوان اور قائدِ حزبِ اختلاف شامل ہوں۔

آپشن B:

وزیر اعظم پاکستان ایک کمیٹی کی جانب سے دیئے جانے والے تین ناموں میں سے ایک کا انتخاب کریں۔ یہ کمیٹی قومی اسمبلی اور سینیٹ کے قائدین حزبِ اختلاف، قائدین ایوان، اور تین دیگر معروف شہریوں پر مشتمل ہو جو سول سوسائٹی، میڈیا اور غیر مسلموں کی نمائندگی کریں **اور ان کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے قائدین ایوان اور قائدین حزبِ اختلاف کریں۔**

a۔ یہ ریگولیٹری اتھارٹی انتظامی طور پر کسی وزارت یا کیبنٹ ڈویژن کو جوابدہ ہونے کی بجائے پاکستان کی پارلیمنٹ کو جوابدہ ہونی چاہیے۔

b۔ اگرچہ پاکستان میں ایسا آئینی اہتمام نہیں جیسا کہ برطانیہ میں ہے جس کے تحت جہاں وزیراعظم اپنی کابینہ کے اراکین سے مشورے کے بعد ملکہ/ بادشاہ سے درخواست کرتا ہے کہ بی بی سی کیلئے شاہی چارٹر جاری کر دیا جائے پاکستان میں نئے قانون کو جہاں تک ممکن ہو اسی طرح خودمختاری، آزادی، غیر جانبداری اور جوابدہی جیسی خوبیوں کی عکاسی کرنے والا ہونا چاہیے جیسے بی بی سی کا چارٹر ہے۔(ضمیمہ 7-)

c۔ نئے قانونی ڈھانچے کی تشکیل کیلئے تیسرا عنصر یہ ہے کہ مواصلات کے شعبے کی موجودہ تقسیم کو ختم کیا جائے جو کہ علیحدہ علیحدہ وزارتوں یعنی وزارت اطلاعات ونشریات، وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی، وزارت ثقافت (سینما کیلئے)، پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، پیمرا، پی بی سی ایکٹ، کمپنیز آرڈیننس 1984 (جو پی ٹی وی پر لاگو ہے) وغیرہ کی موجودگی سے ظاہر ہے۔

8۔ جب تک کہ نئی مجوزہ قانون سازی اور پیمرا کی تشکیل نو پر اتفاق رائے اور عملدرآمد نہیں ہوتا: پاکستانی لوگوں کے تخلیقی ڈراموں، تفریحی پروگراموں اور عوام میں مقبول باذوق مواد کے بے بہا ٹیلنٹ اور مہارت کے فروغ کی حوصلہ افزائی کیلئے پیمرا کو پروڈیوسروں، ڈائریکٹروں، لکھنے والوں، اداکاروں اور تخلیقی شعبہ سے منسلک دیگر لوگوں کو غیر ملکی مواد، جو کم قیمت پر حاصل کر کے اردو میں ڈب کر کے میڈیا چینلز پر آزادی کے ساتھ دکھایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے پاکستانی اداروں کے تیار کردہ مواد کو نشر کرنے کیلئے وقت کم رہ جاتا ہے اور مقامی پاکستانی ٹیلنٹ کی آمدنی گھٹ جاتی ہے، کے غیر منصفانہ اثرات سے بچانے کیلئے ایک مناسب پالیسی بنانی چاہیے۔

9۔ پی بی اے، کیبل ٹی وی کے تقسیم کاروں، ایڈورٹائزرز، ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور دیگر شراکت داروں کی جانب جن خدشات اور شکایات کا اظہار کیا گیا ہے ان کو، پیمرا کو ان شراکت داروں اور گروپوں کے ساتھ باقاعدہ، منظم مذاکرات کے ذریعے حل کرنا چاہئے۔

10۔ پیمرا کی پالیسیوں اور اقدامات میں اصلاحات کے بارے میں سول سوسائٹی تنظیموں، خاص طور پر خواتین کو بااختیار بنانے، انسانی حقوق، بچوں کے حقوق، اقلیتوں کے حقوق اور دوسری ایڈووکیسی تنظیموں کی جانب سے پیش کئے جانے والی آراء پر باضابطہ طریقے سے پیمرا کی طرف سے ان تنظیموں کو تبادلہ خیال کیلئے مدعو کرنا چاہیے اور مؤثر اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

سفارش نمبر 4

پیمرا کے بارے میں زیرالتوا مقدمات کی تیزی سے سماعت کی ضرورت

11۔ سفارش کی جاتی ہے کہ الیکٹرانک میڈیا سے متعلق بڑی تعداد میں مقدمات جن پر حکم امتناعی لئے گئے ہیں ان کی تیزی سے سماعت کرنے اور انہیں نمٹانے کیلئے نئے سرے سے کوششیں کی جائیں۔

12۔ پیمرا کے ذریعے منصفانہ، باہمی تعاون پر مبنی، اور مقدمات سے آزاد ضابطہ کاری کو ممکن بنانے کیلئے ضروری ہے کہ پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن، کیبل ٹی وی آپریٹرز ایسوسی ایشن، پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی، ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان اپنی موجودہ پالیسیوں اور اقدامات پر نظر ثانی کریں۔ اس کے ذریعے انہیں یقینی بنانا چاہیے کہ ان کے اراکین اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں عوامی خدمت کی ذمہ داریوں اور عوامی خدمت کے نشریاتی مواد کی فراہمی کے اصول پر عمل کریں۔ میڈیا کو اشتہارات نشر کرنے کے نرخوں، اشتہارات اور پروگراموں کیلئے مختص کئے گئے وقت، اور لائسنسوں کی شرائط اور سماجی ذمہ داری کے دوسرے پہلوؤں کے بارے مکمل شفافیت اختیار کرنی چاہیے۔

سفارش نمبر 5

نئے لائسنسوں کے اجراء کو روکنا

13۔ جب تک ڈیجیٹل براڈ کاسٹنگ ٹیکنالوجی کو اختیار کرنے کا عمل مکمل نہ ہو جائے پیمرا کو چاہیے کہ مزید ٹی وی چینلز کیلئے نئے لائسنسوں کا اجراء روک دے کیونکہ اینالاگ ٹیکنالوجی استعمال کرنے والے ٹی وی چینلز کی تعداد پہلے ہی بہت زیادہ ہے۔

سفارش نمبر 6

ڈی ٹی ایچ، ٹاپ باکس کی اسمگلنگ اور فروخت کو روکنا

14۔ پیمرا کو بھارت، امریکہ اور دیگر ذرائع سے لئے گئے مسروقہ/سمگل شدہ/غیر قانونی مواد کے نشر کئے جانے کو مؤثر طور پر روکنے کے قابل بنانے کیلئے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اداروں مثلاً فیڈرل بورڈ آف ریونیو، کسٹمز، ایف آئی اے،

پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ہندوستان سے ڈی ٹی ایچ (ڈائریکٹ ٹو ہوم) سیٹ ٹاپ باکسز کی سمگلنگ کو روکنے کیلیئے واضح اقدامات کرنے چاہئیں۔

سفارش نمبر 7

کمیونٹی کیلیئے الیکٹرانک میڈیا کے لائسنس

15۔ پیمرا کو ہدایت کی جائے کہ وہ ایک منصفانہ اور شفاف پالیسی بنائے جس کے تحت مقامی سماجی گروہوں کو بغیر نیلامی کے ،تجارتی طرز عمل کو اپنائے بغیر الیکٹرانک میڈیا کے لائسنس جاری کیئے جاسکیں۔ پیمرا کو ہدایت کی جانی چاہیے کہ وہ اپنی اس امتیازی پالیسی پر نظر ثانی کرے جس کے تحت سماجی بہبود کی تنظیموں، انجمنوں، ٹرسٹ، غیر منافع بخش اداروں کے طور پر رجسٹر شدہ این جی اوز کو مقامی کمیونٹیز کیلیئے الیکٹرانک میڈیا کے لائسنس کی درخواست دینے کا اہل نہیں مانا جاتا۔ پیمرا کو ہدایت کی جانی چاہیے کہ کسی درخواست دہندہ کو اس وجہ سے نا اہل نہ قرار دے کہ وہ کثیر فریقی اداروں جیسا کہ اقوام متحدہ کے اداروں، علاقائی تنظیموں مثلاً یورپین یونین یا دوست ممالک سے فنڈ لیتے ہیں۔ کمیونٹی کے الیکٹرانک میڈیا پر ایسا مواد نشر کرنے کے خلاف اقدامات کیئے جاسکتے ہیں جو پاکستان کے قانون اور پیمرا کے قواعد وضوابط کے خلاف ہو۔ اس طرح ایسے میڈیا کو پوشیدہ مقاصد کیلیئے استعمال ہونے اور مقامی انتہا پسند یا نفرت پھیلانے والے گروہوں کے استعمال میں آنے سے روکا جاسکتا ہے۔ برادر اسلامی ممالک جیسا کہ انڈونیشیا، ترکی، بنگلہ دیش وغیرہ میں بڑی تعداد میں کمیونٹی کیلیئے الیکٹرانک میڈیا موجود ہے جو مختلف سماجی گروہوں کی عام آدمی کی سطح پر ضروریات پوری کرتا ہے۔ جیسا کہ اس رپورٹ میں بھی کہیں ذکر کیا گیا ہے وفاقی حکومت کا اکنامک افیئر ز ڈویژن پورے ملک میں آنے والی غیر ملکی امداد اور ملک میں کہیں بھی موجود تنظیموں سے باخبر ہوتا ہے۔

سفارش نمبر 8

پی بی سی، پی ٹی وی اور اے پی پی کو حقیقتاً خود مختار ادارے بنانا

16۔ پاکستان میں انفارمیشن کے 2013 کے ماحول کو دیکھا جائے تو اس میں کثیر الجماعتی پارلیمنٹ اور پُر اعتماد اعلیٰ عدلیہ، بڑھتی ہوئی سول سوسائٹی، نجی اور متحرک میڈیا، انٹرنیٹ تک بڑھتی ہوئی رسائی کی صورت میں کافی چیک اینڈ بیلنس موجود ہیں جو حکومت وقت کی طرف سے ریاستی میڈیا کے اجارہ دارانہ، منفی اور مسخ شدہ استعمال کو، جو آرٹیکل 19 میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہو، روک سکتے ہیں۔

17۔ کمیشن تجویز کرتا ہے کہ معزز عدالت اور نئی پارلیمنٹ اس مقصد کے حصول کیلئے درج ذیل آپشنز پر غور کریں جن کے ذریعے پی بی سی، پی ٹی وی اور اے پی پی، ریاست کے ساتھ ایک یا زیادہ اقسام کے اداراتی تعلق کو برقرار رکھتے ہوئے بااعتبار طریقے سے اور مسلسل مفاد عامہ کی خدمات سرانجام دے سکیں:

18۔ اغراض و مقاصد کی شق D میں درج معیارات کے حصول کیلئے نئی قانون سازی اور پالیسی سازی جن عناصر پر مبنی ہو سکتی ہے وہ درج ذیل ہو سکتے ہیں:

(i) **پی بی سی:** چیئرمین، چیف ایگزیکٹو اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تقرری کیلئے ایک بالکل نیا نظام اور طریق کار متعارف کرایا جائے جو انہی خطوط پر قائم ہو جو اس رپورٹ کے اغراض و مقاصد کی شق B کے بارے میں حصے کے پیرا 1 میں پیمرا کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ چونکہ پی بی سی کا بہت زیادہ انحصار سرکار کی دی گئی سبسڈیز پر ہے اس لئے یہ فنڈنگ جاری رہنی چاہیے لیکن نئے چیک اینڈ بیلنس مقرر کئے جانے چاہیے جو اس فنڈ کو پی سی بی کو جانبدار بننے پر مجبور کرنے کیلئے استعمال نہ ہونے دیں۔

(ii) سال 2000 میں ایک رپورٹ میں ایک ٹاسک فورس کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تھی جو پی بی سی کو مؤثر طور پر خود مختار ادارہ، جو سرکاری فنڈنگ پر کم انحصار کرے، بنانے کیلئے تجاویز دے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس رپورٹ کو، جس پر عملدرآمد نہیں ہوا تھا، دوبارہ دیکھا جائے اور اس میں نئی حقیقتوں اور حالات کے مطابق، جو 2013 میں موجود ہیں اور جن کے مستقبل قریب میں پیش آنے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، نئے عناصر کو بھی شامل کیا جائے۔

(iii) **پی ٹی وی:** پی بی سی کے برعکس، جسے 1973 کے پی بی سی ایکٹ کے تحت قانونی تحفظ حاصل ہے، پی ٹی وی ایک جوائنٹ سٹاک کمپنی ہے جس کی مالک مکمل طور پر ریاست ہے اور یہ 1984 کے کمپنیز آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

کمیشن تجویز دیتا ہے کہ پی ٹی وی میں حکومتی حصص کو تقریباً 75 فیصد کم کر کے حکومت کو صرف 25 فیصد یا کم کا مالک رکھنے پر غور کیا جانا چاہیے 75 فیصد حصص کو ملک کی سٹاک مارکیٹوں کے ذریعے ایک خصوصی پیشکش کے تحت عوام کو فروخت کیلئے پیش کر دیا جانا چاہیے جس میں یہ شرط رکھی جائے کہ کوئی ایک فرد/شہری/سرمایہ کاری/کمپنی اس کے کل حصص کے 2 فیصد سے زیادہ حصص نہیں خرید سکتا۔ ٹی وی چینلز کے مالکان کو پی ٹی وی کے حصص خریدنے کا اہل نہیں ہونا چاہیے تاکہ مفادات کے تصادم کو روکا جاسکے۔ حصص کی اس وسیع پیمانے پر تقسیم اور ملکیت کو اس طرح پھیلانے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی فرد یا گروپ اداراتی پالیسی یا پروگراموں کے

مواد پر نا مناسب کنٹرول حاصل نہ کر سکے۔مزید برآں مقررہ مدت کیلئے باری باری اچھی ساکھ والی این جی اوز جن کا طویل عرصے سے تعلیم،صحت، انسانی حقوق، استعداد بڑھانے، چھوٹے قرضے دینے کا اچھا ریکارڈ ہو اور اس کے علاوہ پیشہ ورانہ تنظیموں، یونیورسٹیوں کو بھی اس شیئر کا ایک چھوٹا سا حصہ دیا جائے۔اس طرح جہاں ریاست کے مفادات اور تعلق ریاست کے مستقل حصے کے ذریعے قائم رہیں گے، وہیں حکومت وقت پی ٹی وی کو جانبدارانہ کنٹرول کیلئے استعمال نہیں کر سکے گی۔شہریوں اور تنظیموں کی نمائندگی کے ذریعے عوام کو یہ موقع ملے گا کہ وہ پی ٹی وی کو ایک حقیقی مفاد عامہ کا براڈ کاسٹر ادارہ بنا سکیں۔اچھی کارکردگی کو یقینی بنانے کے لئے پارلیمنٹ کی غیر جانبدارانہ نگرانی میں ایک انتظامی ڈھانچہ قائم کیا جاسکتا ہے

(iv) پی ٹی وی کو پیمرا کے ترمیم شدہ اور اصلاح شدہ قوانین کے تحت لانے کی تجویز بھی زیر غور لانے کی ضرورت ہوگی جیسا کہ اس رپورٹ کے اغراض ومقاصد کی شق B کے متعلق سیکشن میں تجویز کیا گیا ہے۔

(v) ٹی وی لائسنس فیس کی آمدنی صرف پی ٹی وی کو دیئے جانے کی وجہ سے اس کے غیر منصفانہ اور اجارہ دارانہ کردار کو ختم کرنے کے بارے میں بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(vi) پی ٹی وی کے ٹی وی لائسنس فیس کی آمدنی پر انحصار کو کم کرنے کیلئے پی ٹی وی کے عملے کی تعداد بھی کم کرنی پڑے گی اور اس کے ڈھانچے کو نئے سرے سے ترتیب دینا ہوگا۔ایسی تنظیم نو کیلئے گولڈن ہینڈ شیک وغیرہ کے طریقے موجود ہیں جنہیں یہاں پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(vii) اے پی پی: اے پی پی کی ریاستی ملکیت کو موجودہ 100 فیصد سے کم کر کے 25 فیصد یا اس سے کم کرنے کے امکانات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔باقی 75 فیصد مندرجہ ذیل کو دیئے جاسکتے ہیں:-

(a) اے پی پی کے موجودہ سٹاف کو ان کی ملازت کی مدت، کارکردگی کے حساب سے شیئر دیئے جا سکتے ہیں جو کہ ان کی ریٹائرمنٹ یا ملازت سے برخواست ہونے وغیرہ کی صورت میں تناسب کے حساب سے کم کئے جاسکتے ہیں۔

(b) جس طرح پی ٹی وی کیلئے تجویز کیا گیا ہے اے پی پی کے حصص کا بھی ایک چھوٹا حصہ میڈیا کی اجتماعی نمائندگی کرنے والے اداروں مثلاً آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی، پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن وغیرہ کو دیا جاسکتا ہے جو اے پی پی کی خدمات استعمال کرتی ہیں۔

19۔ کمیشن کی رائے میں اگر ان ساری یا ان میں سے کچھ تجاویز کو اختیار کر لیا جائے تو پی بی سی، پی ٹی وی اور اے پی پی، پاکستان کے اطلاعات فراہم کرنے والے ذرائع میں بامقصد اور تعمیری کردار ادا کر سکیں گے۔

سفارش نمبر 9

نشریاتی مواد سے متعلق خود انضباطی کیلئے نئی قانون سازی یا موجودہ قوانین میں اصلاح

20۔ کمیشن کی رائے ہے کہ بین الاقوامی معیارات اور بہترین طریقوں کا جائزہ لینے کے بعد بھی میڈیا کے مواد کو صرف خود انضباطی کے ذریعے ضابطے میں لانا قابل عمل نہیں ہوگا۔

یہ ریاست کی ناگزیر اور نہ کم ہونے والی ذمہ داری اور ضرورت ہے کہ وہ مناسب چیک اور بیلنس کے حامل رہنما اصولوں اور ضابطوں کا ایک قانونی فریم ورک مہیا کرے جس سے آزادیٔ اظہار پر قدغن نہ لگتی ہو۔سوائے ان چند موضوعات کے بارے جو بہت زیادہ حساس نوعیت کے ہیں یا ایسے موضوعات جو بہرحال احتیاط کے مستحق ہیں، پاکستان میں پہلے ہی میڈیا کو بہت زیادہ آزادی اور مواد پر خود انضباطی کا اختیار حاصل ہے۔ایسی آزادی دیگر اسلامی ممالک اور خطے کے دیگر ممالک جیسا کہ وسطی ایشیاء، جنوبی ایشیاء، مغربی ایشیاء اور خلیجی ممالک میں میڈیا کو حاصل نہیں ہے۔

21۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا سکا ہے گزشتہ 12 برسوں (2000-2013) کے دوران پاکستان میں میڈیا کے منظر نامے میں بہت تبدیلیاں آئی ہیں۔ اس عرصے میں ٹیلی کمیونیکیشن، الیکٹرانک میڈیا اور نئی ٹیکنالوجی نے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا میں بے مثل باہمی تعلق پیدا کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ دو دہائیوں میں ملک میں نمایاں سماجی، شماریاتی، معاشی اور ماحولیاتی تبدیلیاں بھی آئی ہیں۔ میڈیا سے متعلق اس وقت موجود 64 قوانین میں سے اکثر اس سے پہلے کی دہائیوں میں بنائے گئے تھے جب حالات قطعی مختلف تھے۔فوری ضرورت ہے کہ عمومی ضابطوں کے مختلف پہلوؤں پر نظر ثانی کی جائے تا کہ ضابطے نئے حالات اور جدید تقاضوں کے مطابق کام کریں۔

سفارش نمبر 10

میڈیا قوانین پر نظر ثانی کی ضرورت

22۔ اس لئے کمیشن کا خیال ہے کہ قومی اسمبلی اور سینٹ کی قائمہ کمیٹیاں برائے اطلاعات و نشریات میڈیا کے قوانین کے جائزے کے لئے **میڈیا کے ماہرین پر مشتمل ایک ٹاسک فورس تشکیل دیں** جو ایک مقررہ مدت، مثلاً چھ ماہ کے عرصے میں ،میڈیا سے متعلق تمام قوانین، قواعد اور ضوابط کا نئے معروضی حالات کے حوالے سے جامع جائزہ لے۔

جہاں بنیادی اخلاقی اقدار ابدی اور آفاقی ہیں، اصطلاحات، الفاظ اور جملوں کی تشریحات پر میڈیا میں استعمال ہونے

کے حوالے سے اور خبروں کی کوریج کی فوری نوعیت کے حوالے سے نظرثانی کی ضرورت ہے اور اگر ممکن ہو تو ان کی نئی تشریح کرنے کی ضرورت ہے۔

23۔ اس لئے یہ انتہائی بروقت اور کارآمد ہوگا کہ خود میڈیا کے شعبے کے اندر اور سول سوسائٹی اور متعلقہ انتظامی وزارتوں اور محکموں کے درمیان بامقصد مشاورت کرائی جائے۔

24۔ کمیشن یہ سفارش کرتا ہے کہ پارلیمنٹ کی قائم کمیٹیاں اور شراکت دار ایسی مشاورت جلد از جلد شروع کروائیں تا کہ پاکستان کے اندر تبدیل شدہ میڈیا کے حوالے سے اور علاقائی اور بین الاقوامی تناظر کے حوالے سے بھی اتفاق رائے پیدا کیا جا سکے۔ جہاں کہیں گزشتہ تین برسوں میں ضابطہ اخلاق تیار کئے گئے ہیں یا ان کی ترویج کی گئی ہے مثلاً پیمرا اور پی بی اے وغیرہ میں، وہاں بھی مواد کو خود ضابطوں کے مطابق بنانے کے ہر پہلو پر مشاورت کا ایک نیا دور تمام متعلقہ فریقوں کی معلومات کو اپ ڈیٹ کرنے اور مؤثر نظام کار بنانے میں مددگار ہوگا۔ یہ مشاورت میڈیا کی تمام نمائندہ تنظیموں/ضابطہ کار اداروں یعنی اے پی این ایس، سی پی این ای، پی ایف یو جے، پی این ای سی، پی ٹی وی، پی بی سی، پیمرا، پی بی اے، پی سی پی، پی سی ای جے، پی اے ایس اور اے اے پی کے ساتھ اور ان کے ذریعے کرائی جانی چاہیے۔

25۔ یہ بات یقینی بنانے کیلئے یہ عمل نتیجہ خیز ہو اور مقررہ وقت میں مکمل کیا جائے، کمیشن سفارش کرتا ہے کہ اس کام کیلئے ایک مقررہ مدت، مثلاً چھ ماہ، دیئے جائیں جس کے اختتام پر نئے ضوابط پر مکمل اتفاق رائے حاصل کر لیا جائے۔

26۔ پہلے سے موجود قوانین اور رولز میں ترامیم اور نئے قوانین کا مسودہ قانون سازوں کی جانب سے ممکنہ منظوری کیلئے 2014 میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

27۔ کمیشن کی رائے ہے کہ جس حد تک ممکن ہو مواد کو خود ضابطوں کے مطابق چلانے کیلئے فنڈنگ خود پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا ہی سے لی جائے بجائے اس کے کہ حکومت سے فنڈ لئے جائیں تا کہ ان نظام کار کی حقیقی آزادی اور معتبریت کو یقینی بنایا جا سکے۔

سفارش نمبر 11

افقی مرکزیت کو ختم کرنا اور حکومتی اداروں کو اشتہارات کیلئے قابلِ احتساب خود مختاری دینا

28۔ اغراض و مقاصد کی شق H یعنی حکومت کی طرف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو اشتہارات کی تقسیم کیلئے ایک یکساں، شفاف، بامقصد، غیر امتیازی پالیسی کی ضرورت کے بارے میں کمیشن نے ان تمام افراد اور تنظیموں، جن سے اس کا

رابطہ ہوا تھا، کی گرانقدر تجاویز کو بغور دیکھا۔

29۔ کمیشن کی رائے ہے کہ اس بارے میں عوامی مباحث، شراکت داروں کی آراء، سول سوسائٹی اور غیر شراکت داروں کی رائے اور امید ہے کہ میڈیا کمیشن کی طرف سے معزز عدالت کے سامنے پیش کی جانے والی رپورٹ کا حصہ اوّل اور دوئم میں درج مشاہدات اور سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک باقاعدہ تحریر شدہ پالیسی بنانا حکومتِ وقت کا حق اور ذمہ داری ہے۔

30۔ تاہم کمیشن کیلئے یہ مناسب ہے کہ وہ درج ذیل عناصر کی نشاندہی کرے، جو کمیشن کے نزدیک اس نئی پالیسی کیلئے جو کثیر التعداد کی بجائے واحد، غیر شفاف نہیں بلکہ شفاف، ذاتی نہیں بلکہ معروضی اور امتیازی کی بجائے منصفانہ ہو، فیصلہ کن عوامل ہوں گے۔

نئی پالیسی کیلئے فیصلہ کن عوامل، جو اغراض و مقاصد کی شق H کے تحت ضروری ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

(i) **مرکزیت کا خاتمہ**

اس کیلئے ضروری ہوگا کہ 1950 میں جو مرکزیت کا عمل شروع کیا گیا تھا اور جسے گزشتہ چھ دہائیوں تک مزید مضبوط کیا گیا اس میں بنیادی اور انقلابی تبدیلی لائی جائے۔ لیکن اگر ریاست اور معاشرے نے 2010 میں پارلیمنٹ کے ذریعے آئین کی 18 ویں ترمیم منظور کرکے یہ فیصلہ کیا ہے کہ صوبوں اور وفاق کے درمیان قانون سازی کی مشترکہ فہرست کو ختم کیا جائے تاکہ وفاق اور صوبے مستحکم ہوں تو حکومت کے زیر اختیار اشتہارات کی تقسیم اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے انتخاب کے بارے میں مرکزیت کے خاتمے کے عمل کا اطلاق عمودی اور افقی دونوں سطحوں پر کیا جانا چاہیے۔ اس عنصر کے تحت یہ لازمی ہو جائے گا کہ ہر سرکاری ادارہ اس قابل ہو کہ پنے اشتہارات دینے کیلئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا انتخاب، احتساب اور انصاف کے دائرے میں، اپنے خود مختار فیصلہ سازی کے نظام کے تحت اور اپنی ضرورت کے مطابق خود کرے۔

(ii) **وفاقی حکومت کے رہنما اصول (گائیڈ لائن)**

پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور صوبائی انفارمیشن ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے آپریشنل کنٹرول کا اختیار جو ماضی میں تھا اور اس وقت بھی ہے اس کی جگہ وفاقی حکومت کی طرف سے مرکزیت کے خاتمے کے عمل کو مضبوط تر، منصفانہ اور معتبر بنانے کیلئے رہنما اصول جاری کیے جائیں۔ ایسے مجوزہ رہنما اصول ہر حکومتی ادارے، خواہ وہ کوئی وزارت ہو یا کارپوریشن، کیلئے اس بات یقینی بنانے کو لازمی قرار دیں کہ ایڈورٹائزنگ ایجنسی کا انتخاب اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا انتخاب میرٹ، مناسبت اور معقول لاگت کے اصولوں پر ہو اور ٹھیکے حاصل کرنے کیلئے تمام اہلیت رکھنے والوں

کو یکساں مواقع کی فراہمی، انہیں تیاری کیلئے یکساں وقت اور نوٹس دیا جانا، اور جائزے اور انتخاب کا منصفانہ نظام موجود ہو۔ ان رہنما اصولوں میں اس بات پر بھی زور دیا جانا چاہیے کہ تعداد اشاعت اور سامعین اور ناظرین کی تعداد کے بارے میں میڈیا کے دعوؤں کے درست ہونے کی آزاد، پیشہ ورانہ مہارت کے حامل اور معتبر ذرائع سے تصدیق کرائی جائے۔ ایک لازمی رہنما اصول یہ شامل کیا جاسکتا ہے کہ حکومتی اداروں کے اشتہارات پر اُٹھنے والے اخراجات کا ایک معقول حصہ علاقائی میڈیا کیلئے مختص کر دیا جائے۔ یہاں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں علاقائی میڈیا کسے تسلیم کیا جائے گا، اس کی تشریح قابل اعتبار ہو اور قابلِ تصدیق بھی ہو۔

(iii) جامع، کثیر النوع میڈیا کیلئے پالیسی

اب تک پالیسی صرف پرنٹ میڈیا کے حوالے ہی سے بنائی جاتی رہی ہے لیکن نئی پالیسی کو کثیر النوع میڈیا کا احاطہ کرنا چاہیے جس میں الیکٹرانک میڈیا، نئے اُبھرتے ہوئے ڈیجیٹل میڈیا اور انٹرنیٹ پر موجود سوشل میڈیا بھی شامل ہوں۔ اس پہلو کیلئے دیگر بہت سارے ممالک کے اس میدان میں تجربے کو حوالے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(iv) نگرانی ہو مگر کنٹرول نہ کیا جائے

پاکستانی تاریخ میں وزارتِ اطلاعات ونشریات نے ہمیشہ اپنے پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے سرکاری اشتہارات کے ہر پہلو کو سختی سے کو کنٹرول کیا ہے لیکن نئی مجوزہ پالیسی کے ذریعے وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات اور صوبائی انفارمیشن ڈیپارٹمنٹس کو اس قابل بنایا جانا چاہیے کہ وہ اس عمل کی درست نگرانی کریں لیکن اسے کنٹرول نہ کریں۔ سرکاری اشتہارات کی میڈیا کو میں تقسیم کی نگرانی از خود اس بنیادی ضرورت کو پورا کردے گی کہ اشتہارات کی تقسیم کے عمل کا علیحدہ رہ کر مشاہدہ کیا جائے اور اداروں کا غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے۔

31۔ اغراض ومقاصد کی شق I: جیسا کہ پہلے اغراض ومقاصد کی شق G کے اجزاء پر بات کرتے ہوئے بیان کیا جاچکا ہے، بظاہر، تمام وفاقی اور صوبائی سرکاری ادارے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ان اصولوں اور ہدایات کی پابندی کرتے ہیں جن پر پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی رولز (پیپرا) بنی ہیں۔ جہاں کہیں پیپرا رولز براہِ راست لاگو ہوتے ہیں، سرکاری اداروں کا دعویٰ ہے کہ وہ ان کے مطابق کام کرتے ہیں۔

32۔ وزارتِ اطلاعات کے پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کی سینٹرل ایڈورٹائزمنٹ پالیسی کو ایک مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ کس طرح، باقاعدہ، اعلانیہ طور پر، انصاف، شفافیت اور جوابدہی کے اصولوں پر عمل کو ایڈورٹائزنگ ایجنسی اور پرنٹ میڈیا کو اشتہارات دینے کے سلسلے میں یقینی بنایا جاتا ہے۔

33۔ تاہم پیپرا آرڈیننس 2002 کے مطابق پیپرا کی جانچ پڑتال کا دائرہ کار پچاس ملین یا اس سے زیادہ مالیت کے ٹھیکوں تک محدود ہے۔

34۔ حقیقتاً تمام وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے محکموں میں عام رواج یہ ہے کہ اشتہارات قسطوں اور مرحلوں میں دیئے جاتے ہیں جن کی مالیت کسی بھی مرحلے پر پچاس ملین سے زیادہ نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اگر کسی محکمے کے پاس اشتہارات کا بجٹ پچاس ملین سے زیادہ بھی ہو تو رجحان یہ ہے کہ ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کا انتخاب اور میڈیا مہم کا انتخاب اس طرح کیا جائے کہ اس کی لاگت ایک مرحلے میں پچاس ملین سے بڑھنے نہ پائے۔ جب اشتہارات کا ایک مرحلہ جس کی لاگت پچاس ملین سے کم تھی مکمل ہو جاتا ہے تو پھر اگلا مرحلہ شروع کیا جاتا ہے اور اس میں بھی کل اخراجات عموماً پچاس ملین سے کم ہوتے ہیں اور پیپرا رولز کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ یہ رجحان بھی ہے کہ اشتہارات پر آنے والے اخراجات کو دو یا تین سے زیادہ ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا ہے اور اس طرح کوئی ایک ٹھیکہ پچاس ملین سے زیادہ نہیں ہو پاتا۔

35۔ کمیشن نے حکومت کے تین بڑے اداروں، یعنی پی آئی اے، پی ایس او اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، کے نمائندوں سے توملاقات کی جو پرنٹ میڈیا کو اشتہار دینے والوں میں سب سے نمایاں ہیں لیکن کمیشن پیپرا کے چیئرمین یا مینجنگ ڈائریکٹر سے ملاقات نہیں کر سکا۔ بہرحال 21 مئی 2013 کو پیپرا کے مینجنگ ڈائریکٹر کو ایک ای میل بھیج دی گئی تھی (ای میل کی کاپی ضمیمہ 17 میں موجود ہے)۔

36۔ کمیشن کی طرف سے اغراض و مقاصد کی شقوں A، F، G اور H کے بارے میں حاصل کردہ حقائق، مشاہدات اور سفارشات جو اس رپورٹ کے پچھلے سیکشن میں درج ہیں ان کا مقصد اس کے اغراض و مقاصد کی شق I کے آخری حصے یعنی ''...... ایسے طریقے تجویز کرنا جو منصفانہ اور شفاف ہوں اور جو اطلاعات کی اعلیٰ ترین قدر اور منصفانہ ترین نشرواشاعت کو یقینی بنائیں'' کو پورا کرنا ہے۔ مثال کے طور پر آڈٹ بیورو آف سرکولیشن (اے بی سی) اور پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ (پی آئی ڈی) کی مجوزہ تنظیم نو، مرکزیت کے خاتمے کے آغاز کے لئے ہر سرکاری ادارے کو اس قابل بنانا کہ وہ خود اپنے خود مختار طریق کار کے ذریعے میڈیا اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کا انتخاب، حکومت کے دیے ہوئے رہنما اصولوں وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے، کر سکے۔

[ایگزیکٹو خلاصہ یہاں ختم ہوتا ہے]

کمیشن کی جانب سے 9 شرائط وضوابط میں سے 8 کے تفصیلی نتائج، مشاہدات اور سفارشات

میڈیا کمیشن کے اغراض ومقاصد (ٹی او آر)

A۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی آزادی کو یقینی بنانے میں وزارت اطلاعات ونشریات اور دیگر حکومتی اداروں کے کردار پر غور کرنا، اور یہ معلوم کرنا کہ آیا وزارت کے کام جاری رکھنے کے جواز کے طور پر جو معلومات اور مواد کمیشن کے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ آئین کے آرٹیکل 19 سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں۔

B۔ اس بات کا جائزہ لینا کہ پیمرا (PEMRA) کس حد تک پیمرا آرڈیننس میں دیے گئے ترقیاتی مینڈیٹ اور ضابطہ کاری کی ذمہ داریوں کو آزادی سے پورا کر سکا ہے۔

C۔ اس بات کا تعین کرنا کہ حکومت یا اس کے ذیلی اداروں کو ریاستی ٹیلی ویژن اور ریڈیو نشریات کے ذریعے میڈیا میں نمایاں کردار ادا کرنے کی اجازت دینا آرٹیکل 19 کے تحت بنیادی حقوق سے مطابقت رکھتا ہے یا اس سے متجاوز ہے۔

D۔ اس بات کی تحقیق کرنا کہ پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی جو کہ اربوں روپے کے سرکاری فنڈ حاصل کر رہے ہیں، کیا ان کی اپنی آزاد انتظامیہ اور شفاف پالیسیاں موجود ہیں جن سے انصاف اور توازن کے ان مقاصد کو آگے بڑھایا جائے جن کی توقع سرکاری فنڈ حاصل کرنے والے اداروں سے کی جاتی ہے اور یہ تعین کرنا کہ ان سرکاری فنڈ سے چلنے والے اداروں کی جانب سے اطلاعات کی نشر و اشاعت میں عدم توازن اور جانبداری کے خلاف مناسب روک تھام کے انتظامات موجود ہیں یا نہیں۔

E۔ اس بات کے قابل عمل ہونے پر غور کرنا کہ میڈیا پر نشر ہونے والے مواد پر ضابطے لاگو کرنے کی بجائے میڈیا کو خود اپنے لئے، بین الاقوامی معیارات اور بہترین طریقوں کی روشنی میں، ضابطہء اخلاق اختیار کرنے کا موقع دیا جائے۔

F۔ میڈیا سے متعلق بدعنوانی کے الزامات کی تحقیقات کرنا اور ایسے اقدامات تجویز کرنا جن کے ذریعے آنے والے انتخابات میں میڈیا کے غیر جانبدار اور خود مختار کردار کو یقینی بنایا جا سکے۔

G۔ اس بات کی چھان بین کرنا کہ کیا مختلف میڈیا ہاؤسز کو براہ راست یا اشتہارات کی آڑ میں رقم فراہم کرتے وقت حکومت اور اس کے اہلکار درحقیقت اشتہارات دینے کی شفاف، منظور شدہ، باضابطہ گورنمنٹ ایڈورٹائزمنٹ ایلوکیشن پالیسی پر عمل کر رہے تھے، یا پھر سرکاری رقم سے اشتہارات کی جگہ خریدنے کا فیصلہ من مانے انداز میں یا بغیر کسی معروضی پیمانے کے یا مخصوص چینلز، صحافیوں یا میڈیا ہاؤسز کو نوازنے کے لئے کیا گیا۔

H۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں سرکاری اشتہارات تقسیم کرنے کے لئے واحد، شفاف، معروضی اور غیر امتیازی پالیسی تجویز کرنا

I۔ کیا وفاقی اور صوبائی حکومتیں، خود مختار اور نیم خود مختار ادارے، حکومتی کارپوریشنز یا ایجنسیاں ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا ہاؤسز کو اشتہارات کے ٹھیکے دیتے وقت پیپرا (PPRA) رولز یا دیگر شفاف طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو ایسے نظام تجویز کرنا جو منصفانہ اور شفاف ہوں اور اطلاعات کی بہترین قدر اور انتہائی منصفانہ نشر و اشاعت کو یقینی بنائیں۔

تعارف

(مندرجہ ذیل پانچ پیراگراف، ریکارڈ کے لئے، اس رپورٹ کے حصہ اول کے تعارف سے نقل کیے جا رہے ہیں۔ یہ صفحہ نمبر 01 پر پہلے ہی موجود ہیں۔)

1۔ سپریم کورٹ کے ایک بنچ نے، جو جسٹس جواد ایس خواجہ اور جسٹس خلجی عارف حسین پر مشتمل تھا، 15 جنوری 2013 کو آئینی پٹیشن نمبر 105/2012 اور CMAs-3795، ایچ آر سی نمبر 23957-5/2012 اور Const. P. 53/2012 اور آئینی پٹیشن نمبر 104/2012 اور CMA 3464/12 اور آئینی پٹیشن نمبر 117/112 پر غور و خوص کر کے ایک حکم جاری کیا (ضمیمہ "A") جس کے تحت معزز عدالت نے متعدد درخواستوں میں اٹھائے گئے امور کا نو نکاتی اغراض و مقاصد (ضمیمہ "B") کے ذریعے مطالعاتی جائزہ لینے کی غرض سے ایک کمیشن تشکیل دیا۔

2۔ کمیشن چیئرمین جسٹس (ر) ناصر اسلم زاہد اور رکن سینیٹر (ر) جاوید جبار پر مشتمل ہے۔

3۔ حکم کا تحریری متن اور دیگر متعلقہ دستاویزات 21 جنوری 2013 کو چیئرمین اور رکن کمیشن کو موصول ہونے کے فوراً بعد کمیشن نے غیر رسمی بات چیت شروع کر دی تا کہ کمیشن کے کاموں کے لئے مطلوب ضروری عناصر کی نشاندہی کی جا سکے جن میں ترتیبِ اوقات، انتظامات، عملہ اور مالی ضروریات شامل تھیں۔

4۔ کمیشن کے چیئرمین اور رکن نے شروع میں ہی فیصلہ کر لیا کہ وہ اعزازی حیثیت میں یہ کام کریں گے یعنی کوئی مشاہرہ نہیں لیں گے۔ صرف چیئرمین اور رکن کے ہوائی سفر کے اخراجات، کراچی سے باہر ہوٹل میں رہائش، کراچی میں اور اگر کسی اور شہر میں جب بھی ضرورت ہو تو ٹرانسپورٹ کے انتظام کے اخراجات انہیں واپس ادا کیے جائیں گے۔

5۔ مختلف آپشنز پر غور کرنے کے بعد کمیشن نے فیصلہ کیا کہ حکومت پاکستان کے سابق وفاقی سیکریٹری سلیم گل شیخ کو، جن کی رہائش مستقل طور پر اسلام آباد میں ہے، کمیشن کے سیکریٹری کی خدمات سرانجام دینے کی دعوت دی جائے۔ کمیشن کی دعوت قبول کرتے ہوئے جناب سلیم گل شیخ نے بھی اصرار کیا کہ وہ اپنی خدمات اعزازی حیثیت میں بغیر کسی معاوضے کے فراہم کریں گے۔

(درج ذیل تحریری مواد نیا ہے)

6۔ کمیشن نے 21 مارچ 2013 کو رپورٹ کا پہلا حصہ جمع کروایا۔ 17 اپریل 2013 کو پہلے حصے کا متن سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر لگا دیا گیا۔

7۔ کمیشن کی درخواست قبول کرتے ہوئے عدالت نے رپورٹ کی تکمیل کی آخری تاریخ میں، جو کہ 31 مارچ 2013 تھی، 31 مئی 2013 تک توسیع کردی۔

8۔ اگرچہ کمیشن کے چیئرمین، ممبر اور سیکریٹری کی جانب سے خدمات رضاکارانہ اور اعزازی طور پر پیش کی گئیں تاہم رپورٹ کے حصہ اول کو پیش کرنے اور حصہ دوم کی تکمیل کی آخری تاریخ یعنی 31 مئی 2013 تک بقیہ 9 ہفتوں میں معاون عملے کی تنخواہ، تحقیق، ضروری اشیاء بشمول ہوائی اور زمینی سفر کے اخراجات کے لئے بہرحال رقم درکار تھی۔

9۔ کمیشن کی جانب سے درخواست کی گئی کہ کمیشن کو دی گئی اصل رقم جو کہ 20 لاکھ روپے (2 ملین) تھی میں اضافہ کیا جائے۔ درخواست کو قبول کرتے ہوئے معزز عدالت کی جانب سے وزارت اطلاعات ونشریات کو ہدایت کی گئی کہ کمیشن کو 20 لاکھ روپے (2 ملین) بطور اضافی معاونت فراہم کئے جائیں۔ یہ رقم 22 مارچ 2013 کو بذریعہ چیک وصول ہوگئی۔

10۔ رپورٹ کے دوسرے حصے کے سیکشن 6 میں اکاؤنٹ کی مکمل تفصیلات بمع ثبوت کی دستاویزات کے فراہم کی گئی ہیں۔ کمیشن کی جانب سے وزارت اطلاعات ونشریات کو تقریباً 15 لاکھ روپے (1.5 ملین) واپس کردیئے گئے۔ مکمل اعداد وشمار اکاؤنٹ کی تفصیل میں درج ہیں۔

11۔ رپورٹ کے دوسرے حصے کی تیاری کے دوران کمیشن کو دفتر سے کام کرنے میں مسلسل مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ دفتر فیڈرل لاج، کلب روڈ کراچی میں واقع قصر ناز میں موجود کمروں میں قائم تھا جن کو کام کی غرض سے کرائے پر لیا گیا تھا۔ ابتداء میں کام خلل کا شکار رہا اور بعد میں مکمل بند ہوگیا کیونکہ قصر ناز کی بجلی کے واجبات کی عدم ادائیگی کے باعث KESC کی جانب سے بجلی مکمل طور پر منقطع کردی گئی۔ کرائے پر حاصل کیا گیا جنریٹر بھی بجلی کی فراہمی کا قابل بھروسہ ذریعہ ثابت نہ ہوا۔ اسکے بعد کمیشن نے دوبارہ لیگل ایڈ آفس کی عمارت کا استعمال شروع کردیا جس کے چیئرمین اس کمیشن کے چیئرمین کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ اسکے علاوہ ممبر کمیشن کی رہائش گاہ میں قائم دفتر میں بھی کام کیا گیا۔ سیکریٹری کمیشن کو بھی اکثر اسلام آباد میں واقع اپنی رہائش گاہ میں کمیشن کا کام انجام دینا پڑا۔ کراچی میں بار بار بدامنی اور عام ٹرانسپورٹ میں تعطل، بشمول انتخابات سے پہلے ہونے والی دہشت گردی اور تشدد کے واقعات اور متواتر لوڈشیڈنگ نے کام میں کافی دشواریاں پیدا کیں۔

12۔ بہرحال کمیشن نے رپورٹ کے دوسرے حصے کا مسودہ آخری تاریخ یعنی 31 مئی 2013 سے پہلے مکمل کرلیا۔

13۔ کمیشن اپنے ریسرچرز اور سٹینوگرافرز کی مختصر مگر محنتی ٹیم، لیگل ایڈ آفس کے عملے، سول سوسائٹی تنظیم ایس پی او (Strengthening Participatory Organization) جس نے کراچی سے باہر دیگر شہروں میں معاونت فراہم کی، کے قائدین اور عملے، کمیشن کے ممبر کی ٹیم اور سیکریٹری کا شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے رپورٹ کے دوسرے حصے کی بروقت تکمیل کو ممکن بنایا۔

کمیشن کے کچھ بنیادی تحفظات

1 ۔ اپنے حاصل کردہ حقائق، مشاہدات اور سفارشات کو تفصیلی طور پر بیان کرنے سے پہلے کمیشن ، بالکل آغاز میں، کچھ بنیادی خدشات سامنے لانا چاہتا ہے جو درج ذیل ہیں:

2۔ پاکستان کے اردو، سندھی اور انگریزی زبان میں شائع ہونے والے تمام بڑے اخبارات میں کمیشن کے 9 اغراض و مقاصد پر مبنی اشتہار نمایاں طور پر، چوتھائی صفحے پر شائع کیا گیا۔ اشتہار میں میڈیا کی پالیسیوں اور مسائل میں خصوصی دلچسپی رکھنے والے عوام اور مختلف فورمز کے ارکان کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ کمیشن کے استفادے کے لئے اپنے خیالات بہم پہنچائیں۔ جوابات اتنی کم تعداد میں موصول ہوئے کہ یہ صفِ اول کے اخبارات کے قارئین کی تعداد اور اخبارات کی تعداد اشاعت سے ہرگز متناسب نہیں تھی۔ کیا جوابات کی کم تعداد پاکستان میں میڈیا کے مختلف پہلوؤں سے عوام کی لاتعلقی اور عدم دلچسپی کا اظہار ہے؟ یا کم جوابات موصول ہونا شہریوں کے اس یقین کو ظاہر کرتا ہے کہ میڈیا میں اصلاحات لانا ممکن ہی نہیں ہے؟ یا کیا کم جوابات کی موصولی عوام کا اس ممکنہ تبدیلی پر عدم یقین کا اظہار ہے جو کمیشن کی رپورٹ اپنے نو اغراض و مقاصد کے دائرہ کار میں آنے والے حالات میں تبدیلی اور بہتری لا کر برپا کرسکتی ہے؟ کیا عوام میڈیا کی کارکردگی اور معیار سے بڑی حد تک مطمئن ہیں؟ یا پھر یہ کہ کوئی خاص قسم کا اشتہار عوام میں دلچسپی کا محرک بننے میں ناکام رہتا ہے؟

ان میں سے کسی ایک یا زائد سوالات کا حتمی جواب حاصل کرنا اسی صورت ممکن ہوسکتا تھا اگر 17 فروری 2013 کو اشتہار کی اشاعت سے لے کر 17 مارچ 2013 تک یعنی تیس دنوں کے دوران سائنسی بنیادوں پر ایک مرکوز تحقیق کی جاتی۔ لیکن اس قسم کی تحقیق نہیں کی گئی، کیونکہ اس وقت اس کی ضرورت کا اندازہ نہیں تھا، لہٰذا فی الوقت عوامی عدم دلچسپی کی وجوہات سے متعلق صرف اندازوں اور مفروضوں پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔

3۔ اگر زیادہ نہیں تو اتنی ہی قابل غور یہ بات بھی ہے کہ آج تک، یعنی مئی 2013 کے اواخر تک، رپورٹ کے پہلے حصے کی سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر اشاعت کو 45 دن کا عرصہ گزر چکا ہے، لیکن کمیشن کے اغراض و مقاصد کی شق F یعنی ''میڈیا سے متعلق کرپشن کے الزامات کی تفتیش اور آنے والے انتخابات کے لئے میڈیا کے خودمختار اور غیر جانبدار کردار کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کی تجویز" کے بارے میں کمیشن کی تحقیق، مشاہدات اور سفارشات پر ایک بھی تجزیہ یا تبصرہ نہیں کیا گیا۔

4۔ کمیشن کی جانب سے پیش کی گئی رپورٹ کو معزز عدالت نے 'جامع' قرار دیا اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ہدایت کی کہ وہ رپورٹ میں کمیشن کی جانب سے پیش کی گئی متعدد سفارشات پر ممکنہ عملدرآمد کے لئے، خصوصاً الیکشن کمیشن کے ذریعے عملدرآمد کے لئے، توجہ دیں۔

5۔ پھر بھی محض چند اخباروں کی خبروں میں، تمام بڑے اخباروں میں نہیں، معزز عدالت کے مندرجہ بالا تبصرے اور ہدایت پر انتہائی مختصر اور سرسری حوالے کے سوا، اب تک کسی بھی اخبار یا جریدے میں کوئی ایسی رپورٹ شائع نہیں کی گئی جو عوام کو کمیشن کی سفارشات سے مطلع کرتی ہو۔

6۔ 17 اپریل 2013 کو رپورٹ کا متن اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے کسی بھی فرد کی رسائی کے لئے سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر لگائے جانے سے لے کر 11 مئی 2013 کے انتخابات تک تین ہفتے سے زائد کا عرصہ تھا جس میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ان گیارہ مختلف طریقوں/ شعبوں کا جائزہ لے سکتا تھا جن کے بارے میں کمیشن کی رپورٹ میں واضح سفارشات پیش کی گئی تھیں۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، حکومت، پیمرا، سماجی تنظیموں، سوشل میڈیا گروپس اور عام شہریوں کی طرف سے اقدامات کے لئے تجاویز کی فہرست اور ان کی وضاحت پیش کی گئی تھی۔ اگر میڈیا ان تمام، یا ان میں سے چند سفارشات پر جو کہ خود اپنے آپ کو ضابطوں اور قواعد کا پابند بنانے سے متعلق تھیں، پر عمل کرتا، اور اگر میڈیا نے کمیشن کی جانب سے پیش کردہ سفارشات کی طرف شہریوں کی توجہ مبذول کرائی ہوتی تو اغراض و مقاصد کی شق F کے مقاصد خاصی حد تک پورے ہو سکتے تھے۔

7۔ 21 مارچ 2013 کو کمیشن کی رپورٹ معزز عدالت کے سامنے پیش کیے جانے کے کچھ ہی دیر بعد وزارت اطلاعات و نشریات سے خفیہ فنڈز حاصل کرنے والوں کے نام منظر عام پر آ گئے۔ یہ وہ موضوع تھا جس کا رپورٹ کے پہلے حصے میں کسی حد تک تذکرہ ہوا تھا۔ تاہم خفیہ فنڈ کی تقسیم کے اس پہلو کو میڈیا نے اگرچہ مختصر وقت کے لئے لیکن غیر متناسب طور پر نمایاں کوریج دی۔ امید کی جاتی ہے کہ رپورٹ کا دوسرا حصہ جمع کروانے اور معزز عدالت کی جانب سے رپورٹ کی اشاعت کی اجازت ملنے کے بعد میڈیا، علمی ماہرین، سول سوسائٹی، پارلیمنٹ اور صوبائی قانون ساز ادارے، وفاقی و صوبائی حکومتیں اپنی کچھ توجہ رپورٹ کے پہلے اور دوسرے حصے کے مندرجات کی جانب دے سکیں گی۔

8۔ یہ بات تجسس کا باعث ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے عوام کو اس بات سے آگاہ کیوں نہیں کیا کہ رپورٹ کا پہلا حصہ سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر موجود ہے؟ کمیشن امید کرتا ہے کہ اسے حذف کیے جانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ کمیشن کی بیشتر شفارشات میں میڈیا سے خود احتسابی اور درستگی کے اقدامات کا تقاضا کیا گیا ہے۔

9۔ اوپر بیان کی گئی عدم دلچسپی کے باوجود، کمیشن کو یقین ہے کہ حصہ اول اور حصہ دوئم دونوں میں شامل سفارشات کیونکہ تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ بھرپور مشاورت، اور خود کمیشن کے تفصیلی غور و خوض کے بعد تیار کی گئی ہیں، بنیادی مسائل کا احاطہ کرتی ہیں، اس لئے تمام متعلقین کی، اور ان لوگوں کی جو اس وقت مقتدر عہدوں پر فائز ہیں، اور ان لوگوں کی بھی جو مستقبل میں سرکاری اور نجی عہدے سنبھالیں گے، فوری توجہ کی مستحق ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ سفارشات مکالمے اور عمل کے دعوت نامے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

10۔ کمیشن کے نواغراض ومقاصد کے حوالے سے دیکھا جائے اور پاکستانی سیاست کے مجموعی قومی تناظر میں دیکھا جائے تو2013 میں پاکستان میں چار مختلف اقسام کا میڈیا ایک دوسرے سے یکسر الگ قانونی، پالیسی اور کارکردگی کے نظام کے تحت کام کررہا ہے۔میڈیا کی یہ چار اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

a۔ **پرنٹ میڈیا:** اخبارات اور رسائل جن میں مستند اور معتبر اخبارات اور رسائل اور دوسری طرف بڑی تعداد میں ''ڈمی اخبارات ورسائل'' کے درمیان فرق نہ ہونے کے باعث، پبلشر اور ایڈیٹرز کے داخلے کی شرائط بہت آسان ہیں۔ یہ دونوں ہی اقسام آزادیٔ اظہار سے مستفیض ہوتی ہیں اور اکثر حکومتی اشتہاروں کا بڑا حصہ بغیر اس امتیاز کے حاصل کرتے ہیں کہ اخبار اصلی اور قابلِ اعتبار تعداد میں شائع ہوتا ہے یا محض ایک علامتی اور نمائشی اخبار ہے جس کی تقسیم 100 سے 500 تک بھی نہیں ہوتی لیکن یہ کرپشن کے ذرائع سے حکومتی اشتہارات کا بڑا حصہ حاصل کر لیتے ہیں۔

b۔ **الیکٹرانک میڈیا:** پرنٹ میڈیا کے مقابلے میں الیکٹرانک میڈیا میں داخلہ کی شرائط خاصی سخت ہیں اور یہ مہنگا بھی ہے یعنی اس کے لئے پیمرا کے مقررکردہ اہلیت کے معیار پر پورا اُترنا ضروری ہے، اس کا لائسنس حاصل کرنے کی لاگت 50 لاکھ روپے ہے، اس کے علاوہ سازوسامان کی قیمت اور سیٹلائٹ پر نشر کرنے کی سہولت کے اخراجات ہیں اور نیوز چینلز چلانے کی لاگت نسبتاً زیادہ ہے (کیونکہ اس کا مواد دوبارہ نہیں فروخت کیا جاسکتا جیسا کہ انٹرٹینمنٹ چینلز کا کیا جاسکتا ہے) جو اسے مہنگا بنا دیتے ہیں۔ پرنٹ میڈیا میں کوئی سرکاری اخبار یا رسالہ نہیں جبکہ الیکٹرانک میڈیا میں سرکاری ٹی وی اور ریڈیو موجود ہیں جنہیں عوام سے بڑی رقم حاصل ہوتی ہے (جیسے پی ٹی وی کی لائسنس فیس) یا قومی خزانے سے، مثلاً پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن کی 90 فیصد رقم اسے گرانٹ کی مد میں دی جاتی ہے۔

c۔ **سوشل میڈیا:** غالباً اس شعبے میں داخل ہونا سب سے آسان ہے اور اس میں کام بھی سب سے زیادہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے، اخراجات بھی بہت ہی کم ہوتے ہیں کیونکہ ایک شخص بھی صرف ایک کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے کنکشن سے ویب سائٹ یا بلاگ چلاسکتا ہے۔فیس بک،ٹویٹر اور انٹرنیٹ کے دیگر طریقوں کے ارتقاء نے اسے عوام کی سب سے زیادہ شرکت والا ذریعہ ابلاغ بنا دیا ہے جس تک رسائی بہت زیادہ ہے سوائے چند واقعات کے مثلاً youtube پر پابندی لگی ہوئی ہے۔

d۔ **کلاسیکل میڈیا اور اشتہارات پر مبنی میڈیا:** کلاسیکل میڈیا یعنی تھیٹر، کتابیں اور سینما وغیرہ، اشتہارات پر مبنی میڈیا یعنی بل بورڈز، پوسٹرز، پمفلٹ، بینرز وغیرہ۔ان میں سے کوئی بھی خبریں پہنچانے کا روایتی ذریعہ نہیں ہے اور ان سب کیلئے وفاقی اور اب صوبائی سطح پر بھی مختلف قوانین اور طریقہ کار وضع کئے گئے ہیں۔

11۔ عمومی طور پر ان چاروں اقسام کے میڈیا میں قانون سازی، قواعد وضوابط اوران پر حقیقتاً عمل درآمد سے متعلق پہلوؤں میں بڑا فرق اور عدم مطابقت پائی جاتی ہے۔ جہاں ان تمام مختلف اور وسیع الاقسام ذرائع ابلاغ کے لئے واحد اور یکساں قانون سازی نا قابل حصول رہے گی بلکہ شائد نا قابل عمل بھی ہوگی، وہیں اس بات کی یقیناً ضرورت ہے کہ ان قوانین اور پالیسیوں کو جن کا مندرجہ بالا میڈیا پر اطلاق ہوتا ہے زیادہ واضح اور غیر مبہم بنایا جائے۔

12۔ میڈیا کو ضوابط کے تحت لانے کے حوالے سے یہ بات تو واضح ہے کہ نظامِ ضوابط موجود ہیں لیکن اس میں کئی ایک کمزوریاں ہیں۔ کئی شعبوں میں غلط ضوابط کا اطلاق ہے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کئی دوسرے شعبوں میں قواعد وضوابط میں نمایاں خلاء پایا جاتا ہے یا ضوابط سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ایڈورٹائزنگ کے شعبے میں پیشہ وارانہ ضابطے سے متعلق کسی بھی قسم کا قانونی فریم ورک موجود نہیں ہے۔ میڈیا کے مواد پر اشتہارات کا جو گہرا اثر ہوتا ہے اس کے پیش نظر قانونی طور پر بااختیار اداروں مثلاً ایڈوائرٹائزنگ کونسل اور ایڈوائرٹائزنگ سٹینڈرڈ اتھارٹی کی ضرورت ہے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ قانون سازی کے ذریعے خود اختیاری ضوابط کی تشریح کی جائے اور ان کی توثیق کی جائے۔ جس طرح مقنّنہ یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے چارٹر کی ایکٹ کے ذریعے منظوری دیتی ہیں اسی طرح اس بات کی بھی شدت سے ضرورت ہے کہ مقنّنہ قانونی اور سماجی ذمہ داری کے دائرہ کار کی تشریح کریں جس میں رہتے ہوئے میڈیا کا خود اختیاری نظامِ ضوابط کام کرے۔

13۔ اگر کمیشن کو دئے گئے 9 اغراض ومقاصد کو اس طرح دیکھا جائے کہ ان کا تعلق بنیادی طور پر سرکاری اداروں اور نجی اداروں کے نیوز میڈیا میں کردار سے ہے، جو انٹرٹینمنٹ میڈیا یا خصوصی معلومات کے میڈیا سے الگ ہے، تو یہ بات قابل توجہ ہے کہ پرنٹ میڈیا اور اس سے بھی بڑھ کر ٹی وی چینلز پر نیوز میڈیا کے آغاز کے مثبت کے ساتھ ساتھ کچھ منفی پہلو بھی ہیں۔

14۔ **نیوز میڈیا کے مثبت پہلو:**

i۔ ماضی کی اجارہ داری کی جگہ شہری، خبری ذرائع کی مختلف اقسام اور زبانوں مثلاً اردو، پنجابی، سندھی، بلوچی، سرائیکی، پشتو میں سے انتخاب کر سکتے ہیں

ii۔ پاکستان میں سیاست اور حالاتِ حاضرہ پر ہر روز بے لاگ اور جاندار بحث ہوتی ہے

iii۔ ہفتے کے ساتوں دن 24 گھنٹے فوری خبریں نشر ہوتی ہیں اور اس کے بعد اسی وقت تازہ ترین تجزیے اور تبصرے کیے جاتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ یہ تجزیے اور تبصرے اچھے ہوں یا بُرے!

iv۔ سکرین پر اور سکرین کے پیچھے نئی صلاحیتیں اور ہنر متعارف ہوئے ہیں اور انہیں فروغ ملا ہے

v۔ بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری ہوئی ہے اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوئے ہیں

vi۔ زیادہ توجہ سیاست پر رہنے کے باوجود وسیع النوع موضوعات کا احاطہ

vii۔ غیر ملکی میڈیا مثلاً سی این این، بی بی سی اور الجزیرہ وغیرہ تک رسائی

viii۔ کارکن صحافیوں کا جان تک کی قربانی دینے کے لئے تیار رہنا: 2001 سے 2013 کے دوران 20 سے زائد پاکستانی صحافی اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے جان قربان کر چکے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر صحافی تصادم والے علاقوں میں کسی بھی قسم کے تحفظ کے بغیر اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے۔

15۔ **نیوز میڈیا کے منفی پہلو:**

i۔ اخبارات ورسائل اور نشریات سے منسلک صحافیوں کو رپورٹر، اینکر، نیوز ریڈر، نشری مواد کے کنٹرولر بننے کا موقع فراہم کرنے سے پہلے مناسب اور جامع تربیت کی کمی۔

ii۔ اشتہارات دینے والے ایک مختصر تعداد، مقابلتاً غیر نمائندہ، زیادہ تر شہری علاقوں سے اور صارفین کے نقطہ نظر پر مبنی ریٹنگ سسٹم کے ذریعے چینلز کو سفاکانہ مقابلے بازی کے دباؤ میں لاکر اور نشری مواد کے معیار کو کمتر کرنے پر مجبور کر کے پرائم ٹائم میں دکھائے جانے والے مواد کے بارے میں باقاعدہ اپنی مرضی مسلط کرتے ہیں۔

iii۔ حد سے زیادہ اشتہار بازی، مثلاً نشریات کے دوران سکرین پر حاوی غیر متعلقہ اشتہاری پیغامات، پروگراموں کے بیچ طویل وقفے وغیرہ

iv۔ بریکنگ نیوز نشر کرنے کی دوڑ کے ساتھ ساتھ ہیجان انگیزی، سنسنی خیزی اور خبر کی بے قدری

v۔ تلخی، تصادم اور نفرتوں کو فروغ دینا

vi۔ یکساں اور مربوط مواد کی بجائے نشریاتی ذرائع کی بڑی تعداد میں موجودگی کی وجہ سے ناظرین وسامعین دھڑوں میں بٹ گئے ہیں

vii۔ میڈیا کے مالیاتی پہلوؤں مثلاً اشتہارات چلانے کے نرخ، بیرون ملک ذرائع سے حاصل ہونے والی معاونت اور امداد، فیس اور عملے کو ادا کی جانے والی تنخواہیں، میڈیا مالکان کے اثاثے اور آمدنی وغیرہ کی عدم شفافیت

viii۔ خود اختیاری ضابطوں کے نفاذ کے مؤثر نظام کار کی عدم موجودگی

ix۔ شکایات کے لئے ناظرین وسامعین پر مبنی قابل بھروسہ نظام کار کی عدم موجودگی

x۔ ٹیلی ویژن اور ایف ایم ریڈیو سٹیشنز پر بھارتی مواد کا حد سے زیادہ استعمال، اور پاکستانی مواد کو نظر انداز کرتے ہوئے ترکی کے مواد کو اردو زبان میں پیش کرنے کا نیا رجحان

xi۔ میڈیا کے کچھ حصوں میں سول اور فوجی اداروں کو اس انداز میں تنقید کا نشانہ بنانے کا رجحان جو کہ بیرون ملک بشمول بھارتی میڈیا کی جانب سے ان اداروں پر کی جانے والی تنقید سے مماثلت رکھتا ہے۔ اس طرح ملک میں قومی ہم آہنگی اور یکجہتی پر ایک ایسے وقت میں بُرے اثرات پڑ رہے ہیں جب ملک شدید اندرونی اور بیرونی خطرات سے دوچار ہے۔

xii۔ چینلز کی حد سے تجاوز کرتی ہوئی تعداد (سیٹلائیٹ چینل، تمام کیبل ٹی وی ڈسٹری بیوٹرز کے خود قائم شدہ سی ڈی چینل) اور ان چینلز کی جانب سے قوانین اور قواعد کی خلاف ورزی پر سزا کو رُکوانے کے لئے ہائی کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کرنے میں آسانی کی وجہ سے پیمرا کی نظم وضبط قائم کرنے میں ناکامی۔

16۔ کمیشن کی رائے یہ ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا دونوں کو انفرادی طور پر اور اپنی نمائندہ تنظیموں کے ذریعے، اور ایڈورٹائزرز کو بھی سنجیدہ اور خود تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے اپنے کردار اور ذمہ داریوں پر نظر ثانی کر سکیں، ان کی اصلاح اور تجدید کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ وفاقی اور صوبائی قانون ساز ادارے اور وفاقی وصوبائی حکومتیں میڈیا سے متعلق قوانین، پالیسیوں اور قواعد کا جامع تجزیہ کریں تاکہ ان میں موجود خامیوں کو دور کیا جا سکے، انہیں موجودہ حالات کے مطابق ڈھالا جائے اور تیزی سے تبدیل ہوتے مستقبل کے لئے بھی تیاری کی جائے۔

اس رپورٹ کے آگے آنے والے سیکشن میں کمیشن کی جانب سے ان مخصوص پہلوؤں اور اقدامات کی نشاندہی کی گئی ہے جن پر قانون ساز ادارے، حکومتیں، میڈیا، عدالتیں اور سول سوسائٹی غور وفکر کر سکتی ہیں۔

(کمیشن کے بنیادی تحفظات کی فہرست کا یہاں اختتام ہوتا ہے۔)

رپورٹ کے حصہ دوئم کا سیکشن II

1۔ رپورٹ کے حصہ دوئم کی بنیاد بھی انہی معلوماتی ذرائع اور اسی طریقہ کار پر ہے جو کہ رپورٹ کے حصہ اول کے متن کی تیاری کیلئے استعمال کئے گئے یعنی:

A۔ ایسے افراد کے ساتھ بالمشافہ ملاقات جو ان سب سرکاری اور نجی اداروں کی نمائندگی کرتے ہیں جن کا تعلق کمیشن کے اغراض ومقاصد کے دائرہ عمل سے ہے۔

B۔ اسی قسم کی بالمشافہ ملاقاتیں میڈیا کے ماہر افراد اور سول سوسائٹی کے نمائندگان کے ساتھ کی گئیں۔

نوٹ: کمیشن کی جانب سے منعقد کی جانے والی ملاقاتوں میں جن افراد نے حصہ لیا ان میں سے ہر ایک کے اہم مشاہدات کو تحریری طور پر ریکارڈ کیا گیا۔ ان مشاہدات کے اہم نکات فوری طور پر تیار کیے گئے تاکہ تصدیق کرائی جا سکے اور جب کبھی ضرورت ہو تو حوالے کے لئے مستقل طور پر موجود ہوں۔ یہ نکات اس رپورٹ کے حصہ دوئم کے سیکشن III میں شامل کئے گئے ہیں:

C۔ ان تحریروں اور دستاویزات وغیرہ کا جائزہ جو کمیشن سے ملاقات کرنے والوں نے فراہم کیں

D۔ اعداد وشمار اور دستاویزات جو کمیشن نے سرکاری اور نجی ذرائع سے حاصل کیں

E۔ بذریعہ انٹرنیٹ ویب سائٹس سے، جرائد اور کتابوں سے کی جانے والی تحقیق

F۔ مختلف میڈیا پر پیش کئے جانے والے مواد کے بارے میں کمیشن کے مشاہدات اور اہم نکات

G۔ نمایاں اخبارات میں کمیشن کی جانب سے شائع کیے گئے اشتہار کے جواب میں شہریوں اور مختلف فورمز سے موصول ہونے والی آراء

H۔ عدالتوں میں دائر کی جانے والی ان درخواستوں کا تجزیہ جو کمیشن کے اغراض ومقاصد کی چند یا تمام شقوں سے متعلقہ معاملات کے بارے میں ہیں۔

اسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور اور کوئٹہ کے 166 افراد اور 81 اداروں سے انٹرویو اور دیگر مواد پر مبنی کمیشن کے اغراض ومقاصد کی شق A پر حاصل کردہ معلومات اور مشاہدات

1۔ اغراض ومقاصد کی شق A

A۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی آزادی کو یقینی بنانے کے لئے وزارت اطلاعات ونشریات اور دیگر سرکاری اداروں کے کردار پر غور کرنا اور اس بات کا جائزہ لینا کہ آیا کمیشن کو ایسی معلومات اور مواد پیش کیا گیا ہے جو اس بات کا جواز پیش کرے کہ وزارت کا اپنی خدمات جاری رکھنا آئین کے آرٹیکل 19 سے مطابقت رکھتا ہے۔

کمیشن کی تحقیقات اور مشاہدات

2۔ آئین کے آرٹیکل 19 (اور 19A) میں کہا گیا ہے:

19 آزادیٔ تقریر وغیرہ

ہر شہری کو اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سالمیت، سلامتی یا دفاع، دیگر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ، تہذیب یا اخلاق، توہین عدالت، یا کسی جرم پر اُکسانے کے بارے میں قانون کے ذریعے لگائی گئی معقول پابندیوں میں رہتے ہوئے بولنے اور اظہار رائے کرنے کا حق ہوگا اور پریس کو آزادی حاصل ہوگی۔

19A معلومات کا حق

ہر شہری کو عوام کے لئے اہمیت کے حامل تمام امور سے متعلق معلومات تک رسائی کا حق قانون کے عائد کردہ ضوابط اور پابندیوں میں رہتے ہوئے حاصل ہوگا۔

3۔ اغراض ومقاصد کی شق A کی بنیاد پر کمیشن کو پیش کئے جانے والے تحریری اور زبانی مواد کی بنیاد پر سامنے آنے والے تین نقطہ ٔنظران تین مختلف آراء کی عکاسی کرتے ہیں جو کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی آزادی کو آرٹیکل 19 اور 19A کی اصل روح کے ساتھ یقینی بنانے کیلئے وزارت اطلاعات ونشریات اور دیگر حکومتی اداروں کے کردار سے متعلق ہیں۔

(i)۔ پہلا نقطہ ٔنظر وفاقی وزارت اطلاعات، چار صوبائی محکمہ ٔاطلاعات، متعلقہ اداروں اور ان کے زیر اختیار اداروں اور محکموں کی جانب سے پیش کیا گیا۔ توقع کے عین مطابق، یہ نقطہ ٔنظر رکھنے والوں نے وفاقی سطح پر وزارت

اطلاعات اور صوبائی سطح پر اطلاعات کے محکموں کے کردار کی پُرزور حمائت کی اور اس بات پر اصرار کیا کہ اس وزارت اور محکموں کے بدستور کام جاری رکھنے کے لئے کافی جواز موجود ہے۔

(ii)۔ دوسرا نقطہ نظر جو چند غیر سرکاری افراد اور اداروں اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ سرکاری شعبے سے تعلق رکھنے والوں کی طرف سے پیش کیا گیا ان کی رائے تھی کہ وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات اور صوبائی اطلاعات کے محکموں کے کچھ منفی پہلو بھی ہیں۔ مثال کے طور پر سرکاری اشتہارات کی تقسیم کے معاملے میں وفاقی وزارت اور محکموں کا ناحق اور غیر صحتمندانہ کنٹرول، اور اس کی وجہ سے میڈیا کے نشریاتی مواد پر ناجائز طور پر اثر انداز ہونا، سرکاری میڈیا کا کنٹرول اور خفیہ فنڈز کا استعمال۔ یہ کہا گیا کہ اس کنٹرول کو ختم کرنے یا اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ان تبدیلیوں کے بعد وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات اور صوبائی اطلاعات کے محکموں کو کام کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اس طرح وہ عوامی مفاد کے لئے درکار خدمات سرانجام دیں گے۔

(iii)۔ تیسرا نقطہ نظر غیر سرکاری افراد اور اداروں کی جانب سے پیش کیا گیا۔ یہ نقطہ نظر سختی سے اس رائے پر قائم تھا کہ نہ تو وفاق کی سطح پر وزارت اطلاعات ونشریات کی ضرورت ہے اور نہ ہی صوبائی سطح پر محکمہ اطلاعات کی کوئی ضرورت ہے۔ کچھ کام سرکاری اور نجی اشتراک کے ماڈل کے تحت نئے فورمز کو دیے سکتے ہیں یا سرے سے ختم کیے جاسکتے ہیں۔ کسی بھی معاملے پر سرکاری نقطہ نظر پیش کرنے کا بنیادی کام اطلاعات کے ماہر اہلکاروں یا وفاقی حکومت کی تمام وزارتوں اور صوبائی حکومتوں کے محکموں میں موجود ترجمان کے سپرد کردی جائیں۔

(iv)۔ پہلے نقطہ نظر کی حمائت میں جو مواد اور وجوہات پیش کی گئیں جن کے مطابق وفاقی وزارت اطلاعات و نشریات اور چار صوبائی محکمہ اطلاعات کی موجودگی اور ان کا کام کرتے رہنا پوری طرح جواز رکھتا ہے، اس میں شامل متن درج ذیل ہے:

یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں خاص طور پر وزارتوں (اور اطلاعات سے متعلق صوبائی محکموں) کے قیام کی اجازت دی گئی ہے اور اس طرح ان کے کردار کو قانونی قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آرٹیکل (4)70 کو بطور حوالہ پیش کیا گیا جو وفاقی قانون سازی کی فہرست، جدول چہارم، حصہ اول، شق 7 کا حوالہ دے کر کہتا ہے کہ اس کو 1973 کے آئین کے آرٹیکل (3)99، اور مزید آئین کے آرٹیکل 159 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔

4۔ اوپر دئیے گئے آرٹیکل اور شقوں کا متن درج ذیل ہے:

آرٹیکل (4)70، وفاقی قانون سازی کی فہرست، جدول چہارم، حصہ اول، شق 7:

"7۔ ڈاک اور ٹیلی گراف، بشمول ٹیلی فون، وائرلیس، نشریات اور مواصلات کی دیگر اقسام، پوسٹ آفس سیونگ بینک"

1973 کے آئین کے تحت آرٹیکل (3)99:

''99۔ وفاقی حکومت کا انصرام کار

(1).......................

(2).......................

(3) وفاقی حکومت اپنے کام کی تقسیم اور انجام دہی کے لئے بھی قواعد مرتب کرے گی۔]]''

1973 کے آئین کے تحت آرٹیکل (3)159:

''159۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشریات

1۔ وفاقی حکومت ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشریات کے بارے میں ایسے کام کسی صوبائی حکومت کے سپرد کرنے سے غیر معقول طور پر انکار نہیں کرے گی جو اس حکومت کیلئے اس غرض سے ضروری ہوں کہ وہ:

(a) صوبے میں ٹرانسمیٹر تعمیر اور استعمال کر سکے؛ اور

(b) صوبے میں ٹرانسمیٹروں کی تعمیر اور استعمال اور موصولی آلات کے استعمال کے بارے میں فیسوں کا نفاذ کر سکے اور انہیں ضابطوں کا پابند کر سکے۔

شرط یہ ہے کہ اس شق میں کسی امر سے یہ مطلب نہ لیا جائے کہ یہ وفاقی حکومت کو پابند کرتی ہے کہ وہ ان ٹرانسمیٹروں کے استعمال کا، جو وفاقی حکومت یا وفاقی حکومت کے مجاز کردہ اشخاص کے تعمیر کردہ یا زیر تحویل ہوں، یا اس طرح مجاز اشخاص کی طرف سے موصولی آلات کے استعمال کا کوئی اختیار کسی صوبائی حکومت کے سپرد کر دے۔

2۔ کوئی کام جو کسی صوبائی حکومت کے سپرد کئے گئے ہوں ایسی شرائط کے تابع انجام دیئے جائیں گے جو وفاقی حکومت عائد کرے، اس میں مالیات کے بارے میں شرائط شامل ہیں، خواہ وہ آئین میں درج امور ہی کیوں نہ ہوں، لیکن وفاقی حکومت کیلئے کوئی ایسی شرائط عائد کرنا قانونی نہ ہوگا جو ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر صوبائی حکومت کی طرف سے یا اس کے حکم سے نشر کردہ مواد کو ضوابط کا پابند کرتی ہوں۔

3۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات کے بارے میں ہر وفاقی قانون ایسا ہوگا جس سے اس آرٹیکل کی مذکورہ بالا شقوں کو نافذ کیا جا سکے۔

4۔ اگر کوئی سوال پیدا ہو کہ آیا کوئی شرائط جو کسی صوبائی حکومت پر عائد کی گئی ہیں، قانونی طور پر عائد کی گئی ہیں یا کیا فرائض تفویض کرنے سے وفاقی حکومت کا انکار غیر معقول ہے تو اس سوال کا تصفیہ کوئی ثالث کرے گا جسے چیف جسٹس پاکستان مقرر کرے گا۔

5۔ اس آرٹیکل میں کسی امر سے یہ مراد نہیں لی جائے گی کہ اس سے پاکستان یا اس کے کسی حصے کے امن یا سکون کو درپیش کسی سنگین خطرے کے انسداد کے لئے دستور کے تحت وفاقی حکومت کے اختیارات پر قدغن لگ سکتی ہے۔"

i۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ وفاق کو نشریات سے متعلق امور کی نگرانی کی آئینی اجازت، اس آئینی ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے ہے، جو قیام پاکستان سے پہلے سے موجود تھا اور جو آئینی ڈھانچہ آزادی پاکستان کے بعد اُبھر کر سامنے آیا، طویل عرصے سے قائم، مضبوط اور گہری جڑیں ہیں۔

ii۔ اس سلسلے میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935، سیکشن 129 کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کے تحت نشریات کے حوالے سے وفاقی حکومت کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ صوبوں یا فیڈریشن میں شامل ریاستوں کے حکمرانوں کو ضرورت پڑنے پر نشریات سے متعلق امور سونپ سکتی ہے۔ اس حوالے سے یہ بھی اخذ کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے آرٹیکل 9 کے مطابق کہ اس قسم کے اختیارات گورنر جنرل کی قیادت میں کام کرنے والی وزیروں کی کونسل کو حاصل تھے۔

iii۔ اگست 1947 میں ریاست پاکستان کے قیام کے بعد، عبوری آئین میں متعلقہ سیکشن برقرار رکھے گئے اور اس طرح مذکورہ وزارت (اور صوبائی محکموں) کی قانونی حیثیت کو آئین پاکستان 1956 کے نفاذ تک برقرار رکھا گیا۔

iv۔ وزارت اطلاعات ونشریات سے متعلقہ نشریات کے موضوع کا حوالہ 1956 کے آئین کی وفاقی قانون سازی کی فہرست، نمبر شمار 13 میں درج کیا گیا تھا۔

v۔ چھ سال بعد 1962 میں، جب 1956 کے آئین کو 1958 میں منسوخ کر دیا گیا تھا اور 1962 کے آئین کو منظور کیا گیا تو نشریات سے متعلق معاملے کو قانون سازی کی واحد فہرست کے جدول سوئم نمبر شمار 21 میں درج کیا گیا جو کہ صرف وفاق سے متعلق تھا۔

vi۔ 11 سال بعد، جب دسمبر 1971 میں اصل پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، اور 1973 کا آئین منظور کیا گیا، تب 1973 کے آئین میں وفاقی قانون سازی کی فہرست حصہ اول، شق 7، آئیٹم نمبر 4 جس کا آرٹیکل 70 میں حوالہ دیا گیا تھا، کے مطابق نشریات اور مواصلات کی دیگر اقسام کو وفاقی حکومت کے اختیارات میں تسلیم کیا گیا۔

vii۔ 1973 کے آئین کے آرٹیکل 159 میں اس بات کی جانب توجہ دلائی گئی کہ واحد وفاقی حکومت ہی بذریعہ وزارت اطلاعات ونشریات صوبائی حکومتوں کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات سے متعلق امور سونپنے کی مجاز ہوگی۔ مزید اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی 1973 کے آئین کے آرٹیکل (3)99 کے تحت وفاقی حکومت کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ اپنے کام کی تقسیم اور انجام دہی کے لئے بھی قواعد مرتب کرے۔ اس سلسلے میں کام کے قواعد 1973 (جدول دوئم، اندراج 17) میڈیا سے متعلق پالیسی اور وزارت کے انتظامی معاملات کی انجام دہی سے متعلق ہیں۔ سیکریٹریٹ ہدایات 2005 (ہدایات 38: ضمیمہ A،

اندراج 15) میں اس معاملے کو مزید واضح کیا گیا ہے جس میں وزارت کی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے متعلق انتظامی فرائض کی وضاحت کی گئی ہے۔

viii۔ 1973 کے آئین کی 2011 میں منظور کی گئی 18 ویں ترمیم کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ 17 وفاقی وزارتوں اوران کے فرائض کی وفاق کی اکائیوں کو تفویض کے بعد بھی وزارت اطلاعات ونشریات کو وفاقی سطح پر وفاقی قانون سازی کی فہرست میں ہی برقرار رکھا گیا، جیسا کہ آرٹیکل 159 کے علاوہ فہرست کے نمبر شمار 7 پر درج ہے۔

ix۔ مزید یہ کہ وفاقی حکومت کی قانون وانصاف ڈویژن نے 17 ستمبر 2012 کو ایک رائے پیش کی جو اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ نشریات سے متعلق فرائض آئین کی رو سے وفاقی حکومت کو تفویض کئے گئے ہیں، لہٰذا نشریات سے متعلق وزارت کا وجود تاریخی آئینی حقیقت ہے جو ایک قانونی حقیقت کے طور پر برقرار رہے۔ (قانون وانصاف کی رائے **ضمیمہ۔1 میں** موجود ہے۔)

x۔ اس بات کی جانب توجہ دلائی جاتی ہے کہ پاکستان میں میڈیا سے متعلق 64 قوانین میں زیادہ تر کا نفاذ وزارت اطلاعات ونشریات سنبھال رہی ہے اور سنبھال سکتی ہے۔ (قوانین کی فہرست **ضمیمہ 2** میں موجود ہے۔)

xi۔ تاہم یہ بات مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ جہاں قانون وانصاف ڈویژن کا خیال ہے کہ وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات، اور اطلاعات کے چار صوبائی محکموں کے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے کافی آئینی اور قانونی دلائل موجود ہیں وہیں قانون اور انصاف ڈویژن نے یکم جنوری 2013 کو یہ رائے پیش کی کہ (**ضمیمہ 3**) قومی سطح پر میڈیا سے متعلق تین اہم ترین قوانین فاقی حکومت کی جانب سے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی حدود سے باہر اب قابل اطلاق نہیں رہے۔ 18 ویں ترمیم کے نتیجے کے طور پر، قانون اور انصاف ڈویژن کی جانب سے کہا گیا کہ مندرجہ ذیل تین قوانین ایسے ہیں جن کا اطلاق وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات کی جانب سے صرف اور صرف وفاقی دارالحکومت ہی میں کیا جاسکتا ہے: (الف) پریس، نیوز پیپرز، نیوز ایجنسیز اینڈ بکس رجسٹریشن آرڈیننس 2002 (XCVIII of 2002)، (ب) پریس کونسل آف پاکستان آرڈیننس 2002 (XCVII of 2002)، (ج) ڈی فمیشن آرڈیننس 2002 (LVI of 2002)۔

xii۔ اگر قانون اور انصاف ڈویژن کی جانب سے پیش کئے گئے بیان کو درست سمجھا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اخبارات کی اشاعت، نیوز ایجنسیوں کی سرگرمیوں اور کتابوں کی رجسٹریشن سے متعلق وفاقی وزارت کی قانونی صلاحیت، اور ان کے ساتھ موجود صوبائی قوانین اور ضابطوں، جن کا مؤثر اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں ہوسکتا، میں ایک نمایاں خلاء موجود ہے۔ یہاں یہ بات 18 ویں ترمیم کے نتائج کو نظرانداز کئے بغیر کہی جارہی ہے، جس کے ذریعے پرنٹ میڈیا کی اشاعت کو قواعد وضوابط کے تحت چلانے کے اختیارات صوبوں کے سپرد کردئے گئے۔ یہاں تک کہ وفاقی ڈھانچے، جس میں صوبے وفاق کی آئینی اکائیوں کی حیثیت سے خود مختار ہوتے ہیں، وفاق کے پاس سوائے ایمرجنسی صورتحال کے اپنی وفاقی طاقت کے استعمال کی ضرورت بہت کم نظر آتی ہے۔

xiii۔ مزید براں، اگر پریس کونسل آف پاکستان کے قانونی اختیارات صرف اور صرف دارالحکومت اسلام آباد تک محدود ہیں تو اس کی کارکردگی کی مؤثریت پر بھی سوال اٹھتا ہے۔ پاکستان میں اخبارات اور رسائل کی بہت بڑی تعداد اسلام آباد سے باہر شائع ہورہی ہے۔ اگر کچھ افراد یا ادارے چاروں صوبوں کے میڈیا پر چلائے جانے والے ہتک آمیز مواد سے شاکی ہوں تو ان کے پاس اپنی شکایات کے ازالے کا، سوائے تعزیرات پاکستان (PPC) کے سیکشن 499 کے، کوئی واضح قانونی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی منتخب ہونے والی وفاقی اور صوبائی حکومتیں جو کہ جون 2013 سے دفتری امور کا آغاز کرنے جا رہی ہیں، جتنی جلد ممکن ہو سکے ان سقموں پر توجہ دیں۔

xvi۔ میڈیا سے متعلقہ قواعد وضوابط کا احاطہ رہنما ہدایات کی کتابوں (گورننس بکس) میں کیا گیا ہے جو کہ وفاقی وزارت کے زیر استعمال ہیں، ان میں رولز آف بزنس 1973 ، سیکرٹیریٹ انسٹرکشنز 2005 ، سول اسٹیبلشمنٹ کوڈ 2008 ، ایڈیشن اینڈ اسٹیبلشمنٹ مینوول 1998 ایڈیشن شامل ہیں۔

xv۔ ترقی یافتہ ممالک کی حکومتوں اور میڈیا اور اطلاعات کے مابین بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلقات کے حوالے سے یہ دلائل دیئے جاتے ہیں کہ برطانیہ (یوکے) میں اطلاعات کا وفاقی دفتر (سینٹرل آفس آف انفارمیشن) 2012 تک قائم رہا تا کہ برطانوی حکومت کو مواصلاتی اور کاروباری معاونت فراہم کی جا سکے۔ 2012 میں اس دفتر کو بجٹ میں کمی کے باعث منسوخ کر دیا گیا، اور اب یہ وزیر اعظم کی کابینہ کے دفتر کے تحت کام کر رہا ہے۔

امریکی حکومت کی جانب سے وائس آف امریکہ (VOA) نیٹ ورک کو فراہم کی جانے والی معاونت کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے، جس کو قانونی طور پر یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ سے باہر معلومات فراہم کرے تا کہ دیگر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو فروغ ملے اور دنیا بھر میں یو ایس اے کے لئے حمائت حاصل کی جا سکے۔

xvi۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ بھارت، جو کہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے، میں بھی وزارت اطلاعات ونشریات کو برقرار رکھا گیا ہے اور یہ نئی دہلی میں یونین گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ بھارت کی وزارت اطلاعات 24 محکموں، اداروں اور ان کو چلانے کے لئے عہدیداران پر مشتمل ہے۔

xvii۔ اسلامی ممالک کے مابین تعاون کی تنظیم (OIC) میں شامل ممالک کا حوالہ دیتے ہوئے، 50 سے زائد ارکان میں سے 25 ممالک کی فہرست دی گئی جہاں وزارت اطلاعات یا وزارت ثقافت (جو اطلاعات کے شعبے کا احاطہ بھی کرتی ہے) 2013 میں بھی برقرار ہیں۔ ان ممالک میں افغانستان، مصر، انڈونیشیا، ایران، اردن، کویت، لبنان، لیبیا، ملائشیا، مراکش، فلسطین، سعودی عرب، تیونس، ترکی (جہاں وزارت کی بجائے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی سپریم کونسل قائم ہے)، یمن، بحرین (جہاں

انفارمیشن افیئر ز اتھارٹی قائم ہے)، اومان، قطر (جہاں محکمے اور ایجنسیاں قائم ہیں) شام، بنگلہ دیش، گبون، مالدیپ، برونائی، نائیجیریا اور قازقستان شامل ہیں۔

xviii۔ کچھ غیر اسلامی ممالک بھی بطور حوالہ پیش کیے جاتے ہیں جہاں وزارت اطلاعات اپنی طے شدہ ذمہ داریوں کے ساتھ قائم ہیں، ان میں سے کچھ وزارت اطلاعات کے نام سے اور کچھ وزارت ثقافت/فنون/ورثہ/ابلاغ وغیرہ کے نام سے کام کر رہی ہیں تاہم ان میں مؤخر الذکر جزوی طور پر یا بڑی حد تک، میڈیا کے شعبے کے لئے سرکاری نگران کا کردار ادا کرتی ہیں۔ اس کی مثال درج ذیل ممالک ہیں؛ اس بارے میں اہم نکات ویب سائٹس سے حاصل کئے گئے ہیں:

چین

حکومت عوامی جمہوریہ چین کی وزارت صنعت اور انفارمیشن ٹیکنالوجی وہ سرکاری ادارہ ہے جو کہ ڈاک سروس، انٹرنیٹ ، وائرلیس، نشریات، مواصلات، الیکٹرانک اور انفارمیشن کے سامان کی تیاری، سافٹ ویئر کی صنعت، نیشنل نالج، اکانومی کی ترویج و ترقی اور ان شعبوں میں قواعد وضوابط کے اطلاق کی ذمہ دار ہے۔

ویب سائٹ:http://www.miit.gov.cn/

تھائی لینڈ

جنوب مشرقی ایشائی ممالک میں رائج معیار کے لحاظ سے تھائی لینڈ میں میڈیا کا شعبہ خاصا ترقی یافتہ ہے۔ خطے کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں تھائی لینڈ کا میڈیا ماضی میں بھی نسبتاً آزاد رہا ہے، اگرچہ حکومت نے ہمیشہ ہی، خاص طور پر براڈ کاسٹ میڈیا پر، بہت حد تک کنٹرول رکھا ہے۔

ویب سائٹ:Web: http://thailand.prd.go.th/index.php

فلپائن

صدارتی دفتر پریس سے متعلق حکومتی پالیسیوں کے انتظامی معاملات کا ذمہ دار ہے، لیکن آزادیء تقریر اور پریس کی آزادی کو 1987 کے آئین کے تحت تحفظ حاصل ہے۔

ویب سائٹ:http://www.gov.ph/director

کینیا

کینیا کی میڈیا کونسل ایک خودمختار قومی ادارہ ہے جو کہ میڈیا ایکٹ 2007 کے تحت کینیا میں صحافت کے شعبے میں نظم و نسق اور میڈیا کی ریگولیشن کے لئے اہم ادارے کے طور پر قائم کیا گیا۔ میڈیا ایکٹ 2007 سے پہلے، کینیا کی میڈیا کونسل خود میڈیا کے لئے قواعد وضع کرنے والے ادارے کی حیثیت سے 2004 میں قائم کی گئی تھی جس میں میڈیا کے سٹیک ہولڈرز take (sholders) میڈیا کو ضوابط کے تحت چلانے اور کینیا کی حکومت کو ضابطہ کار ادارہ قائم کرنے سے روکنے کے لئے شامل تھے۔ 2007 میں حکومت کینیا اور میڈیا کے سٹیک ہولڈرز کے درمیان اتفاق رائے کے بعد ہی میڈیا کونسل کو خود انضباطی ادارے کی بجائے سرکاری ضابطہ کار ادارے میں تبدیل کیا جاسکا۔

ویب سائٹ/http://www.mediacouncil.or.ke

وزرات اطلاعات اور مواصلات ویب سائٹ http://www.statehousekenya.go.ke/government/infor. htm

گھانا

گھانا کا میڈیا جواب افریقی ممالک میں سب سے زیادہ آزاد ہے ماضی میں مسلسل کئی بار فوجی قیادت کی جانب سے حکومت کا تختہ الٹے جانے اور سخت پابندیوں کا شکار رہ چکا ہے۔ گھانا کے آئین 1992 کے باب نمبر 12 میں پریس کی آزادی اور میڈیا کی خودمختاری کی ضمانت دی گئی ہے جبکہ باب نمبر 2 میں سینسر شپ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔
1957 میں آزادی کے بعد سے وزارت اطلاعات ونشریات کئی مختلف ناموں سے قائم رہی ہے۔ اس کا نیا نام وزارت اطلاعات اور میڈیا تعلقات ہے۔

ویب http://www.ghana.gov.gh/index.php/governance/ministries/317-ministry-of-information

جنوبی ایشیا کی علاقائیتعاون کی تنظیم (سارک) کے تمام رکن ممالک بشمول پاکستان، جو کہ 1986 سے سارک کا بانی ممبر رہا ہے میں وزارت اطلاعات اسی نام سے یا اس سے مماثل کسی دوسرے نام سے موجود رہی ہے۔

افغانستان

وزارت اطلاعات اور ثقافت۔ 2004 کا میڈیا کا قانون سینسر شپ کو ممنوع قرار دیتا ہے، تاہم اس کے تحت اخبارات و رسائل کی وزارت اطلاعات اور ثقافت کے ساتھ رجسٹریشن کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ 2005 میں تقریباً 250 اخبارات ورسائل کی رجسٹریشن کروائی گئی۔ افغان وزارت اطلاعات اور ثقافت، افغان حکومت کی وزارت ہے جس کو ثقافت، سیاحت، اشاعتی امور اور نوجوانوں کے امور کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

ویب سائٹ: http://moic.gov.af/en

بنگلہ دیش

وزارت اطلاعات

عمومی جائزہ

یہ وزارت اپنے امور مختلف ذیلی اداروں مثلاً پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ، بنگلہ دیش بٹار (Betar)، بنگلہ دیش ٹیلی ویژن، ڈیپارٹمنٹ آف ماس کمیونیکیشن، ڈیپارٹمنٹ آف فلمز اینڈ پبلیکیشن، بنگلہ دیش فلم آرکائیو، پریس انسٹیٹوٹ آف بنگلہ دیش، نیشنل انسٹیٹوٹ آف ماس کمیونیکیشن، بنگلہ دیش سنگباد سانستھا (Bangladesh Sangbad Sanstha)، بنگلہ دیش فلم ڈویلپمنٹ کارپوریشن، بنگلہ دیش فلم سینسر بورڈ اور بنگلہ دیش پریس کونسل کے ذریعے انجام دیتی ہے۔اس کے علاوہ یہ وزارت اپنی بین الاقوامی سرگرمیاں واشنگٹن ڈی سی، نیویارک، لندن، نئی دہلی، اسلام آباد اور کلکتہ میں واقع اپنے پریس ونگ کے ذریعے انجام دیتی ہے۔

ویب سائٹ:

http://www.moi.gov.bd/

بھوٹان

وزارت اطلاعات ومواصلات

جولائی 2003 میں وزارت مواصلات کو دو وزارتوں کی تشکیل کی غرض سے تقسیم کردیا گیا: وزارت اطلاعات ومواصلات اور وزارت تعمیرات اور انسانی آبادکاری (Ministry of Works and Human Settlement)۔نئی وزارت اطلاعات ومواصلات کے قیام کا مقصد انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے شعبے میں تیز رفتار ترقی کے امکانات سے فائدہ اُٹھانے کے ساتھ ساتھ میڈیا، ٹرانسپورٹ اور سول ایوی ایشن کے شعبوں کی ترقی پر زیادہ توجہ دینا تھا۔

اختیارات

وزارت اطلاعات اور مواصلات کی ذمہ داری ہے کہ:

- ایک کارگر، قابل بھروسہ اطلاعات اور مواصلاتی نظام تشکیل دے تاکہ بھوٹان کو جدید معلومات پر مبنی معاشرے میں ڈھالا جاسکے۔
- انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کو قومی ترقی کے مددگار کے طور پر فروغ دینا
- قومی سطح پر محفوظ اور جدید ٹرانسپورٹ کے نظام کی تشکیل، اور
- ایسے محفوظ اور پائیدار شعبہء سول ایوی ایشن کی تشکیل جو کہ قومی ضروریات اور بین الاقوامی معیار پر پورا اترتا ہو

یہ وزارت بھوٹان میں انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی، میڈیا، زمینی ٹرانسپورٹ اور ایوی ایشن کے شعبوں میں شاہی حکومت کی

طرف سے پالیسیوں کی تیاری اور اطلاق، قانون کے مسودات کی تیاری کے لئے صف اول کا حکومتی ادارہ سمجھی جاتی ہے۔

ویب سائٹ:

http://www.bhutan.gov.bt/index.php

http://www.moic.gov.bt/

بھارت

وزارت اطلاعات ونشریات

i۔ نشریات کی پالیسی اور انتظامی امور

1۔ بھارت یونین کے اندر ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات سے متعلقہ تمام معاملات کی انجام دہی بشمول معروف قومی اور علاقائی سیاسی پارٹیوں کا لوک سبھا اور ریاستی انتخابات کے دوران آل انڈیا ریڈیو اور دوردرشن کا استعمال، اور اہم شخصیات کی وفات پر قومی سوگ کے لئے سرکاری الیکٹرانک میڈیا کی حیثیت سے طریقہ کار پر عمل۔

2۔ نجی بھارتی کمپنیوں یا بھارتی شہریوں کی طرف سے بھارت میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات سے متعلق قوانین کی وضاحت اور اطلاق

3۔ ایکٹ 1990 (25 of 1990) کے تحت پراسار بھارتی (براڈ کاسٹنگ کارپوریشن آف انڈیا) کی براڈ کاسٹ مانیٹرنگ اور ایڈمنسٹریشن

4۔ بھارتی نشریاتی (پروگرام) سروس اور بھارتی نشریاتی (انجینئرنگ) سروس سے متعلقہ تمام امور جب تک کہ وہ پراسار بھارتی کے سپرد نہیں کر دیئے جاتے۔

ii۔ کیبل ٹیلی ویژن پالیسی

5۔ کیبل ٹیلی ویژن نیٹ ورکس (ریگولیشن) ایکٹ، 1995

iii۔ ریڈیو

6۔ تمام امور جو آل انڈیا ریڈیو سروس سے منسلک ہیں، اندرون ملک پروگرامز کیلئے نئی سروسز، دیگر ممالک اور بیرون ملک مقیم بھارتیوں کے لئے پروگرام، ریڈیو جرنلز، براڈ کاسٹنگ انجینئرنگ کے میدان میں تحقیق، دیگر ممالک کی نشریات کی مانیٹرنگ، پروگرامز کا تبادلہ اور پروگرامز کے مسودوں سے متعلق سروسز، کمیونٹی لسننگ سکیم کے تحت ریاستی حکومتوں کو ریسیونگ سیٹس کی فراہمی

7۔ یونین بھر میں ریڈیو نشریات کی ترقی، ریڈیو سٹیشنز اور ٹرانسمیٹرز کی تنصیب اور دیکھ بھال اور نشریاتی سروس سے متعلقہ کام

iv۔ ڈوردرشن

8۔ تبادلہ،بشمول ٹیلی ویژن پروگرامز کا ثقافتی تبادلہ

9۔ یونین بھرمیں ٹیلی ویژن کی ترقی بشمول ٹیلی ویژن پروگرامز کے پروڈکشن سینٹرز اورٹرانسمیٹر ز کی تنصیب، دیکھ بھال اور ان کا استعمال اورٹیلی ویژن سروسز سے متعلقہ کام

10۔ ڈوردرشن کے علاوہ ٹیلی ویژن پروگرامز کی پروڈکشن کا فروغ

V۔ فلمیں

11۔ یونین لسٹ کے اندراج 60 کے تحت، 'فلموں کی نمائش کی منظوری کیلئے قانون سازی

12۔ سینماٹوگراف ایکٹ، 1952(37 of 1952) پر عملدرآمد

13۔ فیچر اور مختصر دورانیہ کی فلموں کی تھیٹر اور تھیٹر سے باہر نمائش کے لئے درآمد

14۔ فیچر اور مختصر دورانیہ کی بھارتی فلموں کی برآمد

15۔ فلمی صنعت کی ضرورت کے مطابق غیر استعمال شدہ سینماٹوگراف فلموں اور مختلف آلات کی درآمد

16۔ فلمی صنعت سے متعلقہ تمام امور، جن میں فلموں کی ترقی اور تشہیر کی سرگرمیاں بھی شامل ہیں

17۔ بھارت میں تیار کی گئی فلموں کے لئے ریاستی سطح پر ایوارڈ اور نیشنل فلم ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ کے ذریعے ملک میں اچھے سینما کو فروغ

18۔ اندرونی اور بیرونی تشہیر کے لئے دستاویزی فلموں، نیوز ریلز، دیگر فلموں اور فلمی سٹرپس وغیرہ کی تیاری

19۔ فلموں اور فلمی مواد کو محفوظ کرنا

20۔ بھارت میں انٹرنیشنل فلم فیسٹول کا انعقاد اور بھارت کی بیرون ملک منعقد ہونے والے بین الاقوامی فلم فیسٹول میں شرکت

21۔ ثقافتی تبادلے کے پروگرامز کے تحت فلم فیسٹول کا انعقاد

22۔ فلم سوسائٹی موومنٹ

VI۔ اشتہارات اور بصری تشہیر

23۔ بھارتی حکومت کی جانب سے اشتہارات کی تیاری اور اجراء

VII۔ پریس

24۔ پریس کے ذریعے بھارتی حکومت کی پالیسیوں اور سرگرمیوں کو پیش کرنا اور ان کی تشریح کرنا

25۔ حکومت کو پریس سے متعلق مشورے دینا، حکومت کو پریس کے ذریعے سامنے آنے والی رائے عامہ کے اہم رجحانات سے آگاہ رکھنا اور حکومت اور پریس کے مابین رابطے رکھنا

26۔ مسلح افواج اوران کے لئے تشہیر

27۔ حکومت اور پریس کے درمیان عمومی تعلقات قائم رکھنا، ماسوائے کوڈ آف کرمنل پروسیجر، 1973(2 of 1974) کے سیکشن 95 اور 96 پر عملدرآمد کے۔

28۔ اخبارات سے متعلق پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ 1867(25 of 1867) پر عملدرآمد

29۔ پریس کونسل ایکٹ 1978(37 of 1978) پر عملدرآمد

30۔ اخبارات کے لئے نیوز پرنٹ کی تقسیم

viii۔ اشاعتی مواد

31۔ قومی اہمیت کے حامل امور پر اندرون ملک اور بیرون ملک تشہیر کی غرض سے معروف پمفلٹ، کتابوں اور جرنلز کی تیاری، فروخت اور تقسیم، تاکہ ملک میں رہنے والے اور بیرون ملک مقیم عام عوام تک بھارت کے بارے میں تازہ ترین اور درست معلومات پہنچائی جاسکیں۔

ix۔ تحقیق اور حوالہ جات

32۔ وزارت اطلاعات ونشریات کے میڈیا یونٹ کی اشاعت کے لئے تحقیق کے ذریعے مواد اکٹھا کرنے، ترتیب دینے اور تیار کرنے میں مدد کرنا۔

33۔ اہم موضوعات پر مبنی مرتب ذخیرہ معلومات کی تیاری اور وزارت کے میڈیا یونٹس کیلئے حالات حاضرہ اور دیگر موضوعات پر رہنمائی اور پس منظر سے متعلق نکات کی تیاری

x۔ متفرق

34۔ بھارتی حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کی تشہیر

35۔ جرنلسٹ ویلفیئر فنڈ کا نظم ونسق

36۔ نامور موسیقاروں، بشمول گلوکار اور سازندوں، رقاصوں اور ڈرامہ اداکاروں یا پسماندگی کا شکار ان کے لواحقین کی مالی معاونت، جنھوں نے آل انڈیا ریڈیو، وزارت کے دیگر ذیلی اداروں کی کامیابی کیلئے کردار ادا کیا

37۔ ایشیاپیسیفک براڈ کاسٹنگ یونین، کامن ویلتھ براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن اور نان۔ ایلائنڈ نیوز ایجنسی پول سے متعلقہ امور

38۔ انڈین انفارمیشن سروس (گروپ a اور b) کے عملے کا نظم ونسق

xi۔ پراسار بھارتی اور منسلک اور ماتحت ادارے

39 (a) آل انڈیا ریڈیو

(b) دُوردرشن

(c) پریس انفارمیشن بیورو

(d) ڈائریکٹوریٹ آف ایڈورٹائزنگ اینڈ ویژول پبلسٹی

(e) پبلکیشن ڈویژن

(f) آفس آف رجسٹرار آف نیوپیپر فار انڈیا

(g) سینٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفکیشن

(h) فلم ڈویژن

(i) ڈائریکٹوریٹ آف فلم فیسٹیول

(j) نیشنل فلم آرکائیو آف انڈیا

(k) ڈائریکٹوریٹ آف فیلڈ پب

(l) سونگ اینڈ ڈرامہ ڈویژن

(m) ریسرچ، ریفرنس اینڈ ٹریننگ ڈویژن

(n) فوٹو ڈویژن

(o) پرنسپل اکاؤنٹس آفس

(p) سینٹرل مانیٹرنگ سروس

xii۔ خودمختار ادارے

40۔ (a) فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹیٹوٹ آف انڈیا، پونے

(b) ستیاجیت رے فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹیٹیوٹ، کلکتہ

(c) چلڈرن فلم سوسائٹی آف انڈیا

(d) انڈین انسٹیٹیوٹ آف ماس کمیونیکیشن

(e) پریس کونسل آف انڈیا

(f) فیڈریشن آف فلم سوسائٹی آف انڈیا

xii۔ سرکاری شعبے کے ادارے

41۔ نیشنل فلم ڈویلپمنٹ کارپوریشن

42۔ براڈ کاسٹ انجینئرنگ کنسلٹنٹس (انڈیا) لمیٹڈ

بھارتی وزارت اطلاعات کی ویب سائٹ:http://www.mib.nic.in/i

مالدیپ:

محکمہ اطلاعات

مالدیپ میں محکمہ اطلاعات قائم ہے جو وزارت سیاحت ،فنون اور ثقافت کے تحت خدمات انجام دیتا ہے۔

محکمہ اطلاعات کو پہلے 11 نومبر 1993 کو وزارت اطلاعات وثقافت کے طور پر محکمہ اطلاعات ونشریات، جسے اسی روز ختم کردیا گیا تھا، کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ 14 جولائی 2005 کو وزارت کا نام تبدیل کرکے وزارت اطلاعات اور فنون رکھ دیا گیا اور جناب محمد نشید کو اس کا وزیر مقرر کیا گیا۔ دو سال بعد 31 اکتوبر 2007 کو وزارت کا نام ایک بار پھر تبدیل کرکے وزارت قانونی اصلاحات، اطلاعات اور فنون رکھ دیا گیا۔ اس تبدیلی کے بعد قومی کمیشن برائے قانونی اصلاحات قائم ہوا جو کہ وزارت قانونی اصلاحات، اطلاعات اور فنون کے ماتحت تھا۔

11 نومبر 2008 کو محمد نشید نے بطور صدر حلف اٹھایا۔ ان کی حکومت میں وزارت کی سرگرمیاں محکمہ اطلاعات کو سونپ دی گئیں جو کہ وزارت سیاحت ،فنون اور ثقافت کے ماتحت ہے۔

نیپال

وزرت اطلاعات اور مواصلات ،حکومت نیپال

پس منظر

اپنے موجودہ نام کے ساتھ وزارت اطلاعات اور مواصلات 2009 میں قائم کی گئی۔

وزارت کے دائرہ کار میں ڈاک سروسز، ٹیلی کمیونیکیشنز، براڈ کاسٹنگ، پریس واطلاعات، اور فلم ڈویلپمنٹ شامل ہے۔

مقاصد

اطلاعات اور مواصلات کے شعبے کو سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے انفراسٹرکچر کی صورت میں نجی شعبے کی وسیع پیمانے پر شمولیت سے اور انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ پر توجہ دے کر دیہات کی سطح تک بڑھانا اور وسعت دینا ۔

دائرہ اختیارات

1۔ عوام کو ملک کی اقتصادی اور سماجی سرگرمیوں کی اطلاعات فراہم کرنا اور جمہوریت کا فروغ تاکہ عوام کی آزادیٔ اظہار اور حقِ معلومات کا تحفظ اور ترویج ممکن ہوسکے۔ ملک کی خودمختاری، سرحدوں کی سالمیت اور قومی آزادی کے ساتھ نیپال کے عزت و وقار کو قائم رکھتے ہوئے جمہوریت کی ترقی کی یقین دہانی

2۔ مواصلاتی میڈیا کو اس حدتک کارگر بنانا کہ مختلف قبائل، زبانوں، سماجی طبقات اور مذہبی گروہوں کے مابین مساوات کی فضا، باہمی بھائی چارے اور رواداری کو فروغ دیتے ہوئے شہریوں میں آگاہی اور شعور پیدا کیا جائے، اور اس مقصد کے لئے ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے کہ عوام قوانین کے عمومی اطلاق کی بناء پر پُرامن طریقے سے جمہوریت سے مستفید ہوسکیں۔

3۔ مواصلاتی میڈیا کواس حد تک فعال بنانا کہ قوم کی اہم ترین ترجیحات کے مطابق عوام کی خودمختاری اورقومی اتحاد کے لئے بنیادی اقداراور روایات کو مربوط اور محفوظ بنانے کے عمل کو باسہولت بنایا جاسکے

4۔ اطلاعات اور مواصلات کے شعبے کی اس حد تک فعالیت کہ قومی تشخص اوراہمیت کے مختلف پہلوؤں کی حفاظت، اورقومی سطح پرعوامی شعوراُجاگر کرتے ہوئے ہرشعبے کی ترقی کے عمل میں عوام کی شمولیت، بین الاقوامی تعاون، دوستانہ روابط کوتحفظ فراہم کرنا۔

ویب سائٹ:

وزارت اطلاعات اورثقافت http://www.moic.gov.np/acts-and-regulations.php

محکمہ اطلاعات نیپال: http://www.doinepal.gov.np/

حکومت نیپال: http://www.nepalgov.gov.np/

سری لنکا

وزارت ابلاغ عامہ اوراطلاعات

وژن

مشن

وزارت ابلاغ عامہ اوراطلاعات کی ویب سائٹ http://www.media.gov.lk/english/index.php?

وزارت ابلاغ عامہ اوراطلاعات کے دائرہ کارمیں شامل ادارے

سری لنکا پریس کونسل

سری لنکا پریس کونسل قانونی حیثیت کا ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ 1973 کے سری لنکا پریس کونسل ایکٹ نمبر 5 کے تحت قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ وزارت ابلاغ عامہ اور اطلاعات کے تحت کام کرتا ہے۔ اکتوبر 1981 میں گیزٹ ایکسٹرا آرڈنری نمبر 162/5 A کے تحت صحافیوں کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق متعارف کروایا گیا۔

پاکستان

حکومت پاکستان کی وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات ریاستی میڈیا اداروں وغیرہ کی نگرانی اور کنٹرول کے مندرجہ ذیل محکموں پرمشتمل ہے:

1۔ انٹرنل پبلسٹی ونگ

2۔ ایکسٹرنل پبلسٹی ونگ

3۔ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ

4۔ آڈٹ بیورو سرکولیشن

5۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن

6۔ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن

7۔ ایسوسی ایٹ پریس آف پاکستان

8۔ پاکستان الیکٹرانک میڈیا اتھارٹی

9۔ انفارمیشن سروس اکیڈمی

xxi۔ وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات کا نقطہ ٔنظر پاکستان میں اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے جواز پیش کرتا ہے اور نئے حالات کے مطابق اس میں اصلاحات اور بہتری پیدا کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے۔ اس بات کا اظہار مندرجہ ذیل چار پیرا گراف میں کیا گیا ہے جو کہ کمیشن کو پیش کئے گئے۔ (مسودے میں موضوع کے حساب سے درستگی کے خیال سے انتہائی کم تبدیلی کی گئی ہے)۔

اقتباس:

وزارت اطلاعات ونشریات کے کردار کی از سرِ نو تشریح (وزارت کا اپنا نقطہ ٔنظر)

حکومت کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری شہریوں تک واضح، سچی اور حقیقت پر مبنی معلومات پہنچانا ہے۔ سرکاری ابلاغ کی مؤثر اور نت نئے انداز سے معلومات کی ترسیل کے بارے میں شہرت عمومی طور پر تسلیم کی جاتی ہے اور ایک عرصے سے قائم ہے۔ حکومت ابلاغ کے لئے دو علیحدہ لیکن ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والے طریقے استعمال کرتی ہے: میڈیا کے ساتھ ابلاغ، اور عوام کے ساتھ براہ راست ابلاغ۔ حکومت کے تمام ابلاغ کرنے والے، خواہ ان کا خصوصی شعبہ کچھ بھی ہو، ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے کام کرتے ہیں کہ عوام کو ان کے حقوق و فرائض کے بارے میں معلومات پہنچائیں اور ان کی حکومتی خدمات تک رسائی، حکومتی پالیسیوں کو سمجھنے اور ان سے باخبر رکھنے میں مدد کریں۔ اس لئے پاکستان کی وفاقی حکومت کے لئے اطلاعات کی مرکزی مشینری کا ہونا ضروری ہے تاکہ میڈیا، عوام اور بین الاقوامی برادری تک معلومات کی ترسیل کی جا سکے۔ نیچے دو مختلف طریقہ کار (ماڈل) بیان کئے گئے ہیں جو کئی طرح کے قابل عمل حل پیش کرتے ہیں:

a۔ ان میں سے ایک برطانوی ماڈل ہے اور دوسرا امریکی۔ برطانیہ کا ماڈل جسے گورنمنٹ کمیونیکیشن نیٹ ورک کہا جاتا ہے ہماری ضروریات سے قریب تر ہے۔ وزارت اطلاعات کے اختیارات کی 1973 کے رولز آف بزنس میں جو تشریح کی گئی ہے وہ کسی بھی طرح ان سرگرمیوں سے مختلف نہیں جو کہ برٹش گورنمنٹ کمیونیکیشن نیٹ ورک سرانجام دے رہی ہے۔

b۔ کمیونیکیشن سے متعلق حکومتی کردار کو پریس ریلیز جاری کرنے یا صرف پریس / میڈیا کو معلومات کی فراہمی

تک محدود نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اسے ابلاغ کے شعبے سے متعلق تمام امور پر کام کرنے کی ضرورت ہے: تعلقات عامہ سے لے کر ایڈورٹائزنگ اور مارکیٹنگ تک، اور سٹیک ہولڈرز سے لے کر سوشل میڈیا کی دیکھ بھال تک۔ پاکستان میں میڈیا انتہائی تیز رفتاری سے پھیلا ہے۔ جدید ترین ٹیکنالوجی کے استعمال، اینکر اور صحافیوں کے دخل اندازی والے روّیے اور دن بھر 24 گھنٹوں چینلز کو چلانے کے تقاضوں نے حکومت کو دفاعی انداز اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ حکومتی مشینری ان تبدیلیوں سے معاشی لحاظ سے، انسانی وسائل کے لحاظ سے اور تربیت کے حوالے سے نمٹنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومتی میڈیا اداروں میں افرادی قوت کی تربیت اور موجود تکنیکی سہولیات کو جدید بنانے کے لئے معاشی وسائل میں اضافہ کے ذریعے اصلاحات لائی جائیں۔

c۔ امریکی طرز پر پبلک ڈپلومیسی ملک سے باہر پاکستانی سفارتخانوں کی سرگرمیوں کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ ایکسٹرنل پبلسٹی ونگ ایسا نام ہے جس میں پروپیگنڈا کا عنصر جھلکتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کام صرف 'سرکاری طور پر تصدیق شدہ سچ' کی ترویج ہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے عملے کے فرائض کو نئے سرے سے ترتیب دے کر اور انہیں نئی تربیت دے کر اس ونگ کو نیا نام دیا جائے اور اس کی یو ایس ڈیپارٹمنٹ آف پبلک ڈپلومیسی کی طرز پر تنظیم نو کی جائے۔

اقتباس ختم

پہلے نقطہ نظر یعنی وزارت کا کام جاری رکھنا آئین کے آرٹیکل 19 سے مطابقت رکھتا ہے، کی حمایت میں دیئے گئے دلائل کا کمیشن کی جانب سے خلاصہ

1۔ یہ کہ وفاق پاکستان اور چاروں صوبوں کی علاقے، آبادی، طرز معاشرت، معاشی سرگرمیوں، زراعت، صنعت، شعبۂ خدمات، انتظامی پہلوؤں، مواصلات، تعمیرات، اندرونی اور بیرونی دفاع، مقنّنہ، انتظامیہ اور عدلیہ کی روزمرہ کارکردگی کی باریکیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ قوم کے وجود اور ترقی کے یہ تمام پہلو بہت بڑی تعداد میں اور بہت متنوع اعداد و شمار اور تفصیلات پیدا کرتے ہیں۔

2۔ یہ کہ ان معلومات کو جمع کرنے، جمع شدہ معلومات کے اہم عناصر کو علیحدہ کرنے، معلومات کو ایک مربوط شکل دینے اور ایسے نظام کے تحت ان معلومات کو پھیلانے کے لئے خصوصی مہارت، پیشہ وارانہ تجربہ، مخصوص توجہ اور ایسے مخصوص ادارے درکار ہوتے ہیں جو کہ اطلاعات کے شعبے سے متعلق اوپر درج تمام مراحل میں امور انجام دینے میں خصوصی مہارت رکھتے ہوں اور یہ کہ ایسی صلاحیت وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے مختلف حصوں میں منتقل اور درجہ وار تقسیم نہیں کی جا سکتی کیونکہ اطلاعات کو سنبھالنا ایک بہت خصوصی مہارت والا اور پیشہ ورانہ کام ہے۔

3۔ یہ کہ وزارت اطلاعات ونشریات کی وفاقی سطح پر اور اس کے معاون اطلاعات کے محکموں / ایجنسیوں کی صوبائی سطح پر ضرورت اس لئے بھی ہے کہ جنوبی ایشیاء میں پاکستان کے آزاد ہونے سے پہلے موجود حکومت نے بھی نشریات کو ضوابط کا پابند بنانے کے لئے حکومتی نظام کی ضرورت کو تسلیم کیا تھا۔ یہ حقیقت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 میں واضح نظر آتی ہے جہاں بطور خاص نشریات کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس کے بعد بھی اسے آئینی اور قانونی لحاظ سے مضبوط بنایا جاتا رہا اور یہ سلسلہ 2011 میں 18 ویں ترمیم کی منظوری تک جاری رہا۔ ساتھ ہی ساتھ وزارت کے نام میں لفظ 'اطلاعات' کے پہلو کا ارتقاء 1950,1960,1970 میں پرنٹ میڈیا، ریڈیو نشریات اور پھر ٹیلی ویژن نشریات کے دائرہ کار کی وسعت اور اہمیت میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔

4۔ یہ کہ 21 ویں صدی کے دوسرے عشرے میں باقاعدہ طور پر وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے نقطۂ نظر کے اظہار کے لئے ایک مرکزی حیثیت کے حامل واحد ادارے کی موجودگی اطلاعات میں باہمی ربط، **تسلسل اور ان کے واضح ہونے کو یقینی** بناتی ہے اور ابہام اور غلط بیانی کو روکتی ہے۔

5۔ یہ کہ وہ نظام جس کے تحت وفاقی حکومت اور چار صوبائی حکومتیں افسران اور پیشہ ور افراد کو حکومتی خدمات کیلئے بھرتی کرتی ہیں، ایسے افراد کی خصوصی تربیت اور استعداد میں اضافے کا انتظام کرتی ہیں تا کہ وہ اطلاعات کے شعبے کے پیچیدہ اور تیزی سے بدلتے ہوئے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔

6۔ یہ کہ آئین کے آرٹیکل 19 کے مطابق نجی شعبے میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی آزادیٔ اظہار کے لئے پُرزور جدوجہد کی وجہ سے وفاقی وزارت اطلاعات اور صوبائی اطلاعات کے محکمے کسی بھی طرح شہریوں کو آرٹیکل 19 کے تحت دیے گئے **حقوق کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن رہے۔**

7۔ یہ کہ اس الزام کے حوالے سے کہ وفاقی وزارت اطلاعات کے پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا تمام حکومتی وزارتوں، منسلک محکموں اور اداروں کی جانب سے اشتہارات کی اشاعت، بالخصوص پرنٹ میڈیا میں، پر مکمل اختیار ہے کہا گیا کہ یہ اختیار اس بات کو یقینی بنانے کیلئے ہے کہ اشتہارات ہدف قارئین تک پہنچ سکیں اور میڈیا کا انتخاب کسی خاص موضوع پر بنائے گئے اشتہارات کے مقاصد کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے جس میں اس بات کو بھی یقینی بنایا جاتا ہے کہ وہ پرنٹ میڈیا جو کہ بڑے شہروں کے علاوہ مقامی طور پر شائع ہو رہا ہے، اسے بھی حکومت کے زیر اختیار اشتہارات کی آمدنی کا مناسب حصہ مل سکے۔

8۔ یہ کہ 2008 سے پہلے ملک کی تاریخ میں غیر جمہوری ادوار کے دوران اور بعض اوقات جمہوری ادوار میں بھی وزارت اطلاعات ونشریات اور اطلاعات کے صوبائی محکموں کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو آزادیٔ اظہار کے حق کے استعمال سے روک دیا جاتا تھا۔ 2008 میں جو نیا سول، سیاسی، جمہوری نظام قائم ہوا ہے اس کے تحت سرکاری مشینری نے تمام میڈیا پر آزادیٔ اظہار کیلئے مکمل حمایت اور مدد فراہم کی ہے۔

9۔ یہ کہ نجی ملکیت کے پرنٹ میڈیا کی مسلسل موجودگی کے ساتھ ساتھ، خاص طور پر نجی ملکیت کے الیکٹرانک میڈیا کے آغاز سے، اور اس نجی ملکیتی میڈیا کی طرف بڑی تعداد میں خبروں اور تجزیات، جو زیادہ تر حکومتِ وقت پر تنقید پر مبنی ہوتے ہیں، کے پیش کیے جانے کی وجہ سے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وفاقی اور صوبائی سطح پر کم سے کم ایسا اداراتی نظام موجود ہو **جو توازن قائم** کرنے کیلئے حکومت کا باقاعدہ نقطہ نظر پیش کر سکے اور عوام کو پالیسیوں اور مسائل کے بارے میں سرکاری نقطہ نظر سے آگاہ کرے۔

10۔ یہ کہ سارک (جنوبی ایشائی تنظیم برائے علاقائی تعاون) کی آٹھ رکنی تنظیم، جس کا پاکستان بھی بانی رکن ہے، اس کا ہر رکن ملک، آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس (او آئی سی)، اس کا بھی پاکستان بانی رکن ہے، میں شامل 54 ریاستوں میں سے ہر ملک، اور دنیا بھر کی کئی ریاستیں بشمول پاکستان کا قریب ترین دوست اور ساتھی ملک عوامی جمہوریہ چین، اس کے علاوہ افریقی ممالک میں جنوبی افریقہ اور کینیا وغیرہ میں بھی وفاقی وزارت اطلاعات یا وفاقی سطح پر اختیارات کے حامل ایسے ادارے موجود ہیں جو کہ میڈیا کے شعبے یا کونسل وغیرہ کیلئے پالیسی کی سمت متعین کرتے ہیں یا کونسل وغیرہ موجود ہے جو پاکستان کی وزارت اطلاعات ونشریات سے ملتے جلتے کام کر رہی ہے۔ اس طرح **پاکستان بھی ان درجنوں ملکوں کی طرح کام کر رہا ہے** جو جمہوری بھی ہیں اور جن کا خیال ہے کہ اطلاعاتی وزارتیں یا محکمے ان کے ملک میں اطلاعات کے شعبے کیلئے ضروری اداراتی انتظام فراہم کرنے کے لئے ناگزیر ہیں۔

دوسرے نقطہ نظر یعنی وفاقی وزارت اطلاعات او رصوبائی محکمہ ہائے اطلاعات کے کچھ حصوں کو توڑ دیا جائے /یا ختم کر دیا جائے یا ان میں اصلاحات کی جائیں اور پھر وفاقی وزارت اورصوبائی محکموں کو قائم رکھا جائے کی حمایت میں دیئے گئے دلائل کا کمیشن کی جانب سے خلاصہ

1۔ یہ کہ آڈٹ بیورو آف سرکولیشن (ABC) کی موجودہ حیثیت کو، جو یہ ہے کہ یہ اخبارات اور رسائل کی کاپیوں کی فروخت کے اعداد و شمار کی تصدیق کرتا ہے اور ان اعداد و شمار سے حکومت کے زیر اختیار اشتہارات کو پرنٹ میڈیا میں تقسیم کرنے کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے، وفاقی وزارت اطلاعات سے منسلک محکمے سے تبدیل کر کے مندرجہ ذیل متبادل حیثیت دی جائے:

سرکاری و نجی شراکت داری کی طرز پر، اس کی تشکیل، اختیارات، کارکردگی، تصدیق سے متعلق اختیارات ایک اصلاح شدہ **ABC** کو سونپے جائیں جس میں اخبارات کے پبلشرز کی نمائندہ تنظیم یعنی آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی اور مزید ایک یا ایک سے زیادہ نجی، خودمختار اور اچھی پیشہ ورانہ شہرت والے اکاؤنٹنٹس اور آڈیٹرز، اور حکومت کے نمائندے وہی ذمہ داریاں سرانجام دیں جو اس وقت ایک مکمل طور پر سرکاری عملے اور سرکاری کنٹرول سے چلنے والا اے بی سی سرانجام دے رہا ہے۔

یہ کہ اے بی سی کے اس نو ترتیب شدہ تنظیمی ڈھانچے سے اخبارات کی شائع ہونے والی کاپیوں کی اصل تعداد سے متعلقہ بے ضابطگیاں، بدعنوانیاں مثلاً پرنٹ میڈیا کو سرکاری اشتہارات کی تقسیم میں کرپشن کی بناء پر عدم توازن ختم کیا جا سکتا ہے کیونکہ اے بی سی کے مجوزہ متبادل تنظیمی ڈھانچے میں موجود نگرانی اور توازن کے باعث اخبارات اور رسائل کی اصل فروخت سے متعلق اعداد و شمار کہیں زیادہ قابل بھروسہ ہوں گے۔

یہ معلوم ہوا ہے کہ حال ہی میں آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی اور وزارت اطلاعات و نشریات کے درمیان سرکاری و نجی شراکت کی طرز پر اخبارات کی سرکولیشن اور اعداد و شمار کے آڈٹ سے متعلق امکانات پر غور کے لئے بات چیت کا آغاز ہوا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس عمل کو تیز تر کیا جائے۔

2۔ یہ کہ اشتہارات پر مرکزی کنٹرول کی موجودہ پالیسی جو کہ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت کام کرتی ہے، کو منسوخ کیا جائے اور ہر سرکاری وزارت، محکموں اور اداروں کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے کمیونیکیشن کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے مناسب پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا انتخاب کریں اور یہ کہ اس عمل کے دوران ہر سرکاری ادارے کو ضروری احتیاط برتنی ہوگی کہ وہ اشتہارات کے لئے مختص بجٹ کا کچھ فی صد حصہ علاقائی پرنٹ میڈیا کیلئے مختص کرے۔ علاقائی میڈیا کیلئے رقم مختص کرنے کی کم سے کم حد کے بارے میں پالیسی اعلانیہ ہونی چاہیے۔

3۔ یہ کہ آخر میں پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کو حکومت، ریاست اور معاشرہ، جن کی خدمت ہی اس کی ذمہ داری ہے، کی اطلاعات اکٹھی کرنے کے لئے ایک واحد مرکزی ادارے کے طور پر قائم رہنا چاہئے اور اسے یہ **معلومات میڈیا اور عوام تک پہنچانی** چاہئیں۔ اس خیال کے مطابق اصلاح شدہ پی آئی ڈی خبروں اور تبصروں **کو تعصب سے پاک اور مسخ کئے بغیر** صرف وفاقی اور صوبائی سطح پر حکومتِ وقت کے نقطہ نظر کی عکاسی کرتے ہوئے پیش کرنے میں مدد دے گا۔

4۔ یہ کہ وزارت اطلاعات ونشریات کے پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن، پاکستان ٹیلی ویژن اور ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان میں چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز اور چیف ایگزیکٹوز کی تعیناتی سے **متعلق اختیارات کو تبدیل کر کے ایک ایسا متبادل نظام قائم کیا جائے جس سے حکومت وقت کے لئے جانبداری مکمل طور پر ختم ہو جائے**۔ موجودہ نظام کی جگہ ایک منصفانہ اور میرٹ کی بنیاد پر تعیناتی کا عمل اختیار کیا جائے جس کو پارلیمنٹ میں دوطرفہ سیاسی حمایت حاصل ہو اور جس کی شعبہ میڈیا اور سول سوسائٹی بھی حمایت کرتے ہوں۔ نتیجے کے طور پر وزارت اطلاعات اور نشریات اور اطلاعات کے محکمے ریاستی میڈیا کے مندرجہ بالا اداروں کے ساتھ مفاد عامہ اور عوامی خدمت کی سمت متعین کرنے اور انہیں مددگار اور سہولت کار بن کر رہنمائی فراہم کرنے اور حکومت اور خودمختار اداروں کے درمیان رابطہ بن کر تعلق قائم کریں گے۔

ریاستی میڈیا اداروں کے بورڈز، چیئرپرسن اور چیف ایگزیکٹو کی تقرری کا طریق کار اس رپورٹ میں کسی اور جگہ درج ہے

5۔ یہ کہ جب صوبائی سطح پر یہ اصلاحات نافذ ہو جائیں، اور متعلقہ تبدیلیاں بھی کر لی جائیں تو متعلقہ وزارتوں اور محکموں کو اپنی سرگرمیاں جاری رکھنی چاہئیں اور ریاست اور حکومتِ وقت کی طرف سے معلومات کی ترسیل میں سہولت فراہم کرتے رہنا چاہئے لیکن اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ اس کی خدمات صرف سیاسی جماعتوں اعلیٰ عہدوں پر فائز سیاسی لیڈروں کے لئے نہیں بلکہ منصفانہ انداز میں تمام شہریوں کے لئے ہوں۔

تیسرے نقطہ نظر یعنی وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات اور اطلاعات کے صوبائی محکموں کے مکمل خاتمے کی حمایت میں دیئے گئے دلائل کا کمیشن کی جانب سے خلاصہ

1۔ یہ کہ 21ویں صدی میں معلومات اور اطلاعات انتہائی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہیں اور نشریاتی میڈیا کی نوعیت، پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا، موبائل فون وغیرہ کی وجہ سے اس قدر متنوع اور منتشر ہو چکی ہے کہ یہ وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات اور صوبائی سطح پر اطلاعات کے محکموں کے بس سے باہر ہے کہ وہ اطلاعات اور معلومات کے اس طوفان پر قابو پا سکیں۔ اور یہ کہ معلومات کی ترسیل کا تعین عوام اور میڈیا کے مابین یکسر تبدیل شدہ تعلقات کی بنیاد پر ہونا چاہیئے نہ کہ سرکاری اداروں کی طرف سے کنٹرول کرنے، روکنے اور مسخ کرنے کے لئے۔

2۔ یہ کہ سرکاری اطلاعاتی مشینری کے حکومتِ وقت کی طرف سے چھوٹے اور گروہی مقاصد کے لئے ناجائز استعمال کا رجحان طے شدہ اور تاریخی طور پر تسلیم شدہ ہے۔ وفاقی اور صوبائی سطح پر اصلاحات کے باوجود، وفاقی وزارت اطلاعات اور نشریات اور صوبائی محکمہ اطلاعات کا کم اختیارات کے ساتھ محض قائم رہنا بھی آئین کے آرٹیکل 19 سے عدم مطابقت رکھتا ہے اور درحقیقت شہریوں کی درست اور سچی معلومات تک بلا روک ٹوک رسائی کے حق کی خلاف ورزی ہے۔ مثال کے طور پر APP جو کہ ملک کی بڑی نیوز ایجنسی ہے اس کی ملکیت اور کنٹرول مکمل طور پر حکومت پاکستان کے پاس ہے۔ وہ خبریں جو کہ اے پی پی کی جانب سے فراہم کی جاتی ہیں (مبینہ طور پر) حکومت وقت کی حمائت میں ہوتی ہیں اور حزب اختلاف اور دیگر غیر سرکاری اداروں کے ساتھ تعصب پر مبنی ہوتی ہیں۔

3۔ یہ کہ میڈیا اور انفارمیشن کے شعبے میں تیزی سے بدلتی ہوئی اور متنوع ٹیکنالوجی کو چلانے اور اس کا انتظام کرنے کے لئے جس بے حد جدید اور پیچیدہ ہنر اور مہارت کی ضرورت ہے وہ زیادہ تر وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات اور چاروں صوبائی اطلاعات کے محکموں میں تعینات عملے میں دستیاب نہیں ہے۔ لہذا یہ ادارے جن کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ موجودہ انفارمیشن اور میڈیا کے شعبوں میں امور انجام دیں، وہ **پیشہ وارانہ اعتبار سے اس قابل نہیں** ہیں کہ دور حاضر کے مطابق یہ فرائض پورے کر سکیں۔ اس لئے یہ جواز بھی کہ حکومت کے پاس انفارمیشن مینجمنٹ کا ادارہ ہونا چاہیئے وزن نہیں رکھتا کیونکہ وزارت اور محکموں کے عملے کی مہارت اور معیار بہت محدود ہے۔

4۔ بہر حال، جو مالی فوائد اور مراعات، ملازمت کا مستقل ہونا، پنشن وغیرہ کے علاوہ سرکاری نوکریوں کا نظام فراہم کرتا ہے، جو وزارتِ اطلاعات ونشریات اور صوبائی محکمہ اطلاعات کے ملازمین کو بھی حاصل ہوتے ہیں، ایسے نہیں ہیں کہ سب سے زیادہ اہل اور مناسب افراد کے وزارت اور صوبائی محکمہ اطلاعات کے لئے کام کرنے کے لئے پُرکشش ہوں۔

5۔ وزارت اطلاعات ونشریات اورصوبائی محکموں کوسرکاری اشتہارات دینے کے سلسلے میں ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور پرنٹ یاالیکٹرانک میڈیا کے انتخاب کے لئے جواختیارات حاصل ہیں وہ بنیادی طور پر بے حد مرکوز ہیں جس سے ان کے ناجائز استعمال، بدعنوانی، امتیازی سلوک اور کرپشن کاامکان بڑھ جاتا ہے۔

6۔ وزارت اطلاعات ونشریات کودیئے جانے والے خفیہ فنڈز وزارت کواس قابل بنادیتے ہیں کہ وہ میڈیا میں خبری مواد اور تجزیوں پر درپردہ اثرانداز ہونے کے لئے غیر قانونی اور غیراخلاقی طور پر فنڈز کی تقسیم کا ذریعہ بنے۔اس طرح عوام تک واقعات اورسرگرمیوں کی غلط اور غیرمتوازن خبریں اور تجزیے پہنچائے جاتے ہیں۔عوامی خزانے سے حاصل شدہ رقم کوعوام کے سامنے ظاہر کئے بناءان مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہرلحاظ سے آئین کے آرٹیکل نمبر19 کی اصل روح کے متصادم ہے۔

7۔ وفاقی اورصوبائی انفراسٹرکچر جوکہ اطلاعات کے لئے مخصوص ہے اس سے حکومتِ وقت سیاسی مخالفین کے مقابلے میں، پارلیمنٹ کے اندراور پارلیمنٹ کے باہر، اوران عناصر کے مقابلے میں جوحکمران اتحاد یاحکمران پارٹی کا حصہ نہیں ہوتے اورجن کی رسائی معلومات کے اس قسم کے انفراسٹرکچر تک نہیں ہوتی، غیرمنصفانہ طور پر فائدے میں رہتی ہے۔

8 ۔ یہ کہ ترقی یافتہ ممالک کی حکومتیں اطلاعات کے شعبے کیلئے وزارتیں تشکیل نہیں دیتیں، جوکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بھرپور اور مستحکم جمہوری ملک ہونے کی ایک خصوصیت یہ ہے وہ ایسے اداروں اور محکموں کوختم کردیتے ہیں جن کے غلط استعمال ہونے کا امکان ہوتا ہے مثلاً اطلاعات ونشریات کی وزارتیں وغیرہ۔

اغراض ومقاصد نمبر A کے حوالے سے کمیشن کی سفارشات

مندرجہ ذیل سفارشات حاصل کردہ حقائق، مشاہدات اور خلاصوں سے اخذ کی گئی ہیں جو کہ رپورٹ کے نیچے دیے گئے حصے میں درج ہیں جو اغراض ومقاصد کی شق A کا احاطہ کرتی ہے:

1۔ کمیشن کا خیال ہے کہ اطلاعات کا دائرہ اور حجم، اس کی تفصیلات اور تیز رفتار جس سے یہ معلومات الفاظ، تصاویر، علامات اور آوازوں کے ذریعے پہنچائی جاتی ہیں، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور دوسری ایجادات واختراعات نے جو انقلابی تبدیلیاں متعارف کرائی ہیں ان کی وجہ سے معاشرے اور ریاست کیلئے معلومات کی اہمیت میں مزید بڑھ گئی ہے

2۔ موبائل فون اور دوسرے ہاتھوں میں رکھے جانے والے آلات کے آغاز نے میڈیا کے مختلف ذرائع اور سسٹمز کو یکجا کر دیا ہے اور معلومات اور عوام کے مابین ایسا تعلق قائم ہوا ہے جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ ان میں ٹیلیفون، کیمرہ، کمپیوٹر، سیٹلائٹ، انٹرنیٹ، بیٹری والی روشنیاں، ای میل، سینما، ٹی وی، ریڈیو، اخبارات، میگزین، کتابیں، سوشل میڈیا جیسا کہ ٹوئٹر، فیس بک، یوٹیوب وغیرہ شامل ہیں۔ یہ صورت حال تبدیلی کے غیر معمولی چیلنجوں کو سامنے لاتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ریاست پر نا قابل گریز ذمہ داریاں بھی عائد کرتی ہیں۔

یہ صرف ریاستی نظام ہی ہے جسے شعبہ اطلاعات سمیت تمام مفاد عامہ کے تحفظ کیلئے نگرانی کا قانونی جواز اور حیثیت حاصل ہے۔ معاشرے اور ملک کے دیگر حصوں مثلاً سول سوسائٹی، تجارتی شعبہ، میڈیا وغیرہ کا عوامی مفادات کے تحفظ کیلئے ایک قابل قدر اور مستند کردار ہوتا ہے۔ پھر بھی اس کے ساتھ، ان شعبوں میں سے ہر ایک کا اپنی مخصوص شناخت کے حوالے سے علیحدہ نقطہ نظر اور ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ جبکہ صرف ریاست ہی ملک میں موجود مختلف شعبوں کو یکجا کرتی ہے، اور اسی لئے یہ ایک مجموعی طور پر مؤثر سوچ اور مطلوبہ اداراتی ڈھانچہ مہیا کرنے کی سب سے بہتر صلاحیت رکھتی ہے، جس کے ذریعے عوامی مفادات کے شعبے، بشمول شعبہ اطلاعات میں منصفانہ نمائندگی دی جا سکتی ہے اور مؤثر انداز میں چلایا جا سکتا ہے۔

تجویز نمبر 1

3۔ کمیشن کا خیال ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی آزادی کو آسان اور یقینی بنانا اور اس کے ساتھ ساتھ ریاست اور حکومت کی کسی وزارت یا انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے آزادی میں رکاوٹ ڈالنے سے روکا جانا ممکن ہے۔

4۔ کمیشن اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ وفاقی وزارت اطلاعات اور نشریات اور چاروں صوبائی محکمہ اطلاعات کو بڑے پیمانے پر ترتیبِ نو کی ضرورت ہے۔

i۔ بعض محکمے اور کام یا تو بند کر دیے جائیں یا ان میں نمایاں اصلاحات کی جائیں تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ اس اداراتی نظام کے اپنا کام جاری رکھنے سے ان حقوق کو پورا کرنے میں رکاوٹ نہیں ہوگی جن کی ضمانت آرٹیکل 19 میں دی گئی ہے۔

مثال کے طور پر حکومتی اداروں کی طرف سے اشتہارات دینے کے لئے ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کے انتخاب کے موجودہ مرکوز نظام کو اتفاقاً غیر مرکوز کرنے اور کنٹرول سے آزاد کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی جگہ ایک نیا قابل احتساب، قابلِ نگرانی خودمختاری پر مبنی نظام قائم کیا جانا چاہئے۔

ii۔ آئندہ پارلیمنٹ اور حکومت ایک طرف ''انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ'' (اور روایتی ذرائع ابلاغ) اور دوسری طرف انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن کے شعبہ جات کو ایک واحد وفاقی وزارت کے تحت لانے پر ضروری غور کرے۔ تاحال یہ دونوں شعبے دو وفاقی وزارتوں کے زیر نگرانی ہیں۔ سینما کا شعبہ تاریخی طور پر وفاقی وزارت ثقافت (جو 18 ویں ترمیم کے بعد صوبوں کو تفویض ہوگئی ہے) کے زیر اہتمام آتا ہے، اسے بھی اس مجوزہ نئی وفاقی وزارت کے تحت کیا جائے تاکہ تمام میڈیا کی کارگزاری اور ترقی کے لئے مؤثر روابط کو یقینی بنایا جاسکے۔

برطانیہ دنیا کے ان اولین ممالک میں سے ایک تھا جس نے ٹیلی کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے مرتکز ہوجانے کی وجہ سے سامنے آنے والے نئے چیلنجوں کا ادراک کیا۔

برطانیہ نے کمیونیکیشنز ایکٹ 2003 کے تحت 2003 میں ایک نیا ادارہ "Ofcom" قائم کیا۔ یہ میڈیا، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشنز کے تمام شعبوں کے لئے ایک واحد مرکزی ادارہ ہے۔

یہ وحدانی حیثیت مربوط، بامقصد، باعمل پالیسی قیادت اور ایک واحد مرکزی اتھارٹی کے ذریعے نگرانی کو یقینی بناتی ہے۔ جب تک ایسی انقلابی ترتیب نو نہ ہوجائے یہ ضرورت رہے گی کہ موجودہ وزارتِ اطلاعات ونشریات کی ازسرنو تشکیل اس خیال سے کی جائے کہ یہ وزارت کسی دوسری وزارت سے علیحدہ رہے۔

کمیشن کی جانب سے مطلوبہ بنیادی تبدیلیوں کا خلاصہ ائندہ صفحات میں دوسرے نقطہ نظر کے بارے میں دیے گئے متن میں بیان کر دیا گیا ہے۔

تجویز نمبر 2:

5۔ کمیشن کی تجویز ہے کہ ایک نوتشکیل شدہ وزارت اطلاعات ونشریات کی عکاسی کرنے کیلئے اس وزارت کیلئے نئے اور متبادل ناموں پر بھی غور کیا جائے۔

(i) نام کے ساتھ روایتی تعلق: ''وزارتِ اطلاعات ونشریات'' کی شناخت حکومتِ وقت کے لئے جانبدارانہ ،اقتدار سے مربوط پروپیگنڈا کی تیاری کے حوالے سے اتنی گہری ہے کہ اس کے لئے متبادل نام پر غور کرنا انتہائی موزوں ہوگا۔

(ii) مزید براں،''نشریات'' کی اصطلاح اب غیر موزوں ہو چکی ہے کیونکہ اس کا اصل استعمال ریڈیو کا مواد کے نشر کرنے سے متعلق تھا۔ ٹیلی وژن کے آغاز سے''ٹیلی کاسٹنگ'' کی اصطلاح زیادہ درست سمجھی جانے لگی جو کہ ''نشریات'' کے تصویری پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔

(iii) لیکن تیزی سے پھیلتے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی وجہ سے مواد کی تشہیر براڈ کاسٹنگ کی بجائے ''Narrow Casting'' بنتی جارہی ہے یعنی اب لاکھوں وصول کنندگان کے لئے نشریاتی مواد تیار کرنے کے ساتھ ساتھ، جو براڈ کاسٹنگ ہے، کسی ایک وصول کنندہ کے لئے خصوصی مواد تیار کیا جاتا ہے۔

(iv) یہ بات جاننا بہت ضروری ہے کہ نومبر 1996 تا فروری 1997 کی نگران حکومت نے وزارت اطلاعات ونشریات کا نام تبدیل کر کے'' وزارتِ اطلاعات ومیڈیا ڈویلپمنٹ'' رکھا تھا۔ یہ تبدیلی وزارت کے وفاقی حکومت کے پراپیگنڈا محکمے کے روایتی کردار کی تشکیل نو اور تعریف نو کے لئے ایک مثبت قدم تھا، کیونکہ اس میں اسے مجموعی طور پر میڈیا کی ترقی اور ترویج کا ذمہ دار کہا گیا تھا بجائے اس کے ''نشریات'' کی اصطلاح استعمال کی جائے جو صرف الیکٹرانک کے بارے میں ہے۔

(v) نامعلوم وجوہات کی بنیاد پر جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے پہلے دو سال کے بعد وزارت کا نام ایک بار پھر'' وزارتِ اطلاعات ونشریات'' رکھ دیا گیا تھا۔

(vi) 2013 میں ایسی معقول وجوہات موجود ہیں جو متبادل ناموں کو زیرِ غور لانے کا جواز بنتی ہیں، مثلاً:

1۔ منسٹری آف انفارمیشن اینڈ میڈیا ڈویلپمنٹ، یا

2۔ منسٹری فار دی میڈیا، یا

3۔ منسٹری آف انفارمیشن، یا

4۔ منسٹری آف پبلک انفارمیشن اینڈ میڈیا

تجویز نمبر 3:

(vii) اس طرح کمیشن تجویز کرتا ہے کہ **ایسی تبدیلیوں اور دیگر متعلقہ تبدیلیوں کی شرط پر** وزارت اطلاعات ونشریات اور چاروں صوبائی محکمہ اطلاعات کو **ریاست اور حکومتی ڈھانچے کے حصے کے طور پر قائم رکھا جائے۔**

(viii) کمیشن اس حقیقت سے باخبر ہے کہ ان تجاویز پر عملدرآمد ممکن بنانے کیلئے آئین، قوانین، رولز آف بزنس اور دیگر ضوابط کے متن میں ترمیم کی ضرورت ہوگی اور یہ ترامیم صرف اسی صورت میں کی جاسکتی ہیں کہ معزز عدالت اور پارلیمان دونوں ان تجاویز کو منظور کریں اور ان پر عملدرآمد کی حمایت کریں۔

اغراض و مقاصد کی شق نمبر B

اغراض و مقاصد کی شق B پر کمیشن کی حاصل کردہ معلومات ، مشاہدات اور سفارشات

B۔ اس بات کا تجزیہ کرنا کہ پیمرا آرڈیننس کے تحت پیمرا کس حد تک آزادانہ طور پر اپنے ترقیاتی مینڈیٹ اور ضابطہ کاری کے کردار کو پورا کرنے میں کامیاب رہا ہے۔

مختصر تاریخی پس منظر

1۔ نجی پرنٹ میڈیا مثلاً اخبارات اور رسائل کے برعکس، الیکٹرانک میڈیا مثلاً ریڈیو اور ٹی وی کا آغاز پاکستان میں بالترتیب 1947 اور 1968 میں ریاستی ملکیت کے اداروں کے طور پر کیا گیا جو مکمل طور پر حکومت کے کنٹرول میں تھے۔

2۔ یہ نظام کار نوآبادیاتی برطانوی حکومت نے عمومی طور پر پورے جنوبی ایشیاء میں قائم کیا تھا صرف ان تمام علاقوں میں نہیں جو بالآخر ایک آزاد پاکستان کا حصہ بنے۔ چونکہ ریڈیائی نشریات کے لئے پرنٹ میڈیا کی طرح خواندہ ہونا ضروری نہیں تھا اسلئے قابض برطانوی حکومت ریڈیائی نشریات کو رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کا ایک ایسا طاقتور ذریعہ سمجھتی تھی جن سے نوآبادیاتی کنٹرول کو قائم رکھنے کے لئے ضروری استحکام ممکنہ طور پر برباد کیا جا سکتا تھا۔

3۔ 1947 کے بعد نوآبادیاتی انداز فکر بغیر کسی تبدیلی کے پاکستان اور ہندوستاں دونوں ملکوں میں بننے والی پہلی اور اس کے بعد کی حکومتوں کو ورثے میں ملا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہندوستان میں بھی جہاں آزادی کے بعد کبھی بھی آمرانہ فوجی مداخلت نہ ہوئی، آل انڈیا ریڈیو اور دوردرشن ٹی وی نے ریاستی ملکیت کے اداروں کی حیثیت سے آغاز کیا اور انہیں حکومتِ وقت کی اجارہ داری میں چلایا جاتا رہا۔ یہ صورت حال 1990 تک برقرار رہی جب وہاں پرائیویٹ یا نجی ٹی وی چینلز یا ریڈیو سٹیشن نے کام کرنا شروع کیا اور انہیں قائم کرنے کی اجازت دی گئی۔ حکومت کے زیر کنٹرول الیکٹرانک میڈیا ہندوستان میں اب تک یعنی 2013 تک موجود ہے۔

4۔ پاکستان میں مکمل طور پر نجی ملکیتی FM ریڈیو سٹیشن اور ٹی وی چینل سسٹم قائم کرنے کی پہلی کوشش وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی دوسری حکومت (1993 تا 1996) میں کی گئی۔ تاہم یہ کوشش صوابدیدی انتظامی اختیارات کے صریحاً بے جا استعمال کا مظہر ثابت ہوئی اور برابری اور شفافیت کے تمام قواعد اور اصولوں کی نفی کرتی تھی۔ 1995 میں وزارتِ اطلاعات ونشریات کی طرف سے پیش کردہ ایک سمری کی بنیاد پر، عوام یا دلچسپی رکھنے والے فریقوں سے بولی یا ٹینڈر مانگے بغیر، ''مجاز حکام'' سے ایک مخصوص پارٹی کے لئے سب سے پہلا نجی ایف ایم ریڈیو چینل اور نجی ٹی وی چینل سسٹم (جسے ملٹی موڈل ڈسٹری بیوشن سسٹم MMDS کہا جاتا ہے) قائم کرنے اور چلانے کی منظوری حاصل کر لی گئی۔ اس کو یہ اجازت **بلاشرکت غیرے** اور **مستقل طور** پر دی گئی تھی۔

5۔ اس انوکھے اقدام کا، جو عوام کے نشریاتی لہروں تک منصفانہ اور مساویانہ بنیادی حق کی پامالی کرتا تھا، پتہ چلنے پر جاوید جبار اور ڈاکٹر مبشر حسن نے نجی شہریوں کی حیثیت سے آئین کے آرٹیکل (C)184 کے تحت سپریم کورٹ میں ایک درخواست دائر کردی گئی جس میں اس امتیازی کنٹریکٹ کی منسوخی کا مطالبہ کیا گیا تھا اور عدالت سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ وفاقی حکومت کو ایک ایسا سسٹم اور طریقہ کار وضع کرنے کی ہدایت کرے جس سے ہر شہری نجی الیکٹرانک میڈیا کا لائسنس ایک کھلے، شفاف اور منصفانہ طریق کار کے ذریعے حاصل کر سکے۔

6۔ درخواست گزاروں اور مدعا علیہ کے وکلاء کا موقف براہ راست سننے کے بعد، مئی 1996 میں سپریم کورٹ کے ایک بینچ نے، جس کی سربراہی چیف جسٹس سید سجاد حسین شاہ کر رہے تھے، درخواست کو باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کرلیا۔ اس پٹیشن پر کل تین سماعتیں ہوئیں۔ فاضل عدالت نے ابتدائی رائے کا اظہار کیا کہ درخواست میں پہلی بار عوامی مفاد کے اہم مسئلہ کو اٹھایا گیا ہے۔ یہ درخواست بعدازاں حالات کا شکار ہوگئی اور اب تک سپریم کورٹ میں حتمی فیصلے کیلئے زیر التواء ہے۔

7۔ نومبر 1996 میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی دوسری حکومت کی برطرفی کے بعد صدر سردار فاروق احمد لغاری کی مقرر کردہ نگران حکومت جس سربراہی وزیر اعظم معراج خالد کر رہے تھے، نے 14 فروری 1997 کو الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (EMRA) آرڈیننس جاری کیا۔ یہ پاکستان میں سب سے پہلا قانون تھا جس کے تحت ملک کے ہر اہل شہری اور ادارے کو نجی ریڈیو اور ٹی وی چینل قائم کرنے کیلئے لائسنس حاصل کرنے کے مساوی مواقع دیے گئے ہیں۔

8۔ تاہم وزیر اعظم نواز شریف کی منتخب حکومت، جو فروری 1997 کے دوسرے نصف میں برسرِ اقتدار آئی، نے EMRA آرڈیننس کو 14 جون 1997 تک یعنی چار ماہ کی معینہ مدت میں ایکٹ آف دی پارلیمنٹ کی شکل نہ دی یہ وہ مقررہ مدت ہے جس میں اگر کسی آرڈیننس کو ایکٹ نہ بنایا جائے تو وہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ 12 اکتوبر 1999 تک جب نواز شریف کی حکومت کو برطرف کردیا گیا EMRA آرڈیننس کی جگہ کوئی متبادل قانون سازی نہیں کی گئی۔

9۔ دسمبر 1997 میں سٹیزنز میڈیا کمیشن آف پاکستان قائم کیا گیا جس کا مقصد آزاد اور خود مختار الیکٹرانک میڈیا کے قیام کیلئے ایڈووکیسی کرنا تھا۔ جس دن ایمرا آرڈیننس جاری کیا گیا تھا یعنی 14 فروری کو 1998 اور 1999 میں پاکستان میں ''الیکٹرانک میڈیا کی آزادی کا دن'' (Electornic Media Freedom Day) منایا گیا۔ کمیشن نے پاکستان بھر میں عوامی حمایت حاصل کرنے کیلئے اور حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے کہ وہ نجی الیکٹرانک میڈیا متعارف کروائے، کئی سرگرمیاں کیں۔

10۔ جنرل پرویز مشرف کی فوجی حکومت نے اپنے دور کا آغاز اس وعدے سے کیا کہ وہ ملک میں نجی ریڈیو اور ٹی وی سٹیشن متعارف کرائے گی۔ سال 2000 کے دوران اصل EMRA آرڈیننس کو ملک بھر میں رائے عامہ حاصل کرنے کیلئے مشتہر کیا گیا اور چند چھوٹی اور بڑی ترامیم کے ساتھ کابینہ میں 2000 میں اسے اصولی طور پر دو دفعہ منظور کرلیا گیا اور اس آرڈیننس کو ایک نیا نام دیا گیا۔ ریگولیٹری اتھارٹی فار میڈیا براڈکاسٹ آرگنائزیشن (RAMBO)۔

11۔ تاہم اس تبدیل شدہ آرڈیننس کو باضابطہ طور پر نافذ نہیں کیا گیا۔

12۔ بالآخر مارچ 2002 میں حکومت نے ایک نئے نام یعنی'' پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی آرڈیننس (PEMRA)'' کے ساتھ یہ قانون نافذ کیا جواب تک یعنی مئی 2013 تک نافذ العمل ہے۔ بنیادی آرڈیننس میں ترمیم کر کے اسے پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی ایکٹ 2007 کے طور پر منظور کیا گیا (2007 کا ایکٹ نمبر II)۔

1997 اور 2007/2002 کی چھوٹی بڑی ترامیم

13۔ جبکہ 1997 کے اصل EMRA آرڈیننس میں 20 شقیں تھیں، 2007 کے پیمرا ایکٹ میں 40 دفعات شامل ہیں۔ ابتدائی حصے میں 21 نئی تشریحات کا اضافہ کیا گیا، 3 سابقہ تشریحات میں ترامیم کی گئیں۔ 2002 اور 2007 میں موجود کئی شقیں 2000 کے مجوزہ آرڈیننس میں بھی شامل تھیں۔ نئی ترامیم نے مناسب طور پر 1997 کے بعد سے ہونے والی ٹیکنالوجی کی ترقی کے پہلو کو مدِ نظر رکھا گیا تھا اور تبدیل شدہ معروضی حالات کی بھی عکاسی کی۔

14۔ عبوری مسودہِ قانون، جو ریمبو آرڈیننس 2000 کہلاتا ہے، میں پہلے ہی ایمرا آرڈیننس 1997 کی بعض مثبت اصلاحات اور کچھ شقوں کی تشریحات کو شامل کر لیا گیا تھا۔ عملی اور توضیحی اعتبار سے 2007/2002 کے پیمرا قوانین نے آپریشنل پہلوؤں کو بہتر بنایا اور ان کی بہتر توضیح کی تاکہ غلط تشریح کا امکان کم سے کم ہو جائے۔

15۔ تاہم 2007 اور 2013 میں موجود پیمرا قوانین اور قواعد اصل EMRA آرڈیننس 1997 کی بعض شقوں سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ اگرچہ پہلا قانون بھی اتھارٹی کے قیام اور اس کی نگرانی کیلئے وفاقی حکومت کو غالب اختیار دیتا تھا، 2002/2007 کا پیمرا قانون وفاقی حکومت کے پیمرا میں عمل دخل اور اس کیلئے ممکنہ جبری اختیارات کو مزید وسعت دیتا ہے یہ صورت حال پیمرا کی حقیقی طور پر آزاد اور خود مختار ادارے کے طور پر کام کرنے کی صلاحیت کو اگر مکمل طور پر ختم نہیں تو کمزور ضرور کرتی ہے

16۔ اصل ایمرا قانون میں چند اہم تبدیلیاں کی گئیں، جو ناقص تھیں، اور موجودہ پیمرا قانون 2002/2007 میں موجود ہیں درج ذیل ہیں:

(i) ایمرا آرڈیننس 1997 شق نمبر (2) 4 میں درج ہے:'' اتھارٹی کا چیئرمین سپریم کورٹ آف پاکستان کا ریٹائرڈ جج ہوگا جبکہ پیمرا قانون 2002/2007 کی شق (2) 6 میں درج ہے:

'' اتھارٹی کا چیئرمین ایک ممتاز پروفیشنل ہوگا جس کی دیانت اور قابلیت مسلمہ ہوگی اور جسے میڈیا بزنس کا انتظامی، فنانس ،معاشیات یا قانون کا تجربہ ہو''۔

(ii) بظاہر، غیر جانبداری کے مطلوبہ پس منظر، جسے عموماً اعلیٰ عدالتوں کے جج سے منسوب کیا جاتا ہے، کو تبدیل کرنے کے علاوہ، جہاں اس بات کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ ایمانداری اور غیر جانبداری جیسی خوبیوں کے حامل لوگ عدلیہ کے علاوہ دوسرے شعبوں میں بھی موجود ہوتے ہیں، نئی قانونی شق کسی ایسے چیئر مین کو منتخب کرنے کی خواہاں ہے جس کی پیشہ ورانہ اہلیت اور شہرت مطلوبہ اور متعلقہ مثبت خوبیاں رکھتی ہو۔

(iii) عملی طور پر 2002 میں اپنے قیام سے لیکر 2013 تک یعنی گیارہ سال کے عرصہ میں پیمرا میں پانچ چیئر مین آئے اور ان سب کا تعلق ہمیشہ وفاقی حکومت یا اس کے اداروں سے رہا ہے۔ پرائیویٹ چینل کے کسی بھی پروفیشنل کو کبھی پیمرا کا چیئر مین نہیں لگایا گیا۔ اس امر کی نشاندہی سے مراد کسی طور کسی بھی پیمرا کے سابقہ چیئر مین حضرات کی پیشہ ورانہ اہلیت کی ناقدری یا بے عزتی کرنا نہیں ہے۔ وفاقی حکومت یا اس کے کسی بھی کارپوریشن سے منسلک رہنے کی وجہ سے ان میں سے کچھ حضرات اپنے میڈیا اور کمیونیکیشن اور اطلاعات اور میڈیا کے شعبوں میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ صلاحیتیوں، دونوں کے ماہر رہے ہیں۔ یہی چیز اتھارٹی کے ایگزیکٹو ممبرز پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ ہاں ایسی مثال بھی ہے کہ بعض اشخاص جو پولیس سروس آف پاکستان یا سیکریٹریٹ گروپ آف پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دے چکے تھے انہیں پیمرا چیئر مین لگایا گیا۔ ایسی مثالیں بھی ہیں جہاں پیمرا کے ریجنل ڈائریکٹر کے طور پر ایسے افراد کا تعین کیا گیا جن کا تعلق پولیس سروس آف پاکستان سے تھا۔ حتیٰ کہ، اب 2013 میں چیئر مین پیمرا ایک ایسے صاحب ہیں جن کا اطلاعات کے محکمے سے حکومت کے ایک عہدیدار کی حیثیت سے ایک طویل تعلق رہا ہے۔ حکومت کے ساتھ طویل اور گہرا تعلق چیئر مین کے عہدے پر فائز فرد کے لئے مطلوبہ معتبریت اور خود اتھارٹی کی خود مختاری کے تاثر کو نقصان پہنچاتا ہے اور پیمرا چیئر مین کے عہدے کے ریاست پر مرکوز پہلو کو مزید نمایاں اور مضبوط کر دیتا ہے۔

17۔ جہاں 1997 کے ابتدائی ایمرا آرڈیننس میں کہا گیا تھا کہ یہ اتھارٹی چیئر مین کے علاوہ چھ ممبرز پر مشتمل ہو گی جن میں سے صرف دو بلحاظ عہدہ (Ex Officio) سیکریٹری منسٹری آف انفارمیشن اینڈ میڈیا ڈویلپمنٹ اور سیکریٹری وزارت مواصلات کی حیثیت سے حکومت کی نمائندگی کریں گے، 2002/2007 کے پیمرا قوانین کے تحت ممبران کی تعداد چھ سے بڑھا کر بارہ کر دی گئی۔

(i) ان بارہ ممبروں میں، موجودہ قانون کے تحت وفاقی حکومت کی نمائندگی دوگنا ہو گئی ہے یعنی بلحاظ عہدہ ارکان کی تعداد دو کی بجائے چار ہو گئی ہے۔ یہ دو نئے ارکان یعنی سیکریٹری داخلہ ڈویژن اور چیئر مین فیڈرل بورڈ آف ریونیو ہیں۔

نوٹ: تیسرا بلحاظ عہدہ رکن چیئر مین پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی ہے جو اصل میں سیکریٹری وزارت مواصلات کو ہونا تھا۔ بلحاظ عہدہ چوتھا رکن بدستور سیکریٹری وزارت اطلاعات ونشریات ہے۔

(ii) پیمرا 2002/2007 قوانین کی شق نمبر 6 کی ذیلی شق نمبر 4-a میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بوقت ضرورت چیئر مین کی سفارشات پر وفاقی حکومت دو اضافی ارکان کا تقرر کر سکے گی۔ جیسا کہ چیئر مین ماضی میں حکومت کا ایک سینئر ملازم رہا ہے یہ اضافی شق اتھارٹی کی تشکیل میں حکومت کے بالا دستی کو مزید مستحکم کر دیتی ہے۔

18۔ شق نمبر 6 کی ذیلی شق نمبر 3 کے مطابق غیر سرکاری شہری ممبروں کی تعداد جو 1997 کے ابتدائی ایمرا آرڈیننس میں چارتھی کو بڑھا کر 5 کر دیا گیا ہے جن میں دو خواتین بھی شامل ہیں۔

19۔ اصل ایمرا آرڈیننس 1997 شق نمبر 5 جس کا تعلق ارکان کی مدت رکنیت سے ہے، اس کی تشریح (2) میں تحریر کیا گیا ہے:

> ''چیئرمین اور غیر سرکاری ارکان دوبار تقرری کے اہل نہ ہوں گے جبکہ پیمرا قانون 2007/ 2002 کی شق نمبر (1)7 میں کہا گیا ہے کہ: چیئرمین اور ارکان ''اتنی مدت کیلئے دوبارہ تقرری کے اہل ہوں گے جس کا تعین وفاقی حکومت کرے گی بشرطیکہ چیئرمین اور رکن 65 سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد ریٹائر ہو جائیں''

1997 کے ابتدائی ایمرا قانون میں چیئرمین اور ممبران کی مدت رکنیت صرف ایک مرتبہ تک محدود کرنے کا مقصد حکومت کے دوبارہ تقرری کے اختیار کے غلط استعمال کو روکنا تھا تاکہ وہ چیئرمین اور اراکین کی پالیسیوں اور کارکردگی پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ دوبارہ تقرری کے لالچ اور آپشن (Option) کے ذریعے حکومت نے چیئرمین اور اراکین پر حکومتِ وقت کی حمایت میں اقدامات کے لئے دباؤ ڈالنے کا اختیار حاصل کر لیا ہے۔

20 ۔ وفاقی حکومت کا خود اپنی اتھارٹی پر اختیارات کا استعمال کرنے کا منفی پہلو یہ ہے کہ یہ طویل عرصے تک پیمرا کو کسی مستقل، کل وقتی چیئرمین سے محروم رکھ کر اس کی آزادی کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس کی ایک نمایاں مثال 2011 اور 2012 کے دو سال ہیں جن میں یہ ریگولیٹری اتھارٹی پورے دو سال تک ایک ''قائمقام چیئرمین'' کی سربراہی میں چلتی رہی۔ یہ قائم مقام چیئرمین دراصل پیمرا کا ایک ایگزیکٹو ممبر تھا۔ یہ ایک افسوس ناک امر ہے کہ معزز سپریم کورٹ کو 20 دسمبر 2012 کو یہ حکم دینا پڑا کہ ''پیمرا آرڈیننس پر عمل نہ کرتے ہوئے اور بالخصوص شق نمبر 6 کو نظرانداز کرتے ہوئے کسی چیئرمین پیمرا کا تقرر نہ کیا گیا۔ نتیجے کے طور پر ڈاکٹر عبدالجبار کو خود کو پیمرا کا چیئرمین یا ایکٹنگ چیئرمین کے طور پر پیش کرنے سے روک دیا گیا۔'' وفاقی حکومت کی یہ لاپرواہی خود ریگولیٹری سیکٹر کے ساتھ ناانصافی ہے اور اس شخص کے ساتھ بھی ناانصافی ہے جس کو ایکٹنگ چیئرمین بننے پر مجبور کیا گیا اور اسے فاضل سپریم کورٹ کی طرف سے جاری کیے گئے ممانعتی حکم کا سامنا کرنا پڑا۔

21 ۔ 1997 کے اصل ایمرا آرڈیننس کی شق نمبر 10 جو نجی اجارہ داریوں کے اخراج سے متعلق ہے کی ذیلی شق نمبر 3 میں لائسنس جاری کرتے وقت اس امر کو یقینی بنانے پر واضح زور دیا گیا ہے کہ کسی ایک شہر، قصبے یا پورے ملک میں میڈیا کی ملکیت کو غیر ضروری مرتکز نہ ہونے دیا جائے تاکہ کراس میڈیا اونرشپ، یعنی ایک ہی گروپ کی اخبارات، ٹی وی چینل، ریڈیو سٹیشن وغیرہ کی ملکیت، کی حوصلہ شکنی ہو (مگر ممانعت نہ ہو)۔

22۔ تاہم، پیمرا آرڈیننس 2002 کے نفاذ کے 3 سال کے اندر اندر ہی اس تنبیہی قانون کی تشریح ارادتاً آزادانہ اور لچکدار

انداز میں کی جانے لگی تاکہ ملک میں موجود میڈیا مثلاً اخبارات اور رسائل وغیرہ کے مالکان خود بخود ٹی وی چینلز اور ریڈیو سٹیشنز کے لائسنس حاصل کرنے اور ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کے اہل ہو جائیں۔ ایسا کرتے وقت اس امر کو قطعاً ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا کہ کراس میڈیا اونرشپ کے نتیجے میں صرف دو یا تین نجی گروہ ہی حاوی ہو جائیں گے۔

23۔ اس عملی تبدیلی کو خاصی دیر بعد قانونی حیثیت دی گئی جب 2007 میں پارلیمنٹ نے پیمرا (ترمیمی) ایکٹ کی منظوری دی۔ اجارہ داریوں کو روکنے کے بارے میں شق نمبر 23 ذیلی شق (2) کا متن درج ذیل ہے:

'(2) لائسنس دیتے وقت، اتھارٹی اس امر کو یقینی بنائے گی کہ کسی شعبے یا موضوع پر ایک سے زیادہ میڈیا انٹرپرائزز کے درمیان آزادانہ اور شفاف مقابلے کو آسان بنائے اور کسی ایک شہر، قصبے، علاقے یا پورے ملک میں میڈیا ملکیت کا غیر ضروری ارتکاز نہ ہو پائے۔

سوائے اس کے کہ ایک میڈیا لائسنس رکھنے والا ایک یا زیادہ میڈیا انٹرپرائزز کا مالک ہو، اسے چلاتا ہو اور اسے کنٹرول کرتا ہو، وہ کسی ایسی سرگرمی میں ملوث نہیں ہوگا جو منصفانہ مقابلے اور یکساں مواقع کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

24۔ اغراض و مقاصد کی شق B میں شاید سب سے اہم لفظ ''آزادانہ'' ہے جسے یہ سوال اٹھانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ کیا پیمرا بطور ایک ادارہ پیمرا آرڈیننس کے تحت صحیح معنوں میں آزادانہ کام کرنے کے قابل ہے۔

25۔ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر، جو قوانین اور قواعد میں ان بنیادی تبدیلیوں کی نشاندہی کرتے ہیں جو وفاقی حکومت کو پیمرا کی تشکیل اور کارکردگی پر زیادہ کنٹرول دینے کی غرض سے کی گئیں، آغاز سے ہی پیمرا کے صحیح معنوں میں آزاد ادارے کے طور پر کام کرنے کیلئے گنجائش بہت ہی محدود تھی۔

26۔ پیمرا کی اصولی آزادی کو کس طرح دبایا اور روکا گیا اس کا ایک اور مظہر یہ ہے کہ کس طرح یکطرفہ طور پر ریگولیٹری اتھارٹی کو وزارت اطلاعات ونشریات کے دائرہ اختیار سے ہٹا کر 2005 میں کیبنٹ ڈویژن کے تحت کر دیا گیا اور پھر دو سال بعد دوبارہ وزارت اطلاعات ونشریات کے ماتحت کر دیا گیا۔

27۔ ایک اور نمایاں مظہر کہ کس طرح سویلین حکومتوں اور فوجی حکومتوں نے آمرانہ انداز اختیار کیا اور مشاورتی عمل اور اس کے اصولوں کو نظر انداز کیا یہ ہے کہ مئی، جون 2007 میں ایک سویلین وزیراعظم نے پیمرا قانون 2002/2007 میں ترامیم متعارف کرانے سے قبل کابینہ کو مکمل طور پر نظر انداز کیا۔

28۔ ایک ضابطہ کار ادارے کی مکمل آزادی کیلئے ایک ناگزیر شرط یہ ہے کہ ادارے کے مشاورتی عمل میں تسلسل ہو نہ کہ آمرانہ اور من موجی۔ قانون، پالیسیوں، اصول وضوابط میں تبدیلی لانے سے قبل تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ مشاورت لازمی ہے کیونکہ ریگولیٹری پبلک فورمز کیلئے لازم ہوتا ہے کہ وہ تمام سٹیک ہولڈرز کے خیالات اور تجاویز پر غور کریں۔ اس قسم کی پیشگی مشاورت ضابطہ

کارادارے کو ان اقدامات پر عمل سے نہیں روکتی جو اس کی اپنی رائے میں عوام کے بہترین مفاد میں ہیں۔اگر کسی صحیح معنوں میں آزاد ضابطہ کارادارے کے ایسے اقدامات کسی ایک یا زیادہ سٹیک ہولڈرز کی رائے سے متصادم ہوں تو عوامی مفاد میں کئے گئے یہ اقدامات جائز اور قابل قبول ہوتے ہیں کیونکہ ان کا فیصلہ تمام متعلقہ حلقوں کے خیالات اور آراء پر غور کرنے کے بعد کیا گیا۔

29۔ اس موقع پر، میڈیا کے ضابطہ کار اداروں کی آزادی کی مطلوبہ سطح کے بارے میں ان متفقہ نکات کا ذکر کارآمد ہوگا جن پر کوالالمپور(ملائشیا) میں 2007 میں منعقد ہونے والی خصوصی ورکشاپ میں اتفاق رائے کیا گیا۔ورکشاپ کا موضوع ''الیکٹرانک میڈیا کے ضابطہ کار نظام کی اصلاح اور ترقی''تھا اور یہ چوتھی ایشیائی میڈیا سمٹ کے آغاز پر منعقد کی گئی تھی۔سمٹ میں دنیا بھر کے 70 ممالک سے تقریباً500 مندوبین نے شرکت کی جو تمام نمایاں شعبوں کی نمائندگی کرتے تھے۔

30۔ مثال کے طور پر اس اہم اجلاس میں (جیسا کہ جون 2007 کے ڈان میں رپورٹ کیا گیا تھا)اس بات کو منظور کیا گیا کہ''رابطہ کارادارے کو بھی اس حد تک غیر جانب دار اور بے لاگ ہونا چاہیے کہ وہ بے نظریہ دکھائی دے نہ کہ کسی طے شدہ اور اعلانیہ نظریے کے تابع ہو(یعنی مذہبی نظریے کی طرح نہیں!)۔ بے نظریہ ہونے کا آپشن یہ پیغام دینے کے لئے ہے کہ تیزی سے تبدیل ہوتی ٹیکنالوجی اور سماجی ماحول میں ایک ضابطہ کارادارے کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ یہ تسلیم کرے کہ''مجھے علم نہیں'' بجائے اس کے کہ یہ کہے کہ''میں سب کچھ جانتا ہوں''۔ یہ خاص نقطہ نظر آسٹریلین براڈ کاسٹنگ کمیشن کے چیئرمین نے پیش کیا۔یہ کمیشن 16 مختلف النوع سرکاری اور پیشہ ورانہ ضابطہ کار اداروں، نمائندہ تنظیموں، اور فورمز کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے اور آسٹریلیا میں الیکٹرانک میڈیا کی ضابطہ کاری اور کارکردگی سے کسی نہ کسی صورت میں تعلق رکھتا ہے۔

اس امر کو تسلیم کیا گیا کہ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہی ہے اور یہ کہ نئی ٹیکنالوجی اور قانون سازی کے درمیان ہمیشہ ایک خلاء موجود رہے گا۔لیکن اس کے باوجود تمام شرکاء نے اتفاق کیا کہ اس وجہ سے تجارتی یا گروہی مفادات یا حکومتی مفادات کو عوامی مفادات پر حاوی ہونے کا موقعہ نہیں ملنا چاہئے۔

پانچ مزید اصولوں پر بھی اتفاق رائے ہوا۔اس ضرورت پر کہ ضابطہ کار ادارے میڈیا کے خلاف شکایات سننے کے لئے اس بات کو یقینی بنائیں کہ عوام کو ایک سے زائد فورمز کے ذریعے فوری رسائی حاصل ہو۔

ضابطہ کار اداروں کے چیف ایگزیکٹوز اور ڈائریکٹرز سے کہا گیا کہ وہ سینیارٹی کو نئی چیزیں سیکھنے کی راہ میں رکاوٹ بنائے بغیر مسلسل اپنے ذاتی علم اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں میں اضافہ کرتے رہیں۔ضابطہ کاری ناگزیر ہے اور ضابطہ کاری کو چار مختلف شکلوں میں عمل میں لانا ہوگا۔خود ضابطہ کاری(انفرادی اور اجتماعی)۔ سماجی(ناظرین اور سامعین اور سول سوسائٹی کے ذریعے)۔ریاست کے ذریعے(پارلیمنٹ کو جوابدہ حکومت کی طرف سے)اور عالمی سطح پر بین الاقوامی براڈ کاسٹرز کے ضابطوں کی مدد سے۔یہ کہ ضابطہ کاری استعداد کو بڑھانے کے لئے ہے نہ کہ جبر اور پابندی کے لئے۔میڈیا اور ضابطہ کار اتھارٹی دونوں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ذمہ داری، انصاف، توازن اور درستگی وہ قدریں ہیں جو محض آزادئ اظہار کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑی ہیں۔''

پیمرا کا ترقیاتی مینڈیٹ

31۔ پیمرا کا ترقیاتی مینڈیٹ پیمرا قوانین 2002/2007 کے دیباچے میں درج ہے:

ہرگاہ کہ یہ ضروری ہے کہ الیکٹرانک میڈیا کی ترقی کا اہتمام کیا جائے تا کہ:

i۔ اطلاع، تعلیم اور تفریح کا معیار بلند ہو

ii۔ پاکستان کے شہریوں کو خبروں، حالات حاضرہ، مذہبی معلومات، فن، ثقافت، سائنس، ٹیکنالوجی، معاشی ترقی، سماجی شعبے کے معاملات، موسیقی، سپورٹس، ڈرامہ اور عوامی اور قومی دلچسپی کے دیگر موضوعات پر اپنی پسند کے وسیع ذرائع دستیاب ہوں۔

iii۔ لوگوں کو مقامی اور کمیونٹی سطح پر ابلاغ عامہ کے ذرائع تک رسائی دے کر ذمہ داری اور اختیار کو نچلی سطح تک منتقل کرنے میں مدد دینا۔ اور

iv۔ اطلاعات کی آزادانہ ترسیل کو زیادہ سے زیادہ بڑھا کر احتساب، شفافیت اور اچھی حکمرانی کو یقینی بنانا۔

پیمرا کے ترقیاتی مینڈیٹ پر عملدرآمد کا جائزہ

32۔ ان حقائق اور عوامل کے باوجود جن کا تذکرہ اس رپورٹ میں کیا گیا ہے کہ جن کی وجہ سے اپنے آغاز 2002 سے 2013 تک پیمرا حقیقی طور پر حکومت کے منفی پہلو رکھنے والے کنٹرول سے آزادی حاصل نہیں کرسکی یہ بات بالکل عیاں ہے کہ کارکردگی کے بعض شعبوں میں اس نے ترقیاتی مینڈیٹ کی بڑی حد تک تکمیل کی ہے۔

33۔ سال 2002 میں اپنے قیام کے بعد خاصے کم وقت میں پیمرا نے اپنا فزیکل اور انتظامی ڈھانچہ اپنے ہیڈکوارٹر اسلام آباد بلکہ چاروں صوبوں کے علاقائی دفاتر میں نہ صرف قائم کیا بلکہ اسکو وسعت بھی دینا شروع کی۔

پیمرا کی سالانہ رپورٹ برائے 2002 (Annexture-4) میں ان متعدد اقدامات کا ذکر ہے جو اس نے اپنے قیام سے پہلے ہی سال میں کیئے۔

34۔ ریکارڈ کو اپ ڈیٹ کرنے کی غرض سے اور خصوصاً کمیشن کے استفادے کے لئے پیمرا نے 11 صفحات پر مشتمل ایک بیان (Annexture-5) فراہم کیا ہے۔ اس بیان میں وہ اقدامات شامل ہیں جو پیمرا نے ضابطہ کاری کا فریم ورک قائم کرنے کے لئے کیے۔ یہ ڈھانچہ 2002 سے آگے بڑھ کر اب درج ذیل پر مشتمل ہے:

i۔ پیمرا رولز، جس میں الیکٹرانک میڈیا کے لئے ضابطہ اخلاق 2009 بھی شامل ہے

ii۔ پیمرا (کونسل برائے شکایات) رولز 2010

iii۔ پیمرا (ڈسٹری بیوشن سروس آپریشن) ضوابط 2011

iv۔ پیمرا (ٹی وی براڈ کاسٹ آپریشنز) ضوابط 2012

v۔ پیمرا (ریڈیو براڈ کاسٹ آپریشنز) ضوابط 2013

مزید براں، سٹیک ہولڈرز کے ساتھ مشاورت کے بعد، 2010 میں نشریاتی مواد سے متعلق ضوابط بھی تیار کیے گئے۔ لیکن فاضل سپریم کورٹ نے اپنے آرڈر مورخہ 15-01-2013 کو ان ریگولیشنز کو اس وجہ سے مسترد کر دیا کہ جس دور میں یہ ضوابط بنائے گئے اس میں کوئی کل وقتی چیئر مین پیمرا موجود نہیں تھا۔

35۔ الیکٹرانک میڈیا کی مختلف شعبوں کی اور تکنیکی اقسام کا احاطہ کرتے ہوئے پیمرا نے اب تک سیٹیلائٹ TV چینلز کے 89 لائسنس جاری کئے ہیں جن میں سے 54 تفریحی مقاصد، 29 خبروں اور حالاتِ حاضرہ کیلئے، چار تعلیم کیلئے اور ایک ایک صحت اور زراعت کیلئے ہے۔ گذشتہ 10 سال کے اسی عرصے میں پیمرا نے ملک بھر میں 181 FM ریڈیو لائسنس جاری کئے ان میں 36 نان کمرشل ہیں جو تعلیمی اداروں اور سرکاری اداروں کو جاری کئے گئے ہیں۔ جن کا مقصد لوگوں میں آگہی پیدا کرنا اور انہیں ترقیاتی منصوبوں سے مطلع کرنا تھا۔ اور 26 غیر ملکی چینلز کو اس اجازت کے ساتھ جاری کئے گئے ہیں کہ انہیں لینڈنگ رائٹس دیئے گئے جنہیں کیبل آپریٹرز کے ذریعے نشر کرنا تھا۔

36۔ ملک بھر میں ناظرین کو سہولت مہیا کرنے کے لئے کل 3364 کیبل تقسیم کاروں کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔ ان میں سے 60% کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ قصبوں اور دیہاتی علاقوں میں خدمات کی فراہمی کے لئے ہیں۔ پانچ لائسنس MMDS (ملٹی موڈل ڈسٹری بیوشن سسٹم) کے لئے اور دو آئی پی TV موڈ کیلئے جاری کئے گئے ہیں۔

37۔ پیمرا کا دعویٰ ہے کہ اس طرح انہوں نے 15 ملین سے زیادہ گھرانوں کو یا تقریباً 75 ملین لوگوں / ناظرین کو اپنی مرضی کے چینلز کے انتخاب کے وسیع مواقع فراہم کر دیے ہیں۔ اس سے شہری علاقوں میں ٹی وی رکھنے والے تقریباً 85 فیصد گھروں اور دیہاتی علاقوں میں ٹی وی رکھنے والے تقریباً 60 فیصد گھروں کو ہر روز اپنی پسند کے چینلز دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ایف ایم ریڈیو کے ذریعے تقریباً 78 ملین لوگ اپنی مرضی کے ریڈیو چینل سن سکتے ہیں۔

38۔ خود اپنے اندازے کے مطابق پیمرا کا دعویٰ ہے کہ اس نے الیکٹرانک میڈیا کے شعبے میں 3 بلین امریکی ڈالر کی مجموعی سرمایہ کاری کے مواقع پیدا کیے ہیں، دو لاکھ افراد کے لئے براہ راست ملازمت کے مواقع پیدا کئے ہیں اور تقریباً 7 لاکھ افراد ان ملازمتوں کے نتیجے میں بالواسطہ مستفید ہوئے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا کے شعبے میں 2013 میں مزید ایک بلین امریکی ڈالر کی نئی سرمایہ کاری کا امکان بتایا جا رہا ہے۔

39۔ عوام کی طرف سے لائسنس ہولڈروں اور کیبل ٹی وی آپریٹرز کی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کی شکایات کے سلسلے میں ہر زمرے میں اٹھائے گئے اقدامات، جو جرمانے کیے گئے اور جو جرمانے وصول ہوئے، اور اس کے ساتھ ساتھ غیر قانونی ایف ایم

چینلز کی جبری بندش وغیرہ کے تفصیلی اعداد و شمار دیتے ہوئے پیمرا کا، اپنی مستعد کارکردگی کی مثال کے طور پر یہ کہنا ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں 70,500 شکایات موصول ہوئیں جن میں سے 70,250 کا ازالہ کیا گیا۔ تاہم کمیشن کو یہ موقع نہیں مل سکا کہ وہ موصول ہونے والی شکایات اور پیمرا کے اس پر ردعمل کے کسی نمونے کا جائزہ لے سکے۔ تمام زمروں میں اٹھائے گئے اقدامات کے مکمل اعداد و شمار متذکرہ بالا ضمیمے میں شامل ہیں۔

40۔ اس امر پر زور دینے کے علاوہ کہ پیمرا نے دس برس سے کم عرصے میں لوگوں کو الیکٹرانک میڈیا کی وسیع تعداد میں ذرائع مہیا کرنے کا اپنا فریضہ مکمل کیا ہے، اپنے کام کے مختلف پہلوؤں اور اس کے متعلق غلط تصورات کے بارے میں پیمرا کے نقطہ نظر کی عکاسی درج ذیل نکات سے ہوتی ہے۔

حوالہ شروع

(a) پیمرا کو غلط طور پر ایک تھانیدار کے طور پر دیکھا جاتا ہے جبکہ ہم صرف ضابطہ کار ہیں اور ہمارا انحصار جبر اور طاقت پر نہیں ہے۔

(b) بنیادی مسئلہ لیکٹرانک میڈیا پر دکھائے جانے والے مواد کا ہے اور پیمرا مواد کے سلسلے میں زبردستی نہیں کر سکتا۔

(c) پیمرا کے ضابطے کے ساتھ ساتھ، اگر خود احتسابی کے آئیڈیل کو حاصل کرنا ہے تو میڈیا کو خود اپنا ضابطہ اخلاق بنانا چاہیئے اور اسے نافذ کرنا چاہیئے۔

(d) جب لائسنس ہولڈرز حد سے تجاوز کرتے ہیں تو پیمرا اصلاحی اقدامات کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے مثلاً انتباہ جاری کرنا، براہِ راست مداخلت کرنا اور لائسنس کو سرے سے معطل کر دینا۔

(e) ایسا دکھائی دیتا ہے کہ الیکٹرانک میڈیا کے لائسنس ہولڈرز کوئی بیرونی ضابطہ کاری قبول کرنا نہیں چاہتے۔ وہ آزادی کا بلا روک ٹوک استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

(f) ریڈیو اور ٹی وی چینلز پر، ہندوستانی مواد نشر کرنے کی حد اور دوسرے پہلوؤں پر، ایسا لگتا ہے کہ براڈکاسٹرز جان بوجھ کر قواعد و ضوابط کو نظر انداز کرتے ہیں۔

(g) ترکی سے درآمد شدہ اردو میں ڈب کر کے پیش کیے جانے والے ڈرامہ سیریلز کے تنازعے کے بارے میں اصولی طور پر پیمرا کو کوئی اعتراض نہیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ترکی سے درآمدہ مواد مقامی پروگراموں کی نسبت سستا ہے۔ اس لئے لوگوں کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہے کہ وہ کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اردو میں ڈب کئے گئے ترکی ڈرامے دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ کیا یہ انصاف ہوگا کہ لوگوں کو وہ پروگرام دیکھنے سے محروم رکھا جائے جو وہ دیکھنا چاہتے ہیں؟

یونائیٹڈ پروڈیوسرز ایسوسی ایشن کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ ان کے مقامی پروڈکشن پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔لیکن مقامی طور پر تیار کیے گئے اچھے معیار کے پروگراموں کے لئے ناظرین کی بڑی تعداد ہمیشہ موجود ہوگی

(h) اگر سٹیک ہولڈرز چاہتے ہیں کہ پیمرا کو بند ہی کر دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن لازماً کوئی نہ کوئی ایسا ادارہ ضرور ہونا چاہئے جو الیکٹرانک میڈیا کو ضابطوں کے مطابق چلائے۔

(i) جب بھی ہم کسی ٹی وی چینل یا ایف ایم ریڈیو کو کوئی وارننگ یا کوئی نوٹس جاری کرتے ہیں تو وہ ہائی کورٹ سے فوری طور پر حکم امتناعی حاصل کر لیتے ہیں اور ضوابط کی خلاف ورزی جاری رکھتے ہیں۔

(j) الیکٹرانک میڈیا کے قانونی معاملات کیلئے ایک الگ فورم ہونا چاہئے۔جیسا کہ کمیشن کی رپورٹ کے حصہ اول کے صفحہ 60-59 پر درج ہے:

مارچ 2013 تک 72 مقدمات زیر التواء ہیں ان میں سے 70 ہائی کورٹس میں ہیں ایک سپریم کورٹ میں اور ایک مظفر آباد ہائی کورٹ میں ہے۔45 مقدمات سندھ ہائی کورٹ میں زیر التواء ہیں، 20 لاہور ہائی کورٹ میں، 5 اسلام آباد ہائی کورٹ میں ہیں اور یہ مقدمات 2009، 2010، 2011، 2012 اور 2013 کے پہلے ہفتے سے زیر التواء ہیں۔

(k) ہم نے فاضل اعلیٰ عدالتوں سے التجاء کی ہے کہ ایسے مقدمات کی سماعت کو تیز تر کیا جائے اور سپیشل بینچ تشکیل دیے جائیں لیکن ہم ابھی تک اعلان کے منتظر ہیں۔پاکستان میں case law کی کمی ہے جس سے قانونی نظیر اور رہنمائی حاصل کی جا سکے۔ نئے حالات، نئی ٹیکنالوجی بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں اور اس صورت حال میں نئے قوانین اور مسلسل جدید علم کی ضرورت ہے۔

(l) ہم نے دیکھا ہے کہ کئی ممتاز وکلاء ان مقدمات کو ہاتھ میں لینے سے کتراتے ہیں جن میں ٹی وی چینلز کے مالکان مدعا علیہ ہوں۔

(m) جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ پیمرا ہمیشہ ان کیبل ٹی وی ڈسٹری بیوٹرز پر چھاپہ مارنے کیلئے تیار ہوتا ہے جو مبینہ طور پر چوری شدہ ہندوستانی مواد یا ہالی وڈ کی فلمیں دکھاتے ہیں، پیمرا پاکستان بھر میں ہندوستان سے غیر قانونی طور پر درآمد شدہ DTH (گھر تک براہِ راست) بکس کی مسلسل اور روز افزوں فروخت کو روکنے میں ناکام رہا ہے۔ اندازہ ہے کہ اب تک یعنی 2013 میں ایسے تقریباً 15 لاکھ غیر قانونی آلات اتنی ہی تعداد میں پاکستان بھر میں ٹی وی رکھنے والے گھروں میں نصب کیے جا چکے ہیں جن سے درجنوں یا سینکڑوں ندوستانی یا غیر ملکی پروگراموں تک آزادانہ رسائی ممکن ہے۔ پیمرا کی غیر لائسنس یافتہ مواد کی نشریات کو روکنے میں ناکامی کی وجہ سے کیبل ٹی وی آپریٹرز

اور لائسنس یافتہ ٹی وی چینلز مالکان دونوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ یہ ٹی وی چینلز مالکان پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن کے اراکین ہیں اور انہوں نے اپنے چینلز کے قیام اور اسے چلانے کے لئے خطیر سرمایہ کاری بھی کی ہے۔

اس الزام کے بارے میں پیمرا کا نقطہ نظر یہ ہے کہ غیر قانونی طور پر درآمد شدہ ڈی ٹی ایچ کی سمگلنگ اور فروخت کو روکنے کی ذمہ داری کسٹمز سروس اور ایف بی آر کی ہے اور پیمرا کے پاس اس غیر قانونی سمگلنگ کو روکنے کا نہ تو اختیار ہے اور نہ اس کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ وہ اس کام کو روکنے کی کارروائی کر سکیں۔

(n) پیمرا کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن کے اراکین کی نسبت کیبل ٹی وی آپریٹرز رڈسٹری بیوٹرز کہیں زیادہ مسائل پیدا کرتے ہیں۔ وہ قانونی طور پر اجازت دیے گئے پانچ سی ڈی چینلز سے کہیں زیادہ چینلز نشر کرتے ہیں۔ جس علاقے پر یہ 3364 کیبل آپریٹرز ڈسٹری بیوٹرز اپنی نشریات کرتے ہیں وہ خاصا وسیع ہے اور اس کی مانیٹرنگ کرنا دشوار ہے۔ طویل مدتی بنیاد پر موجودہ اینالاگ ٹرانسمشن ٹیکنالوجی کی جگہ ڈیجیٹل ٹرانسمشن کو رائج کرنا ایک پائیدار حل ہوگا۔

(o) تین میڈیا فرموں نے DTH (ڈائریکٹ ٹو ہوم) ٹرانسمشن متعارف کرانے کے لئے ٹینڈر دیئے تھے لیکن معاملہ متنازعہ ہوگیا اور اب عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس لئے ہمیں حتمی قانونی فیصلے کا انتظار کرنا ہوگا۔

(p) پیمرا کا موجودہ بجٹ 700 ملین روپے سالانہ آمدنی پر مشتمل ہے جبکہ اخراجات 667 ملین روپے ہیں۔ عملے کی کل تعداد تقریباً 560 افراد ہے جن میں 200 اسلام آباد کے ہیڈ کوارٹرز میں تعینات ہیں۔

(q) 2008 میں جو حکومت منتخب ہوئی اس نے کبھی ہمیں کسی چینل کو بند کرنے کیلئے نہیں کہا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک موقع پر سیکریٹری وزارت اطلاعات ونشریات نے ہمیں یہ کہا کہ کسی بھی چینل کے خلاف کوئی سخت قدم اٹھانے سے قبل وزارت سے مشورہ کر لیا کریں۔

(r) جہاں تک مالی خود مختاری کا تعلق ہے ہم حکومت کے خزانے سے کوئی فنڈ وصول نہیں کرتے۔ پیمرا تمام محصولات کو خزانے میں جمع کرا دیتا ہے۔ اس کا تعلق اس سوال سے ہے کہ پیمرا کا پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسر کون ہے یا کسے ہونا چاہئے ، یعنی کیا سیکریٹری وزارت اطلاعات ونشریات کو پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسر (PAO) ہونا چاہئے جو متعلقہ وزارت کے سیکرٹری ہیں؟ یا کیا پیمرا کے چیئرمین کو پی اے او ہونا چاہئے جس سے اس بات کی عکاسی ہو کہ پیمرا، حکومت سے آزاد، ایک خود مختار ادارہ ہے؟ پیمرا کو یقیناً فائدہ پہنچے گا اگر اسے مکمل مالی آزادی حاصل ہو جائے۔

(s) پیمرا نے ان بغیر ثبوت اور ممکنہ طور پر ناقابل تصدیق الزامات کا نوٹس لیا ہے کہ 2013 کے انتخابات سے قبل بعض ٹی وی چینلز عارضی طور پر خرید لئے گئے تھے۔

(t) چند میڈیا ہاؤسز کے بارے میں اطلاعات ہیں کہ انہوں نے اشتہارات کے کنٹریکٹ کی صورت میں بیرون ملک ذرائع سے بڑی گرانٹس وصول کی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان میں سے ایک گرانٹ تقریباً 20 ملین پاؤنڈ کی ہے۔ اس رقم کا کچھ حصہ بامعاوضہ اشتہارات کے لئے یا کسی پروگرام کے لئے مالی تعاون کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ اصل حقائق نہ تو عوام کو بتائے گئے اور نہ پیمرا کو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ تمام رقم یا اس کا کچھ حصہ ایسے ادارے نے حاصل کیا ہے جو میڈیا گروپ کا ایک جزو ہے اور جو غیر اشتہاری ابلاغی مہمات میں مالی تعاون کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پیمرا کی طرف سے ان معاملات کی تحقیق کی کوشش کی جاتی ہے تو فوراً دعویٰ کیا جاتا ہے کہ میڈیا کی آزادی پر قدغن لگانے کی کوشش کی جارہی ہے اور اگر کوئی انکوائری شروع کی جاتی ہے تو حکم امتناہی حاصل کرنے کا راستہ ہمیشہ موجود ہے۔

(u) نشریات شروع نہ کرنے کی وجہ سے 7 لائسنس منسوخ کردیئے گئے۔

(v) پیمرا قانون کی شق 30 جس کا تعلق خلاف ورزی کی صورت میں ''شرائط کو تبدیل کرنے اور لائسنس کو معطل کرنے یا منسوخ کرنے'' کے اختیار سے ہے، اس کا اکثر اطلاق نہیں کیا جاتا اور جب کبھی پیمرا اس شق پر عمل کا اطلاق کرنے کی کوشش کرتا ہے تو خلاف ورزی کرنے والے فوراً عدالتوں سے ریلیف حاصل کرلیتے ہیں۔

(w) ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مذہب کے نام پر کوئی ادارہ پیمرا سے لائسنس حاصل کئے بغیر ''کیو ٹی وی'' کے نام سے نشریات کا آغاز کردیتا ہے۔ پیمرا کی طرف سے معطّلی کے متعدد نوٹس جاری کرنے کے باوجود یہ چینل ایک عدالتی حکم امتناعی کی بنیاد پر مسلسل اپنی نشریات جاری رکھتا ہے۔

(x) پیمرا کو کیبل ٹی وی آپریٹرز اور پی بی اے کے ساتھ تعلقات میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس میں ایک مرتبہ پی بی اے کیبل آپریٹرز کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں چلا گیا تھا۔ پیمرا نے دونوں فریقوں میں مفاہمت کے لئے ایک مسودہ تیار کیا اور ایک اجلاس طلب کیا لیکن پی بی اے نے اس اجلاس میں شرکت نہیں کی۔ اس لئے معاملہ التواء میں ہے۔

(y) پی بی اے کی طرف سے شکایت ہے کہ بعض پارٹیاں کیبل آپریٹرز کو رشوت اور ترغیبات دیتی ہیں تاکہ کسی خاص چینل کو پہلے دس یا بیس نمبروں میں جگہ دے دی جائے اور اس طرح دوسرے چینلز کے ساتھ، جو اس قسم کی رشوت نہیں دیتے، امتیازی سلوک کیا جائے۔

(z) پیمرا کی رائے میں ایک ہی نوع کے چینلز مثلاً سپورٹس نیوز، تفریحی چینلز وغیرہ کو کیبل ٹی وی آپریٹرز کو ترتیب میں الگ الگ گروپ بنادینا چاہئے تاکہ سب کو مساوی موقع مل سکے۔

(aa) جب کبھی پی بی اے کے اراکین نے پیمرا کی جانب سے ایک گھنٹے کے اندر اشتہارات کے لئے مقرر کردہ

وقت کی حد، یعنی 60 منٹ میں مختلف وقفوں کے ساتھ کل 12 منٹ، سے تجاوز کیا ہے تو پیمرا کو اس حد کے نفاذ سے روکنے کیلئے حکم امتناعی حاصل کرلیا گیا ہے۔ پیمرا نے بڑی کوشش کی ہے کہ چینلز کو کرکٹ میچ کے دوران ہر بال کے بعد اشتہار دکھانے سے روکا جاسکے لیکن اس میں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

حوالہ ختم

41۔ اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ پیمرا حکومت یا کسی خاص وزارت کے زیر اثر ہونے کے کسی بھی قسم کے منفی اثرات سے آزاد رہتے ہوئے کام کرتا ہے، پیمرا کا کہنا ہے کہ اے پی پی، پی بی سی اور پی ٹی وی کے برعکس جہاں سیکریٹری وزارت اطلاعات و نشریات ان اداروں کا چیئرمین ہوتا ہے پیمرا میں وہی سیکریٹری صرف ایک رکن بلحاظ عہدہ ہوتا ہے، چیئرمین نہیں۔

42۔ اپنے اس دعوے کو مزید تقویت دیتے ہوئے کہ پیمرا گورنمنٹ کے کنٹرول میں نہیں ہے پیمرا کا کہنا ہے کہ اس کا انحصار سرکاری خزانے کی مالی امداد پر نہیں ہے اور اس طرح یہ وزارت خزانہ کا کاسہ لیس نہیں ہے۔ پیمرا کا کہنا ہے کہ وہ اپنی تمام آمدنی لائسنس فیسوں، لائسنسوں کی تجدید کی فیسوں اور پیمرا کی سہولیات اور خدمات کے بدلے مختلف اداروں سے وصول ہونے والے معاوضوں سے حاصل کرتا ہے۔

43۔ مختصراً اور اس امر کی ضرورت محسوس کئے بغیر کہ معیار اور کارکردگی کے دیگر پہلوؤں کے جائزے کے لئے فہرست بنائی جائے اور پتہ چلایا جائے کہ کیا پیمرا نے اپنی ترقیاتی ذمہ داریاں پوری کی ہیں کمیشن یہ رائے رکھتا ہے کہ 2002 اور 2013 کے درمیان پیمرا نے بلاشبہ پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا کے منظر نامے کو تبدیل کرنے میں بہت مدد کی ہے۔ مکمل طور پر حکومت کے زیر انتظام چینلز مثلاً PBC، PTV اور بڑی حد تک حکومت کے زیر کنٹرول چینلز جیسے شالیمار ٹی وی نیٹ ورک (STN) سے چل کر ملک میں اس وقت مختلف اقسام کے چینلز بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ایک نمایاں اور مثبت حد تک، 161 ایف ایم ریڈیو چینلز اور 87 سیٹلائٹ چینلز کو قیام اور کام جاری رکھنے کے لئے، حقیقت میں ہر قسم کے انتظامی اور تکنیکی انفراسٹرکچر کے لئے مدد کی فراہمی کو پیمرا نے یقینی بنایا ہے۔

پیمرا کی کارکردگی کے نقائص اور ناکامیاں

44۔ الیکٹرانک میڈیا سیکٹر کے ایک بڑے سٹیک ہولڈر یعنی پاکستان براڈکاسٹنگ ایسوسی ایشن نے کمیشن کو دیئے گئے تبصرے کا آغاز اس سخت بیان سے کیا ہے ''پیمرا اپنے ترقیاتی مینڈیٹ کو پورا نہیں کرسکا اور آزادانہ طور پر ضابطہ کاری کا کام سرانجام نہیں دے سکا۔''

45۔ پی بی اے نے درج ذیل نکات اٹھائے اور الزامات لگائے

حوالہ شروع

(i) ''پیمرا کو حکومت نے میڈیا کو سدھانے اور کنٹرول میں رکھنے کیلئے استعمال کیا ہے۔ یہ غیر قانونی ہندوستانی DTH یونٹس کو روکنے میں ناکام رہا ہے جس سے کیبل آپریٹرز کو نقصان ہوتا ہے، ہندوستانی چینلز دکھائے جاتے ہیں اور پاکستان کے ٹیکس کی رقم ادا نہیں ہوتی۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں 1.5 ملین یعنی 15 لاکھ غیر قانونی ہندوستانی DTH موجود ہیں اور پیمرا کی طرف سے یا اس کے ذریعے سے ایک بھی چھاپہ نہیں مارا گیا۔ تاہم، پیمرا کی طرف سے بہت سے کیبل آپریٹرز پر چھاپے مارے گئے ہیں۔ ایسے کیبل آپریٹرز غیر قانونی مواد دکھاتے ہیں کیونکہ ان کا مقابلہ DTH کے ساتھ ہے۔

(ii) پیمرا کیبل آپریٹرز اور چینلز پر ناجائز دباؤ ڈالتا ہے اور ان پر اور ان کی ایڈیٹوریل پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

(iii) پیمرا نے میڈیا کی ترقی کیلئے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ فی الحقیقت بہت سے ایسے اقدامات اٹھائے ہیں جس سے میڈیا انڈسٹری کو نقصان پہنچا ہے۔

(iv) پی بی اے کے بعض اراکین نے اردو۔1 چینل کو لائسنس جاری کرنے کے سلسلے میں پیمرا کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے بارے میں سوچا ہے۔

(v) علاوہ ازیں پی بی اے نے صدر پاکستان، وزیراعظم، قائد حزب اختلاف، چیف الیکشن کمشنر اور چیف جسٹس آف پاکستان کو مراسلہ بھیجا ہے کہ پیمرا کے چیئرمین کی تقرری اس طریقے سے کی جائے جیسے چیف الیکشن کمشنر کی تقرری کی جاتی ہے اور اس میں انڈسٹری کے سٹیک ہولڈرز مثلاً پی بی اے کے ساتھ مشاورت کی جائے۔

(vi) علاوہ ازیں پیمرا کو یہ ذمہ داری دی جائے کہ وہ تمام شعبوں میں شفافیت کو بڑھائے اور ہر ہفتے اپنی ویب سائٹ پر یہ معلومات جاری کرے کہ کس نے کتنی لائسنس فیس ادا کی ہے اور کس نے فیس ادا نہیں کی تاکہ اس کی کیبل آپریٹرز یا چینلز کو نوازنے یا ان پر دباؤ ڈالنے کے لئے اپنی صوابدید کو استعمال کرنے کی صلاحیت کم کی جا سکے۔

(vii) پیمرا کا ہر سہ ماہی پر آپریشنل آڈٹ خودمختار تھرڈ پارٹی کمپنیوں مثلاً فرگوسن، KPMG یا اسی قسم کی دوسری فرمز کے ذریعے کرایا جانا چاہئے۔ آڈٹ کے نتائج رپورٹ ملنے کے ایک ہفتے کے اندر ویب سائٹس پر لگا دیے جائیں۔

(viii) آخر میں یہ کہ پیمرا کے اراکین کا چناؤ آزادانہ ہونا چاہئے اور اس میں لازمی طور پر پی بی اے، پاکستان بار کونسل، پی ایف یو جے اور پاکستان ایڈورٹائزز سوسائٹی اور قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے نامزد کردہ اراکین پارلیمنٹ کو شامل کیا جانا چاہئے ۔اس طرح ترتیب دیئے گئے ادارے پر عوام کا اعتماد ہوگا اور اس کا عدالتوں میں بھی احترام کیا جائے گا۔

(ix) کمیشن اس امر کی لازماً سفارش کرے کہ کسی سرکاری ملازم یا کسی بھی کارپوریشن، جو سرکاری ملکیت ہو یا سرکاری کنٹرول میں ہو، کے ملازم کو پیمرا میں کسی اعلیٰ عہدے پر کام نہیں کرنا چاہئے۔مثال کے طور پر اس وقت پیمرا میں دوسری وزارتوں یا وزارت مواصلات سے یا پی ٹی سی ایل سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے کئی ڈائریکٹر جنرل کام کر رہے ہیں۔

(x) سب سے اہم بات یہ ہے کہ سیاست کی وجہ سے پیمرا اب تک پاکستان میں سبسکرپشن کی آمدنی وصول کرنا شروع نہیں کرسکا، اگرچہ یہ وصولی پیمرا آرڈیننس اور قانون کا حصہ ہے۔(یعنی کیبل آپریٹرز کے ذریعے ہر ٹیلی ویژن دیکھنے والے سے کم از کم دو روپے فی چینل) سبسکرپشن ریوینیو کی عدم وصولی اکثر اوقات ریٹنگ اور اشتہار دہندگان کی جانب غیر ضروری جھکاؤ کا باعث بنتی ہے ۔ ہندوستان سمیت دنیا کے زیادہ تر حصوں میں میڈیا کو اپنی آمدنی کا 40 سے 50 فیصد حصہ TV دیکھنے والوں کی فیس سے حاصل ہوتا ہے۔

(xi) اسی سے متعلق ایک اور انتہائی اہم نقطہ یہ ہے کہ پیمرا نے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ اکثر کیبل آپریٹرز بشمول 5 سی ڈی چینل صرف 80 چینلز دکھا سکتے ہیں، پاکستان بھر میں تقریباً 125 چینلز کو (PTV کے پانچ چینل کے علاوہ جن پر پیمرا قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا) لائسنس جاری کئے ہیں۔اس معمہ کا حل صرف پیمرا کے پاس ہے جیسا کہ اس نے واضح طور پر تسلیم کیا ہے اور اپنے لئے ہدف مقرر کئے ہیں کہ 2012-2013 تک وہ ایسی اصلاحات روبہ عمل لائے گا جس سے کیبل آپریٹرز کو اپنے کیبل سسٹم جدید بنانے میں مدد ملے گی تاکہ دکھائے جانے والے چینلز کی تعداد میں اضافہ ہوسکے اور اس طرح چینلز کو بھی سبسکرپشن کی زیادہ آمدنی مل سکے گی۔

(xii) اس نظام کو Digitilization of Cable کہا جاتا ہے (جس میں پروگراموں تک مشروط رسائی بھی شامل ہوتی ہے) اور ہندوستان نے اس پر بڑی کامیابی سے عمل کیا ہے۔لیکن پیمرا کی طرف سے اس ضمن میں کوئی ایک اصلاح بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔"

حوالہ ختم۔

46۔ کیبل آپریٹرایسوسی ایشن آف پاکستان نے، جس کی نمائندگی کمیشن کے ساتھ ملاقات میں اس کے چیئرمین کی سربراہی میں ایک 13 رکنی وفد نے کی، اغراض ومقاصد کی شق B پر اپنا نقطہ نظر 22 فروری 2013 کے ایک مراسلے کی شکل میں سیکریٹری میڈیا کمیشن کو پیش کیا۔(ضمیمہ 6) اس خط کے پیرا نمبر 2 میں بالخصوص اور باقی پیرا نمبر 8 میں عموی طور پر COAP نے بڑے ٹی وی نیوز چینلز، ان کے مالکان، نمایاں اینکرز اور صحافیوں کو زبردست تنقید کا نشانہ بنایا اور نشریاتی مواد کی تیاری میں کرپشن اور مفاد پرستی کے اثرات کی شدید مذمت کی۔

47۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کمیشن کو دیے گئے اس تحریری بیان میں پیمرا کا نام لیکر کوئی حوالہ نہیں دیا گیا اگرچہ بے قاعدگیوں کی پُرزور انداز میں مذمت کی گئی ہے اور جامع اصلاحات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

48۔ کمیشن کے ساتھ اجلاس کے دوران COAP کے عہدیداران اور ممبران نے درج ذیل خیالات کا اظہار کیا:

حوالہ شروع

(i) ''ہم، کیبل آپریٹرز ڈسٹری بیوٹرز پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا کے شعبے کے اہم سٹیک ہولڈرز ہیں اور ہم عدالت اور کمیشن کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا موقعہ دیا۔

(ii) اگرچہ ملک میں اس وقت تقریباً 3159 لائسنس یافتہ آپریٹرز ڈسٹری بیوٹرز موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ غیر لائسنس یافتہ چھوٹے پیمانے پر کام کرنے والے لوپ ہولڈرز (Loop Holders) اور ذیلی ڈسٹری بیوٹرز کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد 15,000 سے 16,000 تک پہنچ جاتی ہے۔
بلاشبہ یہ تعداد حد سے بڑھ گئی ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے پیمرا کو ایک حکم جاری کیا ہے جس کے مطابق کیبل آپریٹرز کے مزید لائسنسوں کے اجراء کو معطل کر دیا گیا ہے۔

(iii) بہت سے ٹی وی نیوز چینلز اپنے رپورٹرز کو کوئی تنخواہ نہیں دیتے اس طرح کرپشن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ سکرین پر چلنے والے ٹکرز سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنا سٹاف تبدیل کر دیا ہے۔
(iv) کیونکہ پیمرا آمدنی حاصل کرنے والا ایک ادارہ بن گیا ہے وہ کس طرح مؤثر انداز میں ضابطہ کاری کر سکتا ہے۔ جب آمدنی حاصل کرنا ہی سب سے بڑا مقصد بن چکا ہو تو اس صورت میں بدعنوان کارروائیوں میں ملوث ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

(v) پیمرا نے کبھی بھی آزادانہ کام نہیں کیا ہے اور بہت زیادہ سرکاری اور سیاسی، مثلاً حکومتی پارٹی یا اتحاد اور ان کے اپنے اپنے تعصّبات کے تحت دباؤ کے خطرے سے دوچار رہتا ہے۔ یہ صرف ظاہری طور پر خود مختار ادارہ ہے لیکن در

حقیقت ایسا نہیں ہے۔ ادارے میں 617 عملے کے ارکان کی موجودگی کے باعث اس ادارے میں کارکن ضرورت سے زیادہ ہیں اور ادارہ ضرورت سے زیادہ بڑا ہے۔

(iv) پیمرا، ہم کیبل آپریٹرز سے بھاری فیس وصول کرتا ہے اور ان فیسوں میں بار بار اضافہ کیا جاتا ہے مثال کے طور پر ایک کیٹیگری کی فیس 2002 میں سات لاکھ تھی جو 2007 میں 17 لاکھ ہو چکی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ پیمرا صرف ان فیسوں پر چل رہا ہے جو وہ کیبل آپریٹرز سے نچوڑ رہا ہے۔

(vii) ایسا کیوں ہے کہ پیمرا کبھی کسی ٹی وی چینل پر چھاپہ نہیں مارتا جبکہ کیبل آپریٹر پر چھاپہ مارنے کیلئے یہ ہر دم تیار رہتا ہے۔

(viii) پیمرا نے کسی نام نہاد تفریحی مواد پر کبھی پابندیاں نہیں لگائیں۔ مثال کے طور پر وہ پروگرام جو جرائم کو ڈرامائی تشکیل کے ذریعے دوبارہ دکھاتے ہیں وہ اس طرح دراصل بعض ابنارمل ناظرین کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ حقیقی زندگی میں ان جرائم کی نقل کریں۔ بعض واقعات میں کچھ چینلز کو انتہائی آزاد خیال پروگرام دکھانے کی کھلی چھٹی دی جاتی ہے۔ پیمرا کی طرف سے ٹی وی چینلز کے خلاف کئے گئے اقدامات کا ریکارڈ جھوٹا اور گمراہ کن ہیں۔

(ix) پیمرا نے کبھی بھی کسی ایسے ٹی وی چینل کو بند نہیں کیا جو پہلے سے کام کر رہا تھا۔ جبکہ زیادہ تر کیبل ٹی وی آپریٹرز چھوٹے کاروباری ہیں اور بکھرے ہوئے ہیں اس لئے پیمرا کیبل ٹی وی آپریٹرز کے خلاف بہت جلد کارروائی کرتا ہے۔

(x) ٹی وی چینل بہت مہنگے وکیلوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں اور انہیں ٹی وی پر آنے کا موقع بھی دیا جاتا ہے، وہ ٹی وی چینل کا دفاع کرتے ہیں اور مفت شہرت حاصل کرتے ہیں اور پھر عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر لیتے ہیں۔

(xi) پیمرا نے لائسنس کی ایک نئی قسم شامل کی ہے جو کیبل ٹی وی آپریٹرز کے اپنے سی ڈی چینلز کیلئے ہے۔ اس B-1 قسم کے ایک چینل کے لائسنس کیلئے ہم سالانہ -/35,000 روپے فیس ادا کرتے ہیں۔ دو سی ڈی چینلز کیلئے فیس -/45,000 روپے ہوتی ہے۔ جبکہ ایک صف اول کے ٹی وی چینل مثلاً جیو انٹرٹینمنٹ سے جس کی اشتہارات سے اندازاً سالانہ آمدنی 150 کروڑ روپے ہے پیمرا صرف 7 لاکھ روپے فیس وصول کرتا ہے۔ لیکن کراچی کے کیبل ٹی وی آپریٹرز کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ 4.5 ملین روپے تک ہر سال اور اس کے علاوہ 850,000 روپے سالانہ تجدیدی فیس ادا کریں۔ پیمرا نے کیبل آپریٹرز پر ناظرین سے حاصل کی جانیوالی فیس -/10 روپے فی ناظر سے بڑھا کر -/24 روپے فی ناظر کر دی ہے۔ پیمرا نے کیبل ٹی وی آپریٹرز کے گھریلو صارفین کی تعداد میں اضافے کا اندازہ لگانے کیلئے ایک خود کار شیڈول بھی لاگو کیا ہے۔

(xii) جب حکومت کسی خاص ٹی وی چینل پر دباؤ بڑھانا چاہتی ہے تو پیمرا کو ہم پر دباؤ ڈالنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے کہ ہم چینلز کی ترتیب میں اس ٹی وی چینل کی جگہ تبدیل کر دیں یا کچھ عرصے کیلئے اسے دکھانا بند کر دیں۔

(xiii) کیونکہ ہمارا شعبہ چھوٹے پیمانے کا گھریلو سطح کا کاروبار ہے اس لئے بہت سے کیبل آپریٹر اچھے تعلیم یافتہ یا اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ نہیں ہیں۔

(xiv) اسلام آباد ہائی کورٹ نے صرف حکم امتناعی نہیں بلکہ ایک فیصلہ دیا ہے جس کے تحت پیمرا کو نئے کیبل ٹی وی آپریٹرز کو لائسنس جاری کرنے سے روک دیا گیا ہے تاکہ پہلے سے کی گئی قیمتی سرمایہ کاری کو تحفظ دیا جا سکے اور مزید بھر مار کو روکا جا سکے۔

(xv) کیبل ٹی وی آپریٹر کیلئے آئندہ لائسنس جاری کرنے کا عمل کھلی نیلامی کے ذریعے ہونا چاہیے۔ پیمرا اس قاعدے پر صرف ایف ایم ریڈیو ٹی وی لائسنس جاری کرنے کیلئے عمل کرتا ہے مگر ٹی وی ڈسٹری بیوشن یا ٹی وی چینل کا لائسنس فروخت کرنے کیلئے نہیں۔ کیبل ٹی وی لائسنس کے اجراء کیلئے کوئی کھلی سماعت نہیں ہوتی۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے حکم میں مزید کہا گیا ہے کہ تمام کیبل لائسنس دوبارہ جاری کئے جائیں۔ پھر بھی، اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس حکم کے بعد پیمرا کی طرف سے 256 لائسنس جاری کئے جا چکے ہیں لیکن بڑی ہوشیاری سے انہیں پچھلی تاریخوں میں جاری کیا گیا ہے۔

(xvi) کیبل ٹی وی آپریٹرز کیلئے پیمرا پولیس سے بھی بدتر ہے۔

(xvii) جہاں پرنٹ میڈیا کے مالکان کو کراس میڈیا ملکیت کی اجازت دیتے ہوئے ٹی وی چینل لائسنس دیئے گئے ہیں، وہاں کیبل ٹی وی آپریٹرز کو ٹی وی چینلز کے لائسنس نہیں دیئے جاتے سوائے ایک یا دو مثالوں کے مثلاً میٹرو ٹی وی چینل۔ ازراہ کرم یاد رکھا جائے کہ جب CNN نے ٹی وی چینل کے طور پر کام شروع کیا اس وقت CNN ایک کیبل ٹی وی آپریٹر تھا۔

(xviii) تجدید کی فیس کے سلسلے میں پیمرا (PEMRA) میں شدید نابرابری اور امتیاز پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ٹی وی چینل کے مالکان کیلئے یہ فیس 7 لاکھ روپے سالانہ ہے، ریڈیو چینلز کیلئے 4 لاکھ روپے سالانہ، جبکہ ایک کیبل ٹی وی ڈسٹری بیوٹر کے لئے یہ فیس 2.2 ملین روپے تک ہو سکتی ہے جو کہ 4 سال کیلئے ہوتی ہے۔

(xix) بلوچستان میں تشدد اور بدامنی کی وجہ سے بلوچستان کے بلوچ آبادی والے علاقوں میں بہت سے قومی نیوز چینلز پر پابندی عائد ہے کیونکہ یہ ٹی وی چینل ان علاقوں میں صورتحال کی کوریج نہیں کرتے۔ لیکن یہ ٹی وی چینل کھلے عام احتجاج نہیں کرتے۔ کیبل ٹی وی آپریٹرز کو وہاں انتہا پسند عناصر اور سرکاری حکام دونوں کی طرف سے دھمکیوں کا سامنا ہے۔ سرکاری حکام چاہتے ہیں کہ ہم قومی چینلز مثلاً پی ٹی وی دکھائیں مگر انتہا پسند چاہتے ہیں کہ ہم یہ نہ دکھائیں۔

(xx) خیبر پختونخوا میں 7 مرکزی (Head End) نیٹ ورک آپریٹرز کے دفاتر کو دھماکوں سے اس لئے اُڑا دیا گیا کہ بعض ٹی وی چینلز نے کچھ خبریں نشر کی تھیں۔
وہاں اوسطاً صرف 20 فیصد گھرانے لوکل کیبل ڈسٹری بیوٹرز کو فیس ادا کرتے ہیں جبکہ 80 فیصد فیس دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔

(xxi) کراچی میں کیبل آپریٹرز ہر سال پیمرا کو 80 سے 90 ملین روپے دیتے ہیں جو اس مالیت سے کہیں زیادہ ہے جو ٹی وی چینلز کے مالکان پیمرا کو ادا کرتے ہیں۔

(xxii) ان دو دہائیوں میں یعنی 1980 اور 1990 کی دہائیوں میں، پیمرا کے قیام سے پہلے، کیبل ڈسٹری بیوشن کا کاروبار محدود پیمانے پر شروع ہو چکا تھا جس میں مقامی سطح پر کیبل نیٹ ورک کے ذریعے نشریات تقسیم کی جاتی تھیں: مثال کے طور پر 83-1982 میں کھارادر کراچی میں چوری شدہ فلموں کی ٹیپ، سمگل شدہ ٹیپ، ممنوعہ بھارتی یا ہالی وڈ فلموں کی VHS ٹیپس سے کاروبار چل رہا تھا۔

(xxiii) بلوچستان سے ٹیلی ویژن چینلز کو اشتہارات کی کوئی آمدنی حاصل نہیں ہوتی اس لئے بلوچستان کی صورت حال کے بارے میں مکمل سرد مہری ہے۔

(xxiv) کیبل ٹی وی چینل آپریٹرز کی طرف سے اپنے سی ڈی چینلز کے ذریعے دکھائی جانے والی ہندوستانی فلموں اور ہندوستانی نشریاتی مواد کی تعداد گھٹ رہی ہے کیونکہ غیر قانونی اور عام دستیاب DTH سیٹ جن کی تعداد 2.1 ملین سے زائد ہے با آسانی مل رہے ہیں اور سینکڑوں ہندوستانی اور غیر ملکی چینلز دکھا رہے ہیں۔ ہم نے اس حوالے سے شکایات داخل کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ ادائیگیاں سنگا پور بھجوائی جا رہی ہیں لیکن تا حال پیمرا اور FIA کی جانب سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

(xxv) نیوز چینل کو حد سے زیادہ تعداد میں لائسنسوں کے اجراء کی وجہ سے کیبل ٹی وی آپریٹرز کیلئے یہ بالکل ناممکن ہو گیا ہے کہ وہ ایک وقت میں 30 نیوز چینلز دکھائیں۔
(xxvi) ٹی وی چینلز کی طرف سے ''بریکنگ نیوز'' کے حد سے زیادہ استعمال نے اور ان کی اشتعال انگیزی نے، اس کے علاوہ تشدد اور دہشت گردی کی ضرورت سے زیادہ کوریج قوم کی نفسیات کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ کچھ ٹی وی اینکرز کا سکرین پر روّیہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(xxvii) پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن اس صورتحال کو بہتر بنانے میں ممکنہ طور پر ایک مفید کردار ادا کر سکتا ہے۔

(xxviii) جہاں پی ٹی اے کے چارجز مناسب حد تک کم ہیں، پیمرا اپنی وصولیوں کیلئے متعدد اور مختلف معیارات

استعمال کرتا ہے۔ پیمرا چاہتا ہے کہ کیبل ٹی وی آپریٹرز اپنے ان ہاؤس سی ڈی چینلز پر چلائے گئے اشتہارات کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی کا 5 فیصد تک حصہ اسے ادا کریں۔ حتیٰ کہ اس نے غیر قانونی سی ڈی چینل آپریٹرز پر بھی یہ رقم حاصل کرنے کیلئے دباؤ ڈالا ہے۔

(xix) لوپ ہولڈرز لائسنسوں کے اجراء کیلئے صوبوں کے لحاظ سے پنجاب اور سندھ کے درمیان عدم مطابقت پائی جاتی ہے۔

(xxx) جبکہ کسی ایک میڈیا گروپ کیلئے صرف چار چینل جاری کرنے کی حد مقرر ہے پھر بھی ملک کے ایک بڑے میڈیا گروپ کی جانب سے سپریم کورٹ کے ایک حکم کا سہارا لے کر ایک اور نیا چینل شروع کرنے کی اطلاعات ہیں۔

حوالہ ختم

49۔ پی بی اے کے سوا دوسرے شعبوں کے سٹیک ہولڈرز اور میڈیا پروفیشنلز نے پیمرا کے بارے میں درج ذیل تنقیدی تبصرے کئے:

حوالہ شروع

(i) ''پیمرا نے الیکٹرانک میڈیا کے ضابطہ کار کی حیثیت سے مؤثر کردار ادا نہیں کیا''۔

(ii) پیمرا ٹی وی اور ایف ایم ریڈیو چینلز کیلئے آمدن حاصل کرنے کا ایک ماڈل اور نظام متعارف کرانے اور نافذ کرنے میں ناکام رہا ہے جس کی مدد سے ان کی کم از کم 30 سے 40 فیصد کمرشل آمدنی سننے اور دیکھنے والوں سے حاصل ہوگی ۔ٹی وی چینل لائسنس ہولڈرز کو مکمل طور پر اشتہارات کی آمدنی کا محتاج بنا کر پیمرا نے الیکٹرانک میڈیا میں حد سے زیادہ کمرشلزم کی، اس کی تمام تر خرابیوں کے ساتھ راہ ہموار کی ہے۔ اس ناکامی نے اشتہارات دینے والوں کو اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ پروگراموں کے مواد کی تیاری، نشر کرنے کے اوقات، اور ناظرین کے ریٹنگ سسٹم کے ذریعے نشریاتی مواد کے معیار کو کم تر کرنے کیلئے غیر صحتمندانہ طور پر بالا دست کردار ادا کریں۔ بہت سے ممالک کی مثالیں ایسی ہیں جن کو پاکستان پر یہ یقینی بنانے کیلئے لاگو کیا جاسکتا تھا کہ کاروباری اشتہارات ایک غالب عنصر نہ بن پائیں۔

(iii) چینل کے مالکان کے نقطہ نظر سے، یوں ظاہر ہوتا ہے کہ کیبل ٹی وی آپریٹرز کا پیمرا کے ساتھ ایک خصوصی خفیہ تعلق ہے، جو اس ادارے کی اعلیٰ ترین سطح سے شروع ہو کر فیلڈ آپریشنل سطح تک پھیلا ہوا ہے۔ پیمرا ٹی وی کیبل آپریٹرز کو بھتہ خور بننے کی اجازت دیتا ہے اور وہ عملاً ٹی وی چینلز کے مالکان کو مختلف ٹی وی چینلز کی پوزیشن کا تعین اس بنیاد پر کر کے کہ کسی چینل کا مالک ٹی وی کیبل آپریٹرز کے کتنے مطالبات پورے کرتا ہے، بلیک میل کرتے ہیں ۔

(iv) پیمرا کے بعض کیبل آپریٹرز کے ساتھ خصوصی تعلقات کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے دی گئی زبانی یا خفیہ ہدایات کہ کسی ٹی وی چینل پر عنایات کرنی ہیں یا نامہربانی، پیمرا کی طرف سے کیبل ٹی وی آپریٹرز کو ہی پہنچائی جاتی ہیں تاکہ جانبدارانہ اور کرپٹ مقاصد پورے کیئے جاسکیں۔ پیمرا نے ٹی وی کیبل آپریٹرز کو قومی اور صوبائی سطح پر اپنے لئے استعمال کر کے اور بعض اوقات ان میں پھوٹ ڈالنے میں مدد دے کر ایک بہت مضبوط تنظیم بنا دیا ہے۔

(v) کیبل ٹی وی آپریٹرز کو اپنے 5 یا 6 ان ہاؤس سی ڈی چینلز چلانے کا اختیار دینا بدعنوانی کی ایک بڑی وجہ ہے کیونکہ چوری شدہ ہندوستانی یا ہالی وڈ کا مواد، جس میں قابل اعتراض مواد بھی شامل ہے، دکھانے کی اجازت پیمرا کی طرف سے بغیر کسی مؤثر نگرانی کے دے دی جاتی ہے۔

(vi) بعض کیبل ٹی وی آپریٹرز جنہیں لوپ ہولڈرز کہا جاتا ہے اور جو ناظرین سے براہِ راست فیس وصول کرتے ہیں وہ ہیڈ اینڈ آپریٹرز سے ٹی وی سگنل حاصل کرتے۔ ہیڈ اینڈ آپریٹرز سگنلز کو سیٹیلائٹ سے ڈاؤن لوڈ کرتے ہیں اور لوپ ہولڈرز میں تقسیم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک ہیڈ اینڈ آپریٹر 400 سے 500 لوپ ہولڈرز کو سگنل فراہم کرسکتا ہے۔ چند ماہ قبل دوصف اول کے چینلز KTN اور جیو ٹی وی کو بعض کیبل ٹی وی ڈسٹری بیوٹرز نے ایک انتقامی اقدام کے طور پر دکھانا بند کر دیا اور پیمرا نے صورتحال کو درست کرنے کیلئے کوئی قدم نہ اٹھایا۔

(vii) پیمرا نے اس امر کو یقینی بنانے کیلئے کچھ نہیں کیا یا بہت کم کوشش کی کہ علاقائی زبانوں کے ٹی وی چینلز کو اشتہارات کی آمدنی، خواہ سرکاری ذرائع سے ہو یا نجی شعبے سے، میں سے منصفانہ حصہ ملے۔ گرچہ یہ پیمرا کے فرائض میں شامل نہیں ہے کہ وہ ٹی وی چینلز کو اشتہارات کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائے لیکن ایک ضابطہ کار کی حیثیت سے یہ اخلاقی اور پیشہ وارانہ ذمہ داری ہے کہ وہ نمایاں عدم توازن کی نشاندہی کرے اور اشتہارات کی متوازن تقسیم کی حوصلہ افزائی کرے۔ علاقائی زبانوں کے چینل ناظرین کو دکھائے جانے والے کل نشریاتی مواد کا 18 فیصد حصہ مہیا کرتے ہیں لیکن انہیں اپنے اشتہارات کی آمدنی کا صرف 2 فیصد حصہ ملتا ہے۔

2013 میں، آٹھ سندھی زبان کے، پانچ پنجابی/سرائیکی زبان کے، دو پشتو اور ایک بلوچی زبان کا چینل موجود ہے۔ ان میں پاکستان ٹیلی ویژن کے علاقائی زبانوں کے چینلز اور پروگرام شامل نہیں ہیں۔ جہاں تک ضابطہ نشریاتی مواد (Code of Content) اور ضابطہ اخلاق (Code of Conduct) کا تعلق ہے، ہم (ٹی وی چینل مالکان اور ایف ایم ریڈیو کے لائسنس حاصل کرنے والوں) نے 2009 میں ایک کمیٹی کے ساتھ، جس کی صدارت جسٹس فخر الدین جی ابراہیم کر رہے تھے، ایک مسودے پر تبادلہ خیال کیا تھا اور یہی مسودہ پیمرا کے سامنے بھی پیش کیا تھا اور پھر ان سے اس میں کچھ تبدیلیوں کی درخواست کی تھی۔ بنیادی مسئلہ اس طریقہ کار سے متعلق تھا جو ان ضابطوں کی خلاف ورزی کی صورت میں اقدامات کے نفاذ کیلئے مطلوب ہے۔ پاکستان براڈکاسٹرز ایسوسی ایشن چاہتا تھا کہ خود احتسابی پر عملدرآمد کیا جائے جبکہ پیمرا کا نقطہ نظر یہ تھا کہ ایک مشترکہ لائحہ عمل اپنایا جائے۔

(viii) پیمرا ناظرین کی رائے کا اندازہ لگانے (یا ریٹنگ سسٹم) کا ایک منصفانہ، قابل اعتبار اور صحیح معنوں میں آزاد نظام متعارف کرانے میں بھی ناکام رہا ہے۔ ناظرین کی رائے کو ماپنے کا موجودہ طریقہ کار جو ایڈورٹائزرز اور نجی کمپنیوں کا مسلط کردہ ہے، انتہائی تنگ، بہت زیادہ شہری علاقوں پر مرکوز، غیر متوازن اور نادرست ہے۔

(ix) ٹی وی کے ناظرین کی آراء کا اندازہ لگانے کا نظام جو پاکستان میں استعمال ہو رہا ہے درحقیقت بالکل غیر معقول ہے اسلئے کہ یہ ایک ایک منٹ کی ریٹنگ کا تعین کرتا ہے جو بہت گمراہ کن ہے۔ دوسری طرف ہندوستان میں ریٹنگز ہفتہ میں صرف ایک بار جاری کی جاتی ہیں۔ جہاں اس غیر متوازن نظام سے بالعموم ٹی وی چینلز کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، وہاں علاقائی زبانوں کے چینلز کا نقصان سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ پیمرا نے ان ناانصافیوں کے تدارک کیلئے کوئی اقدام نہیں کیا۔

(x) پیمرا کا ارادہ کہ ٹی وی چینلز سے ان کی کل آمدن کا پانچ فیصد تک حصہ وصول کیا جائے تاکہ پیمرا کو مفت میں آمدنی ہوتی رہے ایک انتہائی بھونڈی اور غیر مہذب کوشش ہے جس کا کوئی جواز نہیں بنتا کیونکہ کوئی ضابطہ کار ادارہ یہ حق نہیں رکھتا کہ اس شعبے کو نقصان پہنچا کر امیر ہو جائے جس کی وہ ضابطہ کاری کر رہا ہے۔ پیمرا کو نفع کمانے والا ادارہ نہیں بنایا گیا بلکہ یہ عوامی مفادات کی نگرانی کا ادارہ ہے۔ اس قاعدے کے بارے میں جس کے تحت ٹی وی چینلز کو اپنے پروگراموں کا 10 فیصد وقت مفاد عامہ کی نشریات کیلئے وقف کرنا ہے۔ بعض موقعوں پر پیمرا نے ٹی وی چینلز کو مجبور کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ سرکاری شعبے کی آسامیوں کیلئے درخواستیں طلب کرنے کے اشتہارات چلائیں۔

(xi) جو افراد پیمرا کے چیئرمین کے عہدے پر فائز رہے ہیں ان کے پیشہ ورانہ پس منظر پر ایک نظر ڈالی جائے تو اگرچہ ان کی انفرادی اہلیت اور ذاتی پس منظر اپنے اپنے دائرہ کار میں قابل احترام اور معتبر ہے لیکن ایک یا دو کو چھوڑ کر کسی کے پاس بھی میڈیا کے شعبے کا بالعموم اور بالخصوص الیکٹرانک میڈیا کے شعبے کا، مثلاً پاکستان ٹیلی ویژن سے یا کسی غیر ملکی براڈ کاسٹرز کے ساتھ، کوئی براہ راست، ذاتی تجربہ نہیں تھا۔ اس لئے پیمرا کو کسی ایسے سربراہ کی خدمات سے استفادہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا جو حقیقت میں پیشہ ور براڈ کاسٹر یا ریگولیٹر کا خصوصی علم اور تجربہ رکھتا ہو۔

(xii) پیمرا نے ٹی وی چینلز اور ایف ایم ریڈیو سٹیشنز کیلئے لائسنس اندھا دھند بہت زیادہ تعداد میں جاری کر دیئے ہیں۔ تعداد کی اس زیادتی کا سب سے زیادہ اظہار نیوز ٹی وی چینلز کے شعبے میں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ تعداد میں چینلز کام کر رہے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ منفی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ناظرین کی بہتر ریٹنگ اور اشتہارات کی آمدنی کیلئے جان توڑ مقابلے کے نتیجے میں خبروں اور حالاتِ حاضرہ کے مواد کا معیار گر گیا ہے۔

(xiii) پیمرا کے پاس اس بات کا کیا جواز ہے کہ وہ ایک غیر ملکی چینل مثلاً اردو۔1 کو پاکستان میں لینڈنگ رائٹس دے

جس کے بارے میں اطلاع یہ ہے کہ وہ اپنی لوکیشن یعنی دبئی (یواے ای) سے بھی پروگرام نشر نہیں کرتا۔ کہا جاتا ہے کہ اردو۔ا کے اصل مالکان میں کچھ ہندوستانی شہری بھی شامل ہیں۔ کیا پیمرا نے اردو۔1 کے اصل مالکوں کا پتہ چلانے کے لئے پوری مستعدی سے کام کیا؟ اس چینل کو پورے پاکستان میں آزادانہ دکھائے جانے کی اجازت دے کر پیمرا ہندوستانی اور غیر ملکی (ترکی) ڈراموں کے ذریعے ایک ''مکمل حملے'' کو فروغ دے رہا ہے جس کا نقصان پاکستان کے اپنے تیار کردہ ڈراموں اور ٹی وی چینلز کو پہنچ رہا ہے۔

50۔ باوجود اس کے کہ پیمرا قانون میں ایک ایسا زمرہ بھی شامل ہے جس کے تحت مختلف مقامی سماجی گروہوں کیلئے ٹی وی چینلز اور ایف ایم ریڈیو سٹیشنز قائم کئے جائیں گے۔ مقامی سماجی گروہوں کی انجمنوں اور این جی اوز کو لائسنس جاری نہ کر کے پیمرا اپنے ترقیاتی مینڈیٹ کے ایک انتہائی اہم حصے پر عملدرآمد کرنے میں ناکام رہا ہے۔

51۔ اطلاع ہے کہ پیمرا نے عام لوگوں کی سطح پر اور تعمیر استعداد کے کام کرنے والے معتبر اداروں ایس پی او (Strengthening Participatory Organization www.spo.pk.org) اور ایس پی ڈی آئی (Sustainable Policy Development Institute) کی لائسنس حاصل کرنے کی درخواستوں کا یہ جواب دیا ہے کہ این جی اوز کو لائسنس جاری نہیں کئے جا سکتے بالخصوص ان این جی اوز کو جو غیر ملکی فنڈ حاصل کرتی ہیں۔ ایسی این جی اوز کو جو قابل قدر عوامی خدمت کر رہی ہیں لائسنس نہ دینا بذاتِ خود ایک امتیازی سلوک ہے۔ ایسے تمام اداروں کو لائسنس نہ دینا جنہیں غیر ملکی فنڈز ملتے ہیں اس حقیقت کو نظر انداز کرنا ہے کہ خود حکومت پاکستان خاصی زیادہ غیر ملکی امداد لیتی ہے۔ غیر ملکی ذرائع سے پاکستانی این جی اوز کو ملنے والے تمام فنڈز کی اصولی طور پر وفاقی حکومت کے اکنامک افیئرز ڈویژن کی طرف سے نگرانی کی جاتی ہے اور منظوری دی جاتی ہے۔ یہ بات کہ کیا پاکستانی این جی اوز غیر ملکی امداد لینے کی وجہ سے میڈیا کے مواد کے بارے میں منفی غیر ملکی اثرات کا نشانہ بن سکتی ہیں: پیمرا قانون اور قواعد میں اور دیگر قوانین میں بھی کافی تحفظات موجود ہیں جن پر عملدرآمد کر کے کسی بھی این جی او کے ٹی وی چینل یا ایف ایم ریڈیو سٹیشن کو کسی بھی غیر ملکی طاقت یا ایجنسی کا آلہ کار بننے سے روکا جا سکتا ہے۔

52۔ بہر صورت، پیمرا ٹی وی چینلز اور ایف ایم ریڈیو سٹیشنز کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنا وقت غیر ملکی نشریاتی اداروں مثلاً وائس آف امریکہ (VOA) کو فروخت کر سکیں اور اس امر کی بھی اجازت دیتا ہے کہ وہ بھی BBC کے ساتھ پاکستان کے اندر ان کا مواد نشر کرنے کیلئے اشتراک کریں۔ مزید یہ کہ کئی ملٹی نیشنل ادارے جن کی ملکیت غیر ملکی ہے اور جو منافع کی کثیر رقوم پاکستان سے بیرونی ممالک میں اپنے ہیڈ کوارٹر کو ارسال کرتے ہیں انہیں اجازت ہے کہ وہ پاکستانی کاروباری اداروں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے منافع بخش طور پر اپنی مصنوعات اور سروسز پاکستان میں فروخت کریں جبکہ پاکستانی اداروں کو ملٹی نیشنل اداروں جیسی مراعات حاصل نہیں ہوتیں۔ اس طرح پیمرا کے این جی اوز کے ساتھ امتیازی سلوک سے عوام اس الیکٹرانک میڈیا مواد سے جو عوامی خدمت کو پیش نظر رکھ کر بنایا جاتا ہے نہ کہ کاروباری نقطہ نظر سے جو تمام چینلز پر حاوی ہے، محروم ہو رہے ہیں۔

53۔ اطلاعات کے مطابق پیمرا اس امر پر زور دیتا ہے کہ صرف ان درخواستوں پر غور کیا جائے جو سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان(SECP) کے ساتھ رجسٹرڈ جوائنٹ سٹاک کمپنیز کی طرف سے ہوں۔ یہ پالیسی کئی درجن اچھی شہرت کے حامل سول سوسائٹی اداروں کو، جو بطور ایسوسی ایشن اور ٹرسٹ اور سوسائٹیز کے رجسٹرڈ ہیں، ٹی وی یا ریڈیو چینل چلانے کیلئے نااہل قرار دے دیتی ہے جبکہ وہ کئی لحاظ سے عوامی مفاد کی خدمت کر سکتے ہیں۔"

حوالہ ختم

پیمرا کی اصلاح کیلئے اغراض ومقاصد کی شق B پر کمیشن کی سفارشات

1۔ (i) پاکستان میں نجی الیکٹرانک میڈیا متعارف کرانے کے قانون میں جو بنیادی مقاصد بیان کئے گئے ان کے تفصیلی جائزے اور جمہوری نظام رکھنے والے ممالک کے ضابطہ کار فورمز کے نمونوں کو دیکھتے ہوئے، کمیشن معزز عدالت اور 11 مئی 2013 کو منتخب ہونے والی نئی قومی اسمبلی، جو پہلے سے موجود سینٹ کے ساتھ مل کر پاکستان کی نئی پارلیمنٹ بنے گی ، کے سامنے غور وخوض کیلئے درج ذیل سفارشات پیش کرتا ہے۔

(ii) جن قوانین، قواعد اور ضوابط کے تحت پیمرا قائم ہے اور کام کرتا ہے ان پر نظر ثانی اور ان کی ترتیبِ نو کی فوری ضرورت ہے۔

(iii) وہ عناصر جنہیں موجودہ قوانین میں ترمیم یا کسی بالکل نئے قانون کی تشکیل کرنی چاہیے ان کی نمائندگی چند حقیقتوں اور اصولوں سے ہوتی ہے۔

(iv) یہ حقیقتیں میڈیا کے مرتکز ہونے کے مسلسل جاری عمل سے اور اس کے نتیجے میں نئی حقیقتوں سے مطابقت رکھنے والے ضوابط کی ضرورت سے عیاں ہیں۔ سمارٹ فون اور موبائل فون ٹیلی ویژن ، ریڈیو، پرنٹ، سینما، ٹیلی کمیونیکیشن ، انفارمیشن ٹیکنالوجی، کمپیوٹرز اور انٹرنیٹ کے ایک جگہ مرتکز ہونے کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا استعمال (digitalization) نئے امکانات کا راستہ کھولتا ہے اور انتخاب کے مواقع وسیع کرتا ہے۔ خواہ یہ نشریاتی لہروں میں فریکوئنسی کی تقسیم کا معمولی سا کام ہو یا میڈیا کے نشریاتی مواد کی حدود کو (آزادئ اظہار پر ناروا پابندیاں لگائے بغیر) متعین کرنے کا پیچیدہ سوال پاکستان میں ضابطہ کار اداروں میں اکیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ نئی حقیقتوں کی عکاسی کر سکیں اور ان کے پاس ایسے ذرائع ہونے چاہئیں کہ اصولوں کو منصفانہ، شفاف، جوابدہ اور آزادانہ طریقے سے نافذ کر سکیں۔ خاص طور پر آخری ترجیحی خصوصیت یعنی ''آزادی'' اس دوسرے عنصر کی نشاندہی کرتی ہے جو موجودہ قوانین کے جائزے یا بالکل نئے قانون کی تیاری کی بنیاد ہونا چاہیے۔

(v) حکومتِ وقت، جو پارلیمنٹ میں اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ پارلیمنٹ میں مکمل اتفاق رائے کی نمائندگی کرتی ہو یا اسے یقینی بناتی ہو، کے جانبدارانہ اثر ورسوخ سے صحیح معنوں میں آزاد رہنے کیلئے، اس بات کو یقینی بنانے کیلئے ضابطہ کار ادارہ کاروباری اثر ورسوخ سے بھی آزاد ہو، پیمرا کو یا کوئی نیا ادارہ جو بنایا جائے ، اسے حقیقی طور پر انتظامیہ کے کنٹرول سے آزاد ہونا چاہیے۔ ضابطہ کار ادارہ ایسا ہونا چاہیے جس میں ٹیلی کمیونیکیشن کے شعبے کی نمائندگی کے تناسب میں ابلاغ عامہ کے روایتی ذرائع (مثلاً ٹی وی، ریڈیو) کی بھی کافی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے۔

(vi) پیمرا یا کوئی نیا ادارہ جو الیکٹرانک میڈیا اور متعلقہ شعبوں کو ضوابط کا پابند کرنے کا ذمہ دار بنایا جائے اس کے چیئرمین اور ممبرز کے تقرر کا اختیار درج ذیل دو مجوزہ فورمز میں سے کسی ایک کو دیا جا سکتا ہے

آپشن 'A':

چھ رکنی کمیٹی بنائی جائے جو قومی اسمبلی کے سپیکر، سینٹ کے چیئرمین، اور قومی اسمبلی اور سینٹ میں قائد ایوان اور قائد حزبِ اختلاف پر مشتمل ہو۔

آپشن 'B'

وزیر اعظم پاکستان ان تین ناموں میں سے ایک نام کا انتخاب کریں جو ایک ایسی کمیٹی کی طرف سے دیئے گئے ہوں جو قومی اسمبلی کے قائد ایوان اور قائدِ حزب اختلاف، سینٹ کے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف اور تین ممتاز شہریوں پر مشتمل ہو جن میں سے ایک سول سوسائٹی کی نمائندگی کرتا ہو، ایک میڈیا کی اور ایک غیر مسلموں کی اور ان کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں قائد ایوان اور قائد حزبِ اختلاف کریں۔

(vii) ضابطہ کار ادارہ انتظامی طور پر پاکستان کی پارلیمنٹ کو جوابدہ ہونا چاہیے نہ کہ ایک وزارت یا کیبنٹ ڈویژن کو۔

(viii) اگرچہ پاکستان میں برطانیہ کے شاہی چارٹر کے برابر کا کوئی آئینی انتظام موجود نہیں ہے جس کے تحت کابینہ سے مشاورت کے بعد (پارلیمنٹ سے نہیں) برطانیہ کا وزیر اعظم بادشاہ یا ملکہ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ BBC کو چارٹر جاری کرے، پاکستان کے نئے قانون میں، جہاں تک ممکن ہو سکے، بی بی سی کے چارٹر کی طرح خود مختاری، آزادی، غیر جانبداری اور جوابدہی جیسی خصوصیات کی عکاسی ہونی چاہیے۔ (ضمیمہ۔7)

(ix) نئے قانونی ڈھانچے کی تشکیل میں تیسرا عنصر یہ ہونا چاہیے کہ مواصلات سے متعلق شعبوں کی موجودہ تقسیم در تقسیم کو ختم کیا جائے جس کا اظہار الگ الگ وزارت اطلاعات ونشریات، وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی، وزارت قومی ورثہ (سینما کیلئے) پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، پیمرا، پی بی سی ایکٹ، کمپنیز آرڈیننس 1984 (جس کا اطلاق پی ٹی وی پر ہوتا ہے) وغیرہ کی موجودگی سے ہوتا ہے۔

(x) ایک مکمل، باہمی ربط پر مبنی، وحدانی ضابطہ کار ادارہ جو برطانیہ میں Ofcom کے نام سے قائم ہے اس سمت کی ایک مناسب مثال فراہم کرتا ہے جس جانب پاکستان میں نئی قانون سازی اصلاحات کی خاطر آگے بڑھ سکتی ہے۔ صرف ایسے افراد کو پیمرا یا اس کی جگہ لینے والے کسی دوسرے ادارے کا سربراہ بنایا جانا چاہیے جو کمیونیکیشن میں ارتکاز سے تعلق رکھنے والے ایک یا ایک سے زائد شعبوں کا براہ راست تجربہ رکھتے ہوں۔ ادارے کے سربراہ کے علاوہ اس کے اراکین پر بھی اسی اصول کا اطلاق ہونا چاہیے۔

(xi) بہترین یہ ہوگا کہ اتھارٹی کے اراکین کی تعداد سات یا آٹھ سے زیادہ نہ ہو، ان میں اکثریت غیر سرکاری ارکان کی ہونی چاہیے تاکہ حکومتِ وقت کے ذریعے ریاست کے انتظامی ادارے کی بے جا بالادستی کو روکا جاسکے۔ مثال کے طور پر سیکریٹری کی سطح کے ایک یا دو سینئر افسران حکومت کے ان پانچ یا چھ حصوں یا وزارتوں کی نمائندگی کر سکتے ہیں جو ضابطہ کار ادارے کی پالیسیوں اور کارگردگی کیلئے رائے دینے کے لحاظ سے اہمیت رکھتے ہیں۔

(2) اس وقت تک جب تک پیمرا کی تشکیل نو یا مجوزہ نئی قانون سازی پر اتفاق رائے اور عملدرآمد ہو: پاکستانی لوگوں میں تخلیقی ڈرامے، تفریحی اور عوام کو پسند آنے والے باذوق نشریاتی مواد کی حوصلہ افزائی اور فروغ کیلئے پیمرا کو پروڈیوسرز، ڈائریکٹرز، لکھنے والوں، ایکٹروں اور تخلیقی ٹیم کے دوسرے اراکین کو اس غیر ملکی نشریاتی مواد کے ناحق اثر سے بچانے کیلئے ایک مناسب پالیسی بنانی چاہیے، جو اردو میں ڈب کرکے ٹی وی چینلز پر آزادانہ دکھایا جا رہا ہے اور جس کی وجہ سے مقامی پاکستانی ٹیلنٹ کیلئے وقت، نرخ اور آمدنی کم ہوتی جا رہی ہے۔

(3) پیمرا کو چاہیے کہ وہ پی بی اے، کیبل ٹی وی ڈسٹری بیوٹرز، ایڈورٹائزرز، ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور دیگر سٹیک ہولڈرز کے خدشات اور شکایات کو دور کرنے کیلئے ان اداروں اور گروپوں کے ساتھ باضابطہ اور موضوعاتی گفت وشنید کرے۔

(4) سول سوسائٹی تنظیموں، خاص طور پر عورتوں کو بااختیار بنانے، انسانی حقوق، بچوں کے حقوق، اقلیتوں کے حقوق کے فورمز اور دوسرے ایڈووکیسی گروپوں کے پیمرا کی پالیسیوں اور اقدامات میں ضروری اصلاحات کے بارے میں خیالات پر مؤثر طور پر ایک ایسے عمل کے ذریعے توجہ دی جانی چاہیے جس کے تحت پیمرا ان فورمز کو باقاعدگی سے تبادلہ خیالات کیلئے مدعو کیا کرے۔

(5) اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ ایک بار پھر الیکٹرانک میڈیا سے متعلق ایسے مقدمات کی تیزی سے سماعت اور فیصلوں کی کوششیں کی جائیں جن پر حکم امتناعی چل رہا ہے۔

(6) پیمرا کے ذریعے منصفانہ، باہمی تعاون پر مبنی مقدمے بازی سے پاک ضابطہ کاری کیلئے پاکستان براڈکاسٹرز ایسوسی ایشن، کیبل ٹی وی آپریٹرز، پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی، ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان کو خود اپنی موجودہ پالیسیوں اور طریقہ کار پر نظرثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح ان کے اراکین کی عوامی خدمت کے فرائض کی ادائیگی اور مفاد عامہ کے نشریاتی مواد کی فراہمی کی ذمہ داریوں کی تکمیل کو یقینی بنایا جاسکے گا۔ میڈیا کو چاہیے کہ وہ اشتہاروں کے نرخوں، پروگراموں اور اشتہاروں کو دیے جانے والے وقت، اور لائسنس کی شرائط وضوابط اور سماجی ذمہ داری کے دیگر پہلوؤں کو پورا کرنے میں مکمل شفافیت کا مظاہرہ کرے۔

(7) جب تک ڈیجیٹل براڈکاسٹ ٹیکنالوجی کو اختیار کرنے کا عمل مکمل نہیں کر لیا جاتا پیمرا کو چاہیے کہ وہ مزید ٹی وی چینلز کے لائسنس جاری کرنے کے عمل کو روک دے کیونکہ اینالاگ (analogue based) ٹیکنالوجی کے تحت چینلز کی تعداد پہلے ہی بہت زیادہ ہے۔

(8) پیمرا کو اس قابل بنانے کیلئے کہ وہ ہندوستان، امریکہ اور دیگر ذرائع سے چوری کردہ/سمگل شدہ/غیر قانونی مواد کو روک سکے، دوسرے وفاقی اور صوبائی سرکاری اداروں مثلاً ایف بی آر (FBR)، کسٹمز، ایف آئی اے، پولیس فورس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس سمگلنگ اور ہندوستان سے DTH لائے گئے سیٹ ٹاپ باکسز کی کھلی فروخت کو روکنے کیلئے واضح اقدامات کرنے چاہئیں۔

(9) پیمرا کو ہدایت کی جانی چاہیے کہ وہ کمیونٹی کیلئے الیکٹرانک میڈیا کے لائسنسوں کے اجراء کے بارے میں بغیر نیلامی کے ایک منصفانہ، شفاف پالیسی تشکیل دے جس پر کمرشل طریقہ کار کا اطلاق نہ ہو۔ پیمرا کو ہدایت دی جانی چاہیے کہ وہ سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشنز، سوسائٹیز، ٹرسٹ، بلا منافع جوائنٹ سٹاک کمپنیز کے طور پر رجسٹرڈ این جی اوز کے حوالے سے اپنی امتیازی پالیسی پر نظر ثانی کرے جس کے تحت انہیں کمیونٹی کیلئے الیکٹرانک میڈیا کے لائسنس کی درخواست دینے کا اہل نہیں مانا جاتا۔ پیمرا کو ہدایت کی جانی چاہیے کہ وہ درخواست دہندگان کو اس بنیاد پر نا اہل قرار نہ دے کہ وہ کثیر فریقی (Multilateral) اداروں جیسا کہ اقوام متحدہ کے اداروں، علاقائی تنظیموں مثلاً یورپی یونین یا دوست ملکوں سے مالی اعانت کے وصول کنندگان ہیں۔ کمیونٹی کیلئے الیکٹرانک میڈیا کو ایسا مواد پیش کرنے سے روکنے کیلئے حفاظتی اقدامات کئے جاسکتے ہیں جو پاکستان کے قوانین اور پیمرا کے قواعد کے خلاف ہو۔ اس میڈیا کو خفیہ مقاصد کیلئے استعمال ہونے یا مقامی سطح پر موجود انتہا پسند اور نفرت انگیز گروہوں کے ہاتھوں میں استعمال ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔ دوسرے مسلمان ممالک یعنی انڈونیشیا، ترکی، بنگلہ دیش وغیرہ میں کمیونٹی کیلئے الیکٹرانک میڈیا کی کثیر تعداد موجود ہے، جو عام لوگوں کی سطح پر مقامی سماجی گروہوں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ جیسا کہ رپورٹ میں کسی جگہ کہا جاچکا ہے کہ وفاقی حکومت کے اکنامک افیئرز ڈویژن کو پاکستان کو اور ملک میں قائم دیگر اداروں کو ملنے والی تمام غیر ملکی امداد کے بارے میں مکمل معلومات ہوتی ہیں۔

اغراض و مقاصد نمبر C

اغراض ومقاصد نمبر C کے حوالے سے کمیشن کے مشاہدات اور سفارشات

’’C۔ یہ تعین کرنا کہ کیا حکومت اور اس کے اداروں کو ریاستی ٹیلی ویژن اور ریڈیو نشریات میں اہم کردار ادا کرنے کی اجازت دینا آئین کے آرٹیکل 19 میں دیئے گئے بنیادی حقوق سے مطابقت رکھتا ہے یا ان سے تجاوز کرتا ہے‘‘۔

آئین کا آرٹیکل 19 (اور 19 اے) مندرجہ ذیل ہے

’’19۔ آزادیٔ اظہار، وغیرہ‘‘:

’’ہر شہری کو آزادی، بولنے اور اظہار کا حق حاصل ہوگا، اور آزادی صحافت بھی ہوگی۔ یہ آزادی قانون کی طرف سے اسلام کی شان اور یا پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سلامتی، تحفظ یا دفاع، بیرونی ریاستوں سے دوستانہ تعلق، امن عامہ، شرافت یا اخلاقیات، یا توہینِ عدالت کے متعلق یا جرم کا (ارتکاب کرنے یا) اس پر اُکسانے کے سلسلے میں لگائی گئی معقول پابندیوں کے تابع ہے‘‘۔

’’19-A معلومات تک رسائی کا حق‘‘

’’ہر شہری کو، قانون کی طرف سے عائد کردہ معقول پابندیوں اور ضوابط میں رہتے ہوئے، عوامی اہمیت کے تمام معاملات کے حوالے سے معلومات تک رسائی حاصل کرنے کا حق ہے‘‘۔

1۔ اغراض ومقاصد کی شق سی (C) کے بارے میں جواب کسی حد تک اغراض ومقاصد کی شق A کی ذیل میں دیئے گئے مشاہدات اور سفارشات میں دیا جا چکا ہے۔ مزید، شق سی کے دیگر پہلوؤں، مثلاً کیا حکومت یا اس کے اداروں کا ٹیلی ویژن یا ریڈیو کے ذریعے میڈیا میں اہم کردار ہونا چاہیے، کا کمیشن کی جانب سے اغراض ومقاصد کی شق سی کے متعلق اس مختصر باب کے فوراً بعد اغراض ومقاصد کی شق ڈی کے بارے میں پیش کئے جانے والے مشاہدات اور سفارشات کے تحت بھی احاطہ کیا جائے گا۔

2 ۔ بہرحال اغراض ومقاصد کی شق سی کے حوالے سے کمیشن کی رائے مختصراً درج ذیل ہے:

3۔ جیسا کہ اغراض ومقاصد کی شق اے کے حوالے سے سیکشن میں بیان کیا گیا ہے کہ بیسویں صدی کے آخری نصف میں اور اکیسویں صدی کی دوسری دہائی میں معلومات کی اقسام اور حجم اس قدر بڑھ گیا ہے کہ بڑے سے بڑا اور پابندیوں سے آزاد نجی میڈیا بھی کسی ریاست کے شہریوں کو تمام تر معلومات فراہم کرنے میں انصاف کرنے سے قاصر ہے۔

4۔ انٹرنیٹ کے آغاز نے یقیناً معلومات کے اس نئے بحرِ عمیق تک زیادہ رسائی کو سہل تر بنایا ہے لیکن پاکستان میں غربت اور ناخواندگی کی موجودہ سطح کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ کئی برسوں تک روایتی ابلاغ عامہ مثلاً ٹیلی ویژن اور ریڈیو عام شہریوں کیلئے معلومات کا اہم ترین ذریعہ رہیں گے۔

5۔ نجی میڈیا اپنی ترجیحات تجارتی پہلو سے طے کرتا ہے جس کے تحت معلومات اور تجزیات کی بہت سی اقسام جو عوام کے لئے اہم ہوتی ہیں انہیں اکثر وہ وقت، جگہ اور توجہ نہیں مل پاتی جس کے وہ مستحق ہیں۔

6۔ ان موضوعات میں صحت سے متعلق بیماریوں سے بچاؤ اور علاج کے بارے میں اعداد و شمار، شہری و سماجی مسائل جو لازمی طور پر کسی خاص واقعے سے منسلک نہ ہوں یا ''ہیجان انگیز'' نوعیت کے نہ ہوں بلکہ سڑکوں گلیوں میں، ٹریفک کی بتی پر گاڑیوں میں، عام حفظان صحت کا خیال رکھنے میں، ماحولیاتی اقدار وغیرہ کے بارے میں شہریوں کے عمومی روّیے سے متعلق ہوں۔ ایسے موضوعات جو میڈیا کی توجہ کے متقاضی ہیں یا تو میڈیا کے منظر سے مکمل طور پر غائب ہوتے ہیں یا ایسے وقت اور جگہوں پر دکھائے جاتے ہیں جہاں وہ میڈیا ناظرین و سامعین کی اکثریت کی توجہ حاصل نہیں کر پاتے۔

7۔ ریاست، بطور ادارہ عوامی مفاد کی غیر جانبدار نمائندہ ہوتی ہے اسے بھی وقتاً فوقتاً عوام کی توجہ ایسے معاملات کی طرف دلانی چاہیے جن کا تعلق سرحدوں کی حفاظت اور بعض اوقات بیرونی طاقتوں سے خطرے کا ہوتا ہے۔ بالخصوص 9/11 کے بعد گذشتہ 12 سال کے دوران اور افغانستان پر حملے کے بعد پاکستان پر دہشت گردی اور امن و امان کی صورتحال میں شدید ابتری پر ریاست کو ذمہ داری لینی چاہئے تھی اور عوام کو اندرونی خطرات اور فوری، وسط مدتی اور طویل مدتی اہمیت کے متعلقہ مسائل سے براہ راست آگاہ کرنا چاہیے تھا۔

8۔ جہاں نجی، کمرشل میڈیا بھی، جو اسی ریاست کے شہریوں کی ملکیت ہے، اپنی سماجی اور قومی ذمہ داریوں کا ادراک رکھتا ہے اور ریاستی مفادات اور تمام شہریوں کی بہبود کے بارے میں عوام کی آگہی میں اضافے کیلئے اپنا کردار ادا کرتا رہتا ہے وہیں یہ آمدنی حاصل کرنے، ادارے کی بقا اور منافعے کے حصول جیسے تجارتی مقاصد کیلئے بھی کام کرتا ہے۔

9۔ کمیشن کو اغراض و مقاصد کی شق سی کے حوالے سے انٹرویو کیے گئے 166 افراد اور 86 اداروں کی جانب سے جو آراء حاصل ہوئیں ان میں یا تو انہی پہلوؤں پر زور دیا گیا تھا جو اغراض و مقاصد کی شق اے کے بارے میں بیان کی جا چکی تھیں مثلاً کیا وزارت اطلاعات ونشریات کی ضرورت ہے یا خصوصاً ریاستی ریڈیو اور ٹی وی کے حوالے سے حکومت کے کردار کے بارے میں خیالات کا اظہار کیا گیا تھا۔

10۔ اگر اسے مختصراً دہرایا جائے تو شق سی کے بارے میں ایک رائے یہ تھی کہ ''ہاں'' حکومت اور اس کے اداروں کو الیکٹرانک میڈیا میں اہم کردار ادا کرنے کا جائز حق حاصل ہے اور یہ کہ یہ موجودگی آرٹیکل 19 میں دیئے گئے بنیادی حقوق سے مطابقت رکھتی ہے اور کسی بھی طرح سے اس کی نفی نہیں کرتی۔ اس نقطہ نظر کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ، خاص طور پر پاکستان میں 2002-2000 میں نجی ملکیتی میڈیا کے آغاز کے بعد سے نجی الیکٹرانک میڈیا کا لہجہ اور مواد حکومت وقت کے بارے میں انتہائی تنقیدی اور درشت ہوتا ہے اس لئے حکومت کے زیر نگرانی ریاستی ملکیتی الیکٹرانک میڈیا حکومت کے خلاف غیر متوازن منفی تبصروں کی موجودگی میں ایک اہم اور ضروری توازن فراہم کرتا ہے۔ مزید یہ کہ صرف ریاستی میڈیا ہی شہریوں کی تعلیم ،صحت ،سماجی مسائل اور قومی مفاد کے حوالے سے مواد تیار اور نشر کر کے عوامی مفاد کی نشریات کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ یہ مسائل عمومی طور پر مکمل تجارتی مفاد کے تحت چلنے والے نجی الیکٹرانک میڈیا پر مطلوبہ وقت اور توجہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اور یہ کہ سب سے بڑا اور بعض علاقوں میں زمینی رابطے والی نشریات کا واحد ذریعہ ہونے کی وجہ سے صرف پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن اور پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن ہی وہ الیکٹرانک میڈیا ہیں جن کی رسائی پاکستان کے ہر حصے میں ہے۔ جبکہ نجی الیکٹرانک میڈیا مثلاً سیٹیلائٹ ٹی وی چینلز جو کیبل ٹی وی آپریٹرز کے ذریعے فراہم کئے جاتے ہیں 100 فیصد کوریج کو یقینی نہیں بنا سکتے۔

جیسا کہ اس رپورٹ کے پہلے حصے میں اغراض و مقاصد کی شق ایف کے تحت اور زیر نظر رپورٹ کے اغراض و مقاصد کی شق بی سے متعلق حصے میں بیان کیا جا چکا ہے کہ ریاستی میڈیا جیسے پی بی سی اور پی ٹی وی نے میڈیا کے پیشے سے متعلق ہزاروں افراد کو تربیت دے کر اور معلوماتی، تعلیمی اور تفریحی مواد تیار کر کے الیکٹرانک میڈیا کی بنیاد رکھنے کے ساتھ ساتھ سماجی شعبے کے بنیادی مسائل مثلاً تعلیم ،صحت ،شہریوں کی ذمہ داریوں ، کسانوں اور کارکنوں کی ضروریات اور امنگوں ، بچوں اور خواتین کے حقوق ، غیر مسلموں کے مساوی حقوق اور مواقع ،قومی تشخص اور ثقافت کے فروغ کے حوالے سے عوامی شعور اُجاگر کرنے میں اہم اور مثبت کردار ادا کیا ہے۔

11۔ اس لئے اس وقت بھی جب الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے پی بی سی اور پی ٹی وی کی اجارہ داری قائم تھی انہوں نے حکومتِ وقت کے مکمل کنٹرول میں ہونے کے باوجود عوامی خدمت کیلئے اہم کردار ادا کیا۔

12۔ مذکورہ بالا نقطہ نظر کے عین برعکس کہا یہ جاتا ہے کہ اگر کسی ملک کو حقیقی جمہوریت بننا ہے جس کا پاکستان خواہشمند ہے تو ریاستی میڈیا یا حکومت کے زیر اثر میڈیا کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ ایسی صورت حال از خود اور ناگزیر طور پر ریاستی میڈیا اور حکومت کے زیر اختیار اشتہارات اور امدادی گرانٹ کے ذریعے اس میڈیا کی مالیاتی معاونت کا غیر منصفانہ کنٹرول حکومت وقت کو دلا دے گی۔ جبکہ نجی ملکیتی میڈیا اسی نوعیت کی ترجیحی امداد کے نہ ہونے کی وجہ سے نقصان میں رہے گا۔ مزید براں، سرکاری کنٹرول اور ریاستی میڈیا پروپیگنڈے کی تیاری میں مدد دیتا ہے، جس سے عوامی مباحث میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

13۔ کمیشن کی رائے کے مطابق آرٹیکل کو19 کو تین حصوں میں دیکھا جانا چاہیئے:

آرٹیکل 19 کا پہلا حصہ درج ذیل ہے:

''ہر شہری کو آزادیٔ گفتگو اور اظہار کا حق حاصل ہوگا اور آزادی صحافت بھی ہوگی۔۔۔''

ماسوائے وہاں جہاں ریاستی میڈیا نے، ماضی میں، یا حال یعنی 2013 میں، شہریوں کیلئے مختلف نقطہ نظر کو بیان کرنے کیلئے مساوی اور شفاف رسائی کو ممکن نہیں بنایا، پی بی سی اور پی ٹی وی کی بذات خود موجودگی سے آرٹیکل 19 کے پہلے حصے کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

14۔ جب ہم آرٹیکل 19 کے دوسرے حصے کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں ریاست کے ملکیتی میڈیا جیسا کہ پی سی بی اور پی ٹی وی کی آرٹیکل 19 کی شرائط اور شقوں کو یقینی بنانے کیلئے موجودگی کا جواز نظر آتا ہے۔ ایسی شرائط اور شقوں سے متعلق معاملات پر عوام کی توجہ دلائی جاتی ہے۔

آرٹیکل 19 کے دوسرے حصے میں کہا گیا ہے کہ: ''۔۔۔قانون کے مطابق کسی بھی معقول پابندی سے مشروط جس کا تعلق اسلام کے وقار یا پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سالمیت، تحفظ اور دفاع، غیر ملکی ریاستوں سے دوستانہ تعلقات، امن عامہ، شرافت اور اخلاق، یا توہین عدالت سے متعلق، جرم (کے ارتکاب) یا جرم پر اُکسانے سے ہو''

اس بارے میں شکوک پائے جاتے ہیں کہ مذکورہ بالا عبارت میں استعمال کی گئی اصطلاحات کی واضح تشریح کی جا سکتی ہے۔ لیکن جیسا بھی ہو یہاں یہ کہنا کافی ہوگا کہ نجی، کمرشل میڈیا مذکورہ بالا موضوعات کیلئے مواد کی مناسب تشہیر کو یقینی نہیں بناتا۔

15۔ معلومات تک رسائی کے حق سے متعلق آرٹیکل 19A کو شامل کئے جانے کے بعد، اور بالخصوص آرٹیکل 19A میں موجود شقوں کے مطابق، ریاستی میڈیا کا وجود اس امر کو یقینی بنانے میں مدد دیتا ہے کہ ان شرائط و معیارات اور ان کے نتیجے میں اٹھنے والے معاملات کی طرف عوامی توجہ دلائی جائے کیونکہ لازمی نہیں کہ نجی الیکٹرانک میڈیا عوامی خدمت کا یہ فریضہ ادا کر پائے۔

آرٹیکل 19A معلومات تک رسائی کا حق، یوں بیان کرتا ہے:

''ہر شہری کو قانون کے تحت عائد کردہ ضوابط اور معقول پابندیوں میں رہتے ہوئے عوامی اہمیت کے تمام معاملات میں معلومات تک رسائی کا حق ہوگا۔''

16۔ پاکستان میں 2013 میں موجود انفارمیشن کے نئے ماحول میں، حکومتِ وقت کے ہاتھوں ریاستی میڈیا کے اجارہ دارانہ منفی اور معلومات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے والے استعمال، جس سے آرٹیکل 19 میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہو، سے روکنے کیلئے کثیر جماعتی پارلیمنٹ اور مضبوط اعلیٰ عدلیہ، بڑھتی ہوئی سول سوسائٹی، نجی اور متحرک میڈیا، انٹرنیٹ تک بڑھتی ہوئی رسائی کی صورت میں کافی چیک اور بیلنس موجود ہیں۔

17۔ اگراس رپورٹ میں الیکٹرانک میڈیا کی ضابطہ کاری کے حوالے سے تجویز کی گئی اصلاحات پرعمل ہو،اور جیسا کہ کمیشن کی اغراض ومقاصد کی شق ڈی کے بارے میں دی گئی تجاویز میں درج ہے، ریاست کی طرف سے سرکاری ملکیت کے الیکٹرانک میڈیا کے غلط استعمال کے امکانات، اگر مکمل طور پرنہیں تو، نمایاں حدتک ختم ہوجائیں گے۔

اغراض ومقاصد کی شق سی کیلئے کمیشن کی سفارشات

1۔ اسطرح بشرطیکہ حکومت، ریاست کی طرف سے، اوراس کے ادارے غیر جانبدارانہ، شفاف اور متوازن انداز میں کام کریں، کمیشن کی رائے میں اس بات کا جواز موجود ہے کہ حکومت اوراس کے ادارے ریاستی ٹیلی ویژن اور ریڈیو براڈ کاسٹنگ کے اداروں کے ذریعے میڈیا میں اہم کردارادا کریں۔

2۔ یہ کہ جب مؤثر چیک اور بیلنس کے ذریعے ایسی غیر جانبدارانہ موجودگی یقینی ہو جائے اور وہ شفافیت، احتساب اور اچھی حکمرانی کے اصولوں پر قائم ہو، میڈیا میں ریاست کی اس طرح موجودگی آرٹیکل 19 کے تحت بنیادی حقوق کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ریاستی ملکیت سے آزادنجی میڈیا کی موجودگی (اور پاکستان میں 2000 کے بعد سے ایسے میڈیا کی افراط ہے) آرٹیکل 19 کے تحت بنیادی حقوق پر معقول حدتک، گرچہ بعض اوقات غیر معقول بھی، آزادی اظہار پر عمل درآمد کوممکن بناتی ہے۔

3۔ ترجیحاً، یقیناً میڈیا کے شعبے میں ریاست کی موجودگی کی بہترین شکل یہ ہوگی کہ ریاست کے زیراختیار چلنے والے اداروں کو''ریاستی'' اداروں کے طور پر رکھنے کی بجائے مکمل طور پر خودمختار، آزاد، سرکاری مالی وسائل سے چلنے والے، خدمت عامہ کے نشریاتی اداروں میں تبدیل کر دیا جائے۔ خودمختاری کی عمدہ مثالوں مثلاً BBC کو سامنے رکھتے ہوئے، پاکستان کے حوالے سے خصوصی عوامل کوشامل کرتے ہوئے اورسول سوسائٹی سے مشاورت کے ساتھ خدمت عامہ کی نشریات متعارف کرائے جانے سے اس خلا کوپُر کیا جاسکے گا جو پاکستان میں اس وقت موجود ہے۔

غراض ومقاصد کی شق ڈی کے حوالے سے کمیشن کی تجاویز، مشاہدات اور سفارشات

’’D۔ یہ پتہ لگانا کہ پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی جو عوام کی اربوں روپے کی فنڈنگ کے وصول کنندگان ہیں، کے پاس اپنی آزاد انتظامیہ اور شفاف پالیسیاں موجود ہیں، جو انصاف اور برابری کے مقاصد پر عمل کرتے ہیں، جس کی توقع سرکاری مالی وسائل حاصل کرنے والے اداروں سے ہوتی ہے اور تعین کرنا کہ سرکاری فنڈ سے چلنے والے ان اداروں میں معلومات کے غیر متوازن اور متعصّبانہ ابلاغ کے خلاف روک تھام کا مناسب نظام موجود ہے۔‘‘

1۔ اغراض ومقاصد کی شق ڈی کے بارے میں پی بی سی، پی ٹی وی اور اے پی پی کے نقطہ نظر کمیشن کو تحریری طور پر فراہم کئے گئے تھے اور ضمیمہ 8، ضمیمہ 9 اور ضمیمہ 10 میں شامل کئے گئے ہیں۔ ان تینوں ریاستی میڈیا اداروں کے چیف ایگزیکٹوز نے کمیشن سے ملاقات بھی کی اور اپنی آراء سے آگاہ کیا اور ذاتی طور پر سوالوں کے جوابات دیئے۔

2۔ ان اداروں کی تاریخ میں گزشتہ پانچ برسوں کو ریاست اور حکومت کی طرف سے مہیا کی گئی مالی اعانت کی سطح کی عکاسی کیلئے بطور نمونہ دیکھا گیا تو درج ذیل اہم اعداد وشمار سامنے آئے:

پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن لمیٹڈ

A۔ گذشتہ پانچ سال کے دوران حکومت پاکستان کی طرف سے مختص کیا گیا بجٹ اور اخراجات

روپے ملین میں

نمبر شمار	سال	مختص کیا گیا بجٹ	اخراجات
1	2007-2008	-	-
2	2008-2009	-	
3	2009-2010	1,034,000	1,034,000
4	2010-2011		
5	2011-2012	764,800	764,800

B۔گذشتہ پانچ سال میں PSDP میں مختص کی گئی رقم اور اصل اخراجات

روپے ملین میں

نمبر شمار	سال	PSDP میں مختص کی گئی رقم	اصل اخراجات	غیر خرچ شدہ/ واپس کی گئی رقم
1	2007-2008	937,945	325.709	648.236
2	2008-2009	166.262	32.628	133.580
3	2009-2010	411.671	84.251	327.420
4	2010-2011	358.713	132.205	226.508
5	2011-2012	358.000	109.538	248.462

C۔گذشتہ پانچ سال کے دوران حکومت پاکستان کی طرف سے PTV کو ترسیل کردہ بجلی کے محصولات

روپے ملین میں

نمبر شمار	سال	بجلی کے محصولات
1	2007-2008	2,892.986
2	2008-2009	3,090.501
3	2009-2010	3,724.539
4	2010-2011	4,637.516
5	2011-2012	4,908.562

پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد

گذشتہ پانچ سال کی آمدن اور اخراجات

2008-2012

مدات	2007-2008	2008-2009	2009-2010	2010-2011	2011-2012
حکومت کی طرف سے سبسڈی	1,576.000	1,720.744	1,771.939	2,155.694	2,401.000
اشتہارات سے آمدن	163.408	132.632	148.991	147.281	196.065
دیگر آمدنی	27.905	38.320	28.223	34.530	35.157
مجموعی آمدن	1,767.313	1,891.696	1,949.153	2,337.505	1,632.222

4۔ پی ٹی وی کے متعلق اعداد و شمار کے حوالے سے: غیر واضح وجوہات کی بنیاد پر خواہ وہ 08-2007 ہو جب پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کیلئے مختص (973.945 ملین روپے) کا دو تہائی حصہ (248.236 ملین روپے) خرچ نہ ہو سکا یا 2012-2011 میں جب ایک بار پھر مختص شدہ رقم (358.000 ملین روپے) کا دو تہائی (248.462 ملین روپے) خرچ نہ ہو سکا اور واپس کر دیا گیا، پی ٹی وی بہر حال ٹی وی لائسنس فیس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے مستفید ہونے والا واحد ادارہ ہے۔ 2008-2007 میں پی ٹی وی کو اس ذریعے سے 2.8 بلین روپے ملے جبکہ 12-2011 تک اس میں 80% تک اضافے سے یہ رقم 4.9 بلین روپے ہو گئی۔ اشتہارات کی مد میں اندازاً 2 بلین روپے سالانہ منافع کے ساتھ پی ٹی وی یقیناً لائسنس فیس کا واحد وصول کنندہ ہے اور علاوہ ازیں 12-2011 میں پی ٹی وی نے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام میں مختص رقم کی مد میں 109 ملین روپے کی اضافی رقم خرچ کی۔ یقیناً پی ٹی وی ''اربوں روپے کی سرکاری فنڈنگ وصول کرنے والا ادارہ ہے''

پی بی سی کے ڈیٹا کے مطابق: پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کی سالانہ آمدن 2.6 ارب روپے میں سے حکومت کی سبسڈی پر انحصار سالانہ 2.4 بلین روپے سے زائد ہے۔ پی ٹی وی کے برعکس جسے ٹی وی لائسنس فیس کی آمدن حاصل ہوتی ہے، پی بی سی کو غیر موجود متروک ریڈیو لائسنس فیس سے ایسی کوئی آمدن حاصل نہیں ہوتی۔ اشتہارات کی آمدن اس کی کل آمدن کا 10% سے بھی کم ہے۔ اس طرح ''پی سی بی اربوں روپے کی سرکاری فنڈنگ کا وصول کنندہ ہے۔''

5۔ جہاں اغراض ومقاصد کی شق ڈی کا کہنا ہے کہ پتہ لگایا جائے کہ آیا سرکاری فنڈنگ کے ان وصول کنندگان کے پاس خود اپنی آزاد انتظامیہ موجود ہے، اس کا فوری اور قطعی جواب ممکن ہے۔اور یہ جواب ہے ''نہیں''۔ بنیادی اور سادہ وجہ یہ ہے کہ ریاستی میڈیا کے ان تینوں اداروں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز حکومت وقت کی جانب سے تعینات کئے جاتے ہیں اور ان کی صدارت سیکریٹری، وزارتِ اطلاعات ونشریات کرتا ہے۔ جہاں حکومت وقت کی نمائندگی براہ راست ایسا فرد کرتا ہے جو اس وزارت کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے جس کو ریاستی میڈیا کے تینوں ادارے جوابدہ ہوتے ہیں، وہاں حقیقی آزادی کا کوئی قابل اعتبار امکان نہیں رہ جاتا۔اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ چیئرمین کا عہدہ نان ایگزیکٹو ہے اور وزارت کے سیکریٹری کی بطور چیئرمین موجودگی محض علامتی اور رسمی ہے تو یہ حقیقت اور تاثر کہ حکومت کیسے یہ یقینی بناتی ہے کہ اس کے ترجیحی فیصلوں پر کسی رکاوٹ کے بغیر عملدرآمد ہو، یہ ثابت کرتے ہیں کہ عملی طور پر ایک نان ایگزیکٹو چیئرمین بھی ان ریاستی اداروں پر حکومتی اختیار کے نفاذ کیلئے فیصلہ کن طور پر مؤثر بن جاتا ہے۔ سیکریٹری وزارتِ اطلاعات ونشریات اس وزارت کے دائرہ اختیار میں آنے والے تمام اداروں مثلاً پی ٹی وی، پی بی سی، اے پی پی کا پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسر بھی ہوتا ہے۔سیکریٹری ان اداروں کے چیف ایگزیکٹو افسران کی سالانہ خفیہ رپورٹ بھی لکھتا ہے، جس سے ان اداروں کی پالیسیوں اور عملی اقدامات پر حکومت کا اثرورسوخ مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔

6۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایک یا زیادہ اداروں کے چیف ایگزیکٹوز چیئرمین کی جانب سے کئے گئے فیصلوں کی ترجیحات سے انکار کرسکیں۔لیکن یہ مستثنیات ہی ہیں جو قاعدے کو ثابت کرتے ہیں۔ان تینوں ریاستی میڈیا اداروں میں غالب رجحان یہ ہے کہ حکومت وقت کی خواہش اور پسند بورڈ اور میڈیا اداروں کی پالیسیوں اور اقدمات کا تعین کرتے ہیں۔

7۔ اس حوالے سے کہ آیا تینوں ریاستی میڈیا اداروں میں انصاف اور توازن کے مقاصد کو آگے بڑھانے کیلئے شفاف پالیسیاں موجود ہیں:کمیشن کی رائے یہ ہے کہ اس حوالے سے ملا جلا ریکارڈ موجود ہے جس میں حکومت وقت کی حمایت نمایاں عنصر کے طور پر موجود ہوتی ہے جو ایسی مبینہ شفاف پالیسیاں تشکیل دیتی ہے۔

8۔ مثال کے طور پر، 1970، 89-1988، 1993 (نگران حکومت کے دور میں)، 1997-1996 میں (ایک مرتبہ پھر نگران حکومت کے دور میں) مختصر اور نمایاں استثنائی ادوار کے سوا جب ان تینوں ریاستی میڈیا اداروں نے ملک بھر میں تمام اہم سیاسی نقطہ ہائے نظر کی کوریج کیلئے ایک معقول توازن قائم رکھا، پی ٹی وی اور پی بی سی کے نیوز بلیٹن اور اے پی پی کی جانب سے میڈیا کو دی جانے والی خبروں میں حکومتِ وقت کی طرف بہت زیادہ جھکاؤ دیکھنے میں آتا رہا ہے۔

9۔ تاہم گذشتہ بارہ سال کے دوران، بالخصوص نجی الیکٹرانک میڈیا کے آغاز اور جمہوری اقدار اور روایات کی مضبوطی سے پی ٹی وی اور پی بی سی کی جانب سے حالات حاضرہ کے پروگراموں اور اے پی پی کی جانب سے جاری کئے جانیوالے تبصروں اور فیچرز میں ایک توازن دکھائی دیتا ہے، جس سے ریکارڈ یکطرفہ ہونے کے بجائے ملا جلا نظر آتا ہے۔

10۔ ایک حوالے سے ریاستی میڈیا ادارے انفوٹینمنٹ پروگرام، جو نجی الیکٹرانک میڈیا پر عام اور روزانہ پیش ہوتے ہیں، تیار اور نشر نہ کر کے احتیاط، ذمہ داری، سنجیدگی اور انصاف کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ان انفوٹینمنٹ پروگراموں میں خبروں اور تبصروں، حقائق اور آراء کے درمیان فرق ختم کر دیا جاتا ہے۔ طنز و مزاح اور خاکوں اور موسیقی کو استعمال کرتے ہوئے نجی الیکٹرانک میڈیا معمول کی خبروں اور واقعات تک کو ہنسی کے مضحکہ خیز ذریعے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ کریڈٹ ریاستی میڈیا اداروں کو جاتا ہے کہ وہاں عام طور پر ایسے طریقے اور حربے استعمال نہیں کیئے جاتے۔

11۔ مزید یہ کہ، پرتشدد اور المناک واقعات کی رپورٹنگ جیسا کہ خودکش حملوں، دہشت گردی اور انفرادی جرائم کے حوالے سے پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی نجی الیکٹرانک میڈیا کے مقابلے میں، جو صرف اپنی ریٹنگ کی خاطر اکثر سنجیدگی اور توازن کو چھوڑ دیتے ہیں، کہیں زیادہ احتیاط سے کام لیتے ہیں اور سنسنی خیزی کا مظاہرہ نہیں کرتے۔

12۔ اس حوالے سے کہ کیا پی بی سی، پی ٹی وی اور اے پی پی کے پاس خبروں کی صحت کو یقینی بنانے کیلئے چیک اور بیلنس کا خود اپنا انتظامی طریقہ کار اور نظام موجود ہے، پتہ یہ چلا کہ ایسے پیشہ ورانہ تقاضوں کو ریاستی میڈیا کے ادارے پورا کرتے ہیں۔

13۔ تاہم، خود اپنے ہاں ایسے پیشہ ورانہ انتظامات کے باوجود نیوز بلیٹن میں حکومت وقت کے حق میں قدرتی جھکاؤ ایسے اداروں کی جانب سے تیار کردہ نشریاتی مواد کا ایک مستقل خاصہ رہتا ہے۔

14۔ جب ریاست کا انتظامی ستون حکومت وقت کے ذریعے ریاستی میڈیا کا، جزوی بھی نہیں بلکہ مکمل کنٹرول حاصل کر لیتا ہے تو ایک حقیقی اور سچے عوامی نشریاتی میڈیا کا کوئی امکان نہیں رہتا۔

15۔ خدمت عامہ کے میڈیا کی ایک بنیادی، جامع تعریف یہ ہے کہ یہ نشریاتی ادارے یعنی ٹیلی ویژن اور ریڈیو حکومتی کنٹرول سے آزاد ہوں اور کمرشل اشتہارات سے حاصل ہونے والی آمدن اور منافع کے دباؤ سے بھی آزاد ہوں۔

16۔ اس تعریف سے یقیناً فوری طور پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ ان اداروں کو مالی وسائل کہاں سے ملیں گے؟ برطانیہ، جرمنی، جاپان اور آسٹریلیا جیسے ممالک میں متعدد ماڈلز موجود ہیں۔ یہ ماڈل خدمات عامہ کی نشریات کے معیار پر پورا اُترتے ہیں۔ جہاں کہیں ایسے ماڈلز کو ریاستی فنڈنگ ملتی ہے، وہاں حکومت وقت کے ممکنہ طور پر جانبدارانہ کردار کو مختلف چیک اور بیلنس کے ذریعے روک لیا جاتا ہے جو احتساب، شفافیت، مقننہ کی نگرانی، عدالتی اقدامات کے وسائل وغیرہ کی عکاسی کرتے ہیں۔ امریکہ میں، چینلز جیسا کہ C-Span سسٹم، نیشنل پبلک ریڈیو اور متعلقہ نیٹ ورکس اپنے امور کو چلانے کیلئے کمرشل کارپوریشنوں کی مدد بھی حاصل کرتے ہیں لیکن اس کیلئے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ ان کی ایڈیٹوریل پالیسیاں اور مالی اعانت کرنے والے ذرائع کے اثر سے آزاد رہتی ہیں۔ بی بی سی ماڈل میں، جہاں بی بی سی از خود ٹی وی لائسنس فیس کا واحد وصول کنندہ ہے، ان کی اشتہارات سے کوئی آمد ن نہیں ہے کیونکہ برطانیہ میں بی بی سی کمرشل اشتہارات نشر نہیں کرتا۔ بی بی سی ورلڈ ٹی وی سروس کا انحصار ایڈورٹائزنگ پر ہے کیونکہ

اسے لائسنس فیس کی مد میں اپنے سمندر پار ناظرین سے کوئی آمدن حاصل نہیں ہوتی۔

17۔ پاکستان میں پی ٹی وی کو غیر معمولی طور پر دوہرا فائدہ ہے کیونکہ یہ ٹی وی لائسنس کی آمدن کا واحد وصول کنندہ ہے (یہ فیس صارفین کے بجلی کے ماہانہ بلوں میں از خود لگتے ہیں جو بعد میں پی ٹی وی کو منتقل کر دیئے جاتے ہیں) اور کمرشل اشتہارات سے حاصل ہونے والی آمدن بھی اسے ملتی ہے۔ علاوہ ازیں، ملک کے مخصوص حصوں میں خصوصی سروسز کی فراہمی اور وفاقی حکومت کی ہدایات پر عملدرآمد کیلئے پی ٹی وی کو ترقیاتی گرانٹ بھی ملتی ہے۔ اسطرح، اگرچہ پی ٹی وی مفاد عامہ کے نشریاتی ادارے کے طور پر ایسے پروگرام پیش کر کے کارآمد خدمات سرانجام دیتا ہے جو نجی کمرشل میڈیا سرانجام نہیں دیتا پی ٹی وی ایک صحیح معنوں میں مفاد عامہ کا نشریاتی ادارہ نہیں ہے کیونکہ بعض حوالوں سے یہ اسی طرح تجارتی طریقوں پر عمل کرتا ہے جیسے نجی میڈیا کرتا ہے۔ مزید براں، حکومت کے مکمل کنٹرول ہونے کی وجہ سے بھی پی ٹی وی خدمت عامہ کے حقیقی نشریاتی ادارے کے بین الاقوامی معیار پر پورا نہیں اترتا۔

18۔ پی بی سی کے معاملے میں کئی ایک تاریخی عوامل کی وجہ سے آمدن اور اخراجات، عملے کی تعداد اور اس کی پیداواری صلاحیت اور دیگر عوامل میں بے پناہ فرق ہے جس کی وجہ سے پی بی سی صرف اپنی 90 فیصد مالیاتی ضروریات کے ساتھ کام کر سکتا ہے جو اسے وفاقی حکومت کی جانب سے بطور گرانٹ مہیا کی جاتی ہے۔ اسطرح اداراتی کنٹرول اور مالیات دونوں حوالوں سے پی بی سی خدمت عامہ کے ایک حقیقی نشریاتی ادارے کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ باوجود اس کے کہ 2009 اور 2013 کے درمیان پی بی سی کو انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل دور سے جوڑنے کیلئے نئے اور دلچسپ اقدامات اٹھائے گئے، لیکن اس ادارے کا انحصار زیادہ تر حکومت پر ہی رہا۔

19۔ پی بی سی اور پی ٹی وی کے بورڈز کے برعکس، اے پی پی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹرز کے نمائندے، نجی شعبے کی دو نامور میڈیا شخصیات اور کراچی اور پنجاب یونیورسٹی کے میڈیا سے متعلق دو سینئر علمی ماہرین شامل ہوتے ہیں۔ معقول حد تک اس نوعیت کی ترکیب حکومت کے حق میں اس عدم توازن کو کم کر دیتی ہے جو اس حقیقت سے پیدا ہوتا ہے کہ بورڈ کا چیئر مین سیکریٹری وزارت اطلاعات ونشریات ہوتا ہے۔ حالیہ سالوں میں اے پی پی کی کارکردگی کا ریکارڈ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت وقت کی ناجائز تشہیر کے تاریخی رجحان کو کم کرنے کی دانستہ کوشش کی جا رہی ہے۔ مثال کے طور پر جنوری 2013 میں اے پی پی نے وفاق کی حکومت وقت کی 167 اور حزبِ اختلاف کی 130 رپورٹس جاری کیں۔ جبکہ گذشتہ دہائیوں کے مقابلے میں حزب اختلاف کی نشر کی جانے والی رپورٹس کی تعداد حکومت وقت کی نشر کی جانے والی خبروں کے مقابلے میں کہیں کم ہے۔

20۔ تاہم متعدد وجوہات کی بنیاد پر پی سی بی کی طرح اے پی پی بھی زیادہ تر حکومت وقت کی ریاستی فنڈنگ پر انحصار کرتا ہے اور بطور حقیقی خدمت عامہ کے خبر رساں ادارے کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔

اغراض و مقاصد کی شق D

اغراض ومقاصد کی شق ڈی کے حوالے سے کمیشن کی سفارشات

1۔ کمیشن سفارش کرتا ہے کہ معزز عدالت اور نئی پارلیمان مندرجہ ذیل آپشنز کو زیرِ غور لائے تاکہ پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی کو ایسے اداروں میں تبدیل کرنے کا مقصد حاصل کیا جاسکے جو ریاست کے ساتھ ایک یا زائد اداراتی تعلق کو قائم رکھتے ہوئے قابل اعتبار طریقے سے اور مسلسل مفادِ عامہ کی خدمت کریں:

2۔ وہ عناصر جو اغراض ومقاصد کی شق ڈی میں درج آئیڈیلز کے حصول کیلئے نئی قانون سازی اور پالیسی تشکیل دے سکتے ہیں وہ مندرجہ ذیل سے ممکن ہے:

(i) **پی بی سی:** چیئرمین، چیف ایگزیکٹو اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تقرر کیلئے ایک بالکل نئے نظام اور طریقہ کار کو متعارف کرانا بالکل انہی خطوط پر جو اسی رپورٹ کے اغراض ومقاصد کی شق بی کے پیرا 1 میں پیمرا کیلئے تجویز کئے گئے ہیں۔ پی بی سی کے ریاست کی طرف سے مالیاتی سبسڈیز پر گہرے انحصار کی وجہ سے ایسی فنڈنگ جاری رہنی چاہیے لیکن نئے چیک اور بیلنس رائج کئے جانے چاہئیں تاکہ ایسی سبسڈیز جانبداری اپنانے کے لئے پھندا نہ بن سکیں۔

(ii) سال 2000 میں ایک ٹاسک فورس کی طرف سے متبادل حکمت عملی کی تیاری کیلئے ایک رپورٹ کمیشن کی گئی تھی کہ پی بی سی کو ایک خودمختار اور ریاست کی مالیاتی سبسڈی پر کم انحصار کرنے والا ادارہ بنایا جاسکے۔ اس رپورٹ پر، جس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا، نظرثانی کی ضرورت ہے، اور 2013 میں نئی حقیقتوں اور حالات کی روشنی میں اور مستقبل میں متوقع نئے رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے عناصر کو رپورٹ میں شامل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

(iii) **پی ٹی وی:** پی بی سی کے برعکس جس کو پی سی بی ایکٹ 1973 کے تحت قانونی تحفظ حاصل ہے، پی ٹی وی ایک جوائنٹ سٹاک کمپنی ہے جس کی ملکیت ریاست کے پاس ہے اور کمپنیز آرڈیننس 1984 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ کمیشن سفارش کرتا ہے کہ پی ٹی وی میں ریاست کے حصص میں 75 فیصد کمی کرکے اسے 25 فیصد یا اس سے بھی کم کرنے پر غور کیا جائے۔ 75 فیصد حصص ملک کی سٹاک ایکسچینج کے ذریعے عوام کو اور خصوصی عوامی پیشکش کے ذریعے اس شرط کے ساتھ پیش کیا جائے کہ کوئی بھی واحد ادارہ/سرمایہ کار شہری مجموعی شیئرز کے 2 فیصد سے زیادہ حصّے کا مالک نہیں بن سکتا۔ حصص کی ملکیت کو اس انداز سے منتشر کرنے اور پھیلانے کا مقصد ایک گروپ کو ایڈیٹوریل پالیسی اور پروگرام کے مواد پر غیر ضروری اختیار کے استعمال سے روکنا ہے۔ اس کے علاوہ مقررہ مدت کی باریوں کے نظام کے ذریعے اچھی شہرت والی سول سوسائٹی تنظیمیں مثلاً وہ جو عرصہ دراز سے تعلیم، صحت، انسانی حقوق، استعدادِ کار میں اضافے، مائیکرو کریڈٹ وغیرہ پر کام کررہی ہیں، پروفیشنل ایسوسی ایشنز، یونیورسٹیز وغیرہ کو بھی حصص میں کم از کم کچھ حصہ دیا جاسکتا

ہے۔مفادات کے تصادم سے بچنے کے لئے ٹی وی چینلز مالکان کو پی ٹی وی کے شیئرز خرید نے یا اس کے کسی حصّے پر اختیار حاصل کرنے کا اہل نہیں ہونا چاہیے۔
جہاں ریاست کے مفادات اور روابط ریاست کی جانب سے حصص کی مستقل ملکیت کے ذریعے قائم رکھے جائیں گے، حکومت وقت پی ٹی وی پر یکطرفہ اختیار نہیں رکھ سکے گی۔عوام جن کی ترجمانی شہری اور ادارے کریں گے انہیں یہ موقع مل سکے گا کہ وہ پی ٹی وی کو حقیقی معنوں میں خدمت عامہ کا نشریاتی ادارہ بنا سکیں۔

(iv) پی ٹی وی کو ترمیم شدہ اور اصلاح شدہ پیمرا قانون کے دائرہ اختیار میں لانے پر غور کرنے کی بھی ضرورت ہے جیسا کہ اس رپورٹ کے اغراض و مقاصد کی شق بی سے متعلق حصّے میں تجویز کیا گیا ہے۔

(v) مزید یہ کہ پی ٹی وی کے ٹی وی لائسنس فیس کے واحد وصول کنندہ کی حیثیت سے ناحق اجارہ دارانہ مرتبے کو ختم کرنے پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بھی کہ کیا لائسنس فیس میں دوسرے ٹی وی چینلز کو بھی حصہ ملنا چاہئے جو اپنے پروگراموں کے مواد کا ایک بڑا حصہ عوامی مفادات کے موضوع کیلئے وقف کرنے پر رضامند ہوں۔اس کے علاوہ تعلیمی اداروں اور کمیونٹی کے چینل کو بھی ٹی وی لائسنس فیس میں سے حصہ ملنا چاہیے۔

(vi) پی ٹی وی کو ٹی وی لائسنس فیس کے محصولات پر اپنا انحصار کم کرنے کیلئے ناگزیر طور پر عملے کی تعداد کو مناسب حد میں لانا پڑے گا اور ادارے کی تشکیل نو کرنا ہوگی۔اس تشکیل نو کیلئے مختلف ماڈل مثلاً گولڈن ہینڈ شیک وغیرہ موجود ہیں جنہیں اپنایا جاسکتا ہے۔

(vii) اے پی پی: اے پی پی پر ریاست کی ملکیت کو 100 فیصد سے کم کرکے 25 فیصد یا اس سے کم تک لانے کے امکانات پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور 75 فیصد شیئر درج ذیل کو پیش کئے جاسکتے ہیں:

(a) اے پی پی کے موجودہ عملے کو ملازمت کی مدت اور کارکردگی کی بنیاد پر شیئرز دیئے جائیں جس میں ریٹائرمنٹ/ملازمت سے برخاستگی وغیرہ کی صورت میں شیئر میں متناسب کمی یا واپسی کی شرط شامل ہو۔
(b) اسی طریقہ کار کے مطابق جو پی ٹی وی کے نئے ڈھانچے کیلئے تجویز کیا گیا ہے، یعنی میڈیا کے ایسے نمائندوں کیلئے شیئرز کے محدود بلاکس کی پیشکش جو اے پی پی کی خدمات وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں یعنی آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی، پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن وغیرہ۔

3۔ کمیشن کا خیال ہے کہ تمام مجوزہ تبدیلیوں اور ان میں سے چند ایک سے بھی ریاستی میڈیا کے تینوں ادارے یعنی پی ٹی وی ،پی بی سی اور اے پی پی پاکستان میں انفارمیشن کے منظرنامے پر ترقی پسند اور بامقصد کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

شق E

اغراض ومقاصد کی شق E

اغراض ومقاصد کی شق ای کے حوالے سے کمیشن کے حاصل کردہ حقائق اور مشاہدات:

”E۔ بین الاقوامی معیارات اور طریقوں کی روشنی میں میڈیا کو خوداختیاری ضابطوں کو اپنانے کا موقع دینے کے امکانات پر غور کرنا، بجائے اس کے کہ نشریاتی مواد پر ضابطے لاگو کیئے جائیں۔

حاصل کردہ حقائق اور مشاہدات:

1۔ میڈیا اپنے نشریاتی مواد، ترسیل، تقسیم اور ناظرین سے موصولہ مواد کے ذرائع کے لحاظ سے بنیادی طور متنوع ہوتا ہے۔ اس لئے میڈیا کی مختلف اقسام مثلاً پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کیلیئے الگ الگ ضابطہ اخلاق کی ضرورت ہوگی۔

2۔ انٹرنیٹ کے ذریعے سوشل میڈیا کے ظہور سے، اور دوسری طرف، متنوع میڈیا اور ٹیکنالوجی کے ایک ہی ذریعے مثلاً، سمارٹ فون یا سیل فون میں یکجا ہونے پر، میڈیا ذرائع کے درمیان اشتراک کے بڑھنے کے بعد بھی الگ الگ ضابطہ اخلاق کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

3۔ تمام ضابطہ اخلاق میں، خواہ کسی بھی میڈیا سے متعلق ہوں، ناقابل تخفیف اخلاقی ضروریات مشترک ہیں، بالخصوص نیوز میڈیا کے حوالے سے مواد حقیقت پر مبنی ہو، سچا، درست اور متوازن ہو اور ذمہ داری کے ساتھ پیش کیا جانا جائے اور اس کا احتساب بھی کیا جا سکتا ہو۔

4۔ خود اپنے اوپر ضابطے نافذ کرنے کا تصور، خواہ انفرادی ہو، افراد کے درمیان ہو، کمیونٹی، ریاست اور سماج کی سطح پر ہو ایک ایسا مثالی تصور ہے جس کیلیئے کوششیں کی جانی چاہئیں۔

تاہم، جیسا کہ پیغمبروں، فلسفیوں اور ماہرین سیاست وغیرہ نے صدیوں پر محیط تاریخ میں بتایا ہے ”خود“ کو ضابطوں کا پابند بنانا، خواہ یہ ”خود“ کوئی فرد واحد ہو یا کوئی تنظیم یا اداروں کا کوئی مجموعہ اس کیلیئے اجتماعی مشترکہ اقدار، اصولوں، قوانین اور ضوابط کے ایک بیرونی ڈھانچے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خود تنظیمی کا یہ ڈھانچہ اس طرح تیار کیا جانا چاہیے کہ یہ ایسے فیصلوں اور اقدامات کو یقینی بنائے جو باہمی تعاون پر مبنی اور تعمیری ہوں نہ کہ منفی یا تباہ کن ہوں۔ تا کہ جس طریقہ کار کے ذریعے خود تنظیمی کو نافذ کیا گیا ہو اسے ضابطہ اخلاق کی کسی بھی خلاف ورزی سے پہلے، دوران یا بعد میں تسلیم کیا جائے۔

5۔ فی الواقع، انفرادی یا مجموعی عمل کا کوئی بھی پہلو صرف خود انضباطی پر مشتمل نہیں ہے۔ شادی سے لیکر بچوں اور جائیداد کے حقوق، ٹریفک کے قوانین، بُرائی کو روکنے تک، انسانی روّیے کے ہر پہلو کیلیئے بیرونی، علیحدہ اور آزادنہ قوانین کا فریم ورک ہوتا ہے جس کے اندر رہتے ہوئے انفرادی سطح پر اور دیگر انسانوں کے ساتھ باہمی سطح پر انسانی روّیوں کام کرتے ہیں۔

6۔ انفرادی اور اداراتی طرزِ عمل میں کوئی ایسا پہلو تلاش کرنا ممکن نہیں ہے جس میں صرف خود اختیاری ضابطہ کاری کے ذریعے کام کرنے کی آزادی یا آسائش موجود ہو۔ حتیٰ کہ سگریٹ جیسا خود کو تباہ کرنے والا، خالصتاً ذاتی ، نجی استعمال جو صرف صارف کو نقصان پہنچاتا ہے (سوائے اس کے کہ دوسرے سیکنڈ ہینڈ دھوئیں سے متاثر ہوتے ہیں) کیلئے بھی سرکاری ضابطے بڑھتے جارہے ہیں۔

7۔ کیا صرف میڈیا ہی معاشرے کا ایسا شعبہ ہونا چاہیے جسے خود اختیاری ضابطہ کاری کے ذریعے امور کی انجام دہی کی اجازت دے دی جائے ، بالخصوص تیار اور نشر کئے جانے والے مواد کے حوالے سے؟ خوش قسمتی سے ایسے لوگ جو میڈیا میں خود انضباطی کی حمایت کرتے ہیں، وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ میڈیا کیلئے تھوڑا سا بیرونی ضابطہ کاری کا نظام ہونا چاہیے تاکہ ترتیب اور ربط اور بنیادی ڈھانچے کی سطح کو یقینی بنایا جاسکے۔ مثال کے طور پر ایک بیرونی ادارے کو سپیکٹرم کے ذریعے نشریات جاری کرنے کیلئے مختلف ریڈیو سٹیشنز اور ٹی وی چینلز کو مختلف فریکوئنسی دینا ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایک بیرونی ضابطہ کار مثلاً ''رجسٹریشن کا دفتر'' اس بات کی روک تھام کرتا ہے کہ ایک ہی نام کے دو اخبارات ایک ہی شہر سے دو مختلف افراد شائع نہ کر رہے ہوں۔

8۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے اغراض و مقاصد کی شق ای کا تعلق نشریاتی مواد کے بارے میں ضابطہ اخلاق کیلئے خود اختیاری ضابطہ کاری کے امکانات کا جائزہ لینے سے ہے۔ یہ فزیکل انفراسٹرکچر کی ضابطہ کاری کا متبادل نہیں ہے۔ آئیں ایک ایسے ملک کے تجربے کو دیکھیں جہاں میڈیا کا شعبہ پاکستان کے میڈیائی شعبے سے کہیں زیادہ آزاد۔۔۔ اور بہت کم ضابطوں کا پابند ہے۔۔۔ برطانیہ میں نومبر 2012 میں روپرٹ مرداخ کے ملکیتی گروپ (مثلاً دی نیوز آف دی ورلڈ) کے سکینڈل کے نتیجے میں پریس کے کردار کی انکوائری کے اختتام پر، جس میں صحافیوں کی جانب سے پولیس اہلکاروں کو رشوت دینے، اخبارات کی جانب سے فون اور کمپیوٹرز کی ہیکنگ ،صحافیوں اور فوٹوگرافروں کی جانب سے لوگوں کی پرائیویسی پر حملہ شامل تھا، لارڈ جسٹس لیویسن اس نتیجے پر پہنچا کہ صحافت نے ''معصوم لوگوں کی نجی زندگیوں میں طوفان برپا کر دیا ہے''

9۔ پریس اور میڈیا کی آزادی کی کئی دہائیوں، بلکہ شاید صدیوں میں مواد کے حوالے سے خود اختیاری ضابطہ کاری کے عمل کو مسلسل آگے بڑھایا گیا، لیکن یہ عمل معصوم لوگوں کو میڈیا کے کچھ حصوں کا شکار بننے سے روکنے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔

10۔ یہاں یہ بات نوٹ کی جانی چاہیے کہ برطانیہ میں اور دوسری جگہوں پر اس قسم کے واقعات ٹیبولائڈ پریس (Taboliod Press) کی طرف سے پیش آئے ، جو کہ سچے اور من گھڑت سکینڈلز، جنسی واقعات اور سنسنی خیز چیزوں کی رپورٹوں کی وجہ سے ہی پڑھے جاتے ہیں۔ خوش قسمتی سے برطانیہ میں صحافت کے دیگر حصے بھی ہیں جو اس نوعیت کی صحافت نہیں کرتے اور سماجی طور پر ذمہ دار، ضبطِ نفس اور خود اختیاری ضابطہ کاری پر مبنی صحافت کرتے ہیں۔ افسوسناک بات ہے کہ ٹیبولائڈ پریس کے پڑھنے والوں کی تعداد خاصی بڑی ہے اور یہ دوسری سنجیدہ قسم کی صحافت کے مقابلے میں زیادہ منافع بخش ہے۔ جو عوام کی پسند اور ترجیحات کے منفی پہلو کا مظہر ہے۔

11۔ برطانیہ میں غیر ریاستی، غیر سرکاری نگران ادارے، مثلاً پریس کمپلینٹس کمیشن کی موجودگی کے باوجود جو نشریاتی مواد کو ضابطے کے مطابق رکھنے کا کام کرتا ہے، دی نیوز آف دی ورلڈ ایک عرصے تک حدود سے تجاوز کا ارتکاب کرتا رہا۔

12۔ یہاں تک کہ جس تیز رفتاری سے برطانوی عدالتیں توہین اور ہتک عزت کے مقدمات کو نمٹاتی ہیں اور جس کے نتیجے میں بے شمار مقدمات میں اخبارات اور میڈیا کی جانب سے متاثرہ پارٹیوں کو کثیر رقم بطور جرمانہ ادا کرنی پڑی، اس نے بھی پریس کو خود کو ضابطہ اخلاق اور نشریاتی مواد سے متعلق ضابطے کا پابند بنانے میں پیش رفت کرنے پر مجبور نہیں کیا۔

13۔ وہ خطہ جس میں پاکستان واقع ہے، جنوبی ایشیائی ممالک میڈیا کے مواد کو مانیٹر کرنے کیلئے مختلف قسم کے ضابطے اپناتے ہیں۔ خواہ وہ 1.2 بلین سے زائد آبادی والا ہندوستان ہو جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہلاتا ہے یا 1200 جزائر پر مشتمل تین لاکھ کی آبادی والا مالدیپ ہو، خواہ خطے میں سب سے زیادہ شرح خواندگی والا ملک سری لنکا ہو یا پھر نیپال جہاں حالیہ برسوں میں بادشاہت کا خاتمہ کیا گیا، ریاست اور حکومت دونوں مادی ڈھانچے اور عملی کارکردگی کیلئے بیرونی اداراتی ضوابط فراہم کرتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کے نشریاتی مواد کو ضوابط کا پابند کرنے کے مختلف ماڈلز اپناتی ہیں۔ کوئی بھی جنوبی ایشیائی ملک میڈیا کے نشریاتی مواد کیلئے صرف خود اختیاری ضابطہ کاری پر انحصار نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ ہندوستان جہاں نشریاتی مواد سے متعلق میڈیا کے خود اختیاری ضابطوں کی پابندی رائج ہے وہاں بھی قوانین موجود ہیں مثلاً کیبل نیٹ ورکس (ریگولیشن) ایکٹ 1997 بھی موجود ہے جو نشریاتی مواد سے متعلق خود اختیاری ضابطوں کی پابندی کیلئے ایک وسیع رہنما اصول اور قواعد فراہم کرتے ہیں جن میں رہتے ہوئے میڈیا کا شعبہ اپنے نشریاتی مواد پر خود اختیاری ضوابط کا اطلاق کرتا ہے۔

14۔ جنوبی ایشیاء کے دوسرے ممالک میں رائج نشریاتی مواد سے متعلق خود اختیاری ضوابط کا مشاہدہ کرنا انتہائی موزوں عمل ہے۔ ہندوستان بنگلہ دیش اور سری لنکا میں رائج ضوابط Annexure-11 میں درج ہیں۔

15۔ پاکستان میں معروضی حالات کے پیش نظر، جس میں بالخصوص نیوز میڈیا پر نشر کئے جانے والے مواد کے تصادم، عدم استحکام اور تشدد کے فروغ کیلئے غلط طور پر استعمال ہونے کا خدشہ رہتا ہے، نشریاتی مواد کو ضابطوں کا پابند کرنے کیلئے ایک طریقہ مواد کے متعلق خود اختیاری ضابطے اپنانے کا ہو سکتا ہے، لیکن صرف اس ایک طریقے سے نشریاتی مواد کو باضابطہ بنانا ممکن نظر نہیں آتا۔

16۔ خود اختیاری پابندیوں کے اجتماعی ضابطے اور طریقے مندرجہ ذیل اصولوں کی عکاسی کرتے ہیں:

(i) ایک پیشہ ورانہ نمائندہ فورم کا وجود جس کے میڈیا اداروں کے افراد ممبر ہوں، جو ممبر شپ کے تقاضوں کے مطابق پورے تنظیمی ڈسپلن کو قبول کرتے ہوں۔

(ii) اس ضابطے کی تشکیل، اسکا اطلاق اور عملدرآمد ایک اجتماعی اور رضا کارانہ بنیاد پر قائم ہے کسی بیرونی اتھارٹی کی طرف سے قانون کو استعمال کرتے ہوئے زبردستی، جابرانہ انداز میں فورم اور اس کے اراکین پر مسلط نہیں کیا جاتا۔

(iii) اسکے ساتھ ساتھ جہاں بھی قانون میڈیا سروس اداروں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ ضابطہ اخلاق بنائیں اور اس پر عملدرآمد بھی کریں تو ایسی صورت میں اگرچہ ضابطہ اخلاق کا منبع نمائندہ تنظیموں سے باہر کا ادارہ ہے لیکن اسے رضاکارانہ طور پر قبول کیا جاتا ہے اور اس پر عملدرآمد بھی کیا جاتا ہے۔

(iv) ضابطے کی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کیلئے فورم ایک ایسا نظام کار استعمال کرتا ہے جس میں ساتھی تنظیمیں حصہ لیتی ہیں جو خلاف ورزی کی تحقیقات کرتی ہیں اور ان پر لاگو ہونے والی سزاؤں کا تعین کرتی ہیں۔ اس کے متبادل کے طور پر شکایات نمٹانے کے نظام کار میں ایک یا ایک سے زائد ایسے افراد شامل ہوتے ہیں جن کا تعلق میڈیا کے شعبے سے نہیں ہوتا لیکن انہیں نمائندہ اداروں اور ممبران کا بھرپور اعتماد حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پریس کونسل آف پاکستان کی سربراہی ایک ہائی کورٹ کا سابق جج کر رہا ہوتا ہے جبکہ کونسل میں سٹیک ہولڈرز مثلاً پریس کے مالکان، ایڈیٹرز، صحافیوں کی نمائندگی زیادہ ہوتی ہے اور حکومت کی نمائندگی بہت کم ہوتی ہے۔

(v) جہاں تک برطانیہ کے پریس کمپلینٹس کمیشن (پی سی سی) کا تعلق ہے اس کے 17 ممبر ہوتے ہیں جن کی اکثریت کا پریس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ کمیشن اخبارات کی صنعت کے اثر سے آزاد ہے۔ اگرچہ PPC کے خود مختار اور آزاد چیئرمین کی تقرری اخبارات اور جرائد شائع کرنے والی انڈسٹری کرتی ہے یہ انتخاب ایسا ہوتا ہے جس کا اخبارات جرائد اور رسائل شائع کرنے والے انڈسٹری سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ برطانیہ کے PCC میں تین اقسام کے ممبر ہوتے ہیں: چیئرمین، عوامی ممبرز، اور ایڈیٹوریل (یا انڈسٹری) کے ممبر۔ عوامی ممبرز کا چناؤ ایک نامزدگی کمیٹی کرتی ہے جو مختلف قومی اور علاقائی اخبارات اور جرائد کے ذریعے شہریوں سے درخواستیں طلب کرتی ہے جس کی تفصیل Annexure-12 میں موجود ہے۔

(vi) ہندوستان میں نیوز براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن نے انتہائی غور و فکر کے بعد نشریاتی مواد کیلئے خود ایک ماڈل بنایا ہے جو بڑی حد تک حکومت کے بنائے ہوئے قانون اور قواعد کے دائرۂ کار کے اندر رہتے ہوئے ایک تفصیلی اور جامع طریق کار فراہم کرتا ہے۔ پریس کونسل آف انڈیا بھی ایک ایسا ماڈل ہے جس کا بغور جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اس کی تفصیل Annexure-13 میں موجود ہے۔

(vii) نشریاتی مواد سے متعلق خود اختیاری ضابطوں کے تحت قائم نظام کار میں شکایات اور درخواستیں جو قابل سماعت ہوتی ہیں وہ یا تو کسی متاثرہ فریق کی طرف سے دی گئی ہوتی ہیں جو ضابطے کی پامالی سے براہ راست متاثر ہوا ہو یا عوام الناس کی طرف سے ہو سکتی ہیں جو کسی مبینہ خلاف ورزی کی طرف نظام کار کی توجہ دلانا چاہتے ہوں۔

(viii) مختلف ممالک میں اصلاحی یا تعزیراتی ایکشن لینے کے مختلف طریقے اپنائے گئے ہیں۔ خلاف ورزی کی

سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے اصلاحی اقدامات درج ذیل میں سے ایک یا زیادہ ہو سکتے ہیں: میڈیا کا اپنے الفاظ واپس لینا، اعتذار یا معافی کا بیان شائع کرنا، یا جرمانہ ادا کرنا وغیرہ ان میں سے تین ممکنہ صورتیں ہیں۔ جہاں کہیں عدالتی نظام میڈیا کی طرف سے کی گئی توہین یا ہتک عزت کے مقدمات کی فوری اور نتیجہ خیز سماعت کرتی ہیں مثلاً برطانیہ میں نشریاتی مواد سے متعلق خوداختیاری ضابطوں کے نظام کو ترجیح نہیں دی جاتی مگر ایک متبادل طریقے کے طور پر موجود ہے۔

17۔ پاکستان میں ضابطہ اخلاق اور دوسرے ضابطے جنہیں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا دونوں کے نمائندہ ادارے اپنا چکے ہیں وہ نشریاتی مواد سے متعلق خوداختیاری ضابطوں کیلئے نظریاتی اور اخلاقی خاکہ فراہم کرتے ہیں۔

18۔ پاکستان میں میڈیا اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے گیارہ اداروں جن میں سرکاری ادارہ پیمرا بھی شامل ہے کا ضابطہ اخلاق/کار پہلے ہی اس کمیشن کی طرف سے معزز عدالت میں 21 مارچ 2013 کو پیش کی گئی رپورٹ کے حصہ اوّل میں میں Annexure-C میں موجود ہے۔ اس لیے اس کو یہاں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

19۔ نشریاتی مواد سے متعلق خوداختیاری ضابطوں پر عملدرآمد کیلئے مالی وسائل کی فراہمی کا ذریعہ ضابطہ کار کی حقیقی خودمختاری اور آزادی کا تعین کرتا ہے۔ پاکستان پریس کونسل کے معاملہ میں زیادہ انحصار سرکاری فنڈز پر ہے نہ کہ پریس رکھنے والی کمپنیوں کی طرف سے فنڈز مہیا کیے جائیں جیسا کہ برطانیہ میں پریس کمپنیاں مالی وسائل مہیا کرتی ہیں۔ پاکستان براڈکاسٹنگ ایسوسی ایشن ،جو الیکٹرانک میڈیا کے مواد کیلئے خوداختیاری ضابطوں پر کام کرتی ہے اسے حکومت کوئی فنڈز نہیں دیتی۔

20۔ لیکن دونوں صورتوں میں حقیقی اور بامعنی نفاذ کی رفتار انتہائی سست ہے۔ اس سستی کی وجہ بالعموم بہت ہی کم فنڈنگ بتائی جاتی ہے جیسا کہ پی پی سی میں، یا اسکی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ پی بی اے میں شکایات کا نظام کار تشکیل دینے میں مناسب دلچسپی کی کمی ہے مثال کے طور پر عوام اب تک اس بات سے بے خبر ہیں کہ پی بی اے کے اندر شکایات کیلئے ایک خوداختیاری نظام کار موجود ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کیلئے سرکاری ضابطہ کار ادارے یعنی پیمرا کے معاملے میں کونسل آف کمپلینٹس کے دائرہ کار میں آنے والی شکایات پر کئے گئے اقدامات کا علم عوام الناس کو نہیں ہوتا، بالخصوص الیکٹرانک میڈیا میں بھی نشر ہونے والے مواد کے بارے میں کئے جانے والے اعلانات میں جو کبھی کبھار یا کسی مقررہ مدت میں کئے جائیں۔

اغراض و مقاصد کی شق E کے بارے میں کمیشن کی تجاویز

تجویز نمبر 1

(1) کمیشن کی رائے میں یہ مناسب نہیں ہے کہ بین الاقوامی معیار اور بہترین طریقوں کے مطالعے کے باوجود پاکستان کے میڈیا کے مواد کی ضابطہ کاری کو صرف اور صرف خود اختیاری ضابطہ کاری کے حوالے کر دیا جائے۔ حکومت کی یہ ذمہ داری اور ضرورت ہے جس سے نہ وہ فرار حاصل کر سکتی ہے نہ اسے کم کیا جا سکتا ہے کہ وہ رہنما اصولوں اور ضابطوں کا ایک قانونی ڈھانچہ فراہم کرے جس میں مناسب چیک اور بیلنس موجود ہوں تا کہ آزادیٔ اظہار پر قدغن نہ لگے۔ چند ایک انتہائی حساس موضوعات اور ان موضوعات کو چھوڑ کر جن کیلئے بہرصورت ایک درجہ احتیاط برتنا ہوتی ہے پاکستان میں میڈیا کو تمام دوسرے مسلم اکثریت رکھنے والے ممالک اور اس خطے میں دوسرے ممالک، جن میں مشرقِ وسطیٰ، جنوبی ایشیاء اور خلیج کے ممالک شامل ہیں، اور پاکستان بھی ان کا ایک حصہ ہے، کے مقابلہ میں سب سے زیادہ آزادیٔ اظہار اور نشریاتی مواد سے متعلق خود اختیاری ضابطوں کو اپنانے کی آزادی حاصل ہے۔

(2) جیسا کے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ گزشتہ بارہ سال میں (2013-2000) میں میڈیا کے منظر نامے میں بہت سی بنیادی تبدیلیاں آ چکی ہیں جس میں ٹیلی کمیونیکیشن، الیکٹرانک میڈیا اور ٹیکنالوجی میں ایک عدیم المثال باہمی رابطہ قائم ہو چکا ہے۔ گزشتہ بیس سالوں میں ملک میں اہم سماجی، معاشی، ماحولیاتی اور آبادی سے متعلق تبدیلیاں بھی رونما ہو چکی ہیں۔ میڈیا سے متعلق موجودہ 64 قوانین میں سے زیادہ تر گزشتہ دہائیوں میں بنائے گئے تھے جب کہ حالات یکسر مختلف تھے۔ ضابطہ کاری کے عمومی ڈھانچے کے بیشتر پہلوؤں کو جدید بنانے اور ان میں تبدیلیاں لانے کی اشد ضرورت ہے تا کہ نئے قوانین نئے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکیں۔

تجویز نمبر 2

(3) لہٰذا کمیشن کی رائے میں قومی اسمبلی اور سینٹ کی مجالس قائمہ برائے اطلاعات و نشریات کو چاہیے کہ وہ میڈیا قوانین پر نظر ثانی کیلئے ایک ٹاسک فورس قائم کریں جو میڈیا کے ماہرین پر مشتمل ہو اور چھ ماہ کے اندر تمام میڈیا قوانین، قواعد اور ضوابط کا نئے معروضی حالات کے حوالے سے جامع جائزہ لیں۔

(4) جیسا کہ بنیادی اخلاقی قدریں مستقل اور آفاقی ہیں میڈیا کی طرف سے الفاظ، اصطلاحات اور جملوں کی تشریح اور استعمال اور خبر کی فوری کوریج کیلئے ان کے استعمال پر نظر ثانی اور نئے سرے سے تشریح کی ضرورت ہے۔

(5) لہٰذا یہ امر انتہائی بر وقت اور مفید ہو گا کہ میڈیا کے شعبے کے اپنے اندر اور سول سوسائٹی کے ساتھ اور متعلقہ انتظامی وزارتوں اور محکموں کے ساتھ کار آمد اور بامقصد مشاورت کی جائے۔

تجویز نمبر 3

(6) کمیشن سفارش کرتا ہے کہ پارلیمانی قائمہ کمیٹیاں اور سٹیک ہولڈرز اس قسم کی مشاورت کا آغاز جلد از جلد کریں تا کہ پاکستان میں میڈیا کے تبدیل شدہ منظر نامے کے حوالے سے اور علاقائی اور بین الاقوامی تناظر کے حوالے سے اتفاق رائے پیدا ہو سکے۔ جہاں کہیں گزشتہ تین برسوں میں ضوابط تیار کئے گئے یا ان کی ترویج کی گئی مثلاً پیمرا یا پی بی اے میں، وہاں نشریاتی مواد کے متعلق خود اختیاری ضابطوں پر مشاورت کا ایک نیا دور تمام متعلقین کو اپ ڈیٹ کرنے اور نظام کار کو مؤثر بنانے میں مددگار رہوگا۔ یہ مشاورت میڈیا کے تمام نمائندہ رضابطہ کار اداروں یعنی کہ اے پی این ایس، سی پی این ای، پی ایف یو جے، پاکستان ٹیلی وژن کارپوریشن، پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن، پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی، پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن، پریس کونسل آف پاکستان، پاکستان کولیشن فار اتھیکل جرنلزم، پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی اور ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان کی طرف سے یا ان کے ساتھ شروع کی جانی چاہئیں۔

(7) اس امر کو یقینی بنانے کیلئے کہ یہ عمل نتیجہ خیز ہو اور ایک مقررہ وقت پر پورا ہو جائے، کمیشن سفارش کرتا ہے کہ ایک ٹائم فریم مثلاً چھ ماہ دے دیئے جائیں تا کہ اس مدت کے ختم ہونے تک نئے ضابطوں پر اتفاق رائے قائم ہو سکے۔

(8) موجودہ قوانین اور قواعد میں ترامیم اور نئے قوانین کے مسودے مقننہ کے اراکین ممکنہ منظوری کیلئے 2014 میں پیش کر سکیں۔

(9) جیسا کے کمیشن نے اس سے پہلے اغراض و مقاصد کی شق ڈی کیلئے اپنی سفارشات میں پی بی سی، پی ٹی وی اور اے پی پی کے حوالے سے اور اسکے علاوہ اس رپورٹ کے دوسرے حصوں میں کہا ہے کہ نئی قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب ایک نادر موقع مہیا کرتا ہے کہ میڈیا کے مواد پر اثر انداز ہونے والے تمام مروجہ قوانین کا جائزہ لیا جا سکے۔

(10) کمیشن سفارش کرتا ہے کہ میڈیا کے نمائندہ رضابطہ کار ادارے جن کا نام اوپر دیا گیا ہے اور سول سوسائٹی کی تنظیمیں جنہیں میڈیا اور میڈیا کی آزادی کے مسائل سے دلچسپی ہے اور اسمبلیوں کی مجالس قائمہ کو چاہیے کہ وہ وفاقی سطح پر 64 قوانین کو زیر غور لائیں جن کا تعلق میڈیا سے ہے یا دیگر ایسے قوانین جن کا کسی طرح سے بھی میڈیا سے تعلق بنتا ہے مثلاً ایسے قوانین اور قواعد جن کا تعلق کمرشل اشتہار بازی یا ایف ایم ریڈیو پر نشر کئے جانے والے پیغامات سے بنتا ہو مثلاً ہومیو پیتھک ڈاکٹرز کی طرف سے اشتہارات یا کئی اور اداروں کی طرف سے اشتہارات جن میں دعویٰ کیا گیا ہو کہ وہ صارفین کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں وغیرہ۔

تجویز نمبر 4

(11) کمیشن کی رائے میں مواد کی خود اختیاری ضابطہ کاری کے اس نظام کار کیلئے بہت حد تک فنڈز پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک

میڈیا سے آنے چاہئیں نہ کہ حکومت کی طرف سے تا کہ اس نظام کار کی آزادی اور اعتبار کو یقینی بنایا جاسکے۔

نوٹ: کمیشن اغراض ومقاصد کی شق ایف کو پہلے ہی اپنی رپورٹ کے پہلے حصے میں بیان کر چکا ہے جو 21 مارچ 2013 کو معزز عدالت میں پیش کی جا چکی ہے۔

نوٹ: کمیشن نے پہلے ہی رپورٹ کے پہلے حصے میں TOR F کا احاطہ کرلیا ہے جو کہ معزز عدالت کو 21 مارچ 2013 کو جمع کرائی گئی تھی۔

تاہم مختصر طور پر ان تین قسم کے مالی فوائد اور ایک شعبہ جاتی خصوصیات کا ذکر کرنا ضروری ہے جو کہ میڈیا سے متعلق بدعنوانی پیدا کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(1) پریس کلبوں کا یہ رجحان کہ وہ حکومتِ وقت سے یہ درخواست کریں کہ ان کیلئے زمین کا ٹکڑا (پلاٹ) مختص کیا جائے۔ عمومی طور پر ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ ان سے ان صحافیوں کو، جنہیں بڑی تنخواہیں یا مناسب تنخواہیں نہیں ملتیں، فائدہ پہنچ سکے۔ ایسی ہاؤسنگ سکیموں سے فائدہ اٹھانے والے صحافی کی صحیح معنوں میں حکومتی اثر ورسوخ سے آزاد رہنے کی صلاحیت پر منفی اثر پڑتا ہے۔

(2) نجی میڈیا ہاؤسز کا یہ رجحان کہ جب ایڈیٹر/صحافی/کیمرہ یونٹ وغیرہ کو بریفنگ یا میٹنگ کی کوریج یا صدر/وزیر اعظم/وزراء کے ساتھ غیر ملکی دوروں پر جانے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ حکومت کو ان تمام صحافیوں کے ملکی یا غیر ملکی سفر میں ہوٹل کے اخراجات اور ٹرانسپورٹ کے اخراجات وغیرہ ادا کرنے دیتے ہیں۔ اس قسم کی اعزازی مراعات قبول کرنے سے آزادی صحافت پر اعتماد کم ہونے لگتا ہے۔

(3) حکومت کی وزارت اطلاعات ونشریات کے علاوہ کسی دوسرے اداروں مثلاً دوسری وزارتوں اور سول اور ملٹری ایجنسیوں یا نجی شعبے سے خفیہ فنڈز وصول کرنا۔

(4) کراس میڈیا ملکیت یا ایک ہی ادارے کی ملکیت رکھنے والے پرنٹ میڈیا میں شائع ہونے والے مواد یا الیکٹرانک میڈیا کی طرف سے نشر ہونے والے مواد کے معیار اور پالیسی کے آزادانہ جائزے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ یہ ایک روایتی بدعنوانی نہیں لیکن کراس میڈیا اونرشپ شہریوں کو مختلف میڈیا کی طرف سے نشر کردہ مواد کا آزادانہ جائزہ لینے کی صلاحیت کو کم کر دیتا ہے۔

(5) کمیشن اس امر پر زور دینا ضروری سمجھتا ہے کہ نہ تو اغراض ومقاصد کی شق ایف کے تحت حصہ اوّل میں دی گئی مثالوں میں اور نہ ہی اوپر درج کی گئی مثالوں میں اس حقیقت سے صرفِ نظر کرنا مطلوب ہے کہ پرنٹ اور نشر ہونے والے میڈیا میں پبلشرز، میڈیا مالکان، ایڈیٹرز، کارکن صحافیوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو اعلیٰ درجے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی ذمہ داریوں کو جرأتِ، کردار اور اعلیٰ صلاحیتوں کے ذریعے پورا کرتے ہیں۔

کمیشن کی طرف سے اغراض و مقاصد کی شق ایف کے بارے میں معزز عدالت کی خدمت میں پیش کردہ جواب کا مقصد میڈیا کے ان پہلوؤں، میڈیا کے شعبے سے متعلق افراد کو ظاہر کرنا تھا جو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی اعلیٰ ذمہ داریوں کو پورا کرتے وقت اخلاقیات اور معیار کو مدنظر نہیں رکھتے جو کہ بعض دوسرے لوگ کرتے ہیں۔

اغراض و مقاصد شق نمبرG, H,I

اغراض ومقاصد کی شق جی، ایچ اور آئی کے بارے میں کمیشن کے حاصل کردہ حقائق اور مشاہدات۔

جہاں اغراض ومقاصد کی مندرجہ بالا تینوں شقوں میں سے ہر ایک کو الگ شق کے طور پر درج کیا گیا ہے، ان تینوں کا تعلق حکومت کی پالیسی سے ہے جس کے تحت ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کو اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان تینوں شقوں کو رپورٹ کے اس حصے میں یکجا کر دیا گیا ہے۔

اغراض ومقاصد کی شق جی، ایچ اور آئی درج ذیل ہیں۔

G۔ اس امر کی تحقیق کرنا کہ کیا حکومت یا اس کے کارندے مختلف میڈیا ہاؤسز کو براہ راست یا کسی بہانے سے اشتہارات کی رقم دیتے ہوئے حکومت کی اشتہار تقسیم کرنے کی شفاف اور منظور شدہ پالیسی پر عمل کرتے تھے یا سرکاری رقم سے اشتہار کی جگہ خریدنے کیلئے من مانے فیصلے، غیر جانبدارانہ معیار کے بغیر کسی خاص چینل، صحافیوں اور میڈیا ہاؤسز پر عنایات کرنے کیلئے کئے جاتے تھے۔

H۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو حکومتی اشتہارات کی تقسیم کیلئے ایک واحد، شفاف، غیر جانبدارانہ، بلاامتیاز پالیسی تجویز کرنا۔

I۔ کیا وفاقی اور صوبائی حکومتیں، خود مختار اور نیم خود مختار ادارے، سرکاری کارپوریشنز یا ایجنسیاں ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں یا میڈیا ہاؤسز کو اشتہاری ٹھیکے دیتے وقت پی پی آر اے کے قواعد پر عمل کرتے ہیں اور دیگر شفاف طریقہ کار اپناتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو ایسا طریقہ کار تجویز کرنا جو انصاف پر مبنی اور شفاف ہو اور جو اطلاعات کی ترویج میں بہترین قدر اور انصاف کو یقینی بنائے۔

حاصل کردہ حقائق اور تبصرہ

1۔ اغراض ومقاصد کی شق جی کیلئے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے تین سوالات کے بارے میں غور وفکر کی ضرورت ہے:

(i) کیا ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کو حکومت کے زیرِ اختیارات اشتہارات جاری کرنے کیلئے کوئی سرکاری پالیسی موجود ہے جو ان اشتہاروں کے اجراء کو منصفانہ اور مساویانہ بنا سکے؟

(ii) اگر ایسی پالیسی کا وجود ہے تو کیا اس پالیسی کے حقیقی نفاذ کے دوران مخصوص ایڈروٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کو نوازنے کیلئے پوشیدہ ہیرا پھیری تو نہیں کی جاتی۔

(iii) کیا کوئی ایسا امکان موجود ہے کہ حکومتی فنڈز کو من مانے طریقے سے استعمال کیا جا سکے (اور وہ بھی پوشیدہ طور پر) تاکہ کسی مخصوص چینل، صحافیوں یا میڈیا ہاؤسز کو نوازا جا سکے۔

2۔ پہلے سوال کے سلسلے میں جواب یہ ہے: "جی ہاں" ایسے تحریری، طے شدہ طریقہ کار، جانچنے کا پیمانہ، مطلوبہ کاغذات اور رہنما اصول موجود ہیں، جنہیں یکجا کر کے دیکھا جائے تو اسے ''حکومت کی اشتہارات کیلئے ایک شفاف اور باضابطہ طور پر منظور کردہ پالیسی'' کہا جا سکتا ہے۔

3۔ اپنے تحریری بیان میں جو وزارتِ اطلاعات ونشریات کی طرف سے کمیشن کو پیش کیا گیا ایک سیکشن خصوصی طور پر اغراض و مقاصد کی شق جی سے متعلق ہے۔ یہ سیکشن جو (Annexure-14) میں دیا گیا ہے، کیبنٹ ڈویژن کے جاری کردہ کامن سروسز مینوئل، 1997 کے باب اوّل، اور رولز آف بزنس 1973 (شیڈول-II، اندراج 17: شق 6) کا حوالہ دیتا ہے کہ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور وزارتِ اطلاعات ونشریات کی طرف سے اشتہاروں کی تقسیم کے بارے میں وفاقی حکومت کی ہدایات اور ضوابط کا اطلاق ہوتا ہے۔

4۔ یہ کہا گیا ہے کہ اشتہاروں کے بارے میں پالیسی جس پر حکومت عمل کرتی ہے اس کی ابتدا 1950 میں کابینہ کے ایک فیصلہ سے ہوئی جس میں بعد میں مختلف حکومتوں نے 1983,1980,1966,1964 اور بعد میں 2003 میں ترامیم کیں اور ان کی توثیق کی۔ اصولی طور پر حکومت کا کوئی بھی اہلکار انفرادی طور پر یہ اختیار نہیں رکھتا کہ کسی بھی میڈیا ہاؤس یا اخبار یا رسالے، یا کسی بھی صحافی کو کوئی رقم براہ راست ادا کرے، اور نہ ہی کسی سرکاری اہل کار کو براہ راست اشتہار کیلئے جگہ خریدنے کا اختیار حاصل ہے۔

5۔ پالیسی کے چھ پہلو درج ذیل ہیں:

(a) سرکاری شعبے کے تمام اشتہارات اے پی این ایس کی منظور شدہ اشتہاری ایجنسیوں کے ذریعے جاری کئے جاتے ہیں۔

(b) اشتہاری ایجنسیوں کا انتخاب ایک کھلے اور شفاف مقابلے کے بعد سلیکشن کمیٹیاں کرتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں اشتہار دینے والے محکمے، پی آئی ڈی اور بیرونی ماہرین کے نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔

(c) اشتہارات جاری کئے جانے کے بعد اشتہاری ایجنسیاں اپنا حساب کتاب اشتہار کے چھپنے کے ثبوت (tear sheets) کے ہمراہ پی آئی ڈی کو پیش کرتی ہیں جن کی حکومت کے منظور کردہ نرخ اور شرائط کی روشنی میں تصدیق رچھان بین کی جاتی ہے۔ یہ نرخ اور شرائط اشتہار جاری کرنے والے ادارے کی درخواست اور پی آئی ڈی کی طرف سے جاری کئے گئے ڈیپارٹمنٹل ریلیز آرڈر کے ہمراہ موجود ہوتے ہیں۔

(d) اگر اشتہار دینے والے محکمے کا بجٹ AGPR کے پری آڈٹ کنٹرول میں آتا ہے تو اشتہارات کے تصدیق شدہ بل، اشتہار دینے والے ادارے کو منظوری کے آرڈر کیلئے ارسال کر دیئے جاتے ہیں۔

(e) اشتہار دینے والے محکموں کی طرف سے مطلوبہ منظوری کا مراسلہ حاصل کرنے کے بعد، بل منظوری کے مراسلے کے ساتھ پی آئی ڈی کی طرف سے اشتہاراتی ایجنسی کے نام پری آڈٹ چیک جاری کرنے کیلئے AGPR کو ارسال کر دیا جاتا ہے جو اس کے بعد اشتہار شائع کرنے والے ادارے کو ادائیگی کرتی ہے۔

(f) ایسے محکموں یا اداروں جن کا تعلق AGPR سے نہیں ہوتا، کے اشتہاری بل ضروری تصدیق اور جائزے کے بعد متعلقہ ادارے کو بھیج دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ براہ راست اشتہاراتی ایجنسیوں کو ادائیگی کر سکیں۔ اس طرح ادائیگی متعلقہ اخبار کو کر دی جاتی ہے۔

6۔ کمیشن نے مذکورہ بالا چھ پہلوؤں سے متعلق سٹیک ہولڈرز کے تجربہ اور خیالات کا جائزہ لیا ہے۔ ان سٹیک ہولڈرز میں وزارت اطلاعات ونشریات (بذریعہ ABC,PID، انٹرنل پبلسٹی ونگ وغیرہ وغیرہ) شامل ہیں: حکومت کے زیر اختیار شعبے کے اشتہار دینے والے مثلاً پی ایس او، پی آئی اے، بینظیر انکم سپورٹ پروگرام، اشتہاری ایجنسیاں جن کی نمائندگی ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان، کراچی میں اپنے مرکزی دفتر سے اور اسلام آباد میں موجود اپنے اراکین کے ذریعے جو زیادہ تر سرکاری شعبے سے رابطہ رکھتے ہیں، کراچی کے دفتر کے برعکس جس کا زیادہ تر واسطہ نجی شعبے سے رہتا ہے، کرتی ہے۔ آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی (APNS) جو اخبارات اور جرائد کی نمائندگی کرتے ہیں اور جو حکومت کے زیر اختیار اشتہارات شائع کرتے ہیں، پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن PBA جسکے ممبران ٹی وی چینلز اور ایف ایم ریڈیو سٹیشن کے مالک ہیں اور جو حکومت کے زیر اختیار اشتہارات کو نشر کرتے ہیں، انڈیپینڈنٹ میڈیا کارپوریشن پرائیویٹ لمیٹڈ، سول سوسائٹی تنظیمیں مثلاً پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن اور میڈیا میں سول سوسائٹی کے انفرادی سرگرم کارکنان جو زیادہ تر ایسے موضوعات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔
ان سٹیک ہولڈرز میں سے بعض کے تحریری بیانات جو انہوں نے کمیشن کے سامنے دیئے انہیں اکٹھا کر کے (Annexure-15) میں شامل کر لیا گیا ہے۔

7۔ حکومت کے زیر کنٹرول، اشتہارات کو الاٹ کرنے سے متعلق چھ نکات پر مشتمل موجودہ پالیسی کے بارے میں غیر سرکاری سٹیک ہولڈز کے خیالات کو زیر غور لانا ضروری ہے۔ جہاں تک عنصر (a) کا تعلق ہے سرکاری شعبے کے تمام اشتہارات کا اجراء اے پی این ایس کی منظور کردہ اشتہاری ایجنسیوں کے ذریعے ہی کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کو عمومی طور پر درست تسلیم کیا گیا ہے۔ کیونکہ APNS کے منظور کردہ اداروں کے اندر استحکام ہوتا ہے نیز وہ قانون اور سرکاری قواعد کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں اسی لیے ان کو APNS کے غیر منظور شدہ اداروں کی نسبت زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔ بہرطور APNS اشتہاری اداروں کی منظوری دینے یا معطل کرنے یا منسوخ کرنے کے بارے میں جن اختیارات کا استعمال کرتا ہے ان پر اس حوالے سے تشویش پائی جاتی ہے کہ APNS ایک کارٹل کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے جو زیادہ سے زیادہ اختیارات اپنے پاس مرکوز رکھتا ہے جس کی وجہ سے ایڈورٹائزنگ ایجنسیز اور ایڈورٹائزرز کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ مثال کے طور پر وہ ایجنسیاں جن کو اپنے گاہکوں سے بروقت ادائیگیاں نہیں ہوتیں تا کہ وہ APNS کی ممبر کمپنیوں کو بروقت ارسال کر سکیں، انہیں ناکام رہنے کی صورت میں APNS کی طرف سے معطل کئے جانے کا خوف رہتا ہے۔ اور اس قسم کے معاملات اکثر رونما ہوتے ہیں۔ اگرچہ اے پی این ایس ایسی وقتاً فوقتاً رونما ہونے والی دشواریوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جن کا سامنا ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کو کرنا پڑتا ہے لیکن ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں میں یہ خیال عام ہے کہ APNS اپنے ایکریڈیٹیشن (Accreditation) کے مرتبے کو ایسے طریقے سے استعمال کرتا ہے جو

ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کیلئے غیر منصفانہ ہے۔ جو بھی ہو، اے پی این ایس کی جانب سے ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کی ایکریڈیٹیشن کا حکومتی زیر انتظام اشتہاری مہمات چلانے کیلئے منتخب ہونے کی لازمی شرط ہونا کم سے کم قابل اعتبار اہلیت کو یقینی بنانے کے حوالے سے ایک مثبت چیز ہے۔

(8)۔ عنصر (b) کے حوالے سے یعنی ''ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کا انتخاب کھلے اور شفاف مقابلے کی بنیاد پر ایسی سلیکشن کمیٹیوں کے ذریعے کیا جاتا ہے جن میں اشتہار دینے والے محکمے، پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور ایک بیرونی ماہر کی نمائندگی ہوتی ہے۔ بہت سی ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ پالیسی کے اس عنصر کو چالاکی سے، دانستہ، ہیر پھیر اور یہاں تک کہ مکاری کے ذریعے اُلٹ پلٹ دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگرچہ تمام اہل ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کو ایک خاص کنٹریکٹ کیلئے مقابلے میں حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، لیکن اصل استفادہ حاصل کرنے والے شرکت کنندہ کا تعین بدعنوان اقدامات کے نتیجے میں پہلے ہی کرلیا جاتا ہے۔ اسطرح فیصلہ سازی میں حصہ لینے والا ہر فرد تمام پیشکشوں کو وصول کرتا اوران کا جائزہ لیتا ہے۔ خفیہ طور پر منتخب شدہ ایجنسی کا انتخاب اس طریقہ کار کی مدد سے اس کے حق میں کرلیا جاتا ہے۔ یا اہل ایجنسیوں کو اپنی پیشکشیں تیار کرنے کا مختصر نوٹس دیا جاتا ہے جبکہ خفیہ طور پر منتخب شدہ ایجنسی کو چوری چھپے ایڈوانس نوٹس دے دیا جاتا ہے اور انہیں اس قابل بنایا جاتا ہے کہ وہ شرکت کنندہ دیگر ایجنسیوں کے مقابلے میں زیادہ مؤثر پیشکش تیار کرسکیں جنہیں شارٹ نوٹس دیا گیا ہو یا/اور سلیکشن کمیٹی کی تشکیل کو اس ترتیب سے بنایا جاتا ہے کہ وہ پہلے سے منتخب شدہ ایڈورٹائزنگ ایجنسی کا انتخاب کرے۔ پسندیدہ ایجنسی کا پہلے سے انتخاب کرنا عام طور پر رائج بدعنوانی کی عکاسی کرتا ہے جس میں ایجنسی بدعنوان فیصلہ ساز افسر کو ایڈوانس رقم کی ادائیگی کر دیتی ہے اور کنٹریکٹ ملنے، اشتہار کے اجراء، انوائسز کی ادئیگی اور ادائیگوں کی وصولی وغیرہ کے بعد اپنا سرمایہ واپس لے لیتی ہے۔

(9) عنصر (c)C، (d)، (e) اور (f) کے حوالے سے: پالیسی کے یہ پہلو مکمل طور پر عملی اور آپریشنل ہوتے ہیں جس کے ثبوت کے طور پر شائع شدہ اشتہارات، انوائسز کی دستاویز، تصدیق اور بالآخر معاوضہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس میں صوابدید کا دائرہ انتہائی محدود ہے۔ پھر بھی کئی ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کا خیال یہ ہے کہ جب وہ تصدیق شدہ ایڈورٹائزنگ کے عوض چیک وصول کررہے ہوتے ہیں جو ان کا جائز حق ہے اور جس کیلئے شرائط کے عین مطابق انوائسز بھی موجود ہوتی ہیں، مگر پی آئی ڈی، اے جی پی آر جیسے دفاتر میں رشوت اور دیگر ترغیبات ادا کرنی پڑتی ہیں۔

10۔ ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کو درپیش ایک اہم مسئلہ جس کا تعلق پالیسی سے نہیں ہے وہ حکومتی اداروں کا یہ رجحان ہے کہ وہ ایڈورٹائزنگ کی میڈیا کے مقررہ ٹائم فریم کے مطابق ادائیگی کئے بغیر اسے میڈیا میں جاری کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ بقایا رقومات بہت زیادہ ہو جاتی ہیں جس سے ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کو نقصان پہنچتا ہے۔ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ نے تجویز دی ہے کہ تمام حکومتی ادارے ہر مالی سال کے آغاز پر پی آئی ڈی کو پہلے سے مطلع کیا کریں کہ ہر حکومتی ادارے کے پاس ایڈورٹائزنگ کیلئے کتنا بجٹ دستیاب ہے۔ پی آئی ڈی کے پاس یہ معلومات پہلے سے موجود ہوں گی تو ایڈورٹائزنگ کیلئے

مختص بجٹ سے زیادہ رقم کے اخراجات کو روکا جاسکے گا ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کو پہنچنے والے نقصان کی بھی روک تھام ہو سکے گی۔تاہم یہ تجویز سرکاری پالیسی کے حصے کے طور پر موجود نہیں ہے۔

11۔ حکومت کے زیر اختیار فنڈز کے مختص کئے جانے کی موجودہ پالیسی کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ یہ دوسرا رخ اخبارات اور جرائد کے انتخاب سے متعلق ہے جیسا کہ اغراض و مقاصد کی شق ایچ میں بیان کیا گیا ہے کہ میڈیا کے انتخاب کے حوالے سے واحد، شفاف اور منصفانہ پالیسی کی ضرورت ہے۔

12۔ وزارتِ اطلاعات ونشریات کی جانب سے کمیشن کو پیش کی گئی تحریری گزارشات میں اس پہلو کا احاطہ اس دستاویز میں کیا گیا ہے جو پہلے ہی Annexure-15 میں ''سرکاری اشتہارات کا اجراء'' کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جس پالیسی کے تحت پرنٹ میڈیا کا انتخاب کیا جاتا ہے اس کے اغراض ومقاصد کی بنیاد 1950 کے کابینہ کے فیصلے پر ہے جس کی 2003 تک وقتاً فوقتاً توثیق کی جاتی رہی، یہ اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں:

(i) اخبارات اور جرائد کو سرکاری اشتہارات کی منصفانہ اور شفاف تقسیم

(ii) علاقائی اخبارات کے مفادات کا تحفظ اور ان کا فروغ

(iii) سرکاری محکموں/اداروں کے مفادات کی حفاظت کرنا

(iv) وفاقی اور صوبائی حکومتوں کیلئے یکساں پالیسی کا اطلاق کرنا

13۔ ان دس عناصر میں جنہیں ایسے اقدامات کے طور پر درج کیا گیا ہے جن سے مذکورہ بالا چار مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں، بنیادی نکتہ اخبارات اور رسائل کی تعداد اشاعت کے سرٹیفکیٹ کا اجراء نظر آتا ہے جس کا تعین آڈٹ بیورو آف سرکولیشن، جو وزارتِ اطلاعات ونشریات کا حصہ ہے، کرتا ہے۔

14۔ جیسا کہ رپورٹ کے اس دوسرے حصے میں ''کمیشن کی طرف سے دوسرے نقطہ نظر کے تحت دیئے گئے دلائل کا خلاصہ'' کے عنوان سے اغراض مقاصد کی شق اے کے حوالے سے پہلے بیان کیا جاچکا ہے، آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی تشکیل نو کرنے کی معقول وجوہات موجود ہیں تا کہ تصدیق کو اشتہار دینے والوں اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں دونوں کیلئے ایک قابل اعتبار اشاریہ بنایا جا سکے۔ رپورٹ کے اس سیکشن میں آپشنز کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اس مرحلے پر اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں یہ کہنا کافی ہوگا کہ جب تک آڈٹ بیورو آف سرکولیشن بطور ادارہ وزارت اطلاعات ونشریات کے ماتحت کام کرتا رہے گا اس امر کو یقینی بنانے کا کوئی امکان نہیں ہے کہ اغراض ومقاصد کی شق ایچ یعنی پرنٹ میڈیا میں سرکاری اشتہارات کی اشاعت کیلئے واحد، شفاف، غیر جانبدار، بلاامتیاز پالیسی کو حاصل کیا جاسکے گا۔

15۔ ایک اور اہم وجہ جو پرنٹ میڈیا کے انتخاب کو بے اعتبار بناتی ہے وہ ان اخبارات اور رسائل کی تعداد میں بے پناہ اضافہ

ہے جنہیں ڈمی اشاعت کہا جاتا ہے۔ کسی اخبار یا رسالے کا آغاز کرنا انتہائی آسان ہے۔ سٹیک ہولڈرز جانتے ہیں کہ بہت سے افراد کے دوست اور بااثر شخصیات کے اتحادی اور مشکوک تعارف کے حامل افراد اخبارات اور رسائل کے ایڈیٹرز بن چکے ہیں۔ بدعنوانیوں کے ذریعے یہ ڈمی اخبارات یا رسائل آڈٹ بیورو آف سرکولیشن سے اصل سے بہت زیادہ تعداد اشاعت کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتے ہیں اور پھر سرکار کے زیر اختیار اشتہارات حاصل کرنے کے اہل بن جاتے ہیں۔ جہاں بڑے اخبارات اور میڈیا گروپ سرکار سے اشتہارات کا بڑا حصہ وصول کرتے ہیں، ماسوائے اس دور کے جس میں ان کو جان بوجھ کر کم کوٹہ دیا جاتا ہے، ڈمی اخبار اور رسالے ناحق طور پر اشتہارات کا خاصا بڑا حصہ لے لیتے ہیں۔

16۔ بعض سٹیک ہولڈرز نے یہ بھی کہا کہ اس پالیسی سے فائدہ اٹھانے کیلئے جس کے تحت اشتہارات کی جگہ کے اخراجات کا 25 فیصد حصہ علاقائی اخبارات کو دیا جاتا ہے بہت سے ڈمی اخبار یا رسالے حکومت سے ناجائز طور پر اشتہارات حاصل کرنے لگتے ہیں۔ وہ چھوٹے شہر یا قصبے میں ہونے کی حقیقت کا غلط استعمال کرتے ہوئے قومی خزانے سے مالی فائدہ اٹھاتے ہیں جبکہ علاقائی اخبارات کے نمائندے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ چونکہ وہ مقامی کمیونٹیز کی ضروریات اور مسائل پر بات کرتے ہیں ان کی اشاعت اور قارئین کی تعداد اس سطح کی ہوتی ہے کہ 25 فیصد کوٹے کے پوری طرح اہل ہوتے ہیں۔ ان کے خیال میں، بڑے اخبارات، باوجود اس کے کہ ان کے اخبارات یا ایڈیشن چھوٹے شہروں اور قصبوں سے بھی شائع ہوتے ہیں، وہ مقامی کمیونٹیز کی ضروریات سے پورا انصاف نہیں کرتے۔ علاقائی پریس کے حق میں اور خلاف ایسے متضاد دعوے اور ڈمی اخبارات و رسائل کی بڑی تعداد کے بارے میں الزامات کا مؤثر ازالہ صرف ایک آزاد، پیشہ ورانہ شہرت کا حامل آڈٹ بیورو آف سرکولیشن ہی کر سکتا ہے۔

17۔ اغراض و مقاصد کی شق جی کے دوسرے حصے کے حوالے سے: کمیشن کے سامنے دیئے گئے زبانی بیانات کے مطابق، اشتہارات کی تقسیم کی تحریری پالیسی موجود ہونے کے باوجود اصل میں ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور پرنٹ میڈیا کو دیئے جانے والے ٹھیکوں کی تقسیم غیر منصفانہ اور جانبدارانہ ہوتی ہے۔

18۔ ایک خاص ایڈورٹائزنگ کمپنی پر، جس کا نام میڈاس (پرائیویٹ) لمیٹڈ ہے، الزام ہے کہ وہ حکومت کے بہت سے ایڈورٹائزنگ کنٹریکٹ کے حوالے سے ایسے غیر منصفانہ اور امتیازی انتخاب سے فائدہ اٹھاتی رہی ہے۔ اس کمپنی کے ناقدین یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کمپنی کا اثر و رسوخ اتنا زیادہ ہے کہ وہ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ میں ایسے اہلکاروں کی تعیناتی بھی کرا لیتی ہے جو اس کو فائدہ پہنچانے کیلئے "تعاون" کریں۔ اپنے طور پر، میڈاس (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے چیف ایگزیکٹو کہتے ہیں کہ یہ الزامات حریف ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کی جانب سے پیشہ ورانہ حسد کی وجہ سے لگائے جاتے ہیں یا ان لوگوں کی طرف سے لگائے جاتے ہیں جو مخصوص سرکاری افسران یا وفاقی و صوبائی حکومتوں کی سیاسی پارٹی یا پارٹیوں کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں۔ میڈاس (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے چیف ایگزیکٹو آفیسر کے والد، جو میڈاس کے اصل بانی ہیں، کہتے ہیں کہ ان کا ان کے بیٹے کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ اپنا زیادہ تر وقت لکھنے اور صحافت میں صرف کرتے ہیں؛ باوجود اس کے کہ وہ ایک اور

ادارے کے چیئرمین ہیں جو میڈاس کا نام استعمال کرتا ہے۔میڈاس کے سی ای او کے دو بھائیوں میں سے ایک میڈاس سے ہی متعلق ایک تیسری کمپنی کا مالک ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کمپنی میڈاس سے بالکل علیحدہ ہے۔اس کا کہنا ہے کہ در حقیقت دونوں بھائیوں کی فرموں کے مابین مقابلہ ہے۔میڈاس (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے کردار کے حوالے سے متضاد آراء پر مبنی بے شمار بیانات اور دستاویزات کمیشن کو فراہم کردی گئیں جو Annexure-16 میں موجود ہیں۔

وسیع پیمانے پر موجود شبہات کے خاتمے اور ایسے افراد اور فرموں کا نام اور شہرت بحال کرنے کیلئے جو ممکن ہے کہ ان الزامات میں بے قصور ہوں، کمیشن کا خیال ہے کہ اس مخصوص مثال کی تحقیقات متعلقہ حکام کو فورنزک آڈٹ کے ذریعے کرنی چاہیے جو یا تو وہ نیشنل اکاؤنٹ ایبلٹی بیورو کے تحت ہو یا کسی اور متعلقہ فورم کے۔

19۔ ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان کے اسلام آباد میں مقیم ممبران نے اغراض و مقاصد کی شق جی، ایچ اور آئی کے مقاصد کے حصول کیلئے ایک مجوزہ پالیسی اور طریق کار پیش کیا ہے۔یہ دستاویز پہلے ہی Annexuure-15 میں موجود ہے۔

20۔ سال 2000 کے بعد پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا میں تیزی سے اضافے کے باوجود وفاقی حکومت یا چاروں صوبائی حکومتوں کے پاس کوئی طے شدہ پالیسی موجود نہیں ہے جو ٹی وی چینلز اور FM ریڈیو سٹشنز کو سرکاری اشتہارات دینے کا منصفانہ طریقہ متعین کرے۔سرکاری اداروں کی جانب سے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اشتہاروں پر سالانہ اربوں روپے خرچ کرنے کے تناظر میں تحریری پالیسی کی عدم موجودگی اور حکومت کی جانب سے کسی بھی طریقہ کار کی عدم موجودگی کی صورت حال ایسی ہی ہے جیسی ABC کی پرنٹ میڈیا کے حوالے سے ہے جو کہ نا قابل فہم اور بلا جواز ہے۔یہ امر 2000 کے بعد سے پاکستان کے میڈیا اور ایڈ ورٹائزنگ کے منظرنامے میں ہونے والی بنیادی تبدیلیوں کا ادراک کرنے میں بہت بڑی ناکامی کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ خامی اور بھی عجیب دکھائی دیتی ہے جب یہ پتا چلتا ہے کہ پرنٹ میڈیا کے سرکاری اشتہاروں کیلئے نرخ نجی شعبے کے اشتہاروں کے نرخوں سے کم ہیں جبکہ ٹی وی چینلز کی صورت میں سرکاری اشتہارات کیلئے نرخ نجی شعبے کی ایڈورٹائزنگ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں۔یہ راز الیکٹرانک میڈیا کی طرف سے غیر شفافیت کی وجہ سے مزید گھمبیر ہو جاتا ہے جہاں اشتہارات کے نرخ کسی ایسی ویب سائٹ پر موجود نہیں ہیں جو عوام کی پہنچ میں ہو۔پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن نے کمیشن کو یقین دہانی کرائی ہے وہ تمام نرخ اپنی ویب سائٹ پر شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کمیشن نے اس اقدام کا خیر مقدم کیا ہے اور اس ارادے کی تکمیل کا منتظر ہے کیونکہ اس سے حکومت الیکٹرانک میڈیا کو سرکار کے زیر اختیار اشتہارات دینے کے بارے میں شفافیت اور مساوات پر مبنی پالیسی بنانے کے قابل ہو سکے گی۔

21۔ اب تک ہم نے اغراض و مقاصد کی شق جی کے تحت اٹھائے گئے تین میں سے دو سوالوں پر بات کی ہے جیسا کہ اس سیکشن کے پیرا نمبر 1 میں بیان کیا گیا ہے۔آیئے اب ہم تیسرے سوال پر غور کرتے ہیں یعنی ''کیا اس بات کا امکان موجود ہے کہ سرکاری پیسہ من مانے طریقے سے (اور شائد خفیہ طور پر بھی) کچھ خاص چینلز، صحافیوں یا میڈیا ہاؤسز کو نوازنے کیلئے استعمال ہو؟''

22۔ کمیشن کو دیئے گئے تمام تحریری اورزبانی بیانات کو سامنے رکھا جائے تو افسوس کی بات ہے کہ اس سوال کا جواب ہاں میں ہے۔ جی ہاں، میڈیا کو سرکاری اشتہارات تفویض کرنے کی تحریری پالیسی کی موجودگی اور سرکاری اداروں کے بیانات کے باوجود کہ وہ الیکٹرانک میڈیا کا انتخاب ٹی وی ناظرین کی تعداد کو ماپنے کے اس نظام کے مطابق کرتے ہیں جو ملک کے ایڈورٹائزنگ اور میڈیا کے شعبوں کے استعمال میں ہے، جب عوامی عہدوں پر موجود لوگ چاہتے ہیں تو مخصوص ٹی وی چینلز اور میڈیا ہاؤسز کو نوازنے کیلئے اور بعض مخصوص ٹی وی چینلز اور میڈیا ہاؤسز سے امتیازی سلوک روا رکھنے کیلئے کبھی ڈھکے چھپے اور کبھی بے ڈھنگے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔

23۔ جہاں تک صحافیوں کا تعلق ہے یہ پبلک ریکارڈ کی بات ہے کہ وزارتِ اطلاعات ونشریات کے مخصوص خفیہ فنڈز کا کچھ حصہ خاص صحافیوں کو دیا گیا ہے۔ اپریل 2013 میں عدالت عالیہ کے حکم کے جواب میں چند صحافیوں کے نام شائع کئے گئے ہیں۔ خفیہ فنڈز وصول کرنے والے چند دیگر صحافیوں کے نام ظاہر نہیں کئے گئے۔

24۔ صرف وزارتِ اطلاعات ونشریات ہی خفیہ فنڈ استعمال کرنے والا واحد ادارہ نہیں ہے جو خفیہ فنڈز کو میڈیا پر خرچ کرتا ہے۔ جیسا کہ ڈائریکٹر جنرل آڈٹ نے مئی 2013 میں عدالت عظمیٰ میں یہ جواب داخل کیا کہ دیگر وزارتوں اور محکموں، سول اور ملٹری انٹیلی جنس ایجنسیوں کے پاس بھی استعمال کیلئے خفیہ فنڈز موجود ہیں جو ضرورت کے مطابق منتخب وصول کنندہ کو مہیا کئے جاتے ہیں جن میں بعض صحافی اور نجی میڈیا ہاؤسز بھی شامل ہو سکتے ہیں تا کہ مخفی سرکاری پالیسیوں کو آگے بڑھایا جا سکے۔

25۔ وزارتِ اطلاعات ونشریات کے خفیہ فنڈ سے دی جانے والی رقم کے وصول کنندگان کے ناموں کے انکشاف کے دوران انفرادی صحافیوں کے ناموں کے علاوہ اس فہرست میں ایک بڑے ٹی وی چینل کا نام بھی تھا، جس کے بارے میں کہا گیا کہ اس کو پاکستان کے مثبت پہلو اُجاگر کرنے کیلئے پروگرام تیار کرنے اور نشر کرنے کیلئے خاص رقم دی گئی تھی۔ جہاں ایسی خفیہ ادائیگیاں دیگر میڈیا کیلئے ناپسندیدہ اور غیر منصفانہ ہیں وہاں اس اقدام کے بارے میں غالباً یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیوز میڈیا کے مواد کا، بالخصوص ٹی وی چینلز کا، زیادہ تر حصہ حکومتِ وقت کی تنقید کرتا اور عوامی شکایات پر توجہ مرکوز کرتا ہے، جس سے حکومتِ وقت کی مثبت کارکردگی اور کارنامے نظرانداز ہو جاتے ہیں۔ بُری خبروں سے پیدا ہونے والے اس شدید عدم توازن کو دور کرنے کیلئے ایک ٹی وی چینل پر ایک پروگرام یا پروگراموں کے ایک سلسلے کا جواز نہیں بنتا کیونکہ سرکاری فنڈز کے وصول کنندہ چینل کا انتخاب خفیہ طور پر، غیر شفاف طریقے سے کیا گیا۔

اغراض ومقاصد کی شق جی، ایچ اور آئی کے حوالے سے کمیشن کی سفارشات:

26۔ کمیشن تجویز کرتا ہے کہ اغراض ومقاصد کی شق نمبر جی کے تحت آنے والے پہلوؤں کی طرف قومی سلامتی کی پارلیمانی کمیٹی، قومی اسمبلی اور سینٹ کی قائمہ کمیٹیوں برائے وزارتِ اطلاعات ونشریات کی توجہ دلائی جائے کہ وہ متعلقہ پالیسیوں اور طریق کار میں بہتری لانے کیلئے تجاویز دیں تا کہ شق جی میں تجویز کردہ مثبت مقاصد حاصل کئے جاسکیں۔

27۔ حکومت کے زیر اختیار اشتہارات کیلئے ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور میڈیا کے انتخاب میں کرپشن کے جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کے سچ اور جھوٹ ہونے کا حتمی تعین کرنے کیلئے اور ایک مخصوص ایڈورٹائزنگ گروپ کا جس پیمانے پر اور جس طرح بار بار ناجائز فائدہ اُٹھانے کا ذکر دہرایا گیا ہے اس کے پیش نظر کمیشن کی رائے ہے کہ اگر معزز عدالت مناسب سمجھے تو متعلقہ اتھارٹی مثلاً نیب کو غیر جانبدارانہ، آزادانہ تحقیقات کرانے کی ہدایات جاری کرسکتی ہے تا کہ الزامات کے صحیح یا غلط ہونے کا تعین کیا جاسکے۔

28۔ اغراض ومقاصد کی شق ایچ کے حوالے سے یعنی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو حکومتی اشتہارات جاری کرنے کیلئے ایک واحد، شفاف، معروضی اور بلا امتیاز پالیسی کی ضرورت ہے: کمیشن نے ان تمام افراد اور تنظیموں جن کے ساتھ اس نے رابطہ کیا تھا کی طرف سے پیش کردہ قیمتی تجاویز اور آراء کا بڑی احتیاط سے جائزہ لیا۔

29۔ کمیشن کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس ضمن میں، عوامی خیالات، تمام سٹیک ہولڈرز کے نقطۂ نظر، اور امید ہے کہ میڈیا کمیشن کی اس رپورٹ کے حصہ اوّل اور حصہ دوئم میں دی گئی تجاویز، جو معزز عدالت کے سامنے پیش کی جاچکی ہیں، کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے ،ایک باضابطہ تحریری پالیسی بنانا منتخب شدہ حکومتِ وقت کا حق اور فرض ہے۔

30۔ بہرصورت، کمیشن کیلئے یہ برمحل ہوگا کہ وہ درج ذیل عناصر کی نشاندہی کرے جو کمیشن کی رائے میں ایک ایسی نئی پالیسی بنانے کے بنیادی عوامل ہوسکتے ہیں جو تکثیری نہیں بلکہ وحدانی ہو، غیر شفاف نہیں بلکہ شفاف ہو، ذاتی رائے پر مبنی نہ ہو بلکہ معروضی ہو، اور امتیازی کی بجائے منصفانہ ہو۔

31۔ نئی پالیسی کے وہ بنیادی عناصر جو اغراض ومقاصد کی شق ایچ کیلئے ضروری ہیں درج ذیل ہیں:

(i) **مرکزیت کا خاتمہ:** یہ عنصر مرکزیت کے اس عمل میں بنیادی اور انقلابی تبدیلی کا متقاضی ہے جو 1950 میں شروع ہوا جسے گزشتہ چھ دہائیوں میں مسلسل مضبوط تر کیا جاتا رہا۔ لیکن اگر حکومت اور معاشرے نے پارلیمنٹ کے ذریعے یہ فیصلہ کرلیا ہے جیسا کہ انہوں نے 2010 میں اٹھارویں ترمیم کو منظور کرکے اور قانون سازی کی مشترکہ فہرست کو ختم کرکے کیا تا کہ وفاق اور صوبوں کو مضبوط بنایا جائے تو پھر مرکزیت کے خاتمے کے عمل کو حکومت کے زیر اختیار اشتہارات کی تقسیم اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے انتخاب کے حوالے سے عمودی اور افقی دونوں سمتوں میں نافذ ہونا چاہیے۔ اس کیلئے ضروری ہوگا کہ ہر حکومتی ادارے کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنے اشتہارات کی تقسیم کیلئے خود

اپنے خودمختار فیصلہ سازی کے عمل کے ذریعے اور اپنی ضرورت کے مطابق پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا انتخاب کر سکے جبکہ وہ جوابدہی اور انصاف کا پابند بھی ہو۔

(ii) **وفاقی حکومت کیلئے رہنما اصول:** ماضی میں اور حال میں بھی پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور صوبائی محکمہ اطلاعات کی طرف سے جس طرح کے آپریشنل کنٹرول استعمال کئے جاتے رہے ان کی جگہ وفاقی حکومت کو رہنما ہدایات جاری کرنی چاہئیں تاکہ مرکزیت کے خاتمے کے عمل کو مستحکم، انصاف پر مبنی اور قابل اعتماد بنایا جاسکے۔ ایسی مجوزہ رہنما ہدایات ہر حکومتی ادارے کیلئے خواہ وہ کوئی وزارت ہو یا کارپوریشن اس بات کو لازمی بنادیں گی کہ اشتہاری کمپنیوں کے انتخاب اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے چناؤ میں میرٹ، موضوع سے متعلق مناسب معاوضہ کے اصول کی پابندی کو یقینی بنایا جائے۔ جو بھی کمپنیاں کنٹریکٹ کیلئے مقابلے کی اہل ہیں انہیں تیاری کیلئے یکساں نوٹس اور وقت دیا جائے اور جانچ پڑتال اور انتخاب کا نظام منصفانہ ہو۔ ان رہنما اصولوں میں اس بات پر بھی زور دیا جائے کہ تعداد اشاعت یا ناظرین و سامعین کی تعداد کے درست ہونے کا تعین کرنے کیلئے آزاد، پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے اور معتبر ذرائع استعمال کئے جائیں۔ ایک لازمی ہدایت یہ ہوسکتی ہے کہ حکومتی اداروں کے اشتہاری بجٹ کا ایک مناسب کم ازکم حصہ علاقائی میڈیا کو دے دیا جائے۔ اس میں اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ علاقائی میڈیا کی جو تعریف استعمال کی جائے، خواہ پرنٹ ہو یا الیکٹرانک، وہ قابل اعتبار ہو اور اس کی تصدیق بھی کی جاسکتی ہو۔

(iii) **کثیرالنوع میڈیا کیلئے جامع پالیسی:** اگرچہ آج تک کی پالیسی کا تعلق صرف پرنٹ میڈیا سے رہا ہے۔ کسی بھی نئی پالیسی میں کثیرالنوع میڈیا کا احاطہ کیا جانا چاہیے جس میں ڈیجیٹل میڈیا اور انٹرنیٹ پر سوشل میڈیا بھی شامل ہوں۔ کئی ممالک کا اس میدان میں تجربہ ہمارے لیے کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔

(iv) **کنٹرول کئے بغیر مانیٹر کرنا:** اگرچہ پاکستان کی تاریخ کے ہر دور میں وزارتِ اطلاعات ونشریات نے پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے حکومت کے اشتہارات کے تمام پہلوؤں پر سخت کنٹرول کئے رکھا ہے، مجوزہ نئی پالیسی کے تحت وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات اور صوبائی محکمہ اطلاعات کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ وہ کنٹرول نافذ کئے بغیر بالکل درست مانیٹرنگ کرسکیں۔ میڈیا میں حکومت کے اشتہارات لگائے جانے کی مانیٹرنگ خود ہی ایک بنیادی ضرورت کو پورا کردے گی کہ الگ رہتے ہوئے مشاہدہ کیا جائے اور سارے عمل کی غیر جانبدارانہ اداراتی جانچ پڑتال ہو

32۔ اغراض ومقاصد کی شق آئی کے سلسلے میں جیسا کہ شق جی کا جائزہ لیتے ہوئے تحریر کیا جاچکا ہے کہ تمام وفاقی اور صوبائی حکومتیں دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ ان تمام اصولوں اور رہنما نکات کی پیروی کرتی ہیں جن پر پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی رولز بنائے گئے ہیں۔ جہاں پی پی آر اے رولز کا ان پر براہ راست اطلاق ہوتا ہے وہاں حکومت کے ادارے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ان پر عمل پیرا ہیں۔

وزارتِ اطلاعات ونشریات کی پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کی مرکزی اشتہارات پالیسی کوایک مثال کے طور پر پیش کیا جا تا ہے کہ کس طرح ایڈورٹائزنگ کمپنیوں اور پرنٹ میڈیا کے انتخاب میں با قاعدہ، اعلانیہ طریقے سے، انصاف، شفافیت اور جوابدہی کے اصولوں کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ تاہم پی پی آر اے آرڈیننس 2002 کے مطابق پی پی آر اے صرف پچاس ملین روپے یا اس سے زیادہ کے کنٹریکٹ کی جانچ پڑتال کرسکتا ہے۔ جبکہ عملی طور پر وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اداروں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اشتہارات کوٹکڑوں اور قسطوں میں تقسیم کر لیتے ہیں جن میں سے کوئی بھی بل کسی مرحلے پر پچاس ملین روپے سے زیادہ نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر کسی حکومتی ادارے کا اشتہاری بجٹ سالانہ پچاس ملین روپے سے زیادہ ہو بھی تو اشتہاری مہم کیلئے ایسی اشتہاری ایجنسیوں اور میڈیا کا انتخاب کیا جاتا ہے جن کا کوئی بل بھی مختلف مراحل میں پچاس ملین روپے سے زیادہ نہ ہو۔ جب اشتہاری مہم کا ایک مرحلہ مکمل ہو جاتا ہے جو پچاس ملین روپے سے کم لاگت کا ہوتا ہے، تو اس کے بعد دوسرے حصے پر کام شروع کیا جاتا ہے اور یہاں بھی بجٹ پچاس ملین سے کم ہوتا ہے اس لئے اس پر PPRA رولز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مزید برآں ان اداروں میں رجحان یہ پایا جاتا ہے کہ اشتہارات کے اخراجات کو دو، تین یا اس سے زائد اشتہاراتی کمپنیوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں ہر ایک کنٹریکٹ پچاس ملین روپے کی حد سے نیچے ہی رہتا ہے۔

33۔ جہاں کمیشن نے حکومت کے تین بڑے اداروں پی آئی اے، پی ایس او اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے سینئر نمائندوں سے ملاقات کی جو پرنٹ میڈیا میں بڑے اشتہار دینے والے تصور کئے جاتے ہیں، میڈیا کمیشن PPRA کے چیئر مین یا مینجنگ ڈائریکٹر سے بالمشافہ نہ مل سکا۔ بہر طور، مینجنگ ڈائریکٹر پی پی آر اے سے ای میل کے ذریعے 21 مئی 2013 کو رابطہ کیا گیا (مذکورہ ای میل کی نقل annexure-17 پر موجود ہے)۔ پی پی آر اے کی طرف سے موصولہ جواب بھی annexure-17 میں موجود ہے۔

34۔ اغراض ومقاصد کی شق اے، ایف، جی اور ایچ پر کمیشن کے حاصل کردہ حقائق، مشاہدات اور سفارشات جو اس رپورٹ کے گزشتہ سیکشن میں دیئے گئے ہیں ان کا مقصد اغراض ومقاصد کی شق آئی کے آخری حصے کے مقاصد کو پورا کرنا تھا یعنی ''۔۔۔ ایسے طریقے تجویز کرنا جو منصفانہ اور شفاف ہوں اور جو اطلاعات کی اعلیٰ ترین قدر اور مکمل منصفانہ تشہیر کو یقینی بنائیں''۔ مثال کے طور پر آڈٹ بیورو آف سرکولیشن اور پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کی مجوزہ تشکیل نو اور حکومت کے ہر ادارے کو اس قابل بنا کر، کہ وہ میڈیا اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کا انتخاب اپنے خود مختار طریقہ کار کے ذریعے حکومت کی فراہم کردہ ہدایات کی پابندی کرتے ہوئے کر سکے، مرکزیت کے خاتمے کے عمل کا آغاز۔

کمیشن کی طرف سے عمومی تبصرے:

1۔ ان تمام سٹیک ہولڈرز سے ملاقاتوں کے علاوہ جن کے میڈیا کے شعبے اور سرکاری اداروں کے ساتھ کاروباری تجارتی تعلقات ہیں، کمیشن بہت سے گروپوں، تنظیموں اور سول سوسائٹی کے اداروں کے نمائندوں سے بھی ملا جن کو میڈیا کے مسائل سے دلچسپی ہے۔ اسکے علاوہ کمیشن کارکن صحافیوں، سامعین وناظرین کی تعداد کا تعین کرنے والی ایجنسیاں، جو الیکٹرانک میڈیا کی ریٹنگ فراہم کرتی ہیں، کے نمائندوں اور کارپوریشنوں کے موجودہ اور سابقہ سربراہان سے بھی ملاقات کی۔

2۔ ایسے اکثر واقعات میں، تنظیموں کے نام رپورٹ کے حصہ اوّل یا حصہ دوئم میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ تاہم کچھ اطلاعات اور خیالات جو کہ متعلقہ لوگوں کی درخواست پر، کمیشن کو خفیہ طور پر پیش کئے گئے، ان لوگوں کے خیالات کو ملاقات کی روداد میں نام لے کر تحریر نہیں کیا گیا۔ ایسے تبصرے اس رپورٹ کے حصہ دوئم کے سیکشن III میں شامل کئے گئے ہیں۔

3۔ کمیشن نے سول سوسائٹی کے ان تمام گروپس اور فورمز کی اس گہری دلچسپی کو بے حد قدر اور تعریف کے ساتھ نوٹ کیا جس کا براہ راست یا بالواسطہ تعلق میڈیا کے مسائل سے تھا۔ ان کے نام اور ان کی آراء ملاقات کی روداد کا حصہ ہیں۔ کمیشن کی رائے ہے کہ حکومتی اداروں، جن کا تعلق اطلاعات اور میڈیا کے شعبے سے ہے اور نجی میڈیا اداروں جن کا تعلق پرنٹ میڈیا یا الیکٹرانک میڈیا سے ہے، دونوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کی تنظیموں، سوشل میڈیا کے تحریک کاروں، فورمز مثلاً ہیومین رائٹس کمیشن آف پاکستان، ساؤتھ ایشین فری میڈیا ایسوسی ایشن، سوسائٹی فار الٹیرنیٹو میڈیا اینڈ ریسرچ، پاکستان پریس فاؤنڈیشن، پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ، آل پاکستان نیوز پیپرز ایمپلائیرز کنفیڈریشن، کولیشن فار ایتھیکل جرنلزم، یونائیٹڈ پروڈیوسرز ایسوسی ایشن، ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل، تحقیقاتی صحافیوں، پی ٹی وی کے سابقہ اعلیٰ افسران، یونیورسل سروس فنڈز اور سرگرم شہریوں جن کے تبصروں کو ملاقات کی روداد میں شامل کیا گیا ہے، کے تبصروں اور سفارشات کا بغور مطالعہ کریں۔

4۔ ایک بڑے میڈیا ہاؤس کے سینئر نمائندے نے ذاتی طور پر کمیشن کو مطلع کیا کہ باوجود اس کے کہ ایک تحریری پالیسی اور ایک طریقہ کار موجود ہے جس کا مقصد حکومتی اشتہارات کی میرٹ پر تقسیم ہے اور باوجود ان دعوؤں کے جو حکومت وقت کے سرکاری عہدوں پر فائز افراد، وفاق میں یا صوبوں میں، تقریروں اور بیانات میں کرتے ہیں، ان کے میڈیا ہاؤس کے خلاف منظّم طور پر امتیازی سلوک روا رکھا گیا اور فی الحقیقت انکو جبر کا نشانہ بنایا گیا۔

5۔ حکومت کی طرف سے ان کے ساتھ اس مخاصمانہ سلوک کی وجہ وہ پرنٹ میڈیا اور براڈ کاسٹنگ میڈیا میں اپنی آزاد صحافتی اور ایڈیٹوریل پالیسی کو بتاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے میڈیا گروپ کو اکثر حکومتی اشتہارات میں سے ان کے جائز حصے سے محروم رکھا گیا کیونکہ انہوں نے حکومت وقت بالخصوص 2008-13 کے عرصے میں برسر اقتدار وفاقی حکومت کے اشاروں پر چلنے سے انکار کر دیا تھا۔ اگرچہ بظاہر یوں لگتا ہے کہ اس حکومت نے اپنی پالیسیوں اور رہنماؤں پر میڈیا کی انتہائی شدید اور سخت تنقید

برداشت کی ہے، لیکن عملی طور پر بہت سی مثالیں ایسی ہیں جہاں حکومت نے بعض پارٹیوں اور بعض میڈیا گروپس کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے حکومتی اشتہارات کے حصے میں ایسی کمی کردی جو کسی بڑے میڈیا کی تعداد اشاعت اور ناظرین وسامعین کی تعداد سے بالکل مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ اور اسکے علاوہ کم ازکم ایک معاملہ میں یعنی پی پی پی اور جیو میڈیا گروپ کے تنازعہ میں لیڈروں اور ممبران کو منع کردیا گیا کہ وہ ایک مخصوص چینل کے پروگرام میں شرکت نہ کریں۔ حتیٰ کہ ہوائی سفر میں مسافروں کو اخباروں کی کاپیاں مہیا کرنے کے معاملے میں بھی یہ روّیہ رکھا گیا کہ پی آئی اے کی پروازوں میں سرکردہ اخبارات کی تعداد کو کم کردیا گیا۔

6۔ ایک بڑے میڈیا ہاؤس کے مالک نے کہا کہ حکومت نے اشتہاروں پر اپنے کنٹرول کے اختیار اور سیکریٹ فنڈز کا بعض افراد مثلاً خود اس کی اور اسکے میڈیا گروپ کی کردارکشی کیلئے غلط استعمال کیا کیونکہ اس کا گروپ حکومت کی بدعنوانی، بدانتظامی اور اقربا پروری کے بارے میں بڑی آزادانہ اور دلیری سے تنقید کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ باوجود اس کے کہ اس کے ادارے نے ملکی خزانے میں سب سے زیادہ ٹیکس جمع کروایا، حکومت کے اداروں نے اسکے میڈیا گروپ کے خلاف بے بنیاد اور مبالغہ آمیز دعوے کئے جس کا مقصد صرف اسے اور اسکے ساتھیوں کو ہراساں کرنا اور ان پر ٹیکس چوری کا الزام لگا کر ان کی شہرت کو خراب کرنا تھا۔ اس نے اپنے میڈیا گروپ کے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ اپنی آزادانہ پالیسیوں پر کاربند رہے گا خواہ اس کی کچھ بھی قیمت چکانا پڑے اور مطالبہ کیا کہ حکومت کے زیر اختیارات اشتہارات کی تقسیم کیلئے ایک ایسی پالیسی بنائی جائے جو حقیقی طور پر شفاف ہو اور جس میں مؤثر چیک اور بیلنس کا نظام موجود ہو۔ اس نے کہا کہ موجودہ پالیسی صرف دکھاوے کی حد تک شفاف ہے لیکن عملی طور پر انہیں توڑ موڑ کر ان کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔

کمیشن کی اضافی سفارشات جو ایگزیکٹو سمری میں شامل نہیں ہیں

جبکہ وہ عوامل جن کی وجہ سے درج ذیل چار سفارشات ضروری ہو جاتی ہیں ان کا ذکر رپورٹ کے حصہ اوّل میں اور اغراض و مقاصد کی شق بی، یعنی پیمرا کیلئے ضروری اصلاحات، کے بارے میں پہلے دیئے گئے سیکشن میں مذکور ہیں، ذیل میں کمیشن وہ خصوصی سفارشات درج کر رہا ہے جو حصہ دوئم کی اس ایگزیکٹو سمری میں شامل نہیں ہیں جو عدالت کو 31 مئی 2013 میں پیش کی گئی تھی۔ یہ سفارشات عدالت کو 4 جون 2013 کو فراہم کی گئیں۔

1۔ یہ کہ اغراض و مقاصد کی شق ایف جو میڈیا سے متعلق بدعنوانی کا احاطہ کرتی ہے اور جس میں 2013 کے الیکشن میں میڈیا کے غیر جانبدار اور آزاد کردار کو یقینی بنانے کا تقاضا کیا گیا تھا اس بارے میں کمیشن کی سفارشات 21 مارچ 2013 کو عدالت کو پیش کردی گئی تھیں، وہ سفارشات 11 مئی 2013 کے بعد بھی توجہ اور عملی اقدامات کی مستحق ہیں تا کہ آنے والے مقامی حکومتوں کے انتخابات میں، جو تمام صوبوں میں 2014-2013 میں منعقد ہونے کا امکان ہے، میڈیا کو غیر جانبدارانہ کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جاسکے اور انتخابات سے پہلے کے مرحلے میں بدعنوانی کے ناموافق اثرات کو روک سکے۔

2۔ یہ کہ پیمرا کو چاہیے کہ وہ الیکٹرانک میڈیا، خاص طور پر ٹی وی چینلز کیلئے محصولات کا ایک نیا ماڈل تیار کرے، اس پر بحث کرائے، اسے متعارف کرائے اور بالآخر منظور کروائے، جس سے صرف اشتہارات کی آمدنی پر مکمل انحصار کم ہو اور ناظرین، سبسکرائبرز، کیبل آپریٹرز اور تقسیم کاروں اور دوسرے ذرائع سے فیس وصولی کو رائج کیا جائے جو ٹی وی چینلز کیلئے آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس سلسلے میں دوسرے ملکوں کے ریونیو ماڈلز کا حوالہ دیا جاسکتا ہے جو اس سے ملتے جلتے ہیں۔

3۔ پیمرا کو ٹی وی کے ناظرین کی تعداد کا تعین کرنے والے ماڈلز اور سسٹمز کیلئے متبادل آپشنز پر بھی غور کرنا چاہیے تاکہ محض ایک ریٹنگ سسٹم پر حد سے زیادہ انحصار کے موجودہ نظام کو بہتر بنایا جاسکے اور وسعت دی جاسکے۔ موجودہ ریٹنگ سسٹم شہروں میں مرکوز ہے (اور وہ بھی صرف تین یا چار شہروں تک محدود ہے)۔ اس بات کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ناظرین کی تعداد کا تعین کرنے کا ایسا نظام موجود ہو جو پاکستان کے طول وعرض میں آبادی، طرز زندگی، پیشے کے لحاظ سے گروہوں اور طبقات، لسانی اور ثقافتی اعتبار سے موجود تنوع کی نمائندگی کرتا ہو۔

4۔ یہ کہ پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی، پاکستان براڈکاسٹرز ایسوسی ایشن اور پیمرا کو چاہیے کہ وہ پیمرا کے قواعد وضوابط میں اشتہارات دکھانے کے مقررہ دورانیے کی پابندی کو یقینی بنانے کیلئے مل کر کام کریں تاکہ الیکٹرانک میڈیا کے نشریاتی مواد میں اشتہارات کی غالب موجودگی کو کم کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ ناظرین کی تعداد کا تعین کرنے کے ایک ایسے نظام کی تیاری میں بھی مدد دیں جو پاکستان کے تمام شہریوں اور علاقوں کی نمائندگی کرتا ہو کیونکہ اس وقت نشریاتی مواد، پیشکش کے انداز، طریقے اور مباحث وغیرہ کے تعین میں ایڈورٹائزرز کو ناجائز حد تک فیصلہ کن کردار حاصل ہے۔

مندرجہ بالا متن کے ساتھ 9 اغراض ومقاصد پر مشتمل کمیشن کی رپورٹ کا دوسرا حصہ مفصّل نتائج، مشاہدات اور سفارشات کے ساتھ یہاں اختتام پذیر ہوتا ہے۔

سنیٹر (ریٹائرڈ) جاوید جبار	جسٹس (ریٹائرڈ) ناصر اسلم زاہد
ممبر	چیئرمین

کراچی 31 مئی 2013

پھلے حصے کے Annexture

کمیشن کے ساتھ اجلاسوں میں شرکت کرنے والے افراد اور اداروں کے نام، عہدہ، تاریخ، مقام

نمبر شمار	اجلاس کی تاریخ	شرکت کنندہ کا نام اور عہدہ	ادارہ
کراچی (پہلا اجلاس)			
1	07-02-2013	عمران سید۔ چیئرمین، رباب حیدر، احمد جمال میر، منصور کریم شیخ	ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان (ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کی نمائندہ)
2	08-02-2013	سرمد علی، چیئرمین اور مسعود حمید، سیکریٹری جنرل	آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی (اے پی این ایس)
3	08-02-2013	ناسک اعجاز ڈپٹی جنرل منیجر (لیگل)، مریم شاہ (ڈپٹی جنرل منیجر) (کارپوریٹ کمیونیکیشن)	پاکستان سٹیٹ آئل (پی ایس او)
4	08-02-2013	اویس اسلم علی (چیئرمین)	پاکستان پریس انٹرنیشنل (پی پی آئی، نیوز ایجنسی)
5	09-02-2013	علی مستنصر (ایچ بی ایل)، صبیح احمد (جانسن اینڈ جانسن)، قمر عباس	پاکستان ایڈورٹائزرسوسائٹی (پی اے ایس)، ایچ بی ایل، جانسن اینڈ جانسن
6	09-02-2013	محمد اسلم قاضی (کے ٹی این)، غلام نبی مورائی (مہران ٹی وی)، سلیم گل (آواز ٹی وی)	سندھی زبان کے نمائندہ ٹیلی ویژن چینلز کے نمائندگان KTN۔ مہران، آواز ٹی وی
اسلام آباد (پہلا راؤنڈ)			
7	12-02-2013	حامد میر (جیو ٹی وی)، جناب ابصار عالم (آج ٹی وی)	CP 105/2012 کے اہم درخواست دہندگان
8	12-02-2013	مظہر عارف (آلٹرنیٹو میڈیا)	نیوز میڈیا کے نمائندگان
9	12-02-2013	طاہرہ عبداللہ، نسرین اظہر، مائرہ عمران (دی نیوز)، حمیرا شریف (اے پی پی)، عکس کے نمائندگان، اور عورت فاؤنڈیشن	سول سوسائٹی کے نمائندگان
10	13-02-2013	یوسف بیگ مرزا (منیجنگ ڈائریکٹر)	پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن
11	13-02-2013	مرتضٰی سولنگی (ڈائریکٹر جنرل)، محمد ادریس (ڈائریکٹر ایڈمن)، لیاقت علی، ڈائریکٹر (فنانس)	پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن

12	13-02-2013	خالد سرور (منیجنگ ڈائریکٹر)، عبدالواحد (ایگزیکٹو ڈائریکٹر)، محمد معین الدین (اکاؤنٹس منیجر)، اکرم ملک (چیف رپورٹر)، فاروق احمد (ڈائریکٹر فیچرز)، ایم غوث (ڈائریکٹر آئی ٹی)	ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان
13	13-02-2013	اسحاق چوہدری، چیئرمین اسلام آباد شاخ	آل پاکستان نیوز پیپر ایمپلائیز کنفڈریشن
14	14-02-2013	راشد چوہدری (چیئرمین)، ڈاکٹر اے جبار (ایگزیکٹو ممبر)، ناصر احمد (لیگل ڈیپارٹمنٹ)، سہیل احمد (سیکریٹری بورڈ)	پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی
15	14-02-2013	راجہ محمد شفقت عباسی (چیئرمین)، ثریا جمال (ڈائریکٹر)، ناصر اصغر گل (ایڈمن)	پریس کونسل آف پاکستان
16	14-02-2013	ارشد خان، سابق منیجنگ ڈائریکٹر	سابق ایم ڈی پی ٹی وی اور ایم ڈی یوفون
17	14-02-2013	آغا ندیم (سیکریٹری اطلاعات ونشریات)، محمد اعظم (PIO)، ناصر جمال (DGIP)، ظہور برلاس (ڈائریکٹر ABC)	وزارتِ اطلاعات ونشریات
کراچی (دوسرا راؤنڈ)			
18	21-03-2013	کاشف جعفری، چیف ایگزیکٹو آفیسر	9 ٹو 5 (میڈیا مانیٹرنگ اینڈ ریسرچ)
19	21-03-2013	عافیہ سلمان (کنسلٹنٹ بول بھی)، جہاں آراء (پریزیڈنٹ PASHA) جاوید فرید (ٹیکنالوجی کنسلٹنٹ)	نمائندہ سول سوسائٹی ـ PASHA، ٹیکنالوجی کنسلٹنٹ
20	21-03-2013	خواجہ راشد، آصف رضا میر، سید مبشر امام (چینل ٹیک)، شہباز صدیقی، راشد سمیع	یونائیٹڈ پروڈیوسرز ایسوسی ایشن

21	22-03-2013	خالد آرائیں (چیئرمین)، ممبرز آف کیبل ٹیلی ویژن آپریٹرایسوسی ایشن فار پاکستان۔عمران عابدی، غلام مصطفیٰ، سعید شاہ، محمد سعید (پشاور)، حافظ علی اسد (خیبر پختونخوا)، صابر لاکھانی (سندھ)، ایم فرید اللہ (کراچی)، شیخ عزیز، زبیر خٹک (خیبر پختونخوا) ببرک خان (بلوچستان)، چوہدری طاہر (پنجاب) ساجد ترمذی	کیبل ٹیلی ویژن آپریٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان
لاہور (پہلی میٹنگ)			
22	26-03-2013	عبداللہ خان سنبل (سیکریٹری)، ایس طاہر رضا ہمدانی (ایڈیشنل سیکریٹری)	انفارمیشن اینڈ کلچر ڈیپارٹمنٹ، حکومتِ پنجاب
23	26-03-2013	نعیم طاہر اور شاہد محمود ندیم	میڈیا ایکسپرٹ
24	26-03-2013	جمیل اطہر قاضی (چیئرمین)	کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹر (CPNE)
25	26-03-2013	جناب آئی اے رحمان، جناب حسین نقی	ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان
26	27-03-2013	اسد کھرل (چیف رپورٹر)	پٹیشنر و چیف رپورٹر، ایکسپریس نیوز لاہور
27	27-03-2013	سلمان دانش (میڈیا لاجک)	میڈیا لاجک، مانیٹرنگ ایجنسی
28	27-03-2013	شفقت محمود (سیکریٹری انفارمیشن PTI اور رفقائے کار)	پاکستان تحریک انصاف
29	27-03-2013	امتیاز عالم (SAFMA)	ساؤتھ ایشین فاؤنڈیشن آف میڈیا ایسوسی ایشن (پاکستان)
اسلام آباد			
31	28-02-2013	مشاہد اللہ خان، پاکستان مسلم لیگ (ن)	پاکستان مسلم لیگ (ن)
32	28-02-2013	ندیم اکبر (وائس پریزیڈنٹ)، ایس اے مسعود، حسام نیازی، اویس حمید، سہیل کسٹ، سفیر ایچ شاہ	ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان، اسلام آباد چیپٹر

33	01-03-2013	غلام اکبر، چیف ایگزیکٹو آفیسر، میڈاس انٹر نیشنل	میڈاس انٹرنیشنل لمیٹڈ
34	02-03-2013	افضل خان، ایڈیشنل سیکریٹری، الیکشن کمیشن آف پاکستان	الیکشن کمیشن آف پاکستان
35	02-03-2013	ایڈووکیٹ طارق حسن، درخواست گذار ۔۔۔(جیو ٹی وی)	پٹیشنر
36	02-03-2013	ایم ضیاءالدین	کنوینئر کولیشن فار اتھیکل جرنلزم، اور ایڈیٹر، ایکسپریس ٹریبیون اسلام آباد
37	02-03-2013	ریاض احمد	سابق ڈائریکٹر ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان

کراچی (راؤنڈ تھری)

38	05-03-2013	نور محمد لغاری (سیکریٹری)، ڈاکٹر ذولقور شلوانی (ڈائریکٹر جنرل)، انیتا بلوچ (ڈائریکٹر اشتہارات)	انفارمیشن اینڈ آرکائیوڈیپارٹمنٹ، حکومتِ سندھ
39	05-03-2013	AVM مسعود قاسم (ڈی ڈی ایم)، شعیب احمد (جی ایم برانڈ مینجمنٹ)، مشکور تاجوار (جی ایم پبلک افیئرز)، عاصم روف (لیگل)، حسنین ملک (سینئر آفیسر برانڈز)	پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز
40	07-03-2013	میر ابراہیم رحمان، ایم سلیمان، سی ای او جیو ٹی وی، ایڈووکیٹ کبیر (لیگل ایڈوائزر) ندیم احمد (لیگل ایڈوائزر)، خرم قدیر (جی ایم کارپوریٹ افیئرز (جیو)	جیو ٹیلی ویژن
41	07-03-2013	ایم کیو ایم وفد۔ حیدر عباس رضوی (ایم این اے)، قمر منصور سابق ایم پی اے سندھ	متحدہ قومی موومنٹ

42	07-03-2013	پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن: محمد اسلم قاضی (صدر)، میر ابراہیم رحمان (جیو)، طاہر خان (ٹی وی ون)، سلطان لاکھانی (ایکسپریس ٹی وی)، درید قریشی (ہم ٹی وی) شکیل مسعود (ڈان ٹی وی) علی بٹ، ایگزیکٹو ڈائریکٹر، پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن	پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن
43	08-03-2013	جناب ریحان مرچنٹ (سی ای او)، مرچنٹ ہولڈنگز اور فرحان قریشی (سٹار کمیونیکیشنز)	مرچنٹ ہولڈنگ (میڈیا بائینگ ہاؤس)
44	09-03-2013	جناب قمر زمان کائرہ (وفاقی وزیر برائے اطلاعات ونشریات)	انفارمیشن سیکریٹری (پاکستان پیپلز پارٹی)
	xx	پشاور	
45	10-03-2013	عظمت اورکزئی (سیکریٹری)، فرحت اللہ (ایڈیشنل سیکریٹری)، شہاب الدین (ڈائریکٹر)	انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ، خیبر پختونخوا
46	11-03-2013	رحیم اللہ یوسفزئی	بیورو چیف، دی نیوز پشاور
47	11-03-2013	ارشد عزیز ملک (صدر)، شریف فاروق (سینئر صحافی)، اور طاہر فاروق	خیبر یونین آف جرنلسٹ
48	11-03-2013	ڈاکٹر شاہ جہاں (ہیڈ ڈیپارٹمنٹ آف ماس کمیونیکیشن)، مس شبینہ اعزاز (عورت فاؤنڈیشن)، ادریس خالد (سول رائٹس ایکٹویوسٹ) جناب اعجاز درانی (ایس پی او)	سول سوسائٹی کے نمائندگان، ماہرین تعلیم، عورت فاؤنڈیشن، سول رائٹس، سٹرینتھننگ پارٹی سپیٹری آرگنائزیشن
	xxxx	اسلام آباد	
50	12-03-2013	آصف صلاح الدین، چیف ایگزیکٹو آفیسر	ایڈگروپ ایڈورٹائزنگ ایجنسی
51	12-03-2013	انور شیخ (جوائنٹ سیکریٹری)، سید افتخار (ڈائریکٹر آئی ٹی)، محمد ایوب (منیجر لیگل)، نوید احمد (پبلک ریلیشن آفیسر)	وزارتِ انفارمیشن ٹیکنالوجی
52	12-03-2013	آفتاب ظہور (صدر)، یاور عباس (ٹریژر)، شاہد علی بٹ (ایگزیکٹو ممبر)	ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان

53	12-03-2013	انعام اکبر، راجہ مقسط نواز (ایڈووکیٹ)، شکیل احمد (ٹیکس کنسلٹنٹ)، ذاکر حسین (اسسٹنٹ برائے سی ای او)، شاہد حمید (میڈیا انچارج)	میڈاس پرائیویٹ لمیٹڈ
54	12-03-2013	میر شکیل الرحمان (ہیڈ آف گروپ)، سینئر ایڈووکیٹ اکرم شیخ اور ایڈووکیٹ طارق حسن	جنگ/جیو گروپ آف کمپنیز
55	13-03-2013	شیر خان (سابق وفاقی سیکریٹری اور سیکریٹری BISP)، شجیع کاظمی (چیف کمیونیکیشن آفیسر)، شعیب خان (ڈائریکٹر میڈیا)، چوہدری نوید اکبر (ڈائریکٹر بزنس فیسیلی ٹیشن)	بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام
56	13-03-2013	ریاض اصغر صدیقی	سابقہ سی ای او، یونیورسل سروسز فنڈ
57	13-03-2013	بریگیڈیئر مشتاق عباسی (ڈائریکٹر جنرل)، بریگیڈیئر ریٹائرڈ شوکت قدیر (کنسلٹنٹ)	قومی احتساب بیورو
58	13-03-2013	کشمالہ طارق، ایم این اے، پاکستان مسلم لیگ (ق) ہم خیال	پاکستان مسلم لیگ (ہم خیال گروپ)
xx		کراچی	
59	15-03-2013	عادل مظفر (سابقہ چیئرمین)، سہیل مظفر (چیئر مین)	ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل
60	15-03-2013	امین یوسف (سیکریٹری جنرل)	پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس
xx		کوئٹہ	
61	18-03-2013	سرور جاوید (سیکریٹری)، محفوظ علی (ڈی جی)	انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ، بلوچستان

62	18-03-2013	امین اللہ میشوانی (صدر)، جاوید ترا کائی (وائس پرنسپل، QUJ)، طاہر خان (ایڈووکیٹ و HRCP)، عمر کاکڑ (صوبائی صدر، پختونخوا ملی عوامی پارٹی)، نصراللہ ضرار (پرووینشل ایس جی PKMAP)، غلام نبی (BNP مینگل) حاجی اے منان (انفارمیشن سیکریٹری نیشنل پارٹی)، ڈاکٹر اے ملک گروپ، راجہ وکیل انفوسیکریٹری، ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی، عبدالقدیر، ایم این اے ، پی ایم ایل (این)، ایوب بلوچ (سابقہ سیکریٹری انفارمیشن، حکومت بلوچستان)	کوئٹہ یونین آف جرنلسٹ، پولیٹیکل پارٹیز، پختون ملی عوامی پارٹی (PMAP)، بلوچستان نیشنل پارٹی (مینگل)، ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی نیشنل پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن)، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (HRCP)
63	18-03-2013	زینت یوسفزئی (ماہر تعلیم)، ایم نصر اللہ (سینٹر فار پیس اینڈ ڈویلپمنٹ) ملک ظہور اے سہوانی (صدر ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن)، نادر علی چلگاری (بار ایسوسی ایشن کے سابقہ صدر)، خورشید اے کھوسو (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)، مس سبینہ اسلام، چیئر پرسن بلوچستان وومن بار ایسوسی ایشن)	سول سائٹی کے نمائندگان، ماہرین تعلیم اور بار ایسو سی ایشن

Annexure "C"

ضابطہ کار / اخلاق

آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

دی پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی، جو آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کی پیشرو ہے، بنیادی طور پر مرحوم جناب حمید نظامی اور حامد محمود کی کوششوں سے 1950 میں قائم کی گئی تھی۔ 1953 میں آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کو تشکیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں تمام پبلشرز کو شامل کیا گیا۔ نئے ممبروں کے اضافہ سے ملک بھر میں اس ادارے نے بہت وسعت حاصل کی اور جلد ہی یہ آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کہلانے لگا۔ اس ادارے کی اہمیت اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ یہ ادارہ اخبارات اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے مابین پل کا کام کرتا ہے۔

آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی (APNS) کے ضابطہ کار اور اخلاق

1۔ سوسائٹی، اپنے اراکین کے ذریعے، تمام ممکنہ اقدامات کرنے کا عہد کرتی ہے جن سے اشاعت کی تعداد اور معیار کو ترقی دی جاسکے تاکہ عوام اور ایڈورٹائزرز کو بہترین خدمات کی فراہمی ممکن بنائی جاسکے۔

2۔ تمام ایڈورٹائزنگ ایجنسیاں ہر طرح کی معقول احتیاط برتیں گی کہ ان کی طرف سے ریلیز کئے جانے والے تمام اشتہارات قانونی، مہذب، صاف ستھرے، ایماندارانہ اور سچائی پر مبنی ہوں اور سامان اور خدمات کے حوالے سے اشتہارات صارفین اور معاشرے کیلئے احساس ذمہ داری کے ساتھ تیار کئے جائیں۔

3۔ ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں / ایڈورٹائزرز کے پاس، کسی اشتہار کو اشاعت کیلئے جاری کرنے سے پہلے، تمام دعوؤں کا، خواہ وہ براہ راست کئے گئے ہوں یا چھپے لفظوں میں، ثبوت موجود ہونا چاہیے جو معروضی طور پر ثابت ہوسکے اور اے پی این ایس کے مطالبے پر اسے پیش کیا جانا لازمی ہوگا۔

4۔ ایڈورٹائزر کو اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ کوئی اشتہار عدم صحت، ابہام، مبالغہ آمیزی، غلط بیانی کے ذریعے لوگوں کو گمراہ نہ کرے۔ کوئی بھی اشتہار کسی دوسرے اشتہار / پراڈکٹ سے اتنی مشابہت نہ رکھتا ہو کہ اس سے ابہام پیدا ہو یا دھوکے کا امکان ہو۔

5۔ کوئی بھی اشتہار کسی ٹریڈ مارک، نام، یا دوسرے ایڈورٹائزر کی اشتہاری مہم سے جڑی اچھی شہرت کا ناجائز استعمال نہ کرے

6۔ کسی بھی اشتہار میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جس سے قارئین میں بغیر کسی ٹھوس وجہ کے شدید یا وسیع پیمانے پر خوف یا غصّہ یا بے چینی پیدا ہونے کا امکان ہو۔

7۔ کسی بھی ایڈورٹائزر کو ناجائز طور پر کسی دوسرے کاروبار یا پراڈکٹ پر حملہ نہیں کرنا چاہیے نہ اسے بدنام کرنا چاہیے۔

8۔ کوئی ایسا اشتہار قبول نہیں کیا جائے گا جو کسی بھی طرح سے ان ادویات کی تشہیر عام پریس میں کرتا ہو جو صرف نسخے کے ذریعے دستیاب ہوتی ہیں، سوائے اس کے کہ وزارت صحت نے اس کی اجازت دی ہو۔ تاہم، ایسے اشتہارات میڈیکل اور متعلقہ پبلی کیشنز میں شائع کیے جاسکتے ہیں جو خصوصاً میڈیکل پریکٹشنرز کیلئے ہوتے ہیں۔

9۔ کوئی ایسا اشتہار جو کسی سیاسی جماعت رگروہ یا انتخابی امیدوار کے حق میں یا خلاف عوامی رائے پر اثر انداز ہونے کی نیت سے دیا جا رہا ہو اس میں ایسا کوئی مواد نہیں ہونا چاہیے جو خلافِ قانون ہو یا دوسروں کو قانون شکنی پر اُکساتا ہو۔ امیدواروں پر ذاتی حملوں سے بھی اجتناب کیا جانا چاہیے اور صرف پالیسیوں اور منشوروں کا ہی حوالہ دیا جانا چاہیے۔

10۔ کوئی ایسا اشتہار قبول نہیں کیا جائے گا جو مسخ کردہ اور مبالغہ آمیز دعوؤں یا تصویروں پر اس طریقے سے مشتمل ہو کہ جھوٹا تاثر چھوڑے یا براہِ راست دوسرے کاروبار یا مصنوعات پر تنقید کرے۔

11۔ تمام رقوم جو سوسائٹی کے ممبران کو ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کی طرف سے واجب الادا ہوں، وہ ممبر اخبار کے مقامِ اشاعت پر ادا کی جائیں گی اور اشاعت کے مقام پر یا اس مقصد کیلئے تجویز کردہ ادارے میں صرف ایک مجاز عدالت کے پاس اختیار ہو گا کہ وہ کسی تنازعے کی صورت میں قانونی کارروائی کرے۔ سوسائٹی کے اراکین اور ایکریڈیٹڈ ایڈوٹائزنگ ایجنسیوں کے درمیان کسی تنازعے یا اختلاف کی صورت میں، جو کسی کنٹریکٹ یا کسی انسرشن (Insertion) کے آرڈر یا کسی بل کے حوالے سے ہو، تو وہ ثالث کو دیا جائے گا جس کو، اگر دونوں فریق متفق ہوں تو، آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی نامزد کرے گی۔ بصورت دیگر تنازعات کو ثالثی قانون کے تحت حل کیا جائیگا۔

12۔ رکن اخبارات ورسائل ایڈورٹائزرز کو براہ راست رعایتیں مثلاً سستے نرخ، کریڈٹ کی زیادہ مدت، ترجیحی پوزیشن، کمیشن، رعایت اور کم نرخ پر آرٹ ورک جیسی سہولیات فراہم نہیں کرنی چاہیے۔

13۔ سوسائٹی کے ممبران براہِ راست ایڈورٹائزرز کو کمیشن یا کوئی رعایت نہیں دیں گے سوائے اس کے کہ کسی نان ایکریڈیٹڈ ایڈورٹائزنگ ایجنسی کو پیشگی نقد ادائیگی کے عوض کمیشن لینے کی اجازت دی گئی ہو، جو 6.5 فیصد سے زیادہ نہیں ہوگا۔

14۔ ایسی صورت میں کہ کنٹریکٹ میں مقررہ جگہ مکمل طور پر استعمال نہ کی گئی ہو تو صرف استعمال شدہ جگہ کیلئے اس نرخ کے حساب سے ادائیگی کی جائے گی جو کنٹریکٹ والے دن اشاعت کے ریٹ کارڈ کے مطابق ہوگا۔

15۔ سوسائٹی کے اراکین اشتہارات کا بزنس حاصل کرنے کیلئے ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے کلائنٹس کے ساتھ براہِ راست رابطہ کر سکتے ہیں۔ تاہم، یہ تمام بزنس مقرر کی گئی ایجنسی کے ذریعے سرانجام دیا جائے گا اور اگر کلائنٹ ایجنسی کی لسٹ میں موجود ہوگا تو سوسائٹی کے قواعد کے مطابق اس میں ایجنسی کا کمیشن 15 فیصد ہوگا۔

16۔ سوسائٹی کے ممبران اپنی صوابدید کے مطابق اپنے اخبار یا رسالے میں سوسائٹی کے کسی دوسرے ممبر کی طرف سے شائع کرائے جانے والے اشتہار پر رعایت دے سکیں گے۔

17۔ سوسائٹی کے ممبران اپنی صوابدید پر کسی خیراتی ادارے یا خدمت عامہ سے متعلقہ اشتہارات کیلئے رعایت دے سکیں گے۔

18۔ ایڈورٹائزر ایڈورٹائزنگ ایجنسی کے واجبات کی ادائیگی، ایجنسی انوائس (Invoice) جاری کئے جانے کے 45 دن کے اندر اندر کرے گا۔ اگر کوئی ایڈورٹائزر ادائیگی نہیں کر پاتا اور ایجنسی اخبار یا رسالے کو ادائیگی سے قاصر رہتی ہے تو آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی ایجنسی کی جانب سے شکایت موصول ہونے پر اور اس پر مطمئن ہونے پر اپنے ممبر اخبار یا رسالے کو یہ مشورہ دے گی کہ متعلقہ ایڈوٹائزر کے اشتہارات اس وقت تک کیلئے معطل کر دے جب تک کہ ادائیگی نہ کر دی جائے۔ یہ بات ایجنسی کی اس واضح ذمہ داری کو مدنظر رکھے بغیر ہے کہ ایجنسی کو اپنے واجبات اس صورت میں بھی ادا کرنے چاہئیں کہ کلائنٹ نے ادائیگی نہ کی ہو۔

کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹر (CPNE)

کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹر (CPNE) 1957 میں اپنے قیام سے لیکر آج تک پاکستان میں اخبارات کے ایڈیٹرز کے مشترکہ ادارے کے طور پر پریس کی آزادی، معلومات تک رسائی کے حق، جمہوری طریقوں کے فروغ اور ملک میں جمہوری اداروں کے استحکام کیلئے کام کرتی رہی ہے۔

سی پی این ای کا ضابطہ اخلاق

صحافت کیلئے مندرجہ ذیل ضابطہ اخلاق برائے عملدرآمد تشکیل دیا گیا ہے تاکہ پریس عوام کیلئے خبروں اور آراء کے متواتر بہاؤ کو یقینی بنا کر شائستگی، پیشہ ورانہ نظم وضبط کے اصولوں، آزادی وذمہ داری کے تقاضوں کے مطابق مفاد عامہ کی خدمات انجام دے، یہ مدنظر رکھتے ہوئے کہ اشاعت کی کسی بھی شکل یعنی خبر، آرٹیکل، ایڈیٹوریل، فیچرز، کارٹون، خاکوں، تصویروں، اور اشتہارات وغیرہ میں ایماندار، درست، معروضی اور غیر جانبدار صحافت پریس کیلئے رہنما اصول ہوں گے۔

1۔ پریس اخلاق کے معیار کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے گا اور ادبی سرقے سمیت توہین آمیز اور رسوا کن مواد کی اشاعت سے احتراز کرے گا۔

2۔ پریس تمام ضروری اور متعلقہ حقائق کو شائع اور منظر عام پر لانے کی کوشش کرے گا اور یقینی بنائے گا کہ جو خبر وہ دے رہا ہے وہ غیر جانبدار اور درست ہے۔

3۔ پریس متعصبانہ رپورٹنگ اور غیر تصدیق شدہ مواد کی اشاعت سے احتراز کرے گا اور آراء اور قیاس کو حقائق بنا کر پیش نہیں کرے گا۔ کسی ایک فرد یا چند افراد کے روّیے کو عمومی روّیہ قرار دینا غیر اخلاقی قرار دیا جائے گا۔

4۔ پریس افراد کی ذاتی رازداری کا احترام کرے گا اور ایسا کچھ نہیں کرے گا جو نجی، خاندانی اور گھریلو زندگی میں مداخلت کا باعث ہو۔

5۔ افواہوں اور غیر تصدیق شدہ خبروں سے اجتناب کیا جائے گا اور وہ شائع ہوں تو ان کی شناخت بطور افواہ یا غیر تصدیق شدہ خبر کے کی جائے گی۔

6۔ شائع کی جانے والی معلومات بشمول تصاویر اصل اور درست ہونی چاہئیں۔

7۔ پریس کسی بھی ایسے مواد کی تیاری، چھپائی، اشاعت اور تشہیر سے اجتناب کرے گا جو کسی فرد یا گروہ کے ساتھ نسل، علاقے، ذات، فرقے، قومیت، فرقہ، صنف، معذوری، بیماری یا عمر کی بنیاد پر امتیاز یا نفرت کی حوصلہ افزائی کرے یا ایسا کرنے پر اُکسائے۔

8۔ پریس جرم کو دلیرانہ اقدام یا مجرموں کو ہیرو کے طور پر تشہیر کرنے کیلئے استعمال نہیں ہوگا۔

9۔ پریس ایسے کسی مواد کی پرنٹنگ، اشاعت اور تشہیر سے اجتناب کرے گا جو کسی طور پر پاکستان اور اسکے عوام کی توہین کرے یا ملک کی آزاد مملکت کے طور پر خودمختاری اور سالمیت کو نقصان پہنچائے۔

10۔ پریس کسی ایسے مواد یا نظریے کی اشاعت یا تشہیر نہیں کرے گا جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19 کی خلاف ورزی کرتا ہو۔

11۔ پریس فوری طور پر تمام نقصان دہ نادرستگیوں کا ازالہ کرے گا، اور یقینی بنائے گا کہ تصحیح اور معذرت کو نمایاں جگہ ملے اور اگر معاملہ خاصی اہمیت رکھتا ہے تو ان افراد کو جواب دینے کا حق دے گا جن پر تنقید یا تبصرہ کیا گیا تھا۔

12۔ میڈیکل کے معاملات پر رپورٹنگ کرتے ہوئے یہ احتیاط کی جانی چاہیے کہ ایسی سنسنی خیزی سے گریز کیا جائے جس سے قارئین میں بے بنیاد خوف یا جھوٹی امیدیں پیدا ہوں۔ ابتدائی تحقیق کے نتائج کو اس طرح نہیں پیش کیا جانا چاہیے کہ وہ حتمی یا تقریباً حتمی نظر آئیں۔

13۔ تشدد اور بربریت کو سنسنی خیز بنا کر پیش کرنے سے اجتناب کیا جانا چاہیے تمام خبریں، بالخصوص اس وقت بالکل درست ہونی چاہئیں، جب عدالتی کارروائی کی کوریج کی جارہی ہو اور فیصلہ سنائے جانے سے پہلے خبروں میں ملزم کو بطور مجرم پیش نہ کیا جائے۔

14۔ بچوں، نوعمروں اور عورتوں کے خلاف سنگین جنسی جرائم کے واقعات میں جرم کا نشانہ بننے والوں کے نام اور شناختی تصویریں شائع نہ کی جائیں۔

15۔ بریفنگز اور بیک گراؤنڈ انٹرویوز میں پہلے سے طے شدہ رازداری کی پابندی کی جائے۔

16۔ اوپنین پول اور سروے کے نتائج کو شائع کرتے ہوئے پریس افراد کی تعداد، جغرافیائی علاقہ جہاں پول یا سروے کیا گیا ، کی نشاندہی کرے گا اور پول یا سروے کی سرپرستی کرنے والے (سپانسر) کی شناخت بھی بتائے گا۔

17۔ تمام اقسام کی مراعات اور ترغیبات، خواہ مالی ہوں یا کچھ اور، جن سے مفادات کے تصادم کا امکان ہو اور کوئی بھی ترغیب جو پیشہ ورانہ فرائض پر اثر انداز ہونے کیلئے دی گئی ہو اور جو معتبر، آزاد اور ذمہ دار پریس کے تصور سے مطابقت نہ رکھتی ہو، اس سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ(PFUJ)

پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ ناقابل تردید طور پر جنوبی ایشیاء کی پہلی ایسوسی ایشن ہے جو پورے ملک کے صحافیوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس نے آزادیٔ صحافت اور ملک میں جمہوری نظام کیلئے جو جنگ لڑی ہے وہ پاکستانیوں کے ذہنوں میں ہمیشہ نقش رہے گی۔

آج تک، پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس ان تمام آئیڈیلز پر قائم ہے جس کیلئے اسے 1950 میں قائم کیا گیا تھا۔ بنیادی طور پر اسکا مقصد پاکستانی صحافیوں کیلئے کام کا بہتر ماحول فراہم کرنا تھا لیکن یہ سول سوسائٹی کی جانب سے کی جانے والی جدوجہد اور چلائی جانے والے مہمات سے الگ تھلگ نہیں رہی۔

پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کے آئین کو پاکستان ورکنگ جرنلسٹس کنونشن میں منظور کیا گیا جو کہ کراچی میں اپریل 1950 میں منعقد کیا گیا تھا۔ ملکی وفود کے ساتھ غیر ملکی وفود نے بھی اس موقع پر شرکت کی جس نے پی ایف یو جے کے قیام کی داغ بیل ڈالی۔

پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (PFUJ) کا ضابطہ کار

دیگر ٹریڈ یونین کی طرح پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ اپنے اراکین سے تقاضا کرتا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ بطور کارکن اچھے معیار اور اعلیٰ اخلاقی ضابطوں پر عمل پیرا ہوں۔

یونین کے ممبر کے وفاداری کے اعتبار سے دو دعوے ہیں، ایک اپنی یونین کے ساتھ وفاداری اور دوسرے اپنے آجر کے ساتھ۔ ان کا آپس میں کوئی تصادم نہیں ہوتا جب تک کہ آجر یونین کی طے شدہ شرائط کی پابندی کرتا ہے اور کسی ایسے کام کا مطالبہ نہیں کرتا جو پیشے کے وقار یا ٹریڈ یونین ازم کے اصولوں سے متصادم ہو۔

1۔ ممبر کو کوئی ایسا اقدام نہیں اٹھانا چاہیے جس سے اس کے، اس کی یونین کے، اخبار کے اور پیشے کے اعتبار میں کمی آئے۔ اسے اپنی یونین کے قواعد کا مطالعہ کرنا چاہیے اور جان بوجھ کر یا نادانستہ یونین کے مفادات کے خلاف کام نہیں کرنا چاہیے۔

2۔ خواہ وہ کسی چیز کی اشاعت کے لئے ہو یا اسے دبا دینے کے لئے، صحافی کا رشوت وصول کرنا انتہائی سنگین پیشہ ورانہ جرائم میں سے ایک ہے۔

3۔ ہر صحافی اپنے ماتحتوں کے ساتھ رواداری کا ویسا ہی سلوک رکھے جیسا کہ وہ اپنے سے بلند درجے کے افسر سے اپنے لئے توقع رکھتا ہے۔

4۔ خبروں کے حقائق کو ایمانداری سے جمع کرنا اور شائع کرنا اور منصفانہ تبصرے اور تنقید کا حق، ایسے اصول ہیں جن کا ہر صحافی کو دفاع کرنا چاہیے۔

5۔ کوئی ممبر جو اپنی ملازمت چھوڑنا چاہتا ہے اسے معاہدے کے مطابق نوٹس دینا چاہیے سوائے اس کے کہ آجر نوٹس کی شرائط میں تبدیلی پر رضامند ہو۔

6۔ کوئی ممبر ناجائز طریقوں سے عہدے کی ترقی حاصل کرنے یا کسی دوسرے صحافی کا عہدہ لینے کی کوشش نہیں کرے گا۔ کسی ممبر کو براہ راست یا بالواسطہ اپنے لئے یا کسی اور کیلئے یونین کے کسی فری لانس رکن، خواہ ریگولر ہو یا جز وقتی، کا کمیشن حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

7۔ کسی دوسرے صحافی کی محنت کا ادبی سرقے کے ذریعے ناجائز استعمال یا اس کی تصاویر کی بغیر اجازت نقل کرنا غیر پیشہ ورانہ حرکت ہے۔

8۔ سٹاف کے وہ ارکان جو سطروں کے حساب سے اُجرت پر کام کرتے ہیں انہیں ایف ای سی یا کسی دوسری یونین کی طرف

سے پولنگ سکیم یا منصوبے کی صورت میں اپنا کام چھوڑنے کیلئے تیار رہنا چاہیے تاکہ فری لانس اراکین کو گزراوقات کیلئے کمائی کا ذریعہ مل سکے۔

9۔ کوئی بھی ممبر جو سٹاف کے عہدے پر ہو، اسے سب سے پہلے اس اخبار کی خدمت کرنی چاہیے جس نے اسے ملازمت دی ہے۔ اپنے فارغ وقت میں ممبر کو آزادی ہے کہ وہ دیگر تخلیقی کام کرے، لیکن وہ اپنے آرام کے اوقات اور تعطیل کے دوران کوئی ایسا اضافی کام سرانجام نہیں دے سکتا جس سے ایک بے روزگار ممبر ملازمت حاصل کرنے کے موقعے سے محروم ہوجائے۔ آرام کے دن کا، جو یونین نے اس دلیل کی بنیاد پر حاصل کیا تھا کہ مشقت طلب محنت کے بعد بحالی کی ضرورت ہوتی ہے، غلط استعمال ٹریڈ یونین کے ہفتے میں کم اوقاتِ کار کے ہدف کو نقصان پہنچاتا ہے۔

10۔ جہاں دیگر ممبران کی مدد کیلئے رضامندی کے جذبے کی ہر وقت حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے، ممبران کی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ کسی بے روزگار ممبر کو کام کے حصول میں مدد کریں۔

11۔ صحافی کو ہر اس چیز کیلئے جو وہ اپنے اخبار یا ایجنسی کو بھیجتا ہے اپنی ذاتی ذمہ داری کا مکمل ادراک ہونا چاہیے۔ اسے یونین اور پیشہ ورانہ رازوں کو خفیہ رکھنا چاہیے اور ذرائع و معلومات اور نجی دستاویزات سے متعلق مکمل رازداری کا احترام کرنا چاہیے۔ اسے جھوٹی معلومات یا دستاویزات نہیں پیش کرنی چاہئیں اور حقائق کو مسخ کر کے یا غلط طریقے سے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

12۔ خبریں یا تصاویر حاصل کرتے ہوئے، رپورٹروں یا پریس فوٹوگرافروں کو ایسا کچھ نہیں کرنا چاہیے جو معصوم، دکھی، یا پریشان حال لوگوں کیلئے تکلیف یا دل آزاری کا باعث بنے۔ خبریاتی تصاویر اور دستاویزات صرف ایماندارانہ طریقے سے حاصل کی جانی چاہئیں۔

13۔ ہر صحافی کو ہتک عزت، توہین عدالت اور کاپی رائٹ کے قوانین سے خطرے کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے۔ قانونی عدالتوں کی کارروائی کی رپورٹوں کیلئے ضروری ہے کہ ان میں فریقین کے درمیان برابری کے اصول پر عمل کیا جائے۔

پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن(PTV)

ذمہ داری

پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن پاکستان میں میڈیا کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ سرکاری شعبے کا ایک خودمختار ادارہ ہے۔

پی ٹی وی کی بنیادی ذمہ داری عوامی خدمت کی نشریات، نہ صرف پاکستان کے اندر بلکہ بیرون ملک بھی کرنا ہے۔ یہ اپنے تمام ناظرین کیلئے پروگرام تیار کرتا ہے جس میں ڈرامہ، حالاتِ حاضرہ، دستاویزی فلمیں، تفریح اور کھیلوں کے پروگرام شامل ہیں۔ اس کے پروگرام اردو کے علاوہ تمام علاقائی زبانوں بشمول سندھی، پنجابی، پشتو اور بلوچی میں تیار کئے جاتے ہیں۔

اپنے پروگراموں کی تیاری میں یہ معاشرے کے تمام طبقات کی دلچسپیوں اور مقاصد کوملحوظِ خاطر رکھتا ہے اورانہیں اپنے پروگراموں کے ذریعے مؤثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ریڈیو پاکستان۔پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن(PBC)

پی سی بی ایکٹ 1973 کے مطابق کارپوریشن کی مندرجہ ذیل ذمہ داریاں ہیں:

(a) پاکستان کے تمام حصوں، سمندری حدود، بحری اور ہوائی جہازوں کے اندر (ایسی خدمات کو بعدازاں ہوم سروسز کہا جائے گا) اور دیگر ممالک ومقامات (ایسی خدمات کو ایکسٹرنل سروسز کہا جائے گا) میں، معلومات کی تشہیر، تعلیم اور تفریح کی غرض سے نشریات کی سروس ایسے پروگراموں کے ذریعے فراہم کرنا جو موضوعات میں مناسب توازن رکھتے ہوں اور کوالٹی اور اخلاق کا عمومی اعلیٰ معیار برقرار رکھتے ہوں۔

(b) ایسے پروگرام نشر کرنا جو اسلامی نظریات، قومی یکجہتی اور جمہوری اصولوں، آزادی، مساوات، برداشت اور اسلام کے دیئے ہوئے سماجی انصاف کے اصولوں کوفروغ دیں اور علاقائی، نسلی، قبائلی فرقہ وارانہ، لسانی وصوبائی تعصب کی حوصلہ شکنی کریں اور پاکستانیوں کی امنگوں کی عکاسی کریں۔

(c) ہوم سروسز میں ایسے خصوصی پروگرام نشر کرنا جن کی ہدایت وقتاً فوقتاً وفاقی حکومت دیتی ہے؛

(d) ایکسٹرنل سروسز کے پروگرام ایسے ممالک میں اور ان زبانوں میں اور ایسے اوقات میں نشر کرنا جس کی ہدایت وفاقی حکومت وقتاً فوقتاً دیتی ہے۔

(e) عوامی آگہی کیلئے اہم سرگرمیوں کی تمام اقسام پیش کرنا اور خبروں اور واقعات کو جہاں تک ممکن ہو حقائق پر مبنی، درست اور غیر جانبدارانہ انداز میں نشر کرنا۔

(f) پروگراموں، اعلانات اور خبروں کے عمومی انداز اور پالیسیوں کے بارے میں وفاقی حکومت کی ان ہدایات پر عمل کرنا جو نشریات کے بارے میں وقتاً فوقتاً جاری کی جاتی ہیں۔

(g) موجودہ سٹیشنز اور آلات کو قائم رکھنا اور نئے سٹیشنز تعمیر کرنا اور آلات حاصل کرنا۔

(h) پاکستان میں ٹیلی فون کے موجودہ نظام کو قائم رکھنا اور نئی تعمیرات اور آلات حاصل کرنا جو نشریات کیلئے استعمال ہو سکیں۔

(i) ایسے مقالات، رسائل، جرائد، کتابیں، سرکلر اور اس قسم کا دوسرا مواد اکٹھا کرنا، تیار کرنا، چھاپنا، شائع کرنا، جاری کرنا اور قیمتاً یا بلا قیمت تقسیم کرنا جو کارپوریشن کے کسی بھی کام کی انجام دہی کیلئے موزوں ہوں۔

(j) دنیا کے کسی بھی حصے میں سے کسی بھی طریقے سے جو مناسب سمجھا جائے خبروں اور معلومات کو اکٹھا کرنا۔

2۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کارپوریشن کو پالیسی سے متعلق سوالات پر، اگر کوئی ہوں تو، وفاقی حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہدایات کے ذریعے رہنمائی دی جائے گی۔ صرف وفاقی حکومت کو ہی اس فیصلے کا اختیار ہوگا کہ کوئی سوال پالیسی سے متعلق ہے یا نہیں۔

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی(PEMRA)

میڈیا براڈ کاسٹرز یا کیبل ٹی وی آپریٹرز کیلئے ضابطۂ اخلاق:

پروگرام

1۔ کوئی ایسا پروگرام نشر نہیں کیا جائے گا:

(a) جس میں کسی مذہب، فرقے یا جماعت کے بارے میں تضحیک آمیز جملے استعمال کئے گئے ہوں یا کسی مذہبی فرقے یا نسلی گروہ کیلئے تضحیک آمیز تصاویر یا الفاظ استعمال کئے گئے ہوں یا اس سے نسلی یا فرقہ وارانہ روّیوں یا تفرقہ بازی کو فروغ ملتا ہو۔

(b) جس کے اندر کوئی بھی فحش، اخلاق باختہ یا غیر مہذب عنصر شامل ہو یا اس سے عوامی اخلاق کے خراب ہونے یا اسے نقصان پہنچنے کا امکان ہو۔

(c) جس کے تبصروں میں بُری زبان استعمال کی گئی ہو اور اسے سیاق وسباق میں دیکھا جائے تو اس سے کسی فرد یا جماعت یا گروہ کے نسل، ذات، قوم، گروہی یا لسانی شناخت، رنگ، مذہب، فرقہ، جنس، جنسی میلان، عمر یا ذہنی اور جسمانی معذوری کی بنیاد پر نفرت اور توہین کا نشانہ بننے کا خطرہ ہو۔

(d) جس کے اندر کسی کی شہرت خراب کرنے یا جان بوجھ کر جھوٹ پھیلانے والا مواد ہو۔

(e) جس سے تشدد کی حوصلہ افزائی ہو یا اس پر اُکسایا جائے یا کوئی ایسی چیز شامل ہو جو امن وامان قائم کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالے، یا قوم دشمن یا ریاست دشمن جذبات پیدا کرے۔

(f) جس میں توہین عدالت کا پہلو نکلتا ہو۔

(g) جس میں عدلیہ پر کیچڑ اچھالا گیا ہو یا پاکستان کی مسلح افواج کی امانت اور دیانت کے خلاف بات کی گئی ہو۔

(h) جو کسی فرد کو ذاتی طور پر یا کسی گروپ یا سماجی طبقات، یا ملک میں عوامی اور اخلاقی زندگی کو بدنام کرتا ہے یا گمراہ کن رنگ میں پیش کرتا ہے۔

(i) جو بنیادی ثقافتی اقدار، اخلاقیات اور اچھے آداب محفل کے خلاف ہو۔

(j) جو پاکستان یا اس کے لوگوں کی توہین کرتا ہے یا اس کی ایک آزاد اور خودمختار ملک کی حیثیت سے سالمیت یا یکجہتی کو کمزور کرتا ہے۔

(k) ایسے جرائم کو فروغ دیتا ہے، ان میں مدد دیتا ہے، یا شریک ہوتا ہے جو مروجہ قوانین کے تحت قابل سزا ہوتے ہیں۔

(l) جو مردوں یا عورتوں کے سراپا کو ایسے کسی بھی طریقے سے پیش کرتا ہو جس سے وہ ناشائستہ اور حقارت آمیز نظر آئیں۔

(m) جس میں بچوں کو تحقیر آمیز طریقے سے دکھایا گیا ہو۔

(n) جس میں کوئی ایسا عنصر موجود ہو جو جرم یا مجرم کو عظیم شے کے طور پر پیش کرتا ہو۔

(o) جس میں کوئی ایسا مواد شامل ہو جو پاکستان کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کیلئے نقصان دہ ہو۔ یا

(p) کوئی ایسا مواد رکھتا ہو جو نظریہ پاکستان یا اسلامی قدروں کے خلاف ہو۔

2۔ اس بات کو یقینی بنانے کیلئے خاص احتیاط کی جانی چاہیے کہ بچوں کیلئے بنائے گئے پروگراموں میں کوئی قابل اعتراض زبان استعمال نہ کی جائے اور والدین اور بزرگوں کے ساتھ گستاخی نہ کی گئی ہو۔

3۔ گھر، خاندان اور ازدواجی ہم آہنگی کے تقدس کے خلاف کوئی پروگرام نہیں بنایا جانا چاہیے۔

4۔ پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کی رپورٹنگ کرتے وقت کارروائی کا وہ حصہ جسے چیئرمین یا سپیکر نے حذف کرنے کا حکم دیا ہو کسی صورت میں نہ تو نشر کیا جائے اور نہ ہی تقسیم کیا جائے۔ ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے کہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کی درست رُوداد نشر کی جائے۔

اشتہارات

1۔ ایسے اشتہارات جو ٹی وی چینلز یا ریڈیو کی براڈ کاسٹ یا کیبل آپریٹر کے سٹیشن سے نشر کئے جاتے ہیں یا تقسیم کئے جاتے ہیں ان کو اس انداز میں تیار کیا جانا چاہیے کہ وہ ملکی قوانین سے مطابقت رکھتے ہوں اور اخلاقیات، شائستگی اور پاکستان کے مذہبی فرقوں کے احساسات کو مجروح نہ کرتے ہوں۔

2۔ ایسا کوئی اشتہار چلانے کی اجازت نہیں دی جائے گی جو،

(a) ملک میں بغاوت، انارکی اور تشدد کے رجحانات کو فروغ دے یا اس کی حمایت کرے۔

(b) پاکستان کے آئین کی کسی بھی شق کے خلاف ہو یا کسی ایسے قانون کے خلاف ہو جو اس وقت نافذ العمل ہو۔

(c) لوگوں کو جرائم کی، بدامنی، تشدد، یا قانون شکنی پر اُکسائے یا تشدد یا فحاشی کو کسی بھی طرح سے قابلِ فخر قرار دے

(d) جنسی بے راہروی، شہوت انگیز جذبات یا شراب نوشی یا غیر اسلامی اقدار کو اچھے کاموں کے طور پر پیش کرے

(e) تاریخی حقائق، پاکستان کی روایات یا کسی قومی رہنما یا ریاست کے کسی معزز فرد کی شخصیت یا ذات کو مسخ کرے

(f) نسلی، فرقہ وارانہ، گروہی، علاقائی یا طبقاتی نفرت کو ہوا دیتا ہو

(g) سماجی عدم مساوات کو فروغ دیتا ہو، اور جو انسانی احترام اور محنت کی عظمت کے تصورات کی مخالفت کرتا ہو۔

(h) گھر خاندان اور شادی کے تقدس کی مخالفت کرتا ہو۔

(i) سارے کا سارا یا زیادہ تر مذہبی یا سیاسی نوعیت کا ہو۔

(j) ایسے اشارے دیتا ہو جس سے عوام الناس ممکنہ طور پر یہ نتیجہ اخذ کر سکیں کہ جن مصنوعات کی تشہیر کی جا رہی ہے وہ یا ان کا کوئی جز کوئی ایسی خاصیت یا خوبی رکھتے ہیں جس کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

(k) غیر مہذب، فحش یا ناپسندیدہ موضوعات پر مبنی ہوں۔

(l) ایسا مواد رکھتا ہو جو نظریہ پاکستان اور اسلامی اقدار کے منافی ہو۔

3۔ جن اشیاء یا خدمات کی تشہیر کی جاتی ہے ان میں کوئی ایسا نقص نہیں پایا جانا چاہیے جو انسانی صحت کیلئے نقصان دہ ہو۔ مصنوعات کے بارے میں گمراہ کن دعوے نہیں کئے جانے چاہئیں۔

4۔ ایسا کوئی اشتہار، جس کے بارے میں امکان ہو کہ اسے بچوں کی بڑی تعداد دیکھے گی، اور اس میں بچوں کو براہِ راست کہا گیا ہو کہ وہ کسی مخصوص برانڈ کی اشیاء خریدیں یا اپنے والدین کو اسے خریدنے کا کہیں، شائع نہیں کیا جانا چاہیے۔

5۔ تمام اشتہارات کو ایک دوسرے سے مختلف ہونا چاہیے اور انہیں پروگراموں سے علیحدہ نظر آنا چاہیے اور انہیں کسی بھی طور خبروں یا دستاویزی فلم کی شکل نہیں دی جانی چاہیے۔

پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن (PBA)

خود اختیاری ضابطہء کار کا مسودہ

رضا کارانہ ضابطے کا دائرہ کار

یہ ضابطہء کار (جسے آگے چل کر صرف ضابطہ کہا جائے گا) پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن (جسے آگے چل کر پی بی اے کہا جائے گا) اور تمام الیکٹرانک میڈیا یا براڈ کاسٹرز جو پی بی اے کے ممبران ہیں، نے رضا کارانہ طور پر تشکیل دیا ہے۔ اس کا مقصد الیکٹرانک میڈیا کو خود اختیاری طور پر ضابطے کا پابند بنانا ہے۔ تمام لائسنس رکھنے والے یا اجازت یافتہ لوگ اپنی انفرادی حیثیت میں اور پی بی اے، اپنے اراکین کی حد تک، اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ضابطہ کی لفظی اور معنوی لحاظ سے پابندی کریں گے۔ پی بی اے ہر طرح سے اور ہر انداز میں کوشش کرے گی کہ اس کے اراکین اس ضابطہ پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔

دیباچہ

جیسا کہ پی بی اے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19 کو تسلیم کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "ہر شہری کو تقریر اور اظہار رائے کی آزادی ہوگی اور پریس آزاد ہوگا ماسوائے ان مناسب پابندیوں کے جو قانون نے نافذ کی ہوں گی۔" پی بی اے اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ میڈیا کے حقوق کے ساتھ ساتھ ذمہ داریاں بھی ہیں اور اسی لئے پی بی اے اس ضابطۂ اخلاق کا اعلان کرتا ہے (جسے پی بی اے کا ضابطہ کہا جائے گا) جو فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

(a) آزادی اظہار اور عوام کا معلومات تک رسائی کا حق جمہوری معاشرے کے قیام، نشوونما اور بقا کیلئے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں اور ان کی ضمانت آئین میں دی گئی ہے؛

(b) چونکہ عوام کو بھی سچ جاننے کا حق حاصل ہے، اس لیے یہ میڈیا کا فرض ہے کہ وہ عوام تک کسی دھمکی یا دباؤ کے خوف کے بغیر سچ پہنچائے؛

(c) آئین کی رو سے ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں، بشمول ان کے جو میڈیا کا حصہ ہیں، کے حقوق اور آزادیوں کی حفاظت کرے؛

(d) ہم عوام الناس اور قوم اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں اور جانتے ہیں کہ عوام کے جاننے اور باخبر رہنے کے حق اور افراد کے نجی معاملات کی پردہ داری اور ریاست کی سلامتی کے تقاضوں کے درمیان اس طرح سے توازن قائم رکھنا ہوتا ہے کہ وسیع تر عوامی مفاد محفوظ رہے۔

(e) ہر براڈ کاسٹر اس ضابطے کی اہمیت سے آگاہ ہے؛

(f) پی بی اے کے ضابطے کی مختلف شقوں کی تشریح اور ان کا نفاذ کرتے وقت فیصلہ کن امر عوام الناس کا مفاد ہوگا۔

اس لئے اب پی بی اے اور براڈ کاسٹرز رضا کارانہ طور پر اس ضابطہ کار کی منظوری دیتے ہیں۔

3۔ پروگرامز کیلئے ضابطہ کار

(3.1) ہم، میڈیا یا براڈ کاسٹرز جو پیمرا کے لائسنس یافتہ/اجازت یافتہ ہیں، رضا کارانہ طور پر عہد کرتے ہیں کہ ایسا کوئی مواد نشر نہیں کیا جائے گا جس میں درج ذیل چیزیں شامل ہوں:

(a) وفاق پاکستان کے خلاف ہتھیار اُٹھانے یا پاکستان کی سالمیت، یکجہتی، سلامتی اور دفاع کو نقصان پہنچانے کی دعوت دی گئی ہو۔ تاہم، پروگرام کا ایسا مواد جو پاکستان کی یکجہتی، سلامتی اور دفاع کے بارے میں متنازعہ سوالات سے متعلق تحقیق پر مشتمل ہو، قانون کے دائرے کے اندر ہو اور سیاق وسباق سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہو، اسے نشر کرنے پر پابندی نہیں ہوگی۔

(b) کسی خاص مذہب یا فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کے مذہبی خیالات اور عقائد کے بارے میں لعن طعن کا سلوک یا فرقہ وارانہ نفرت اور تشدد کی حوصلہ افزائی یا اس کا جواز پیش کرنا۔

(c) ہر وہ مواد جسے مروجہ قانون میں فحش یا مخربِ اخلاق قرار دیا گیا ہو۔

(d) کوئی بدزبانی پر مبنی تبصرہ جس میں جان بوجھ کر بے دردی سے نسل، قومیت، لسانی، رنگ، مذہب جنس، جنسی میلان، عمر، ذہنی یا جسمانی معذوری کی بنیاد پر کسی فردِ واحد یا افراد کے گروپ کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہو۔

(e) کاپی رائٹ یا کسی متعلقہ حقوق ملکیت کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔

(f) موجودہ اور بدلتی ہوئی معاشی اور سماجی اقدار، آبادی میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے خبروں کے آداب، شہری ہوں یا دیہاتی بدل جاتے ہیں۔

(g) براڈ کاسٹرز کو اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ ایسا مواد جو ممکنہ طور پر دہشتگردی یا جُرم پر اُکساتا ہو، یا شدید بدامنی کا باعث بن سکتا ہو، اس سے ہر صورت گریز کرنا چاہیے۔ براڈ کاسٹرز کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ وہ ایسا مواد نشر نہ کریں (جس سے جانوں کو خطرہ لاحق ہو جائے) ہائی جیکنگ، اغوا، یا دہشت گردی کے کسی جاری واقعے سے نمٹنے کی کوششوں کی کامیابی متاثر ہو۔

(h) جو تشدد کو درست ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہو اسکی ترغیب دلاتا ہو۔

(i) ایسا مواد جس کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ جھوٹ ہے یا ایسی وجوہات موجود ہوں کہ اسے بغیر کسی معقول تعصب یا شبہ کے جھوٹا سمجھا جا سکے۔

(j) جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 204 یا توہین عدالت کے کسی بھی مروجہ قانون کی روشنی میں توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہو۔

(k) رائے اور حقائق کے درمیان فرق کو ہرگز دھندلایا نہ جائے اور جہاں مناسب ہو، ناظرین و سامعین کے سامنے ان کے درمیان فرق کی واضح طور پر نشاندہی کی جائے۔ اگر کسی پروگرام کا مواد غیر تصدیق شدہ رپورٹ یا افواہ پر مبنی ہو تو سامعین کو اس بارے میں واضح طور پر بتایا جانا چاہیے۔

(l) جہاں افراد یا گروہوں کو الگ سے تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہو وہاں پروگرام میں جواب دینے کا مناسب موقع فراہم کیا جانا چاہیے تاکہ توازن قائم ہو سکے۔

(m) ایسا مواد جو تعزیرات پاکستان کے مطابق بلیک میلنگ کے زمرے میں آتا ہو یا کسی شخص پر الزام لگایا گیا ہو اور اس سے حاصل کردہ فوائد کا ذکر کیا گیا ہو۔

(n) ایسی کوئی چیز جو پاکستان کے ہتک عزت کے قانون کی روشنی میں کسی شخص کی ہتک عزت کا باعث بنے یا کسی شخص کی ذاتی زندگی کے بارے میں ہو سوائے اس کے کہ ایسا کرنا مفاد عامہ کا تقاضا ہو، یا اس فرد سے پیشگی اجازت حاصل کر لی گئی ہو۔

(3.2) اس ضمن میں کسی اور پابندی کو توڑے بغیر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کی رپورٹنگ کرتے وقت کارروائی کے ایسے حصے جنہیں چیئرمین یا سپیکر نے حذف کرنے کے احکام جاری کئے ہوں کو قطعاً نشر یا تقسیم نہیں کیا جائے گا اور ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ ایوانوں کی درست کارروائی نشر کی جائے۔

(3.3) نشر ہونے والی خبروں اور معلومات کی سچائی اور معتبریت کو جہاں تک اداراتی عملے کیلئے ممکن ہو یقینی بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

(3.4) المناک واقعات مثلاً بم دھماکے، جنگ، قدرتی آفات، تباہی وغیرہ کی خبریں نشر کرتے ہوئے اداراتی احتیاط سے کام لینا ہوگا تاکہ خوفناک مناظر، خون خرابہ، لاشیں یا انسانی اعضاء براہ راست یا ریکارڈ کر کے جہاں تک ممکن ہو دکھانے سے گریز کیا جائے۔ والدین کی رہنمائی(PG) کا نشان سکرین پر دکھایا جائے۔

(3.5) ضابطے کے مطابق کسی بھی متنازعہ مسئلہ پر کوئی پروگرام پیش کرتے وقت اس امر کی کوشش کی جائے کہ تمام سٹیک ہولڈرز کا نقطہ نظر برابری کے ساتھ اور معروضی انداز میں پیش کیا جائے۔

4.- براڈکاسٹرز کے فرائض اور ذمہ داریاں

(4.1) براڈکاسٹ میڈیا آپریٹرز بشمول اینکر پرسن، پروڈیوسرز اور ڈائیریکٹرز اس امر کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ وہ ضابطے پر مکمل عمل درآمد کریں گے۔

(4.2) براڈکاسٹرز اور ٹاک شو کے میزبانوں کو چاہیے کہ وہ پوری کوشش کریں کہ جوں ہی موقعہ ملے پروگرام میں حقائق کی غلطی کی تصحیح کریں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ جو تصحیح ان کے نوٹس میں لائی گئی ہے اسے عوام کیلئے نشر کیا جائے۔

(4.3) براڈکاسٹرز اور ٹاک شوز کے میزبان یا اینکرز اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ خبروں کا مواد اور حالات حاظرہ کے پروگرام جہاں تک ممکن ہو متوازن انداز میں پیش کئے جائیں۔ اس امر کو بھی یقینی بنایا جائے کہ دوسرے ملکوں سے آنے والا مواد سرکاری پالیسی کے خلاف نہ ہو۔

(4.4) براڈکاسٹرز اور ٹاک شوز کے میزبان یا اینکرز اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ خبروں کا مواد اور حالات حاضرہ کے پروگرام حساسیت کے ساتھ پیش کئے جائیں۔ اگر یہ مواد ناظرین کی ایک بڑی تعداد کیلئے پریشانی کا باعث بن سکتا ہو مثلاً کسی دردناک واقعے کے شکار لوگوں کی تصاویر یا انکے انٹرویو۔ ایسے مناظر کو صرف اسی صورت میں استعمال کیا جائے جب اداراتی طور پر ان کا پیش کرنا لازمی ہو۔

(4.5) کسی فرد کو مخاطب کرتے وقت یا انٹرویو لیتے وقت پروگرام پیش کرنے والے، اینکرز اور دیگر حصہ لینے والے اس فرد کے ساتھ اس خوش اخلاقی اور احترام سے پیش آئیں گے جو ہماری سماجی اقدار اور روایات کی عکاسی کرتا ہو۔

لائیو یا براہِ راست اپ لنکنگ (Live Uplinking)

اگر کسی موقع پر براہ راست نشریات میں ایسا مواد نشر کئے جانے کا امکان ہو جو کسی قانون کے خلاف ہو یا اس ضابطے کی خلاف ورزی کرتا ہو تو براڈ کاسٹرز لائسنس ہولڈرز/ اجازت رکھنے والے یا کوئی ایسا شخص جو اس کے تحت کام کرتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ فوری طور پر ایسے مواد کی نشریات کو روکنے کیلئے پیشگی اقدام کرے۔ اس سلسلے میں تمام براڈ کاسٹرز، لائسنس یافتہ حضرات یا وہ لوگ جن کو اجازت گئی ہے اپنے سسٹم میں ایسے تکنیکی انتظامات کریں گے جس سے نشریات میں مناسب تاخیری وقفہ موجود ہو تا کہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ جو مواد نشر کیا جا رہا ہے وہ ضابطے کے مطابق ہے اور اسے فلٹر کیا جاسکتا ہے۔

پیمرا کے سوا، کسی اور شخص، اتھارٹی، ادارے یا سیاسی جماعتوں کی طرف سے جاری کیا گیا کوئی تحریری ہدایت نامہ کیبل آپریٹرز پر قابل نفاذ نہیں ہوگا۔

جہاں تک اداراتی طور پر ممکن ہو، انتخابات کے موقعے پر الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ رہنما ہدایات پر عمل کیا جائے گا۔

جائزہ اور نفاذ

(5) پی بی اے کو اختیار ہوگا کہ وہ ضابطے کی شرائط کا جائزہ لے تا کہ ان میں ترمیم اور تبدیلیاں لائی جاسکیں جن کی ضرورت حالات کے تحت پیدا ہو جاتی ہے۔

(6) ضابطہ کار کے علاوہ کچھ ایسے معاملات بھی ہیں جن پر قانون سازی کیلئے پی بی اے اور پیمرا دونوں تیار ہیں۔ تفصیل کیلئے اس ضابطے کا (annexure-A) دیکھیے۔

(7) جیسا کے پیمرا اور پی بی اے ممبران نے تسلیم کیا ہے یہ ضابطہ کار فوری طور پر نافذ العمل ہو جائے گا اور اس کا اطلاق، فٹ نوٹ 1 تا 5 میں مذکورہ مسائل پر تعمیل کی شرط پر، تمام الیکٹرانک میڈیا پر ہوگا۔

نوٹ

(1) رضا کارانہ ضابطہ کار نافذ کرنے سے پہلے فریڈم آف انفارمیشن آرڈیننس 2002 اور ہتک عزت آرڈیننس 2002 میں ضروری ترامیم کرنا ہوں گی۔

(2) پی بی اے کے رضا کارانہ ضابطہ کار کے نفاذ کے فوری بعد پیمرا قوانین کی وہ تمام شقیں جو پی بی اے کے ضابطہ کار سے متصادم ہیں، ضروری ترامیم کے بعد پیمرا آرڈیننس 2002 اور رولز اور ریگولیشنز میں سے حذف کردی جائیں گی۔

(3) اس ضابطے کوتفریحی پروگراموں مثلاً طنز، ڈرامہ، فلم اوراس قسم کے دوسرے پروگراموں پرسختی سے نافذنہیں کیا جائے گا۔

(4) ایسی کوئی شق جو آئین پاکستان کے آرٹیکل 19 سے متصادم ہو، کا نفاذنہیں کیا جائے گا۔

(5) اس ضابطہ کارکا اطلاق حکومت کے ملکیتی یا اس کے زیرانتظام چلنے والے یا الیکٹرانک میڈیا کے مشترکہ تمام منصوبوں پرہوگا۔

قبولیت

میں، ہم / مالک / آپریٹر / مجاز فرد / نمائندہ برائے جناب ـــــــــــــــــــــــ (جو پیمرا کے لائسنس یافتہ ہیں) تصدیق کرتے ہیں کہ میں نے / ہم نے مندرجہ بالا ضابطہ کار، جو چھ صفحات پر مشتمل ہے، کی تمام شقوں کو پڑھ لیا ہے، سمجھ لیا ہے اور قبول کرلیا ہے اور یہاں عہد کرتے ہیں کہ اس ضابطے کی پابندی کریں گے۔

(ـــــــــــــــــــــــ)

نام ـــــــــــــــــــــــ

مقام ـــــــــــــــــــــــ

تاریخ ـــــــــــــــــــــــ

پریس کونسل آف پاکستان PCP

پریس کونسل آف پاکستان ایک خودمختار اور آزاد اعلیٰ ادارہ ہے جو میڈیا پریکٹس کے اچھے معیار کو جاری کرتا اور اس کو مانیٹر کرتا ہے۔ اس کونسل کے دائرہ کار کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1۔ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزیوں، جن کا تعلق اخبارات نیوز ایجنسیوں ایڈیٹرز اور صحافیوں سے ہو، کے بارے میں شکایات وصول کرنا

(2) اخبارات، نیوز ایجنسیوں ایڈیٹرز صحافیوں اور پبلیشرز کیلئے ضابطہ اخلاق پر نظر ثانی کرنا، اسے اپ ڈیٹ کرنا، نافذ کرنا اور عملدرآمد کرانا، جیسا کہ اس آرڈیننس کے شیڈول میں کہا گیا ہے۔

پی سی پی کا ضابطہ اخلاق برائے کارکردگی

ضابطہ اخلاق برائے کارکردگی پریس کیلئے بنایا گیا ہے تاکہ وہ مفاد عامہ کیلئے تہذیب اور شائستگی کے اصولوں، پیشہ وارانہ طرزِ عمل کے اصولوں اور آزادی اور ذمہ داری کے اصولوں پر عمل کریں اور، خبروں اور تبصروں کی بلا رکاوٹ فراہمی کو یقینی بنائیں یہ پیش نظر رکھتے ہوئے کہ دیانتداری، سچائی، غیر جانبداری انصاف اور برابری کے اصولوں کو پریس کے رہنما اصول ہونا چاہئے خواہ وہ اشاعت کی کسی بھی شکل میں ہو یعنی خبر ہو، مضمون ہو، اداریہ ہو، فیچر ہو، کارٹون ہو، خاکہ، تصویر یا اشتہار ہو۔

(1) پریس کوشش کرے گا کہ اخلاقیات کے معیار کو قائم رکھا جاسکے اور ادبی سرقے اور ہتک آمیز اور بدنامی کا باعث بننے والے مواد سے گریز کیا جائے۔

(2) پریس تمام ضروری اور متعلقہ حقائق کو ظاہر کرنے اور شائع کرنے کی کوشش کرے گا اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ جو معلومات شائع کرتا ہے وہ ایماندارانہ اور درست ہوں۔

(3) پریس متعصّبانہ رپورٹنگ سے اجتناب کرے گا اور غیر مصدقہ خبروں کو شائع نہیں کرے گا اور تبصروں اور اندازوں کو مسلمہ حقائق کی صورت میں پیش نہیں کرے گا۔ ایک فرد واحد یا چند افراد کے گروہ کے طرز عمل کو عمومی شکل دینا غیر اخلاقی کہلائے گا۔

(4) پریس افراد کی نجی پردہ داری کا احترام کرے گا اور کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جو کسی کی نجی، خاندانی یا گھریلو زندگی میں بے جا مداخلت کا سبب ہو۔

(5) افواہوں اور غیر مصدقہ رپورٹوں سے بچا جائے گا اور اگر غلطی سے کوئی ایسی رپورٹ شائع ہو جائے تو اس کی صحیح صورت حال کی فوری وضاحت کی جائے گی۔

(6) صرف وہ اطلاعات اور تصاویر شائع کی جائیں گی جو بالکل صحیح ہوں۔

(7) پریس ہر اس مواد کو جو کسی فرد واحد یا کسی گروہ کو نسل، مذہب، ذات، فرقہ، قومیت اور لسانی شناخت، معذوری، صنف، بیماری یا عمر کی بنیاد پر امتیاز کا نشانہ بنانے، پروگرام کا حصہ بنانے، شائع کرنے اور پھیلانے سے گریز کرے گا۔

(8) پریس جرم کو ایک ہیرو کا کارنامہ اور مجرم کو ہیرو بنا کر پیش کرنے کا ذریعہ نہیں بنے گا۔

(9) پریس ایسے مواد کی چھپائی، اشاعت اور تشہیر سے گریز کرے گا جس سے پاکستان یا اس کے لوگوں کی توہین ہوتی ہو یا بحیثیت ایک آزاد ملک پاکستان کی یکجہتی اور سلامتی کو نقصان پہنچتا ہو۔

(10) پریس کوئی ایسا مواد یا مضمون شائع کرے گا نہ پھیلائے گا جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19 کی خلاف ورزی کرتا ہو۔

(11) پریس فوری طور پر ایسی نقصان دہ اغلاط کا ازالہ کرنے کی لیے ان کے درست بیانات شائع کرے گا اور کسی شخص سے معافی مانگنی پڑے تو اسے نمایاں جگہ پر شائع کیا جائے اور جس شخص پر تنقید کی گئی ہو یا جس پر ایسے تبصرے لکھے گئے ہوں انہیں جواب دینے کا حق دیا جائے گا جسے وہ اخبار یا جریدہ شائع کرے گا۔ ایسا اس صورت میں ضروری ہوگا جب کہ موضوع کافی اہمیت کا حامل ہو۔

(12) میڈیکل مسائل پر رپورٹنگ کرتے وقت یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ سنسنی خیزی سے بچا جائے جس سے قارئین کے دل میں بے بنیاد خوف پیدا ہو سکتے ہوں یا امیدیں جنم لے سکتی ہوں۔ ابتدائی ریسرچ اور اس کے نتائج کو کسی بھی طور حتمی یا تقریباً حتمی بنا کر پیش نہ کیا جائے۔

(13) تشدد اور ظلم کے واقعات کو سنسنی خیز انداز میں پیش کرنے سے گریز کیا جانا چاہیے۔ ایسی تمام رپورٹنگ بالکل درست ہونی چاہیے بالخصوص جب عدالت کی کارروائی کی خبر دی جا رہی ہو اور ملزم کو مقدمہ کے فیصلے سے پہلے ہی مجرم بنا کر ہرگز پیش نہ کیا جائے۔

(14) جنسی جرائم اور وحشیانہ جرائم جن کا نشانہ بچے، نوجوان اور عورتیں بنتی ہیں ان کی شخصیت کو پردے میں رکھنا چاہیے اور ایسی کوئی تصویر نہیں چھاپنی چاہیے جس سے ان کی شناخت ہو سکے۔

(15) بریفنگ اور بیک گراونڈ انٹرویو میں اگر رازداری کا وعدہ کیا گیا ہے تو اسے ہر صورت نبھانا ہوگا۔

(16) رائے عامہ کے پول اور سروے شائع کرتے وقت حصہ لینے والے لوگوں کی تعداد، ان کا جغرافیائی علاقہ اور پول کا انتظام کرنے والے کی شناخت کو سامنے لایا جائے گا۔

(17) کسی بھی اقسام کی مراعات اور ترغیبات، خواہ مالی ہوں یا کچھ اور، جن سے مفادات کے تصادم کا امکان ہو اور کوئی بھی ترغیب جو پیشہ ورانہ فرائض پر اثر انداز ہونے کیلئے دی گئی ہو اور جو معتبر، آزاد اور ذمہ دار پریس کے تصور سے مطابقت نہ رکھتی ہو، اس سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

الیکشن کی کوریج کیلئے پریس کونسل آف پاکستان کے رہنما اصولوں کا مسودہ

عبید ابرار خان

مارچ 1، 2013

پرنٹ ایڈیشن سے

اسلام آباد: پریس کونسل آف پاکستان نے تمام میڈیا سٹیک ہولڈرز بشمول اے پی این ایس، سی پی این ای، پی ایف یو جے، پی بی اے، ای جے این، دانشوروں، بار ایسوسی ایشنز اور کراچی، لاہور، ملتان و اسلام آباد کے متعلقہ سول سوسائٹی اداروں کے ساتھ مشاورت سے عام انتخابات 2013 کی کوریج کیلئے رہنما اصولوں کا مسودہ تیار کیا ہے۔

ذرائع کے مطابق پی سی پی اگلے ہفتے یہ رہنما اصول چار مختلف زبانوں یعنی سندھی، بلوچی، پشتو اور اردو میں شائع کردے گی

پی سی پی ایک ''پریس مانیٹرنگ سیل'' بھی قائم کرے گی۔

رہنما اصولوں میں ذکر ہے کہ پاکستان میں تکثیری کردار ادا کرنے والے میڈیا کی ترقی کو تیز تر کرنے کیلئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 19(A) پاکستان میں اظہار رائے کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ آئینی ضمانت اور پریس کونسل آف پاکستان آرڈیننس کے آرٹیکل 8(I) کے ساتھ پی سی پی پریس کو اپنی آزادی برقرار رکھنے اور میڈیا ہاؤسز اور میڈیا کارکنوں کیلئے ضابطہ اخلاق پر نظر ثانی، اس کی تجدید، نفاذ اور عملدرآمد میں مدد دے گی اور۔

اس وقت جب میڈیا اپنے سیاسی روابط کی مہم چلانے کی تیاریوں میں ہے جس کا اختتام الیکشن کے دن کے واقعات کی رپورٹنگ پر ہوگا تو اس میں بہت سے مختلف اقسام کے حقوق آتے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں:

ایک دوسرے سے مربوط حقوق یہ ہیں: عوام (ووٹرز) کا حق کہ وہ انتخاب سے پہلے اور اس کے دوران باخبر چناؤ کریں، انتخاب لڑنے والے امیدوار کا حق کہ وہ میڈیا کے ذریعے اپنے سیاسی خیالات اور پالیسیاں سامنے لائے، میڈیا ہاؤسز کا حق ملک کے کارپوریٹ شہری ہونے کے ناطے:

یہ یقینی بنانے کیلئے کہ ان باہم مربوط حقوق کی حدود پامال نہ ہوں میڈیا کو ہر وقت یہ کوشش کرنی چاہیے کہ: کسی بھی امیدوار کیساتھ جانبدارانہ روّیہ رکھے بغیر عوام کو قابل اعتماد معلومات فراہم کرے تاکہ وہ باخبر فیصلہ کرسکیں۔

رہنما اصولوں میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ: کسی بھی پارٹی، لیڈر یا امیدوار کے خلاف امتیازی سلوک سے گریز کیا جائے گا۔ آزادی اظہار کو یقینی بناتے اور اس سے وابستہ اقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام میڈیا پلیٹ فارمز کی کام کرنے کی آزادی کا تحفظ کیا

جائے گا۔ کسی تعصب کے بغیر تمام کمیونٹیز تک رسائی حاصل کی جائے گی اور انہیں انتخابی عمل کے بارے میں آگاہی فراہم کی جائے گی کہ وہ کس طرح اپنے ووٹ کے حق کا آزادانہ استعمال کر سکتے ہیں۔

رہنما اصولوں میں یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ انتخابات کی منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور اخلاقی کوریج کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میڈیا اس امر کو یقینی بنائے کہ سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی کوریج کیلئے وقت اور جگہ دینے کے فیصلوں میں انصاف کے اصولوں پر عمل کیا جائے۔ اس بات کو بھی تسلیم کیا جائے کہ توازن اور انصاف کے حصول میں خاصا وقت درکار رہوتا ہے۔

میڈیا خواتین اور مردوں دونوں کے خیالات کو جگہ دے گا اور معاشرے کے تمام طبقات اور تمام جمہوری گروہوں، جو پاکستان کے آئین، قانون اور قواعد کی پاسداری کرتے ہیں، کی رائے کو کوریج دے گا۔

سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کا میڈیا اشتہار اور ادارتی مواد کے درمیان فرق کو مدنظر رکھے گا اور اشتہارات کی اقسام اور بامعاوضہ سیاسی تشہیری مواد کو ادارتی مواد بنا کر پیش کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔

با معاوضہ سیاسی مواد کو اسی شناخت کے ساتھ نشر کیا جانا چاہیے۔ بامعاوضہ مواد اور ادارتی مواد کے نشر کرنے میں میڈیا انڈسٹری کے متفقہ معیار کے مطابق توازن کو برقرار رکھے گا۔

میڈیا انتخابات میں شرکت کی حوصلہ افزائی کرے گا اور بالخصوص ایسی تمام افواہوں، خیال آرائیوں، سنسنی خیزی اور غلط معلومات پھیلانے کی حوصلہ شکنی کرے گا، خاص طور پر اس وقت جب یہ کسی خاص سیاسی جماعت یا امیدوار سے متعلق ہو، بلاثبوت الزامات یا ذات پر تبصرے یا آراء جو بدنیتی کے تحت بنائی گئی ہوں اور کسی فرد یا پارٹی کے بارے میں منفی یا اہم معلومات نشر یا شائع کرنے سے پہلے ان کی تصدیق کرے گا اور ہر قسم کی نفرت آنگیز گفتگو جس سے تشدد پر اُکسانے یا امن عامہ کو خراب کرنے کی کوشش کا پہلو نکلتا ہو۔

اشتعال انگیز طریقۂ اظہار سے اجتناب کے اس عزم کا اطلاق تمام سطحوں کی سیاسی سرگرمیوں، بشمول سیاسی رہنماؤں یا امیدواروں کی جانب سے بیانات اور تبصروں کی رپورٹنگ پر ہوگا۔ میڈیا انتخابی مہم کے دوران اور بالخصوص انتخابات کے قریب کے دنوں میں اوپنین پول (Opinion Poll) یا سروے کے استعمال میں احتیاط سے کام لے گا۔ اوپنین پول یا سروے کی معلومات کو شائع رنشر کرتے وقت میڈیا رائے دینے والوں کی تعداد، جغرافیائی علاقہ جہاں سروے کیا گیا، اور پول سپانسر کرنے والوں کی شناخت کو ظاہر کرے گا۔

میڈیا کو چاہیے کہ وہ الیکشن کمیشن آف پاکستان سے جاری کئے جانے والے انتخابی نتائج کی درست رپورٹ دے اور انتخابات والے دن مختلف حلقوں سے آنے والے نامکمل اور غیر مصدقہ نتائج شائع کرنے/نشر کرنے سے گریز کرے۔

تمام میڈیا اس امر کو یقینی بنائے کہ ان کا انتخابات کی کوریج کیلئے تعین کردہ سٹاف بشمول ان کے جو مقامی طور پر کوریج کر رہے ہوں، مکمل تربیت یافتہ اور سیاسی طور پر غیر جانبدار ہو۔ صحافیوں اور میڈیا سٹاف کا تحفظ انتہائی اہم ہے۔ تمام میڈیا اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس حوالے سے مؤثر اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ انتخابات میں حصہ لینے والے امیدوار کو انتخابات کے دوران خود کسی ٹی وی پروگرام کا اینکر، انٹرویو لینے والا یا پریزینٹر نہیں بننا چاہیے۔

الیکشن کی کوریج کرنے والے صحافیوں کو کسی سیاسی جماعت/امیدوار کا ایجنٹ بننے سے گریز کرنا چاہیے۔ الیکشن کی کوریج کرنے والے صحافی کسی بھی تحفے یا نقد کی صورت میں سیاسی رشوت وصول نہیں کریں گے۔ میڈیا کو چاہیے کہ وہ تمام بڑی سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کو منصفانہ وقت اور موقع فراہم کرے۔

میڈیا کو چاہیے کہ الیکشن کے حوالے سے کسی بھی سیاسی جماعت/امیدوار یا اس کے حامیوں کے دباؤ کی مزاحمت کرے اسی طرح سیاسی جماعتوں/امیدواروں اور ان کے حامیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے معاملات کو صحافیوں سے علیحدہ رکھیں اور آزادیٔ صحافت کا احترام کریں۔

میڈیا، ناظرین کو باقاعدگی سے معلومات کیلئے موزوں ویب سائٹس یا معلومات کے دیگر ذرائع کے بارے میں آگاہ کرے، جس میں انتخابات میں حصہ لینے والے تمام امیدواروں کی فہرست موجود ہو۔ میڈیا کو تشدد اور سیاسی دھمکیوں سے ایک دوسرے کو بچانے کیلئے مل کر کام کرنا چاہیے اور یقینی بنانا چاہیے کہ انتخابات سے متعلقہ ریاستی اور سیاسی ایڈورٹائزنگ کیلئے منصفانہ اور شفاف نظام استعمال ہو۔

میڈیا کے رہنما اصولوں پر عملدرآمد کیلئے اقدامات یہ ہیں: انتخابات کی میڈیا کوریج کیلئے میڈیا کی مقررہ اخلاقی حدود کی خلاف ورزی کے بارے میں نجی اور سرکاری شکایات کی وصولی اور فیصلہ سازی کی قانونی ذمہ داری کے پیش نظر پریس کونسل آف پاکستان آزادیٔ اظہار کی اصل روح کی قربانی دیئے بغیر میڈیا کے حقوق کے تحفظ کیلئے ہراول دستے کا کام کرے گی۔

پی سی پی کا مانیٹرنگ سیل اکٹھی کی جانے والی تمام تر معلومات کا الیکشن کمیشن، صحافیوں، میڈیا ہاؤسز اور متعلقہ سٹیک ہولڈرز کیساتھ شیئر کرے گی تاکہ آزادانہ اور شفاف انتخابات کو یقینی بنایا جائے۔

پی سی پی انتخابات سے قبل اور بعد، پی سی پی کے الیکشن میں میڈیا کیلئے رہنما اصولوں کو اپنانے اور عملدرآمد کرنے کے بارے میں مانیٹرنگ رپورٹ تیار کرے گی۔ دی نیوز کے نمائندے کی طرف سے رابطہ کرنے پر پریس کونسل آف پاکستان کے ترجمان (کاشف نواز) نے کہا کہ 2013 کے عام انتخابات میں میڈیا کیلئے پی سی پی کا ضابطہ اخلاق اگلے ہفتے جاری کر دیا جائے گا۔

پاکستان کولیشن فار ایتھیکل جرنلزم

یہ کولیشن میڈیا پروفیشنل گروپس اور نمایاں صحافیوں کا ایک نیٹ ورک ہے جو مل کر درج ذیل معاملات پر تازہ بحث کے فروغ کیلئے کام کر رہے ہیں:

☆ صحافیوں میں ہر سطح پر اخلاقیات (Ethics) کے بارے میں آگہی میں اضافہ کرنا اور یہ بتانا کہ کس طرح پیشہ ورانہ طور پر کام کیا جائے۔

☆ میڈیا مالکان کے ساتھ روابط اور عزم کو بڑھانا کہ وہ شفافیت اور احتساب کے ذریعے گڈ گورننس کو فروغ دیں۔

☆ میڈیا ہاؤسز کے اندر اور عمومی طور پر پورے معاشرے میں مضبوط تر اور زیادہ معتبر نوعیت کے خود اختیاری ضابطوں کی تشکیل۔

یہ کولیشن مئی 2012 میں قائم کیا گیا تھا۔ اپنے قیام کے پہلے سال میں ہی اس کی میزبانی یورپین یونین کی مالی اعانت سے انٹر نیوز یورپ نے کی۔ 2013 میں نیا جائزہ لیا جائے گا کیونکہ کولیشن پہلے سے وسیع ہوگئی ہے اور اس کی سرگرمیاں مزید پھیل چکی ہیں۔

یہ کولیشن بنیادی طور پر اخلاقیات، گورننس اور سیلف ریگولیشن کے معاملات کے حوالے سے معلومات کا ایک ذخیرہ ہوگا اور پاکستان کے تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل کر معلومات کے تبادلے کے نیٹ ورک کے طور پر کام کرے گا۔ یہ نیٹ ورک بین الاقوامی پارٹنرشپ مثلاً آن لائن نیوز ایسوسی ایشن، ایسوسی ایشن آف کمرشل ٹیلی ویژن، دی انٹرنیشنل پریس انسٹی ٹیوٹ، دی یورپین براڈ کاسٹنگ یونین، دی ورلڈ پریس فریڈم کمیٹی اور میڈیا ڈائیورسٹی انسٹی ٹیوٹ سے بھی منسلک ہے۔

کولیشن کے قیام کے بارے میں گفت وشنید میں انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس، دی ورلڈ ایسوسی ایشن آف نیوز پیپرز اور گلوبل ایڈیٹرز نیٹ ورک جو ایڈیٹرز کا ایک نیا کراس پلیٹ فارم ہے اور جس نے نیٹ ورک کی مدد کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے ،شامل رہے ہیں۔

کولیشن کا بنیادی مقصد پاکستان میں میڈیا کو اخلاقی راہ پر دوبارہ گامزن کرنا، تعاون کو فروغ دینا اور میڈیا کے کام میں پیشہ ورانہ صلاحیت کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کیلئے کاموں کی نشاندہی کرنا ہے۔

ضابطۂ کار

یہ ضابطہ، جس کا مسودہ پاکستان کولیشن فار اتھیکل جرنلزم نے پاکستانی میڈیا اور کراچی، لاہوراور اسلام آباد میں صحافیوں کے ساتھ ملاقات اور مشاورت کے بعد تیار کیا ہے، تمام میڈیا اور میڈیا کی مدد گار تنظیموں کے سامنے ان کے مزید غور وخوض کیلئے پیش کیا جار ہا ہے۔

اس ضابطۂ کار کو الیکشن کمیشن اور تمام سیاسی جماعتوں کے سامنے بھی پیش کیا گیا ہے، جن سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ میڈیا کے خود اختیاری ضابطوں کی پابندی کے عزم کو تسلیم کریں اور اس کی حمایت کریں اور تمام صحافیوں کے آزادی کے ساتھ اور حفاظت اور سلامتی سے رپورٹنگ کرنے کے حق کا احترام کریں۔

1۔ میڈیا کے تمام پلیٹ فارمز پر صحافت کا مقصد ایسی کوریج مہیا کرنا ہوتا ہے جو انصاف پر مبنی ہو اور غیر معاندانہ ہو اور اخلاقی اصولوں کی پیروی کرے۔ ایسا کرنا سیاسی معاملات کی رپورٹنگ، بالخصوص الیکشن کے دنوں میں رپورٹنگ کے وقت انتہائی ضروری ہے۔

2۔ پاکستان میں میڈیا اور اخلاقیات کے پابند صحافی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ:

الف۔ کسی بھی سیاسی جماعت، سیاسی لیڈر یا امیدوار کے خلاف امتیازی سلوک سے گریز کریں۔

ب۔ ایسی معلومات فراہم کریں جو شہریوں کو انتخابات کے جمہوری عمل میں حصہ لینے والوں کے مسائل، پالیسیوں اور خیالات کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیں۔

ج۔ اس امر کو یقینی بنانا کہ تمام کمیونٹیز کو الیکشن کے عمل سے آگاہی ہو سکے اور وہ یہ جان سکیں کہ کس طرح وہ اپنے ووٹ کے حق کا آزادانہ استعمال کر سکتے ہیں۔

3۔ میڈیا اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا کہ کسی الیکشن میں حصہ لینے والے تمام امیدواروں کی رپورٹنگ کی جا سکے۔ لیکن وہ اس بات کو یقینی بنانے کی پوری کوشش کریں گے کہ جمہوری قدروں کی نمائندگی کرنے والے تمام امیدواروں اور معتبر اور اہم تبصرہ کاروں کو مناسب توجہ اور میڈیا کوریج ملے۔

4۔ میڈیا سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کو اپنے پروگراموں میں جگہ اور وقت کی تقسیم کرتے ہوئے انصاف پسندی کے اصولوں پر عمل کرے گا اور اس امر کو تسلیم کرے گا یہ سمجھتے ہوئے کہ توازن اور انصاف کا حصول خاصی مدت کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔

5۔ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے وقت میڈیا سیاسی حالات اور انتخابات میں سب کو نمائندگی دیتے ہوئے آزادانہ طور پر سوسائٹی کے تمام طبقات اور جمہوری گروپوں کی آواز اور ان کی آراء کو مناسب کوریج دے گا۔

6۔ سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کا میڈیا اشتہار اور ادارتی مواد کے درمیان فرق کو پوری احتیاط سے مدنظر رکھے گا اور اشتہارات کی اقسام اور بامعاوضہ سیاسی تشہیری مواد کو ادارتی مواد بنا کر پیش کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ بامعاوضہ سیاسی مواد کو اسی شناخت کے ساتھ نشر کیا جانا چاہیے۔

7۔ بامعاوضہ مواد اور ادارتی مواد کے نشر کرنے میں میڈیا انڈسٹری کے متفقہ معیار کے مطابق توازن برقرار رکھا جائے گا۔

8۔ الیکشن کوریج کیلئے میڈیا اعلیٰ درجہ کے اخلاقی معیار کی صحافت کی حوصلہ افزائی کرے گا اور بالخصوص

الف۔ ہر قسم کی افواہوں، اندازوں اور غلط معلومات سے بچے گا بالخصوص اگر ان کا تعلق کچھ مخصوص سیاسی جماعتوں یا امیدواروں سے ہو۔

ب۔ غیر مصدقہ الزامات یا ذاتی حملے یا رائے، جن کا مقصد شر انگیزی اور ناجائز الزام تراشی ہو، کی اشاعت کو منع کرے گا اور افراد یا جماعتوں یا اشخاص کے بارے میں ہر اس خبر کی تصدیق، نشر کرنے، شائع کرنے سے پہلے کرے گا جو تنقیدی یا منفی اثرات مرتب کرتی ہو۔

ج۔ ایسی تمام نفرت آمیز گفتگو پر پابندی لگائے گا جو تشدد پر اُکساتی ہو اور جس سے امن وامان کو خطرہ درپیش ہو۔

تمام اشتعال انگیز باتوں سے گریز کے اس عہد کا اطلاق ہر سطح پر سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں رپورٹنگ پر ہوگا بشمول سیاسی لیڈروں یا امیدواروں کے بیانات کی رپورٹنگ کے۔

9۔ میڈیا اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ انتخابات کی طاقت پاکستان کے عوام اور ووٹرز کے پاس ہے۔ وہ اوپنین پول کو استعمال کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیں گے اور اس بات پر متفق ہیں کہ نتائج کا اعلان مساویانہ اور شفاف انداز میں ہونا چاہیے۔ اور اس امر کو بھی یقینی بنائیں گے کہ میڈیا انتخابات کے درست نتائج، جو الیکشن کمیشن کے الیکشن کنٹرول روم سے آئیں گے، نشر کرے گا۔

10۔ تمام میڈیا اس امر کو بھی یقینی بنائے گا کہ ان کے سارے عملے بشمول مقامی سطح پر نمائندگان کو ملازمت کے حقوق حاصل ہوں اور سماجی تحفظ حاصل ہو۔ وہ الیکشن کی کوریج کیلئے اپنے سٹاف کو منسلک ضابطہ کار میں دیئے گئے اصولوں اور اقدامات کی چیک لسٹ کے مطابق تیار کریں گے۔

11۔ صحافیوں اور میڈیا سٹاف کی حفاظت انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور تمام میڈیا کو ایسا سٹاف مہیا کرنا چاہیے جسے سیکیورٹی کے معاملات پر ٹریننگ اور ہدایات دی گئی ہوں اور مناسب امداد بشمول انشورنس بھی حاصل ہو۔

12۔ پاکستان میں الیکشن کے امیدواروں کو خبروں کے اینکر پرسن نہیں بنایا جائے گا نہ ہی وہ انٹرویو لے سکیں گے اور نہ ہی وہ الیکشن کے دوران کسی قسم کے پروگرام کے پیش کار بنیں گے۔

13۔ اگر کوئی امیدوار اپنے الیکشن کے بارے میں کسی پروگرام میں حصہ لیتا ہے تو ہر بڑی جماعت کے امیدواروں کو موقع فراہم کیا جائے گا کہ وہ اس میں حصہ لے سکیں۔ اگر وہ انکار کرتے ہیں یا حصہ لینے کے قابل نہیں ہیں تو ایسی صورت میں پروگرام کو چلایا جا سکتا ہے۔

14۔ براڈ کاسٹرز پر لازم ہے کہ تمام بڑے امیدواروں کو موقع فراہم کریں کہ وہ کسی مخصوص انتخابی حلقے کے بارے میں رائے دینے کے لئے پروگرام میں حصہ لے سکیں۔ اس کا اطلاق آزاد امیدواروں پر بھی ہوگا۔ ہاں اگر کوئی امیدوار انکار کر دیتا ہے یا کسی وجہ سے حصہ نہیں لے سکتا تو پروگرام اس کے بغیر جاری رکھا جا سکے گا۔

15۔ تمام میڈیا اپنے سامعین/ناظرین کو متعلقہ ویب سائٹس اور دیگر اطلاعات کے ذرائع سے مطلع کرے گا جہاں الیکشن میں حصہ لینے والے تمام امیدواروں کی فہرست موجود ہے۔

16۔ پاکستانی میڈیا نے ایک الیکشن میڈیا مانیٹرنگ گروپ قائم کرنے پر اتفاق کیا ہے جو معزز اور غیر جانبدار شخصیات پر مشتمل ہوگا تاکہ پریس کو جارحیت سے بچایا جا سکے اور کسی بھی قسم کے واقعہ کی تفتیش کی جا سکے۔

(a) گروپ الیکشن کی کوریج اور دھمکی یا دباؤ یا کسی اور طرح سے میڈیا کے آزادانہ رپورٹنگ کے حق کی پامالی پر نظر رکھے گا۔ یہ میڈیا مانیٹرنگ گروپس بشمول پریس کونسل آف پاکستان اور پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی سے متعلقہ معلومات وصول کرے گا اور انہیں زیرِ غور لائے گا۔

(b) اسے میڈیا کے مفادات کے تحفظ میں مخلص ہونا چاہیے اور پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن، پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ، آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی، اور کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز کے زیرِ سایہ کام کرنا چاہیے۔

(c) یہ گروپ الیکشن کی میڈیا کوریج سے پیدا ہونے والی تمام شکایات اور معاملات کا جائزہ لے گا اور کوشش کرے گا کہ اس ضابطے میں متعین کردہ اصولوں اور اقدار کے احترام کو یقینی بنایا جائے۔

(d) یہ گروپ اس امر کو یقینی بنائے گا کہ تمام میڈیا ایک دوسرے کو تشدد اور سیاسی دھمکیوں سے بچانے کیلئے مل جل کر کام کرے نیز اس امر کو بھی یقینی بنائے گا کہ الیکشن سے متعلق سرکاری اور سیاسی اشتہارات کی تقسیم کیلئے منصفانہ اور شفاف نظام اپنایا جائے۔

پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی(PAS)

پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی اشتہار دینے والوں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور پاکستان بھر کے اشتہار دینے والوں کے 80 فیصد کی نمائندہ ہے۔

پی اے ایس کو 1996 میں چارٹر ملا۔ اس کا انتظام ایک کونسل آف ممبرز کے بورڈ کے ذمہ ہے جسکی رہنمائی ایک ایگزیکٹو ڈائریکٹر کرتا ہے۔ پی اے ایس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ اس کے ممبروں کو بااختیار بنائے کہ وہ حکومت، اشتہاری ایجنسیوں، میڈیا اور اشتہاری انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے تمام اداروں کے ساتھ معاملات طے کر سکیں۔

اشتہارات کے کاروبار کا ضابطہ (کوڈ آف ایڈورٹائزنگ پریکٹس)

اشتہارات کے کاروبار کا ضابطہ پاکستان ایڈورٹائزرز سوسائٹی نے اشتہاروں کے میدان میں بہترین پیشہ وارانہ اور اخلاقیات پر مبنی طریقہ کار کو فروغ دینے کیلئے ترتیب دیا ہے اور اس امر کو یقینی بنانے کیلئے بھی کہ اشتہارات کا حق صارفین اور پورے معاشرہ کی جانب ایک ذمہ داری ہے۔

یہ ضابطہ اشتہارات سے متعلق تمام سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے اور جہاں کوئی مسئلہ درپیش ہو جس کیلئے نظر ثانی یا تجدید کی ضرورت ہو تو اس میں ترمیم کی جاتی ہے۔ اشتہارات کے کاروبار کے ضابطے کی سٹینڈنگ کمیٹی انفرادی طور پر ہر معاملے میں واضح گائیڈ لائنز اور تشریح مہیا کرے گی۔

ضابطے کا کام ملکی قوانین کی مدد کرنا ہے نہ کہ ان کی جگہ لینا۔

ضابطے کے بنیادی اصول

ضابطے کے بنیادی اصول یہ ہیں:

(1) یہ تسلیم کیا جاتا ہے کی اشتہار دینے والوں، اشتہاری ایجنسیوں، میڈیا اور متعلقہ کمپنیوں کی ذمہ داری کاروبار میں ایک تعمیری قوت ہے۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے یہ لازم ہے کہ تمام پارٹیاں خود پانے کیلئے اور ایک دوسرے کیلئے اپنے فرائض کو جانتی ہوں۔

(2) ایک کاروبار کے طور پر اس انڈسٹری کیلئے لازم ہے کہ وہ جاندار مقابلے کے جذبے کے ساتھ ایمانداری سے کام کریں۔

(3) اس بات کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ اشتہاروں کے کاروبار میں غیر اخلاقی مقابلے پر چلنا مالی نقصان کا باعث بنتا ہے، شہرت کو داغدار کرتا ہے اور اشتہار اور اشتہارات کی صنعت دونوں پر عوامی اعتماد کو ٹھیس پہنچاتا ہے۔

(4) اشتہار دینے کا حق صارفین اور معاشرہ، دونوں کی طرف ایک ذمہ داری ہے۔ بالخصوص پاکستان ایڈورٹائزنگ سوسائٹی کے اراکین ایسا کوئی اشتہار نہیں بنائیں گے

:-- جو دیکھنے میں یا زبانی طور پر جھوٹا یا گمراہ کن ہو۔

-- بغیر کافی ثبوت کے دعوے جو حقیقی معنوں کو یا پیشہ ور اور سائنسی اتھارٹی کے دیئے ہوئے بیان کے عملی استعمال کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہوں۔

-- جہاں ایسے دستاویزات پیش کیئے گئے ہوں جو متعلقہ افراد کی حقیقی رائے کو صحیح طور پر پیش نہ کرتے ہوں۔

-- جہاں ایسی قیمتیں طلب کی گئی ہوں جو گمراہ کن ہوں۔

-- جہاں ایسے بیانات، تجاویز یا تصاویر پیش کی گئی ہوں جو عوام کے ذوق نظر پر گراں گزریں یا آبادی کے اقلیتی حصے کو بُرے لگیں۔

پی اے ایس نے اشتہارات کے کاروبار کے ضابطے کیلئے ایک سٹینڈنگ کمیٹی تشکیل دی ہے۔ یہ کمیٹی ضابطے پر عملدرآمد کرانے اور اسے وسعت دینے کیلئے بنائی گئی ہے۔

اشتہارات کے کاروبار کے ضابطے کی سٹینڈنگ کمیٹی

اشتہارات کے کاروبار کے ضابطے پر عملدرآمد کیلئے ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ یہ کمیٹی درج ذیل بنیادی آئین کے تحت کام کرتی ہے۔

(1) کمیٹی پاکستان ایڈورٹائزنگ سوسائٹی کے ممبران پر مشتمل ہوگی۔

(2) اس کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اشتہارات کے کاروبار کے ضابطے کے قوانین کی خلاف ورزی پر فیصلہ سنا سکے۔

(3) اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی بھی اشتہار کو جو اس کی نظر میں اشتہارات کے کاروبار کے ضابطے کے خلاف ہو، میں ترامیم تجویز کرے یا اسے واپس لے جانے کیلئے کہے۔

(4) اسے اختیار ہوگا کہ میڈیا یا مالکان کو کہیں کہ وہ کمیٹی کے فیصلوں کی حمایت کریں۔

(5) یہ کمیٹی کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ نئے موضوعات کو تسلیم کرے جن پر ضابطہ اشتہار دہندگان کی بدلتی ہوئی ضروریات اور ماحول کے مطابق کام کر سکے۔ اس شق کو پی اے ایس کونسل کی منظوری درکار ہوگی۔

(6) کمیٹی اپنے ممبرز کا ایک سہ ماہی مذاکراتی اجلاس منعقد کرے گی جس میں کمیٹی کی کارکردگی اور اسکی پیش رفت کا جائزہ لے گی۔

ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان (اے اے پی)

اے اے پی کا مشن:

اشتہاری ایجنسیوں کے پیشے کو دوسرے پیشوں کے ہم پلہ بنانا اور ایسوسی ایشن کے تمام اراکین کے درمیان قریبی روابط قائم کرنا، ان کے درمیان تبادلہ خیالات اور پیشہ ورانہ جذبے کو فروغ دینا۔

اے اے پی کے مقاصد:

اے اے پی کے مقاصد کار درج ذیل ہیں:

(1) اشتہاری کمپنیوں کے درمیان مؤثر تعاون پیدا کرنے کیلئے پیشہ ورانہ بنیاد مہیا کرنا۔

(2) اشتہاری صنعت کے پیشہ ورانہ اور تخلیقی معیار کو بلند کرنے کیلئے مدد فراہم کرنا۔

(3) اس امر کو یقینی بنانا کہ اس کی ممبر ایجنسیوں کی طرف سے تیار کردہ اشتہارات قانونی، معقول، ایماندارانہ اور سچائی پر مبنی ہوں۔

(4) اشتہاری کمپنیوں، میڈیا کے اداروں اور اشتہار دینے والوں کے درمیان باہمی سودمند تعلقات کو فروغ دینا تاکہ ذرائع ابلاغِ عامہ کا مؤثر استعمال کیا جا سکے۔

(5) اشتہاری صنعت کے بارے میں اطلاعات کو پھیلانا اور سیمینار، کانفرنسوں اور کانگرس کے ذریعے بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینا۔

اہداف :

جن اہداف کے حصول کیلئے ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے وہ یہ ہیں:

I۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے پاکستان میں اشتہارات کی صنعت میں مصروف کار کمپنیوں، اداروں، فرموں اور افراد کی حوصلہ افزائی کرنا۔

II۔ مذکورہ بالا مقصد کو حاصل کرنے کیلئے تعاون کرنا اور مل جل کر کام کرنا تاکہ پاکستان میں اشتہارات کی صنعت کو صحت مند بنیادوں پر ترقی دی جا سکے۔

III۔ اشتہارات کی صنعت پر اثر انداز ہونے والے ان تمام سوالات اور چیلنجز پر غور و خوص اور تبادلہ خیال کو فروغ دینا۔

IV۔ حکومت، حکومتی و دیگر اداروں کو افراد، فرمز، اداروں، کمپنیوں، کارپوریشن خواہ مقامی ہوں، قومی یا کثیر الاقوامی، جو اشتہاروں کے میدان میں سرگرم عمل ہیں، سے ان معاملات پر، جو بلاواسطہ یا بالواسطہ ان کے کاروبار پر اثر انداز ہوتے، مشاورت اور تبادلہ خیالات کی سہولیات فراہم کرنا۔

V۔ مندرجہ بالا مقصد کی تکمیل کیلئے قانون میں مثبت ترامیم کا آغاز کرنا، انہیں فروغ دینا اور ان میں تبدیلیوں کی حمایت یا مخالفت کرنا اور ان پر عملدرآمد پر اثر انداز ہونا اور حکومت سے استدعا کرنا کہ وہ ایسے اقدامات اٹھائے جو صورت حال کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہوں۔

VI۔ ایسے مخیّر اور امدادی فنڈ قائم کرنا، انہیں چلانا، ان کی نگرانی کرنا اور ان میں حصہ ڈالنا جو اشتہارات کے کاروبار یا شعبے سے منسلک مستحق افراد کو یا ان کے لواحقین کو عطیات یا امداد دے سکیں، اور ایسے کسی مخیّر یا امدادی ادارے کیلئے عطیات دینا۔

VII۔ کسی بھی ایسے ٹرسٹ کو قائم کرنا اور اس کو چلانا جو ایسوسی ایشن کے مقصد کو پورا کرتا نظر آتا ہو۔

VIII۔ عطیات وصول کرنا اور شمولیت کی فیس، رکنیت کی فیس اور دوسرے محصولات مقرر کرنا اور اراکین سے وصول کرنا، اور ایسوسی ایشن کے مقاصد کے حصول کیلئے ایسی شرائط اور سیکیورٹیز پر رقم قرض لینا جو طے کی گئی ہوں۔

IX۔ کوئی ذاتی یا غیر منقولہ جائیداد خریدنا یا لیز پر لینا، کرایہ پر لینا نیز ایسے تمام حقوق اور مراعات حاصل کرنا جو ایسوسی ایشن کے مقاصد کے حصول کیلئے کوئی عمارت تعمیر کرنے، اس میں تبدیلی کرنے یا اس کی دیکھ بھال کرنے کیلئے ضروری ہوں یا اس میں سہولت دیں۔

X۔ ایسے مقدمات، درخواستوں، اپیلوں یا ایسی ہی دوسری کارروائیوں کیلئے مقدمہ دائر کرنا، مقدمے کی پیروی کرنا، دفاع کرنا یا اسی قسم کی کارروائی میں شامل ہونا اور مدد دینا جو ایسوسی ایشن کے حصول کیلئے سازگار سمجھی جاتی ہوں۔

XI۔ پاکستانی صارفین کے فائدے کیلئے اور ان کے مفادات کا تحفظ کرنے کیلئے اس امر کو یقینی بنانے میں مدد دینا کہ اشتہار دیانتدارانہ ہے اور اچھے ذوق کا حامل ہے۔

XII۔ پاکستانی اشتہار بنانے والوں کو فائدہ پہنچانے کیلئے ان کی مصنوعات کو فروغ دینا اور ان کی فروخت کو بڑھانا اور ان کی پیداواری اور منافع حاصل کرنے کی صلاحیت کو بڑھانا تاکہ کاروباری اور صنعتی سرگرمیاں بڑھیں۔

XIII۔ میڈیا کو فائدہ پہنچانے کیلئے اشتہار دینے والوں اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں اور مختلف میڈیا مالکان کے درمیان مضبوط کاروباری روابط قائم کرنا۔

XIV۔ قوم کے فائدے کیلئے اشتہارات کی صنعت کو ملک، اس کے اداروں اور اس کے شہریوں کی بہتری کیلئے استعمال کرنا۔ حکومت کے ساتھ اس کے سماجی مقاصد کی تکمیل اور قومی یکجہتی کے حصول کیلئے تعاون کرنا۔

XV۔ ایسے اشتہارات پر اعتراض کرنا جو فضول خرچی اور ضیاع پر مبنی ہوں؛ چھوٹے کاروباریوں کیلئے ممکن بنانا کہ وہ اشتہارات کے ذریعے ترقی کر سکیں اور بڑے کاروباریوں کا مقابلہ کر سکیں؛ میڈیا اور مارکیٹ ریسرچ کی حوصلہ افزائی کرنا اور معاشرتی ذمہ داریاں پوری کر کے معاشرے کی خدمت کرنا۔

XVI۔ نوجوان افراد کی ابلاغ کے کاروبار میں حصہ لینے کی حوصلہ افزائی کرنا، ان کی تعلیم و تربیت کے پروگراموں میں مدد دینا اور ایسی معلومات فراہم کرنا جن سے اراکین کو فائدہ ہو۔ جو لوگ ممبر نہیں ہیں ان کو یہ خدمت معاوضہ لے کر فراہم کی جائے گی۔

XVII۔ اشتہارات کے شعبے کے وقار کو قائم کرنے اور برقرار رکھنے کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنانا اور اشتہارات پر بے جا حملوں اور پابندیوں کے خلاف ترجمان کا کام کرنا۔

XVIII۔ ایک ایسا فورم قائم کرنا جہاں اشتہار دینے والوں، ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں، میڈیا مالکان اور حکومت ایک ہی جگہ اکٹھے ہو کر باہمی مسائل پر تبادلہ خیال کر سکیں۔

XIX۔ حکومتی عہدے داروں اور اداروں کے ساتھ مؤثر تعاون کرنا تاکہ اشتہار دینے والوں اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے کردار بارے میں ان کی سمجھ میں وسعت پیدا ہو۔

XX۔ حکومتی اداروں کے ساتھ ٹیکس، ریڈیو اور ٹی وی پر اشتہارات، قانون سازی، سیاسی مہم کے اشتہارات، ادویات ساز اداروں پر کنٹرول، ایڈورٹائزنگ اور اسی طرح کے دوسرے پیچیدہ اور حساس موضوعات پر بات چیت میں تعاون کرنا۔

XXI۔ اشتہاری صنعت کے امیج کو بہتر بنانا اور معاشی ترقی اور ملازمت کے مواقع پیدا کرنے میں اس کے کردار کو اشتہاری مہموں، سیمینار، پریس کے ساتھ تعلقات اور حکومتی وزارتوں کے ساتھ براہ راست تعلق کے ذریعے اُجاگر کرنا۔

XXII۔ اشتہارات کے نشر کرنے، سپانسر شپ، نرخوں، کمیشن اور ایکریڈیٹیشن کے رہنما اصولوں اور ضوابط سے متعلق مسائل میں ایسوسی ایشن کے اراکین کے مفادات کا تحفظ کرنا، ریڈیو اور ٹی وی چینلز پر مکمل سروس دینے کیلئے کام کرنا، پروڈکشن کی بہتر اقدار اور اشتہارات کی مؤثر خریداری کو فروغ دینا۔

انتخابات کی رپورٹنگ: نشریات کیلئے رہنما اصول

(آرٹیکل 19، انڈیکس، رائٹرز فاؤنڈیشن، یونیسکو)

درج ذیل رہنما اصول الیکشن مہم کی نشریات کیلئے کوریج کے بارے میں قواعد اور طریقوں سے متعلق ہیں۔ ان کی بنیاد بین الاقوامی معیارات اور بہترین تقابلی پریکٹس پر رکھی گئی ہے۔ اس طرح یہ ان ممالک کیلئے، جہاں الیکشن منعقد ہو رہے ہوں، ایک اعلیٰ مقصد کی حیثیت رکھتے ہیں جو انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ رہنما اصول ان تفصیلی ہدایات اور تبصروں سے لیے گئے ہیں جو آرٹیکل 19، آزادیٔ اظہار کی عالمگیر مہم (گلوبل کیمپین فار فری ایکسپریشن)، اُبھرتی ہوئی جمہوریتوں میں الیکشن نشریات کیلئے رہنما اصول I میں درج ہیں۔ زیرنظر تحریر میں ان مسائل پر توجہ دینے کیلئے کچھ ترامیم کی گئی ہیں جن کا سامنا عراق میں پہلے جمہوری الیکشن میں میڈیا کو کرنا پڑا۔

آرٹیکل 19 میں پُرزور سفارش کی گئی ہے کہ حکومتی یا ریاستی نشریاتی اداروں کو عوامی خدمت کا نشریاتی ادارہ بنایا جائے جن کے خودمختار گورننگ بورڈ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ بہت سے معاملات میں نجی نشریاتی اداروں پر بھی ایک پیشہ وارانہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس معیار پر پورا اتریں جس کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

ان رہنما اصولوں کو چار بڑی اقسام میں بانٹا جا سکتا ہے:

اطلاع دینے کی ذمہ داری؛

الیکشن کی کوریج کیلئے قواعد؛

الیکشن کے دوران آزادی اظہار کا تحفظ اور؛

ان رہنما اصولوں پر عملدرآمد یا ان کا قابل عمل ہونا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ تمام تر رہنما اصولوں میں ''جماعتوں یا امیدواروں'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ انفرادی امیدواروں کے الیکشن (مثلاً صدارتی انتخاب) اور آزاد امیدواروں کے انتخاب دونوں صورتوں میں ان رہنما اصولوں کی اہمیت کو یقینی بنایا جا سکے۔

الیکشن نشریات کیلئے رہنما اصول

رہنما اصول 1: عوام کو باخبر رکھنے کی ذمہ داری:

انتخابات کے انعقاد سے قبل سرکاری میڈیا یا سرکاری فنڈز سے چلنے والے میڈیا کا یہ فرض ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائے کہ عوام انتخابات سے متعلق معاملات مثلاً سیاسی جماعتوں، امیدواروں، الیکشن مہم اور ووٹ ڈالنے کے طریقہ کار سے آگاہ رہیں۔

رہنما اصول 2: توازن اور غیر جانبداری قائم رکھنے کی ذمہ داری:

سرکاری میڈیا، یا سرکاری سرمائے سے چلنے والے میڈیا پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ الیکشن کی رپورٹنگ کے وقت توازن اور غیر جانبداری قائم رکھیں اور کسی سیاسی پارٹی یا امیدوار کے خلاف امتیازی سلوک روا نہ رکھیں۔ دوسرے نشریاتی اداروں کو بھی توازن اور غیر جانبداری قائم رکھنے کا ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے۔

رہنما اصول 2.1:

اس ذمہ داری کے تحت ضروری ہے کہ خبریں، حالات حاضرہ، انٹرویوز اور معلوماتی پروگرام کسی پارٹی یا امیدوار کے حق یا مخالفت میں جھکاؤ نہ رکھتے ہوں۔

رہنما اصول 3: آزادیٔ اظہار پر قدغن لگانے والے قوانین:

ایسے تمام قوانین کو منسوخ کر دیا جانا چاہیے جو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آزادیٔ اظہار پر قدغن لگائیں۔

رہنما اصول 4: میڈیا کے کارکنان اور اثاثوں پر حملوں پر سزا دینے کی ذمہ داری:

حکام کو خصوصی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ میڈیا کے ارکان یا اس کے اثاثوں یا میڈیا کے دفاتر پر کسی بھی قسم کے تشدد، ڈرانے دھمکانے یا خوف و ہراس پھیلانے کے واقعات کی تفتیش کریں اور تمام ذمہ دار افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لائیں۔ بالخصوص ایسے معاملات میں جہاں اس قسم کی کارروائی جان بوجھ کر کی گئی ہوتا کہ میڈیا کی آزادی کو نشانہ بنایا جا سکے۔

رہنما اصول 5: پیشگی روک ٹوک کی حدود:

کسی الیکشن پروگرام کو پیشگی سنسر نہیں کیا جائے گا۔

رہنما اصول 5.1:

حکومت کو واضح طور پر یہ بیان جاری کرنا چاہیے کہ میڈیا کو صرف اس وجہ سے سزا نہیں دی جائے گی کہ اس نے ایسے پروگرام نشر کئے جو حکومت یا اس کی پالیسیوں یا برسر اقتدار پارٹی پر تنقید کرتے تھے۔

رہنما اصول 5.2:

نہ تو حکام اور نہ ہی میڈیا کے اداروں کو کسی الیکشن پروگرام میں مداخلت کرنی چاہیے سوائے اس کے کہ انہیں یقین ہو کہ ایسا کرنا کسی بڑے نقصان، مثلاً تشدد کے واقعات کو روکنے کیلئے ضروری ہے۔ کسی پروگرام پر پابندی لگانے کے فیصلے پر کسی آزاد ادارے کے ذریعے فوری نظر ثانی کی گنجائش ہونی چاہیے تاکہ تعین کیا جاسکے کہ یہ پابندی معیارات سے مطابقت رکھتی ہے یا نہیں۔

رہنما اصول 5.3:

کوئی الیکشن پروگرام نشر کیا جائے یا نہیں اس کا پیمانہ مبہم نہیں ہونا چاہیے۔

رہنما اصول 5.4:

نشر کرنے کے بعد دی جانے والی سزا اس سے پہنچنے والے نقصان کے تناسب سے ہونی چاہیے اور یہ سزا اتنی زیادہ نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کسی سیاسی پارٹی پر پابندی بن جائے۔

رہنما اصول 6: میڈیا کی ذمہ داری کی حدود:

میڈیا کو ایسے غیر قانونی بیانات کے سلسلے میں قانونی ذمہ داری سے مستثنیٰ ہونا چاہیے جو امیدواروں یا پارٹی نمائندوں کی طرف سے دیئے گئے ہوں اور الیکشن کی مہم کے دوران نشر ہوئے ہوں سوائے اس کے کہ متعلقہ میڈیا ادارے نے یا تو خصوصی اقدامات کے ذریعے ایسے بیانات حاصل کئے تھے یا پھر یہ بیانات کھلے اور واضح طور پر تشدد پر اُکساتے تھے اور میڈیا اگر چاہتا تو اس کے پاس مناسب مواقع تھے کہ وہ ان بیانات کی تشہیر کو روک دے۔

رہنما اصول 7: تصحیح اور جوابات:

اگر کسی امیدوار یا پارٹی کی کسی طرح کی نشریات سے بدنامی کی گئی ہوئی ہو یا کسی اور طرح سے اس کو غیر قانونی نقصان پہنچا ہو تو اسے حق پہنچتا ہے کہ اس خبر کی تصحیح نشر کرائے یا اگر صرف تصحیح کافی نہ ہو تو اسے موقع ملنا چاہیے کہ وہ جواب دے سکے۔ تصحیح یا جواب کو جس قدر جلد ممکن ہو نشر کیا جانا چاہیے۔

رہنما اصول 8: خبروں کی کوریج:

سرکاری میڈیا یا سرکاری رقوم سے چلنے والے میڈیا کو خاص طور پر اپنی خبروں اور حالات حاضرہ کی رپورٹنگ میں توازن اور غیر جانبداری قائم رکھنے کی ذمہ داری کے بارے میں محتاط ہونا چاہیے۔ دوسرے نشریاتی اداروں کو بھی محتاط ہونا چاہیے اور ایک متوازن اور غیر جانبدارانہ پالیسی پر عمل کرنا چاہیے جسکا ملکی قانون ان سے تقاضا کرتا ہے۔

رہنما اصول 8.1:

توازن قائم رکھنے کا فرض تقاضا کرتا ہے کہ پارٹیوں یا امیدواروں کو ان کی الیکشن میں اہمیت اور انتخابات میں انہیں حاصل حمایت کے تناسب سے کوریج دی جائے۔

رہنما اصول 8.2:

سرکاری میڈیا یا سرکاری رقوم سے چلنے والے میڈیا کو چاہیے کہ وہ خبر میں تبصروں کو شامل کر کے ہرگز نشر نہ کرے کیونکہ اس طرح رائے اور خبروں کے خلط ملط ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ تمام نشریاتی اداروں کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ تبصروں کی واضح نشاندہی کریں اور اسے خبروں کے پروگراموں کے دوران نشر کرنے سے گریز کریں۔

رہنما اصول 8.3:

توازن اور غیر جانبداری کی ذمہ داری کا مطلب یہ ہے کہ اہلکاران کی پریس کانفرنس یا سرکاری بیانات جو کسی سیاسی تنازعے (نہ کہ ریاست کے فرائض) سے متعلق ہوں، کی کوریج میں مخالف پارٹیوں کی طرف سے جواب دینے یا کوئی مساویانہ بیان دینے کا حق شامل ہوگا۔ یہ فرض اور بھی زیادہ بھاری ہو جاتا ہے اگر بیان دینے والا شخص کسی بھی عہدے کیلئے امیدوار بھی ہو۔

رہنما اصول 9: براہِ راست رسائی والے پروگرام:

سرکاری ملکیتی یا سرکاری رقوم سے چلنے والے میڈیا کو چاہیے کہ وہ تمام سیاسی جماعتوں یا امیدواروں کو براہِ راست عوام تک رسائی دینے والے پروگراموں میں حصہ دیں۔ انصاف پر مبنی اور غیر جانبدار ہوں۔ دوسرے نشریاتی اداروں کو بھی کہا جائے گا کہ وہ بھی اس طرح تمام فریقوں کو نشریاتی وقت میں حصہ دیں۔

رہنما اصول 9.1:

وہ تمام پارٹیاں یا امیدوار جو باقاعدہ رجسٹرڈ ہیں ان سب کو ملک کے اندر پہلے کثیر جماعتی انتخابات کیلئے کچھ نہ کچھ نشریاتی وقت ضرور دیا جانا چاہیے۔

رہنما اصول 9.2:

دوسرے یا اس کے بعد ہونے والے جمہوری انتخابات میں نشریاتی وقت کی تقسیم ایک معروضی اصول کے تحت، جو مختلف جماعتوں کیلئے عوامی حمایت کو ظاہر کرتا ہو، اسی تناسب کی بنیاد پر کی جانی چاہیے۔ ویسے تمام سیاسی پارٹیوں کو کچھ نہ کچھ نشریاتی وقت تو ضرور ملنا چاہیے۔ اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ نشریاتی وقت کی تقسیم ایک آزاد ادارے کے ذریعے ہونی چاہیے جو تمام پارٹیوں سے مشاورت کے بعد بنایا جائے۔

رہنما اصول 9.3:

کسی جماعت یا امیدوار کو اتنا وقت ضرور دیا جانا چاہیے جو انہیں عوام کے ساتھ رابطہ رکھنے اور اپنا پیغام پہنچانے کیلئے ضروری ہو۔

رہنما اصول 9.4:

براہِ راست پہنچنے والے پروگراموں کیلئے ایسا وقت دیا جائے جب ایسی نشریات زیادہ سے زیادہ تعداد میں سامعین تک پہنچ سکیں۔ توازن قائم رکھنے کی پالیسی کی اس وقت خلاف ورزی ہو جائے گی جب بعض پارٹیوں/امیدواروں کو دوسروں کے مقابلے میں کم فائدہ مند اوقات میں نشریاتی وقت دیا گیا ہو۔

رہنما اصول 9.5:

براہِ راست رسائی والے پروگراموں کیلئے وقت منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا جائے۔

رہنما اصول 9.6:

براہِ راست رسائی والے وقت کے حصے تمام پارٹیوں اور امیدواروں کو مساوی نرخوں پر فراہم کئے جانے چاہئیں۔ اگر جمہوری انتخابات پہلی بار منعقد ہو رہے ہوں تو سرکاری یا سرکاری فنڈز سے چلنے والے میڈیا کو چاہیے کہ وہ نشریاتی وقت کا ایک مناسب حصہ مفت یا بہت کم نرخوں پر فراہم کریں۔

رہنما اصول 9.6.1:

اگر سیاسی پارٹیوں یا امیدواروں کو سیاسی اشتہارات کیلئے نشریاتی وقت خریدنے کی اجازت دی جاتی ہے تو یہ اجازت سب کو مساوی شرائط پر دی جانی چاہیے۔ ایسی صورت میں نرخ اور مجموعی شرائط ضابطے کے ذریعے مقرر کی جانی چاہئیں تا کہ زیادہ مالدار پارٹیوں کے فائدے کو محدود کیا جا سکے۔ ایسا اقدام پہلے جمہوری الیکشن میں مناسب ہو گا بالخصوص ان جگہوں پر جہاں اپوزیشن پارٹیوں پر پہلے پابندی لگا دی گئی تھی اور اس وجہ سے انہیں فنڈ جمع کرنے کا موقع نہیں ملا۔

رہنما اصول 10: خصوصی معلوماتی پروگرام:

انتخابات کے دوران میڈیا کو چاہیے کہ وہ خصوصی معلوماتی پروگرام نشر کریں جو عوام اور پارٹی اراکین کو یہ موقع فراہم کریں کہ وہ پارٹی رہنماؤں اور امیدواروں سے براہِ راست سوالات کر سکیں اور امیدواروں کو موقع ملے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بحث و تمحیص کر سکیں۔

رہنما اصول 10.1:
نشریاتی اداروں کو ایسے پروگراموں میں خبروں کی نسبت زیادہ ادارتی صوابدید حاصل ہوتی ہے لیکن یہ صوابدید توازن اور غیر جانبداری کے عمومی فرائض سے مشروط ہے۔

رہنما اصول 10.2:
صحافی، ماہرین اور سوال کرنے والوں کا چناؤ اس طرح کیا جائے کہ سوالات میں توازن قائم ہو سکے۔

رہنما اصول 10.3:
خصوصی معلوماتی پروگرام پرائم ٹائم میں نشر کئے جانے چاہئیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

رہنما اصول 11: ووٹرز کی تعلیم:
سرکاری یا سرکاری سرمائے سے چلنے والے میڈیا پر لازم ہے کہ وہ ووٹرز کی تعلیم کیلئے پروگرام نشر کریں، کم از کم اس حد تک جہاں دوسرے اقدامات کافی معلومات فراہم نہ کر رہے ہوں۔

رہنما اصول 11.1:
ووٹرز کی تعلیم کے پروگرام کو بالکل درست اور غیر جانبدارانہ ہونا چاہیے اور اس میں ووٹر کو مؤثر طور پر ووٹنگ کے عمل کے بارے میں معلومات دی جائیں۔ ان معلومات میں ووٹ کیسے، کب اور کہاں ڈالا جائے گا، اس کا اندراج کیسے ہوگا اور رجسٹریشن کی تصدیق کیسے ہوگی، ووٹ کا خفیہ رکھنا (جس سے جوابی کارروائی سے تحفظ ملتا ہے)، ووٹ ڈالنے کی اہمیت، ان عہدوں کے فرائض جن پر مقابلہ ہے اور اسی قسم کے دوسرے معاملات شامل ہیں۔

رہنما اصول 11.2:
ایسے پروگرام ووٹرز کی زیادہ سے زیادہ تعداد تک پہنچنے چاہئیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے، جہاں مناسب ہو، اقلیتی زبانوں کو بھی استعمال کیا جائے اور روایتی طور پر سیاسی عمل سے باہر رہ جانے والے طبقات مثلاً خواتین یا قدیمی مقامی گروہوں تک رسائی حاصل کی جائے۔

رہنما اصول 12: رائے عامہ کا جائزہ اور الیکشن کے نتائج:
اگر کوئی نشریاتی ادارہ کوئی اوپینین پول یا الیکشن کے ممکنہ نتائج شائع کرتا ہے تو اسے یہ نتائج منصفانہ طریقے سے پیش کرنے چاہئیں۔

رہنما اصول 12.1:

اوپینین پول کے ہمراہ ایسی معلومات بھی فراہم کی جانی چاہئیں جو سامعین یا ناظرین کو انتخاب کی اہمیت سے آگاہ کر سکیں، مثلاً کس نے الیکشن منعقد کیا، کس نے اوپینین پول کا اہتمام کیا اور اس کے اخراجات ادا کئے، کیا طریقہ تحقیق اپنایا گیا، سامپل کتنا بڑا تھا، غلطیوں کا امکان کتنا تھا اور فیلڈ ورک کن تاریخوں میں کیا گیا۔

رہنما اصول 13: ضوابط اور شکایات کا طریقہ کار:

الیکشن سے متعلقہ نشریات کو مانیٹر کرنے اور ضوابط کے مطابق چلانے کیلئے ایک آزاد اور غیر جانبدار ادارہ ہونا چاہیے۔

رہنما اصول 13.1:

اس ادارے کو چاہیے کہ وہ براہ راست رسائی والے پروگراموں کیلئے وقت کی تقسیم کا تعین کرے اور اسے میڈیا، سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں کی طرف سے نشریاتی ضوابط کی خلاف ورزیوں کی شکایات سننے اور ان پر کارروائی کرنے کا اختیار حاصل ہونا چاہیے، اس میں تصحیح یا جواب دینے کے احکامات جاری کرنے کا اختیار بھی شامل ہے۔

رہنما اصول 13.2:

اس ادارے کو شکایات پر تیزی سے فیصلے کرنے چاہئیں۔

رہنما اصول 13.3:

اگر ایک نشریات کی مانیٹرنگ کیلئے باقاعدہ تشکیل شدہ ادارہ موجود ہے تو یہ فرائض اسے ادا کرنے چاہئیں بصورتِ دیگر اس مقصد کیلئے ایک خصوصی ادارہ تشکیل دینا ہوگا۔

رہنما اصول 13.4:

اس ادارے کیلئے یہ ممکن نہیں ہونا چاہیے کہ وہ صرف حکومت کے یا کسی ایک پارٹی کے مقرر کردہ ممبران کے ووٹوں کی اکثریت سے فیصلے کرے۔

رہنما اصول 14: عدالتی جائزہ:

الیکشن نشریات کو ضوابط کے مطابق چلانے کے ذمہ دار کسی بھی ادارے کے اقدامات اور فیصلے عدالتی نظر ثانی کے تابع ہونے چاہئیں اور نظر ثانی کا یہ عمل تیز رفتاری سے مکمل کیا جانا چاہیے۔

رہنما اصول 15: رائے شماری اور ریفرنڈم:

رائے شماری اور ریفرنڈم میں، جہاں ووٹر کے پاس کسی خاص تجویز پر ''ہاں'' یا ''نہیں'' میں ووٹ دینے کا اختیار ہوتا ہے، ہر فریق کو مساوی نشریاتی وقت دیا جانا چاہیے۔ یہ فارمولا اس وقت بھی لاگو ہوگا اگر ایک نقطہ نظر کی حمایت دوسرے نقطہ نظر کے مقابلے

میں زیادہ جماعتیں کررہی ہوں۔ایسی صورت میں، قابل عمل حد تک، رہنما اصول 1 تا 14 بھی مؤثر ہوں گے۔

رہنما اصول 16: مقامی الیکشن:

مذکورہ بالا رہنما اصولوں میں مقامی، بلدیاتی، اور علاقائی انتخابات کیلئے مقامی یا علاقائی حکومتوں کو مناسب ترامیم کرنی چاہئیں۔

مزید معلومات کیلئے ہماری ویب سائٹ webworld.unesco.org/download/fed/iraq

یا

www.indexonline.com ملاحظہ کریں

برطانیہ کے انتخابات کمیشن کی میڈیا کیلئے رہنما کتاب

پارٹی الیکشن نشریات کیلئے وقت کی تقسیم کس طرح کی جاتی ہے:

کمیونیکیشنز ایکٹ 2003 کی رو سے بعض نشریاتی اداروں کو پارٹی الیکشن نشریات یا پارٹی کی سیاسی نشریات کیلئے 'وقت آف کام' (OFCOM) کے بنائے ہوئے اصولوں کے تحت مختص کرنا چاہیے۔ ان اصولوں کا اطلاق آئی ٹی وی ون، چینل 4، Five، ٹاک سپورٹ، ورجن اے ایم اور کلاسک ایف ایم پر ہوتا ہے۔

S4C بھی اس ایکٹ کے تحت نشریات کرنے کا پابند ہے لیکن اس کیلئے ضابطہ کار ادارہ ویلش اتھارٹی ہے۔

اپنے چارٹر اور معاہدے کے تحت BBC بھی پارٹی الیکشن نشریات کو نشر کرنے کا پابند ہے لیکن اس کو آف کام ریگولیٹ نہیں کرتا۔

سکائی پارٹیوں کی الیکشن نشریات کو نشر کرنے کا پابند نہیں ہے لیکن ماضی میں اس نے رضا کارانہ طور پر ایسا کیا ہے۔

نشریات کے اہل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ پارٹی 1/6 یا زائد سیٹوں پر الیکشن میں حصہ لے رہی ہو۔ انگلینڈ، سکاٹ لینڈ، ویلز اور شمالی آئر لینڈ کو الگ الگ تصور کیا جاتا ہے۔ پارٹیوں کو ان کی سابقہ کارکرگی یا موجودہ انتخابی حمایت کی بنیاد پر اضافی نشریاتی وقت مل سکتا ہے۔

سیاسی پارٹیاں انتخابی نشریات کی تیاری اور مواد کیلئے معاوضہ ادا کرتی ہیں جسے، مثال کے طور پر کاپی رائٹ، ازالہ حیثیت عرفی، توہین، فحاشی، نسلی نفرت کو ہوا دینا، یا تشدد پر اُکسانا جیسے معاملات میں قانون کے مطابق ہونا چاہیے۔ انہیں جو نقصان اور جرم، انصاف اور پرائیویسی سے متعلق آف کام کے نشریاتی ضابطے یا BBC کے ایڈیٹوریل گائیڈ لائنز کے مطابق ہونا چاہیے۔

براڈ کاسٹنگ لائزن گروپ (Broadcasting Liaison Group)، آف کام نشریاتی اداروں کا ایسا گروپ ہے جو پارٹیوں کی انتخابی نشریات پر بحث وتمحیص کرتا ہے، اس کے بارے میں مزید جاننے کیلئے ہماری ویب سائٹ www.braodcastingliaisongroup.org.uk پر جائیں۔

نشریاتی اداروں اور پروگرام بنانے والوں کی سیاسی غیر جانبداری کیلئے کیا قواعد ہیں؟

نشریات میں سیاسی غیر جانبداری کا احاطہ ایڈیٹوریل گائیڈ لائنز یا اس خاص نشریاتی ادارے کے ضابطوں میں کیا جاتا ہے۔

بی بی سی کی انتخابات کے دوران نشریات کیلئے ایڈیٹوریل گائیڈ لائنز درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہیں :

www.bbc.co.uk/tv/ifi/codes/bcodes/elections

الیکشن کوریج کیلئے بی بی سی کے رہنما اصول

سیکشن 10: سیاست، عوامی پالیسی اور انتخابات

انتخابات: انتخابات کے دوران نشریات

10.4.16

انتخابی مہم کی رپورٹنگ کے حوالے سے بی بی سی کی غیر جانبداری اور انصاف کے اصولوں کی پابندی پر گہری نظر رکھی جاتی ہے۔اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ سیاسی جماعتیں ادارتی فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کریں۔

پروگرام بنانے والے اور مواد پیش کرنے والے سب افراد کو چاہیے کہ وہ تمام شکایات کو بڑی سنجیدگی سے لیں اور اس بات سے خبردار رہیں کہ جو کچھ بھی وہ کہیں گے اسے بی بی سی کی پالیسی تصور کیا جا سکتا ہے۔ شکایات کنندگان پر یہ بات واضح کر دی جانی چاہیے کہ عام شکایات یا تعصب کے الزامات کو بہر طور اعلیٰ سطح پر پیش کیا جانا چاہیے اور پھر اس کے مطابق شکایت بھجوا دی جانی چاہیے۔

10.4.17

ہمیں اپنے ادارتی فیصلے کرنے اور ان کا دفاع اس بنیاد پر کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ وہ مناسب ہیں اور ان کو بڑی احتیاط سے تیار کیا گیا ہے اور غیر جانبداری کا ضروری خیال رکھا گیا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں اس عمل کو یقینی بنانا ہوگا کہ:

- خبروں پر مبنی پروگراموں سے متعلق ادارتی فیصلے خبروں کی اہمیت کے مطابق ہوتے ہیں۔
- انتخابات کے دوران خبروں کی اہمیت کے بارے میں فیصلہ سیاسی بحث کے دائرہ کار میں رہ کر کیا جاتا ہے جس سے اس امر کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ تمام پارٹیوں کے خیالات کو سننے، ان کا جائزہ لینے اور پالیسیوں کو چیلنج کرنے کو مناسب اہمیت دی گئی ہے۔ مہم کے دوران چھوٹی لیکن مؤثر جماعتوں کو بھی نیٹ ورک کے کوریج کا کچھ حصہ ملنا چاہیے۔
- پورے یو کے کیلئے نشریاتی مواد تیار کرتے ہوئے ہمیں یہاں کی چاروں اقوام کے مختلف سیاسی ڈھانچوں کا علم ہونا چاہیے اور یہ کہ اس کا اظہار ہر قوم کے الیکشن کی کوریج میں ہونا چاہیے۔

10.4.18

جس انداز میں مختلف پارٹیوں کے درمیان مناسب غیر جانبداری قائم کی جاتی ہے وہ اپنے انداز، تیار پروگرام اور پلیٹ فارم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتا ہے۔ یہ صرف ایک آئٹم، صرف ایک پروگرام، پروگراموں یا آئٹمز کے ایک سلسلے یا

مجموعی طور پر پوری مہم کے دوران کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پروگرام تیار کرنے والوں اور مواد فراہم کرنے والوں کو یہ ذمہ داری اُٹھانی چاہیے کہ وہ اپنے تیار کردہ مواد میں مناسب غیر جانبداری سے کام لیں اور اس میں کسی عدم توازن کو دور کرنے کیلئے بی بی سی کے مواد یا پروگرام کا سہارا نہ لیں۔

یو کے میں انتخابات اور ریفرنڈم مہم کی رپورٹنگ

10.4.19

قانون بی بی سی کو اس امر کا پابند بناتا ہے کہ وہ ہر الیکشن میں ہر حلقے کے امیدواروں کے پروگراموں میں حصہ لینے کا انتظام کرے۔ ایسا کرتے وقت بی بی سی کیلئے لازم ہے کہ وہ ''الیکٹورل کمیشن نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کا احترام کرے''۔

انتخابات اور ریفرنڈم کی ٹی وی، ریڈیو اور آن لائن کوریج (جس میں میسج بورڈ بھی شامل ہے) کیلئے رہنما اصول چیف ایڈوائزر پالیٹکس وضع کرے گا، پالیسی، جسے بی بی سی ٹرسٹ منظور کرے گا، اور ہر مہم سے پہلے اسے شائع کیا جائے گا۔

10.4.20:

پولنگ کے دن دوسرے نشریاتی اداروں کی طرح بی بی سی بھی الیکشن کی مہم کو صبح 6:00 بجے سے پولنگ کا وقت ختم ہونے تک روک دے گا۔ کوریج غیر متنازعہ حقائق پر مبنی روداد، مثلاً سیاست دانوں کا پولنگ سٹیشنوں پر آنا یا موسم تک محدود ہوگی۔ ایسے امور جو انتخابی مہم میں ایشو رہے ہوں یا الیکشن سے متعلق کوئی دوسرے متنازعہ امور کو پولنگ کے دن کوریج نہیں دی جانی چاہیے تاکہ بی بی سی کے پروگراموں سے ایسا کوئی تاثر پیدا نہ ہو کہ جب ووٹنگ جاری تھی تو انتخابات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی گئی۔

مئی 2013 کے انتخابات کیلئے بی بی سی کے رہنما اصول

تفصیلات کیلئے اس ویب سائٹ پر جائیں.

http://www.bbc.co.uk/guidelines/editorialguidelines/news/news/20
13-3-12

حصہ 2 ضمیمے (Annexures)

(صرف فہرست دی گئی ہے، انہیں نقل نہیں کیا گیا)

(رپورٹ کے حصہ دوئم کے ضمیمے سپریم کورٹ کو دی گئی رپورٹ کے ساتھ منسلک کئے گئے ہیں)

رپورٹ کے حصہ دوئم کے ضمیمے

(1)۔لاء اینڈ جسٹس ڈویژن کو لکھا گیا مراسلہ مورخہ 17 ستمبر 2012۔

(2)۔میڈیا سے متعلق 64 قوانین کی فہرست جو وزارت اطلاعات ونشریات نے فراہم کی۔

(3)۔لاَ اینڈ جسٹس ڈویژن کا لکھا گیا مراسلہ مورخہ یکم جنوری 2013۔

(4)۔پیمرا کی سالانہ رپورٹ بابت 2002۔

(5)۔پیمرا کی گیارہ صفحات پر مشتمل رپورٹ (2013) جو وزارت اطلاعات ونشریات کی معرفت موصول ہوئی۔

(6)۔کیبل آپریٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان کی طرف سے لکھا گیا مراسلہ/بیان جو 22 فروری 2013 کو جاری ہوا۔

(7)۔ بی بی سی کا چارٹر

(8)۔ پی بی سی کا بیان جو وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعے جاری کیا گیا۔

(9)۔ پی ٹی وی کا بیان جو وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعے جاری کیا گیا۔

(10)۔ اے پی پی کا بیان جو وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعے جاری کیا گیا۔

(11)۔انڈیا، بنگلہ دیش اور سری لنکا کے خود اختیاری ضابطے۔

(12)۔UK کے پریس کمپلینٹس کمیشن کے خود اختیاری قواعد۔

(13)۔پریس کونسل آف انڈیا کے خود اختیاری ضوابط۔

(14)۔اغراض ومقاصد کی شق G پر وزارت اطلاعات ونشریات کے بیان سے اقتباسات۔

(15)۔بعض سٹیک ہولڈروں مثلاً وزارت اطلاعات ونشریات، پی بی اے، بی آئی ایس پی، اے اے پی، اے پی این ایس، انڈی پینڈنٹ میڈیا کارپوریشن، میڈیا لاجک اور پی اے ایس کی طرف سے جاری کردہ بیانات۔

(16)۔میڈاس (پرائیویٹ) لمیٹڈ اور مسٹر کھرل کی طرف سے مہیا کردہ دستاویزات۔

(17)۔ایم ڈی پی پی آر اے کے نام لکھے گئے خطوط۔

راؤنڈ ٹیبل مشاورتی اجلاسوں کے بارے میں :

راؤنڈ ٹیبل مشاورتی اجلاس، جو سپریم کورٹ کی طرف سے 2013 میں مقررہ کئے گئے میڈیا کمیشن کی سفارشات کا جائزہ لینے کیلئے منعقد کئے گئے، کے عناصر:

(1) جون 2013 کے اواخر میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے تمام سٹیک ہولڈرز اور عوام کو دعوت دی کہ وہ عدالت عظمیٰ کو میڈیا کمیشن کی رپورٹ کے بارے میں تبصرے پیش کریں۔ (یہ تبصرے سپریم کورٹ آف پاکستان کی ویب سائٹ پر دیکھے جا سکتے ہیں)۔

(2) اس کے نتیجے میں آٹھ راؤنڈ ٹیبل اجلاس، سٹیزنز انیشی ایٹو آن میڈیا ایشوز (CIMI)، جو باشعور شہریوں کی ایک غیر رسمی تنظیم ہے، کی طرف سے منعقد کئے گئے۔ ان کے ساتھ تعاون کچھ اداروں نے کیا جن کی فہرست نیچے دی گئی ہے۔ اسکی مالی معاونت جرمن فاونڈیشن فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ کی پاکستانی شاخ نے کی۔

(3) مشاورت کے عمل پر اُٹھنے والے اخراجات کیلئے کوئی سرکاری فنڈ استعمال نہیں کئے گئے۔

(4) آٹھ میں سے چھ راؤنڈ ٹیبل اجلاس 26 اگست 2013 اور 8 اکتوبر 2013 کے درمیان CIMI نے درج ذیل نمایاں یونیورسٹیوں کے ماس کمیونیکیشن اور جرنلزم کے شعبوں کے تعاون سے منعقد کئے۔

1۔ کراچی یونیورسٹی

2۔ فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی، راولپنڈی

3۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

4۔ پشاور یونیورسٹی

5۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

6۔ بلوچستان یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ مینجمنٹ سائنسز، کوئٹہ

سول سوسائٹی کے جن اداروں نے حیدر آباد میں ان اجلاسوں کے انعقاد میں مدد دی تھی ان میں سینٹر فار پیس اینڈ سول سوسائٹی (CPCS) شامل ہے۔ اسلام آباد میں اجلاس کے انتظام میں مدد دینے والا ادارہ سوسائٹی فار الٹرنیٹو میڈیا اینڈ ریسرچ (SAMAR) تھا۔

(5) ہر اجلاس میں میڈیا سٹڈیز کی فیکلٹی، طلبا، سول سوسائٹی کے سرگرم کارکن اور صحافی تقریباً 40 سے 50 کی تعداد میں شامل ہوتے تھے۔ ملتان کے اجلاس میں طالب علم شرکاء کی تعداد کافی زیادہ تھی۔

(6)اس طرح اجلاس میں میڈیا کے مسائل کے ساتھ گہری دلچسپی رکھنے والے اور صاحب علم تقریباً 400 حضرات نے بحث ومباحثے میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔ ہر اجلاس کا دورانیہ 3 سے 4 گھنٹے تھا۔

(7) خواتین نے ایک بڑی تعداد میں حصہ لیا۔تمام شرکاء نے اپنا نام خود تحریر کیا۔

(8) اجلاسوں کے تمام شرکا کی بحث میں شمولیت معیاری، پُرجوش اور تعمیری تھی۔

(9) تمام شرکاء کو ایک جائزہ فارم دیا گیا جس میں ان سے کہا گیا کی وہ تحریر کردہ 32 یا 33 تجاویز پر اپنے خیالات درج کریں۔وقت کی کمی کی وجہ سے بعض سفارشات کو ضبط تحریر میں نہ لایا جاسکا۔

(10) اس فارم پر ہر تجویز پر رائے دینے کیلئے تین چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا تھا۔

(i) تائید کی جاتی ہے
(ii) تائید کی جاتی ہے، لیکن بعض شرائط اور اعتراضات کے ساتھ
(iii) تائید نہیں کی جاتی

(11) تقریباً 400 شرکاء میں سے 367 نے تجاویز کے بارے میں اپنے خیالات/رائے کا اظہار فارم پر کیا۔ یہ تمام فارم محفوظ کر لیے گئے ہیں۔

(12) شرکاء کی ایک زبردست اکثریت یعنی تین چوتھائی سے بھی زیادہ جو وسیع طبقہ فکر، خیالات، زبانوں، ثقافتوں اور پاکستان کے چاروں صوبوں کی نمائندگی کرتی تھی، نے میڈیا کمیشن کی تمام سفارشات کو بغیر کسی اعتراض کے منظور کر لیا۔

(13) ان سفارشات پر عملدرآمد کرنے کی ذمہ داری کا آغاز خود میڈیا سے ہوتا ہے (سب سے زیادہ میڈیا مالکان پر) اور اس کو پورا کرنے کے عمل میں پارلیمنٹ، حکومت، عدلیہ، ایڈورٹائزنگ ایجنسیز، میڈیا ہاوسز، ریٹنگ ایجنسیز، سول سوسائٹی اور عام شہری بھی شامل ہیں۔

(14) یہ امر قابل ذکر ہے کہ نومبر 2013 یعنی سپریم کورٹ میں حتمی رپورٹ پیش کئے جانے اور اسکے متن کو ویب سائٹ پر ڈالنے کے بعد تک سفارشات اور رپورٹ کے مندرجات پر بحث روزنامہ ڈان کے 29 جولائی 2013 کے اداراتی صفحات پر ایک رپورٹ یا روزنامہ دی نیوز اور جنگ میں ایک دو خبروں یا وقت ٹی وی پر 40 منٹ کی ایک بحث جو اکتوبر 2013 کو نشر کی گئی، تک محدود رہی۔

(15) میڈیا نے بذات خود رپورٹ کا گہرائی میں جا کر جائزہ لینے کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس عدم دلچسپی کی ممکنہ وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ سفارشات کا پہلا سیٹ میڈیا مالکان، میڈیا میں کام کرنے والوں اور صحافیوں کو اصلاحی اقدامات اُٹھانے کی تاکید کرتا ہے۔

(16) بہرصورت عوامی مفاد کے نگہبان ہونے کی حیثیت سے پارلیمنٹ اور سول سوسائٹی پر گہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان مسائل اور تجاویز پر غور کریں جو رپورٹ میں دی گئی ہیں۔اور متعلقہ محکموں اور اداروں میں اصلاحی عمل شروع کریں۔

(17) یہ امید کی جاتی ہے کہ عدالت کا فاضل بینچ میڈیا کمیشن کی رپورٹ پر جو بھی رائے دیتا ہے یا فیصلہ کرتا ہے اس پر مطلوبہ غور وخوض کیا جائے گا اور اس کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

(18) آٹھ راؤنڈ ٹیبل اجلاسوں میں 367 شرکاء کے جوابات جو ایک فہرست کی شکل میں محفوظ کر لئے گئے تھے، درج ذیل ہیں۔

مشاورتی ورکشاپ (منعقدہ اگست تا ستمبر 2013) کے شرکاء کی جانب سے تکمیل شدہ میڈیا کمیشن کی 33 سفارشات کا تجزیہ

پاکستان

367 جواب دہندگان

رپورٹ کے حصہ اوّل کی 12 سفارشات

اغراض ومقاصد کی شق ایف میں بیان کردہ مقاصد کی بجا آوری کیلئے میڈیا کمیشن کی جانب سے 21 مارچ 2013 کو سپریم کورٹ کو جمع کرائی گئی سفارشات یعنی ''میڈیا سے متعلق بدعنوانی کے الزامات اور آنے والے انتخابات میں غیر جانبدار نہ اور آزاد میڈیا کیلئے اقدامات کی تجویز کرنا''

کچھ صورتوں میں تجاویز کا متن اصل مسودے سے ماخوذ ہے۔

کل جوابدہندگان 367

نمبر	تجاویز	شہر کا نام	منظور کی گئی	شرائط کے ساتھ منظور کی گئی	نامنظور	کوئی جواب نہیں دیا	کل تعداد
1	کمیشن اس نتیجے پر پہنچا کہ گیارہ ایسے طریقے اور شعبے ہیں رتھے جن کے ذریعے 2013 کے انتخابات کے غیر جانبدار اور آزادانہ انعقاد کو یقینی بنانے کیلئے اقدامات کئے جاسکتے ہیں: کمیشن نے توجہ دلائی کہ گیارہویں طریقہ کار کے تحت حتمی اہداف کے حصول کے لئے ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہوگی جو 2013 کے انتخابات کے بعد کے مرحلے تک جاری رہیں گے میڈیا ادارے ، انفرادی میڈیا مالکان، صحافی ، کارکنان خود اختیاری ضابطوں پر عمل کرکے: موجودہ ضابطہ اخلاق کو بہتر بنانے ، اس پر عمل کرنے ، اور اس کو نافذ کرنے کے لئے میڈیا ادارے، انفرادی میڈیا مالکان، صحافی، کارکنان اقدامات کر سکتے ہیں خصوصاً ان رہنما اصولوں کی روشنی میں جو دوسرے ممالک مثلاً برطانیہ اور ہندوستان وغیرہ ، جہاں جمہوریت ایک عرصے سے قائم ہے، میں تیار کیے گئے۔	لاہور	39	11	1	4	54
		کراچی	41	4	1	1	46
		اسلام آباد	17	3		3	23
		راولپنڈی	33	6		1	41
		پشاور	32	5	1	3	41
		کوئٹہ	39	12	3	4	55
		حیدرآباد	30	3		1	34
		ملتان	54	12		6	73
		کل تعداد	**285**	**56**		**23**	**367**

2	ہر اخبار ر میگزین ، ایف ایم ریڈیو اور ٹی وی چینل کو ایک اندرونی محتسب مقرر کرنا چاہیئے جو شہریوں کو یہ موقع فراہم کرے کہ وہ اپنی شکایات میڈیا کی انتظامیہ اور مالکان سے الگ ایک ادارے کو تحقیق کے لئے بھیج سکیں۔	لاہور	44	6	1	3	54
		کراچی	31	11	1	3	46
		اسلام آباد	19	2		2	23
		راولپنڈی	33	6		2	41
		پشاور	33	4	1	4	41
		کوئٹہ	37	11	2	6	55
		حیدرآباد	24	7	1	1	34
		ملتان	57	12		3	73
		کُل تعداد	**278**	**59**	**6**	**24**	**367**
3	یہ کہ میڈیا کے اپنے رضا کارانہ اقدامات اور ای سی پی کی پہل قدمیوں کے نتیجے میں پرنٹ، ٹی وی اور ریڈیو پر سیاسی اشتہارات کے نرخوں اور قیمتوں میں کم از کم شفافیت کی ایک نئی سطح حاصل کی جاسکتی ہے تاکہ تمام امیدواروں اور سیاسی جماعتوں کو یکساں مواقع مل سکیں۔ یہ کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان اس پر غور کرسکتا ہے کہ الیکشن کمیشن میں ایک خصوصی سیاسی ایڈورٹائزنگ سیل قائم کیا جائے۔ اس سیل کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ الیکشن 2013 کے دوران تمام سیاسی اشتہاری مہمات کی تمام تر بکنگ اور ادائیگی کے لئے ایک رابطہ کار مرکز کا کردار ادا کرے۔ اس سیل کا مقصد شفافیت اور اخراجات کی مقررہ حد کی پابندی پر عمل کو یقینی بنانا ہوگا۔ اس سیل کو سہولیات بہم پہنچانے کیلئے فوری معاونت وفاقی پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اور چاروں صوبوں کے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹس سے مل سکے گی۔	لاہور	43	6	1	4	54
		کراچی	30	5	7	4	46
		اسلام آباد	19	2		2	23
		راولپنڈی	35	5		1	41
		پشاور	29	6	3	3	41
		کوئٹہ	38	12	1	4	55
		حیدرآباد	27	4	1	2	34
		ملتان	59	12	1	1	73
		کُل تعداد	**280**	**52**	**14**	**21**	**367**

نمبر	تجاویز	شہر کا نام	منظور کی گئی	شرائط کے ساتھ منظور کی گئی	نامنظور	جواب نہیں دیا	کُل تعداد
4	یہ کہ ہر مقامی حلقے میں انتخابات کے دوران ماس میڈیا اور مقامی کمیونٹی کے میڈیا کے استعمال کو مانیٹر کرنے کے لئے سول سوسائٹی کے مبصرین کے نیٹ ورک کو استعمال کیا جائے۔	لاہور	47	4		3	54
		کراچی	31	10	3	2	46
		اسلام آباد	16	2		5	23
		راولپنڈی	29	11		1	41
		پشاور	31	7		3	41
		کوئٹہ	36	11	2	6	55
		حیدرآباد	29	34		2	34
		ملتان	56	13	1	3	73
		کُل تعداد	275	61	6	25	367
5	عدالت اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کو پیمرا کو یہ ہدایت کرنی چاہیے کہ وہ سٹیلائیٹ ٹی وی چینلز، ایف ایم ریڈیو سٹیشنز اور کیبل آپریٹرز پر عائد ہونے والے تمام موجودہ قواعد وضوابط کو سختی کے ساتھ نافذ کرے۔	لاہور	43	7		4	54
		کراچی	34	9		3	46
		اسلام آباد	15	2	1	5	23
		راولپنڈی	35	6			41
		پشاور	27	4	5	5	41
		کوئٹہ	42	8		5	55
		حیدرآباد	26	2	3	3	34
		ملتان	59	9	1	4	73
		کُل تعداد	281	47	10	29	367

6	یہ کہ انٹرنیٹ پر چلنے والے میڈیا، جس کے بارے میں اندازہ یہ ہے کہ اسے اتنے ہی یا اس سے بھی زیادہ لوگ استعمال کرتے ہیں جتنے پرنٹ میڈیا کو استعمال کرتے ہیں، کو بھی اخلاقی اور پیشہ وارانہ اصول اور ضوابط کا پابند بنایا جانا چاہئے۔	لاہور	43	6	2	3	54
		کراچی	35	5		6	46
		اسلام آباد	15	6		2	23
		راولپنڈی	30	11			41
		پشاور	31	5		4	41
		کوئٹہ	39	10	1	5	55
		حیدرآباد	29	20	1	3	34
		ملتان	61	9		3	73
		کُل تعداد	283	54	4	26	367
7	یہ کہ سرکاری میڈیا (پی ٹی وی، اے پی پی اور پی بی سی) کو الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے ہدایت جاری کی جانی چاہیے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائے کہ ان پر حکومت کا کنٹرول انہیں الیکشن سے پہلے یا بالخصوص الیکشن کے دوران غیر جانبدار اور متوازن رہنے سے نہیں روکتا۔	لاہور	47	4		3	54
		کراچی	38	3	2	3	46
		اسلام آباد	18	3		2	23
		راولپنڈی	34	6	1		41
		پشاور	32	5		4	41
		کوئٹہ	40	9	1	5	55
		حیدرآباد	31	2		1	34
		ملتان	58	12	1	2	73
		کُل تعداد	298	44	5	20	367
8	نگران حکومت کو چاہیے کہ وہ الیکشن کے دوران کارکن صحافیوں کی حفاظت اور سیکورٹی کو یقینی بنانے کے لیے خصوصی اقدامات کرے۔	لاہور	46	4		4	54
		کراچی	39	3		4	46
		اسلام آباد	11	10		2	23
		راولپنڈی	38	2	1		41
		پشاور	36	1		4	41
		کوئٹہ	45	6	1	3	55
		حیدرآباد	31	2		1	34
		ملتان	61	9	1	2	73
		کُل تعداد	307	37	3	20	367

9	سیاسی جماعتوں اور امیدواران کو بھی اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ وہ الیکشن کے دنوں میں میڈیا کے ساتھ اپنے روابط کے دوران مناسب احتیاط اور ضبط سے کام لیں۔	لاہور	46	2		6	54
		کراچی	30	6	2	8	46
		اسلام آباد	13	5		5	23
		راولپنڈی	32	5	1	3	41
		پشاور	32	1	2	6	41
		کوئٹہ	41	7	2	5	55
		حیدرآباد	30	2		2	34
		ملتان	62	7	1	3	73
		کُل تعداد	286	35	8	38	367
10	یہ کہ انتخابات کے مرحلے میں بین الاقوامی مبصرین کی موجودگی میڈیا کو اغیر جانبداری اور آزادی سے اپنا کردار ادا کرنے میں مدد دینے کے لئے ایک مثبت عنصر ثابت ہوگی۔	لاہور	37	5	6	6	54
		کراچی	37	4		5	46
		اسلام آباد	16	2	1	4	23
		راولپنڈی	28	8		5	41
		پشاور	26	4	1	10	41
		کوئٹہ	34	7	8	6	55
		حیدرآباد	26	5	1	2	34
		ملتان	48	12	4	9	73
		کُل تعداد	252	47	21	47	367

11	بعض ممتاز عوامی شخصیات جو کمیشن کے سامنے پیش ہوئیں کی یہ رائے تھی کہ بعض میڈیا پرسنز کی غیر ذمہ داری اور بغض بھی بدعنوانی کی ہی ایک شکل ہے۔ انہوں نے بڑے سخت انداز میں اس بہتان طرازی اور کردار کشی کی شکایت کی جس کا انہیں بعض اخبارات اور ٹی وی اینکرز کی طرف سے جھوٹی اور غیر مصدقہ رپورٹوں کی وجہ سے سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ اگر وہ ہرجانے کا دعوی کریں اور انصاف حاصل کرنے کے لیے عدالتی چارہ جوئی کرنا چاہیں تو قانونی کاروائی پر کئی سال لگ جائیں گے اور اخراجات بھی خاصے زیادہ ہوں گے۔ غلط خبروں سے لاتعلقی کا اظہار کرنا یا وضاحتی بیان جاری کرنا میڈیا بالخصوص ٹی وی پر عملاً ناپید ہے۔ پیمرا کے قانون کے تحت قائم کردہ کونسلز آف کمپلینٹس بہت سست اور بے اثر ادارے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا آزاد نظام ہو جس سے ان غلط کار میڈیا اور اشخاص کو فوری اور موثر انداز میں جوابدہ بنایا جاسکے جو بے بنیاد، بہتان آمیز اور کردار کشی کرنے والے بیانات میڈیا کے ذریعے نشر کرتے ہیں۔	لاہور	44	6		4	54
		کراچی	36	2		8	46
		اسلام آباد	16	5		2	23
		راولپنڈی	40	1			41
		پشاور	29	6	1	5	41
		کوئٹہ	44	6		5	55
		حیدرآباد	27	4	1	2	34
		ملتان	64	5	1	3	73
		کُل تعداد	300	35	3	29	367

12	یہ بھی بیان کیا گیا بعض بڑے نجی کاروباری ادارے، مثلاً تعمیراتی اور ہاوسنگ کے شعبے کی ایک یا ایک سے زائد کمپنیاں پرائیویٹ میڈیا کو آزادانہ تنقیدی جائزے پیش کرنے سے روکنے اور حوصلہ شکنی کیلیے اپنے وسیع مالی وسائل کا استعمال کرتے ہیں۔ان کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ اشتہارات کا بہت سا وقت اور جگہ خرید لیتے ہیں جس سے پرنٹ اور نشریاتی میڈیا کے مالکان کو مالی فائدہ حاصل ہو جاتا ہے اور ان کاروباری اداروں کے مفادات کا تحفظ ہو جاتا ہے۔جیسا کہ اس رپورٹ میں پہلے یعنی " کمیشن کے کام کرنے کا طریقہ "کے عنوان کے تحت پیرا نمبر 4 میں کہا جا چکا ہے کہ میڈیا سے متعلق مختلف قسم کی بدعنوانیوں کے حجم، نوعیت اور پیچیدگیوں کے لیے خاص قسم کے پیشہ ورانہ اور تحقیق میں مہارت کی ضرورت ہوگی اور یا اس کے لئے ترجیحاً آزاد، سرکاری اثر سے پاک آڈیٹرز کی خصوصی فرموں کو استعمال کیا جانا چاہیئے، جن کے پاس کافی وسائل، قانون کی حمایت اور دیگر قانونی ذرائع موجود ہوں تا کہ وہ الزامات کی صداقت جاننے کے لئے تمام متعلقہ دستاویزات حاصل کر سکیں، الزامات لگانے والے اور جن پر الزامات لگائے گئے ہوں دونوں پر جرح کر سکیں۔کمیشن کی رائے ہے کہ کئی مالیاتی لین دین اور ان کے کچھ پہلو جو عدالتی درخواست میں مذکور ہیں اور میڈیا کی کرپشن کے کچھ پہلو جن کا اس رپورٹ میں ذکر ہے ان پر فرانزک آڈٹ اور تفصیلی تفتیش کرنے کے لیے کافی جواز موجود ہے۔	لاہور	43	6	1	4	54
		کراچی	32	4		10	46
		اسلام آباد	16			7	23
		راولپنڈی	38	1		2	41
		پشاور	29	5	2	5	41
		کوئٹہ	42	8		5	55
		حیدرآباد	28	3		3	34
		ملتان	60	9	1	3	73
		کُل تعداد	288	36	4	39	367

رپورٹ کے حصہ دوئم میں دی گئی 21 سفارشات

(درج ذیل متن رپورٹ/ایگزیکٹو سمری میں دیئے گئے تفصیلی متن سے ماخوذ ہے)

جواب دہندگان = 367

(سوائے سوال نمبر 3 کے جو کراچی اور حیدر آباد کے سوال نامے میں شامل نہیں کیا گیا تھا)

1	پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا یعنی اخبارات، رسائل، ٹی وی اور نیوز چینلز، انفرادی طور پر اور متعلقہ نمائندہ اداروں کے توسط سے اپنی کارکردگی کا ایک بے لاگ اور خود احتسابی جائزہ لیں اور اپنی خامیوں کو دور کرنے اور اپنے معیار کو بلند کرنے کے لئے عملی اور نظر آنے والے اقدامات اٹھائیں اور اس عمل کی رپورٹ عوام کے سامنے پیش کی جائے۔	کراچی	40	4		2	46
		لاہور	38	11		5	54
		اسلام آباد	18	1		4	23
		راولپنڈی	32	9			41
		پشاور	30	7		4	41
		کوئٹہ	44	5	1	5	55
		حیدر آباد	64	6		3	34
		ملتان	30	3		1	73
		ٹوٹل	296	46	1	24	367

2	قومی اسمبلی، سینٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیاں میڈیا سے متعلق قوانین (اس وقت اس قسم کے 64 قوانین موجود ہیں)، پالیسیوں اور قواعد وضوابط کا تفصیلی جائزہ لینا چاہئے تاکہ ان کے نقائص دور کیے جائیں، انہیں موجودہ دور کے حالات کے مطابق جدید بنایا جاسکے اور تیزی سے بدلتے حالات کی تیاری کی جاسکے۔ مثال کے طور پر جہاں ضرورت محسوس کی جائے نئے قوانین متعارف کرائے جائیں مثلاً اشتہارات کو باضابطہ بنانے کیلیے ایک ایڈورٹائزنگ کونسل بنائی جائے؛ ٹی وی کے ناظرین کیلیے قابل اعتبار ریٹنگ سسٹم بنایا جائے وغیرہ۔ لہٰذا کمیشن کی رائے میں قومی اسمبلی اور سینٹ کی قائمہ کمیٹیاں برائے اطلاعات ونشریات میڈیا قوانین پر نظر ثانی کیلئے میڈیا ماہرین پر مشتمل ایک ٹاسک فورس قائم کریں۔ یہ ٹاسک فورس نئے معروضی حالات کی روشنی میں تقریباً چھ ماہ کی مدت میں میڈیا قوانین قواعد وضوابط کا تفصیلی جائزہ لے اور نئے قوانین بنانے یا موجودہ قوانین میں ترامیم کرنے وغیرہ کیلئے مناسب سفارشات پیش کرے۔	کراچی	38	5	1	2	46
		لاہور	42	4	1	7	54
		اسلام آباد	15	5		3	23
		راولپنڈی	36	4		1	41
		پشاور	31	5		5	41
		کوئٹہ	37	11	2	5	55
		حیدر آباد	55	11	1	6	34
		ملتان	27	5	1	1	73
		کُل تعداد	281	50	6	30	367
3	جیسا کہ پہلے اس رپورٹ میں ذکر کیا جاچکا ہے اور موجودہ سفارشات میں تحریر ہے کہ اصلاحات اور ڈھانچے کی تشکیل نو کے تحت وزارتِ اطلاعات ونشریات کا نام تبدیل کردیا جائے اور یہ اطلاعات کے شعبے میں صرف پالیسی کے حوالے سے، بغیر پراپیگنڈا کے لئے استعمال ہوئے، ایک خود مختار مرکز کے طور پر قائم رہے۔	کراچی					46
		لاہور	36	6	4	8	54
		اسلام آباد	16	4		3	23
		راولپنڈی	29	11	1		41
		پشاور	25	9	2	5	41
		کوئٹہ	36	9		10	55
		ملتان	53	14		6	34
		حیدر آباد					73
		ٹوٹل	195	53	7	32	367

4	وفاقی وزارت اطلاعات ونشریات کے شعبے مثلاً آڈٹ بیورو آف سرکولیشن (ABC)، پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ (PID) وغیرہ اور اسکے علاوہ صوبائی محکمہ اطلاعات میں نمایاں اصلاحات کی جائیں تا کہ بد عنوانیوں اور کرپشن کا خاتمہ کیا جاسکے	کراچی	39	2		5	46
		لاہور	40	9	1	4	54
		اسلام آباد	19	1		3	23
		راولپنڈی	35	6			41
		پشاور	34	2	1	4	41
		کوئٹہ	42	7	1	5	55
		ملتان	64	5		4	73
		حیدرآباد	26	4		4	34
		کُل تعداد	299	36	3	29	367
5	ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے انتخاب کیلئے پی آئی ڈی کے موجودہ مرکزی کنٹرول کو تبدیل کر کے غیر مرکوز افقی نظام رائج کیا جائے اور مرکزی کنٹرول کے خاتمے کو ایک ایسے ڈھانچے میں تبدیل کر دیا جائے جس کی بنیاد ایک آزاد، نئے احتسابی عمل اور مانیٹرنگ پر ہو۔ اس مقصد کیلئے درج ذیل چار امور نئی پالیسی کی تشکیل کیلئے معاون ثابت ہوں گے: i۔ مرکزیت کا خاتمہ ii۔ وفاقی حکومت کی طرف سے جاری کردہ رہنما اصول iii۔ جامع ملٹی میڈیا پالیسی اور کنٹرول کئے بغیر مانیٹرنگ	کراچی	35	8	1	2	46
		لاہور	45	5		4	54
		اسلام آباد	19	1		3	23
		راولپنڈی	32	9			41
		پشاور	30	2	3	6	41
		کوئٹہ	44	3		8	55
		ملتان	62	6	2	3	73
		حیدرآباد	25	7		2	34
		کُل تعداد	292	41	6	28	367

6	**اس سے قبل وزارت اطلاعات ونشریات کو نیا نام دینے کیلئے دی گئی سفارشات سے کسی اختلاف کے بغیر:** اس امر کے پیش نظر کہ مختلف ٹیکنالوجیز ایک جگہ پر مرتکز ہو رہی ہیں، ایک دوسرے پر حاوی ہو رہی ہیں اور ایک دوسرے کے باہمی تعاون سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ وزارت اطلاعات ونشریات اور وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی کو ایک وزارت (اور اس کے ساتھ ساتھ) ضابطہ کار ادارے مثلاً پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) اور پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) کو یو کے، کے ادارے آف کام کی طرز پر ایک ضابطہ کار اتھارٹی میں ضم کیا جائے۔ سینما کو بھی اس نئے ادارے کے کنٹرول میں لایا جائے۔	کراچی	25	15	4	2	46
		لاہور	35	9	4	6	54
		اسلام آباد	15	3		5	23
		راولپنڈی	34	6	1		41
		پشاور	30	5	1	5	41
		کوئٹہ	37	7	6	5	55
		ملتان	58	9	2	4	73
		حیدر آباد	26	6	1	1	34
		کُل تعداد	260	60	19	28	367
7	**وزیر اعظم/وزیر کے موجودہ صوابدیدی اختیار کی بجائے:** پیمرا کے چیئرمین اور ممبران کی تقرری کیلئے طریقہ کار یا ایک واحد نئے ادارے کی تخلیق کیلئے وزیر اعظم یا وزیر کے موجودہ صوابدیدی اختیارات کو تبدیل کر کے قومی اسمبلی کے سپیکر، چیئرمین سینٹ، قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف اور ممتاز شہریوں، میڈیا اور غیر مسلموں کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اس میدان میں علم اور شعور رکھنے والے اہل افراد کی ایک فہرست تیار کریں۔	کراچی	34	6	1	5	46
		لاہور	40	7	1	6	54
		اسلام آباد	14	4		5	23
		راولپنڈی	39	2			41
		پشاور	31	3	3	4	41
		کوئٹہ	40	5	1	9	55
		ملتان	65	3	1	4	73
		حیدر آباد	29	3		2	34
		کُل تعداد	292	33	7	35	367
8	پاکستان میں نشر کئے جانے والے غیر ملکی مواد پر پابندی لگانے کی بجائے مجاز حکام مثلاً وزارتوں، پیمرا، پاکستان براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن وغیرہ کی طرف سے مناسب اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ پاکستانی پروڈیوسرز، ڈائریکٹرز، لکھاریوں، فنکاروں اور ٹیلنٹ کو منصفانہ اور مساوی بنیادوں پر مواقع ملیں کہ وہ ٹی وی چینلز اور سینما گھروں کیلئے ایسا مواد تیار کر کے چلانے کے قابل ہو سکیں جسے پاکستانی ذرائع سے تیار کیا گیا ہو جو پاکستان میں تیار کئے گئے ہوں اور جس پر پاکستانی سرمایہ لگا ہو۔	کراچی	33	7	1	5	46
		لاہور	42	6	2	4	54
		اسلام آباد	14	5		4	23
		راولپنڈی	28	13			41
		پشاور	28	7	2	4	41
		کوئٹہ	39	11	1	4	55
		ملتان	61	10		2	73
		حیدر آباد	29	4		1	34
		کُل تعداد	274	63	6	24	367

9	پیمرا کو چاہیے کہ مختلف اندیشوں اور شکایات کو دور کرنے کیلئے تمام سٹیک ہولڈرز اور گروپس مثلاً TV کے ناظرین، ریڈیو کے سامعین کی نمائندگی کرنے والے، سول سوسائٹی کے گروپس، PBA، کیبل ٹی وی ڈسٹری بیوٹرز، اشتہار دینے والے اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں کے ساتھ ریگولر اور منظم تبادلہ خیال کا انتظام کریں۔	کراچی	36	1		9	46
		لاہور	41	7	2	4	54
		اسلام آباد	15	2	1	5	23
		راولپنڈی	38	3			41
		پشاور	33	2	1	5	41
		کوئٹہ	46	5		4	55
		ملتان	64	5		4	73
		حیدرآباد	25			9	34
		کُل تعداد	298	25	4	40	367
10	ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ آف پاکستان کو چاہیے کہ اس شعبے سے متعلق مقدمات کو تیزی کے ساتھ سنیں اور ان کا فیصلہ کریں۔ مثلاً ایک اندازے کے مطابق اسوقت الیکٹرانک میڈیا سے متعلق 72 مقدمات ایسے ہیں جن میں حکم امتناہی جاری کیا گیا ہے یعنی ان کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔	کراچی	39		3	4	46
		لاہور	45	3	1	5	54
		اسلام آباد	16	2		5	23
		راولپنڈی	40	1			41
		پشاور	34	1		6	41
		کوئٹہ	48	1	1	5	55
		ملتان	59	6	1	7	73
		حیدرآباد	30	3		1	34
		ٹوٹل	311	17	6	33	367
11	نجی نیوز چینلز کو چاہیے کہ وہ حقائق کے تقدس اور صحافت میں اخلاقیات کا احترام کریں۔ انہیں خبروں کے مواد اور اپنے تبصروں کو الگ الگ رکھنا چاہیے۔ اسی طرح تفریحی پروگرام کو بھی الگ رکھا جائے تا کہ انفوٹینمنٹ (Infotainment) کی آڑ میں نیوز بلیٹن کے درمیان غیر مناسب گانے دکھا کر یا لیڈروں کی تصویریں دکھا کر غیر مہذب خیالات کا اظہار نہ کیا جائے۔ اس قسم کے کارٹون اور خاکوں پر مبنی پروگرام الگ طنزیہ پروگراموں میں نشر کئے جائیں۔	کراچی	33	3	1	2	46
		لاہور	42	5	1	6	54
		اسلام آباد	17	2		4	23
		راولپنڈی	34	7			41
		پشاور	33	4		4	41
		کوئٹہ	42	7	2	4	55
		ملتان	62	6	4	1	73
		حیدرآباد	26	7		1	34
		ٹوٹل	296	41	8	22	367

12	جب تک ڈیجیٹل براڈ کاسٹ ٹیکنالوجی مکمل طور پر نافذ نہیں ہو جاتی پیمرا کو چاہیے کہ وہ TV چینلز کے مزید لائسنس جاری کرنے کے عمل کو روک دیں کیونکہ اینالاگ چینلز کی تعداد پہلے ہی بہت بڑھ چکی ہے	کراچی	32	6	5	3	46
		لاہور	36	8	5	5	54
		اسلام آباد	16	2	1	4	23
		راولپنڈی	36	5			41
		پشاور	26	7	4	4	41
		کوئٹہ	38	8	5	4	55
		ملتان	55	13	2	3	73
		حیدر آباد	28	4	1	1	34
		ٹوٹل	267	53	23	24	367
13	پیمرا کو اس قابل بنانے کیلئے کہ وہ قابل یقین حد تک انڈیا، امریکہ یا دوسرے ذرائع چوری کردہ/سمگل شدہ/غیر قانونی مواد کے نشر کئے جانے کو روکے، وفاقی اور صوبائی حکومتوں، دوسرے سرکاری ادارے مثلاً فیڈرل بورڈ آف ریوینیو، ایف آئی اے، پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے ہندوستان سے ڈی ٹی ایچ Direct to Home (DTH) باکسز کی سمگلنگ اور ان کی آزادانہ فروخت پر پابندی لگانے کے لئے واضح اقدامات اٹھائیں۔	کراچی	32	4	4	6	46
		لاہور	43	4	2	5	54
		اسلام آباد	16	3		4	23
		راولپنڈی	36	4	1		41
		پشاور	27	5	3	6	41
		کوئٹہ	38	8	3	6	55
		ملتان	57	9	2	5	73
		حیدر آباد	28	5		1	34
		ٹوٹل	277	42	15	33	367
14	پیمرا کو ہدایت کی جانی چاہیے کہ وہ کمیونٹی کیلئے لائنس جاری کرنے کیلئے ایک منصفانہ اور شفاف پالیسی تیار کرے جو نیلامی کی بنیاد پر نہ ہو اور اسے کاروباری نقطہ نظر سے نہ چلایا جائے۔ پیمرا کو یہ ہدایت بھی کی جانی چاہیے کہ وہ اپنی اس امتیازی پالیسی پر نظر ثانی کرے جس کے تحت این جی اوز کو کمیونٹی کیلئے الیکٹرانک میڈیا کے لائسنس کے اجراء کیلئے نااہل قرار دیا گیا ہے جو سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشنز، سوسائٹیز، ٹرسٹ، بلا منافع جائنٹ سٹاک کمپنیز کے طور پر رجسٹرڈ ہیں۔	کراچی	36	4	2	4	46
		لاہور	30	15	4	5	54
		اسلام آباد	20			3	23
		راولپنڈی	37	4			41
		پشاور	30	6		5	41
		کوئٹہ	44	3	2	6	55
		ملتان	64	5	1	3	73
		حیدر آباد	28	3	1	2	34
		ٹوٹل	289	40	10	28	367

15	**پی بی سی، پی ٹی وی اوراے پی پی کوحقیقی خودمختاراداروں میں تبدیل کرنا:** پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (پی بی سی) کے چیئرمین، چیف ایگزیکٹو ،اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تقرری کا ایک بالکل نیا نظام اور طریق کار متعارف کرانے کیلئے ایسا ہی طریقہ اپنایا جائے جیسا نظام اور طریق کار اس رپورٹ کے اغراض ومقاصد کی شق بی کے پیرا ایک میں پیمرا کے بارے میں تجویز کیا گیا ہے۔ پی بی سی کے سرکاری مالی معاونت پر گہرے انحصار کے پیش نظر یہ فنڈنگ جاری رہنی چاہیے لیکن اس کے ساتھ ان پر نئے چیک اور بیلنس کا نظام متعارف کرایا جانا چاہیے تاکہ اس ادارے کو جانبداری پر مجبور نہ کیا جاسکے۔	کراچی	36	5		5	46
		لاہور	44	5	1	4	54
		اسلام آباد	14	5		4	23
		راولپنڈی	36	3	1	1	41
		پشاور	25	10	1	5	41
		کوئٹہ	43	3	4	5	55
		ملتان	67	3		3	73
		حیدرآباد	28	4	1	1	34
		ٹوٹل	293	38	8	28	367

16	پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن (پی ٹی وی): پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن کے برعکس جو پی بی اے کے 1973 ایکٹ کے تحت قائم ہے ۔ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن ایک جوائنٹ سٹاک کمپنی ہے جو پوری کی پوری حکومت کی ملکیت ہے جسے کمپنیز آرڈیننس 1984 کے تحت رجسٹر کیا گیا ہے۔ کمیشن سفارش کرتا ہے کہ پی ٹی وی کے حکومتی شیئرز کو 75 فیصد سے کم کر کے 25 فیصد یا اس سے بھی کم کی سطح پر لایا جائے۔ 75 فیصد حصص کو زیادہ تر ملک کے سٹاک ایکسچینج کے ذریعے یا عوام کیلئے ایک خصوصی پیشکش کے ذریعے فروخت کر دیا جائے اس شرط کے ساتھ کہ کوئی واحد ادارہ یا سرمایہ کار یا شہری کل حصص کے 2 فیصد سے زیادہ کا مالک نہیں بن سکتا۔ ٹی وی چینلز کے مالکان کو پی ٹی وی کے حصص خریدنے کی اجازت نہ ہوتا کہ مفادات کے ٹکراؤ سے بچا جا سکے۔ ملکیت کو تقسیم کرنا اور اسے حصص میں بانٹ دینے کا مقصد یہ ہوگا کہ کوئی ایک واحد گروپ پی ٹی وی کی ایڈیٹوریل پالیسی اور اس کے پروگراموں کے مواد پر ناروا کنٹرول حاصل نہ کر سکے۔ مزید براں مقررہ مدت کی باریوں کے ایک نظام کے ذریعے اچھی شہرت رکھنے والے سول سوسائٹی اداروں مثلاً ایسے ادارے جن کی تعلیم، صحت، انسانی حقوق، شعور پیدا کرنے، مائیکرو کریڈٹ وغیرہ میں مسلمہ خدمات ہوں، پیشہ ورانہ انجمنوں، یونیورسٹیوں وغیرہ کو حصص کا کچھ حصہ دیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حکومت کے مفادات اور تعلق ریاست کے حصص کی وجہ سے قائم رہیں گے لیکن حکومت وقت پی ٹی وی پر جانبدارانہ کنٹرول نہیں رکھ سکے گی۔ عوام الناس جن کی نمائندگی شہری اور تنظیمیں کریں گی ان کو موقع مل جائے گا کہ وہ پی ٹی وی کو حقیقی طور پر مفاد عامہ کے نشریاتی ادارے کے طور پر چلائیں۔ اچھی کارکردگی کو یقینی بنانے کیلئے ایسا انتظامی ڈھانچہ قائم کیا جا سکتا ہے جس کی نگرانی کثیر فریقی پارلیمانی ادارہ کرے۔	کراچی	39	4	1	2	46
		لاہور	41	7	1	5	54
		اسلام آباد	16	1	2	4	23
		راولپنڈی	36	3		2	41
		پشاور	24	11	2	4	41
		کوئٹہ	40	6	3	6	55
		ملتان	59	10		4	73
		حیدرآباد	29	3	1	1	34
		ٹوٹل	284	45	10	28	367

17	پی ٹی وی: پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کو بھی پیمرا کے ترمیم شدہ اور بہتر بنائے ہوئے قوانین کے تحت لانے پر مناسب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ان ترامیم کی تجویز اس رپورٹ کے اغراض ومقاصد کی شق بی میں دی گئی ہے۔	کراچی	39	2		5	46
		لاہور	45	2	1	6	54
		اسلام آباد	19			4	23
		راولپنڈی	36	5			41
		پشاور	32	4	1	4	41
		کوئٹہ	46	1	2	6	55
		ملتان	59	7	2	5	73
		حیدرآباد	27	2	1	4	34
		ٹوٹل	303	23	7	34	367
18	پی ٹی وی: اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ پی ٹی وی کے ٹی وی لائسنس فیس کے واحد وصول کنندہ کی حیثیت سے اجارہ داری کو ختم کیا جائے۔ اس فیس سے حاصل آمدنی کو ایک نئے سروس براڈ کاسٹ نیٹ ورک کے قیام کیلئے استعمال کیا جانا چاہیے جو ریاست کے کنٹرول اور ملکیت سے آزاد ہو۔	کراچی	38	2	1	5	46
		لاہور	43	5	1	5	54
		اسلام آباد	18	1	1	3	23
		راولپنڈی	38	3			41
		پشاور	33	1	1	6	41
		کوئٹہ	40	6	2	7	55
		ملتان	63	6		4	73
		حیدرآباد	27	4		3	34
		ٹوٹل	300	28	6	33	367

19	ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان: اے پی پی پر حکومت کی موجودہ سو فیصد ملکیت کو 25% یا اس سے بھی کم سطح پر لانے کے امکان پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے جبکہ 75% حصص کو فروخت کے لئے درج ذیل کو پیش کیا جاسکتا ہے: **(a)** اے پی پی کے موجودہ ملازمین میں ان کی مدت ملازمت اور کارکردگی سطح کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے جس میں ریٹائرمنٹ یا ملازمت سے برطرفی کی صورت میں حصص میں ایک تناسب کے لحاظ سے کمی کی جاسکتی ہے یا ان سے دستبردار ہونا ہوگا۔ (b) پی ٹی وی کے نئے ڈھانچے کی تجویز کی طرز پر اے پی پی کے محدود حصص بلاک کی صورت میں میڈیا کی نمائندہ تنظیموں/اداروں کو جو اے پی پی کی خدمات سے فائدہ اٹھاتی ہیں مثلاً آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی، پاکستان براڈکاسٹرز ایسوسی ایشن وغیرہ کو فروخت کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے۔	کراچی	38	3	1	4	46
		لاہور	44	6		4	54
		اسلام آباد	17	2	1	3	23
		راولپنڈی	37	3		1	41
		پشاور	31	5	1	4	41
		کوئٹہ	44	1	2	8	55
		ملتان	62	5	1	5	73
		حیدرآباد	24	6	2	2	34
		ٹوٹل	297	31	8	31	367
20	**خود اختیاری ضابطہ کاری کے تحت نشریاتی مواد پر کنٹرول کے لئے نئی قانون سازی اور موجودہ قوانین کی اصلاح:** کمیشن کی رائے ہے کہ یہ سودمند نہیں ہوگا کہ بین الاقوامی معیارات اور بہترین طریقوں کا جائزہ لینے کے باوجود نشریاتی مواد کو ضابطوں کا پابند بنانے کی ذمہ داری صرف اور صرف خود اختیاری ضابطہ کاری کو دے دی جائے۔ ریاست پر یہ ناگزیر اور ناقابل تخفیف ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایک قانونی ڈھانچہ فراہم کرے جس میں رہنما اصول، قاعدے دیئے گئے ہوں اور چیک اور بیلنس کا ایک مناسب نظام بھی موجود ہو جو اظہار رائے کی آزادی کو سلب نہ کرتا ہو۔ بعض انتہائی حساس نوعیت کے موضوعات کو چھوڑ کر، جن کے سلسلے میں بہرصورت احتیاط کی جانی چاہیے، پاکستانی میڈیا کو پہلے ہی دوسرے تمام مسلمان اکثریتی آبادی والے ممالک اور ان خطوں کے مقابلے میں، جن کا پاکستان بیک وقت حصہ ہے، مثلاً وسط ایشیاء، جنوبی ایشیاء، مغربی ایشیاء، خلیجی ممالک، سب سے زیادہ آزادی اور مواد کو خود ضابطوں کا پابند بنانے کا اختیار حاصل ہے۔	کراچی	36	5	1	4	46
		لاہور	35	8	1	11	54
		اسلام آباد	13	2		7	23
		راولپنڈی	34	3		4	41
		پشاور	26	6		9	41
		کوئٹہ	35		1	20	55
		ملتان	53	6		13	73
		حیدرآباد	30	2		2	34
		ٹوٹل	262	32	3	70	367

21	ایسے اداروں کیلئے جو مواد پر خود اختیاری ضابطوں کے ذریعے کو کنٹرول کرتے ہیں (مثلاً پریس کونسل آف پاکستان) فنڈنگ حکومت کی بجائے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کو فراہم کرنی چاہیے تا کہ ان اداروں کی حقیقی آزادیٔ اظہار کو یقینی بنایا جاسکے۔	کراچی	35	6		5	46
		لاہور	40	6		8	54
		اسلام آباد	17			6	23
		راولپنڈی	35	5		1	41
		پشاور	32	3	1	5	41
		کوئٹہ	47			8	55
		ملتان	59	4	2	8	73
		حیدرآباد	27	1	1	5	34
		ٹوٹل	292	25	4	46	367

12 دسمبر اور 20 دسمبر 2013 کو قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر برائے اطلاعات ونشریات اور ثقافتی ورثہ پرویز رشید نے کراچی سے پی ٹی آئی کے رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر عارف علوی کی طرف سے میڈیا کمیشن کی رپورٹ اور سفارشات پر حکومتی نقطہ نظر کے بارے میں اٹھائے گئے سوالات کے تحریری جواب پیش کئے جنہیں سرکاری ریکارڈ کا حصہ بنایا گیا ہے۔

ان سوالات اور جوابات کو آئندہ صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔

12 دسمبر 2013 کو زبانی دیئے گئے جوابات

257۔ڈاکٹر عارف علوی:

کیا وزیر اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ بتانا پسند کریں گے کہ:

(a) کیا یہ ایک حقیقت ہے کہ میڈیا کمیشن کی تقرری سپریم کورٹ آف پاکستان نے کی ہے۔

(b) کیا یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کمیشن کی رپورٹ کو عدالت نے جون میں عوامی رسائی کی دستاویز قرار دیا ہے اور یہ کورٹ کی ویب سائٹ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

(c) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزارت نے مذکورہ رپورٹ میں شامل سفارشات میں سے ایک پر اپنے تبصرے/جوابات تیار کئے؛ اگر ایسا ہے تو ان تبصروں کی تفصیل دی جائے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں۔

(d) وزارت ان سفارشات پر اپنے تبصرے کب تک مکمل کرے گی؟

وزیر اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ (جناب پرویز رشید)

(a) جی ہاں، سپریم کورٹ آف پاکستان نے آئینی پٹیشن نمبر 105/2012، اس کے ساتھ CMAs نمبر 3795 اور 3798 (سال 2012) HRC نمبر 23957-S/2012 اور CMA 364/12 اور آئینی پٹیشن نمبر 117/12 کی سماعت کے دوران 15 جنوری 2013 کو ایک حکم کے ذریعے میڈیا کمیشن کی تقرری کی تھی۔

(b) مذکورہ کمیشن نے اپنی رپورٹ فاضل عدالت کے سامنے 21 مارچ 2013، 3 جون اور 10 جون 2013 کو پیش کر دی تھی۔ یہ رپورٹ سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

(c) جی ہاں، جو تبصرے پیش کئے گئے تھے وہ Annexure A میں موجود ہیں۔

(d) وزارت نے اپنا جواب پہلے ہی 26-10-2013 کو سپریم کورٹ میں داخل کرا دیا تھا۔

(Annexure نیشنل اسمبلی کی لائبریری میں رکھ دیا گیا ہے)۔

(20 دسمبر 2013 کو تحریری سوالات کے دیئے گئے زبانی جوابات)

392۔ڈاکٹر عارف علوی:

کیا وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ یہ بتانا پسند کریں گے کہ:

(a) کیا یہ ایک حقیقت ہے کہ اخبارات وجرائد کو دیئے جانے والے سرکاری اشتہارات کے نرخ، پرائیویٹ اشتہارات کی نسبت بہت کم ہوتے ہیں؟

(b) کیا یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ٹی وی چینلز کو دیئے جانے والے سرکاری اشتہارات کے نرخ پرائیویٹ چینلز کو دیئے جانے والے اشتہارات کی نسبت کافی زیادہ ہوتے ہیں۔

(c) اگر پارٹ (a) اور پارٹ (b) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کا کیا جواز ہے اور:

(d) مذکورہ امتیازی سلوک کو کم کرنے کیلئے وزارت کی جانب سے کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

وفاقی وزیر برائے اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ (جناب پرویز رشید):

(a) اخبارات اور جرائد میں چھپنے والے سرکاری اشتہارات کے نرخوں کا تعین حکومت ایک طے شدہ فارمولے کے تحت ان کی تعداد اشاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے کرتی ہے۔ جس کا حساب کتاب آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کرتا ہے۔ پرنٹ میڈیا میں سرکاری اشتہارات کے نرخ پرائیویٹ اشتہارات کی نسبت کم ہوتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان اشتہارات کی اکثریت ٹینڈر نوٹس، عوامی خدمت کے پیغامات مثلاً سرکاری اداروں میں پُر کی جانے والی اسامیوں سے ہوتا ہے۔ جبکہ نجی شعبے کے اشتہارات زیادہ تر کسی مصنوعات اور سروسز کی تشہیر اور ان کی فروخت کو بڑھانے کیلئے ہوتے ہیں جن کا زیادہ تر مقصد زیادہ نفع کمانا ہوتا ہے۔

(b) اس بات کو واضح کرنا ضروری ہے کہ الیکٹرانک میڈیا پر سرکاری اشتہارات حکومت کی مرکزی اشتہارات پالیسی کے تابع نہیں ہوتے۔ اشتہارات کی مرکزی پالیسی صرف پرنٹ میڈیا کیلئے ہے اور یہ اشتہار پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے توسط سے جاری کیئے جاتے ہیں جو وزارتِ اطلاعات ونشریات کے ماتحت ہے۔ جہاں تک اشتہارات کو الیکٹرانک میڈیا کو دینے کا تعلق ہے اس کیلئے ابتدائی کارروائی مکمل کی جا چکی ہے اور اس میں مزید پیشرفت اس وقت ہوگی جبکہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام اداروں / وزارتوں / ڈویژنز اور سرکاری شعبے کے اداروں کو کہا جائے گا کہ وہ اپنے اشتہارات پی آئی ڈی کے توسط سے ارسال کریں۔ موجودہ نظام کے تحت نرخوں کا معاملہ ہر وزارت اور ڈویژن اپنی متعلقہ اشتہاراتی کمپنی کے ذریعے الگ سے طے کرتا ہے۔

اس طرح ہر کیس میں نرخوں میں فرق آ سکتا ہے۔نجی تجارتی شعبے کیلئے نرخوں میں لچک پائی جاتی ہے اور وہ اشتہار دینے والے اور چینلز، بات چیت سے طے کرتے ہیں۔ بہرصورت وزارت کی طرف سے نرخوں کے تعین کے بعد یہ تاثر عام ہے کہ حکومتی اداروں کے نرخ نجی شعبے سے وصول کئے جانے والے نرخوں سے نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں۔فوری طور پر اس ضمن میں کوئی ایسا ڈیٹا موجود نہیں ہے۔لیکن جب الیکٹرانک میڈیا کے سرکاری اشتہاروں کے بارے میں پالیسی فیصلہ ہو جائے گا تو اس موضوع پر ایک مطالعاتی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

(c) اخباروں کے اشتہارات ایک پالیسی کے تحت دیئے جاتے ہیں جو کلائنٹ اور اخبار کی انتظامیہ طے کرتے ہیں۔حکومت اور پرنٹ میڈیا کے درمیان اشتہارات کا انتظام دونوں اطراف کی باہمی رضامندی سے کیا جاتا ہے۔ جہاں تک حکومت کے الیکٹرانک میڈیا پر اشتہارات کا تعلق ہے ابھی تک طریق کار کا تعین نہیں کیا جا سکا ہے۔

(d) حکومت کاموں کو مشاورت کے ذریعے کرنے اور ایک دوسرے کو رعایت دینے پر یقین رکھتی ہے۔کوششیں کی جا رہی ہیں کہ سٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لیا جائے اور ایک متفقہ فیصلہ کیا جا سکے۔ یہ معاملہ مناسب وقت میں جامع طور پر تمام پارٹیوں کیلئے اطمینان بخش طریقے سے حل کر لیا جائے گا۔

MINISTRY OF INFORMATION, BROADCASTING
AND NATIONAL HERITAGE
(Pakistan Television Corporation)
***

STARRED NATIONAL ASSEMBLY QUESTION NO. ~~188~~ 257

QUESTION BY **DR. ARIF ALVI, MNA**	***REPLY BY*** **FEDERAL MINISTER FOR INFORMATION,BROADCASTING AND NATIONAL HERITAGE**
Will the Minister for Information, Broadcasting and National Heritage be pleased to state;	
a) Whether it is a fact that the Media Commission has been appointed by the Supreme Court of Pakistan;	a) Yes, Media Commission has been appointed by the Supreme Court of Pakistan, while rendering an order on 15th January, 2013 during the hearing of the Constitutional Petition No. 105/2012 alongwith CMAs-3795 & 3798 of 2012, HRC No. 23957-S/2012 and Const. P. 53/2012 and Constitution Petition No. 104 of 2012 &CMA 3464/12 and Constitution Petition No. 117/12.
b) Whether it is also a fact that the said Commission has been made a public document by the Court during June, 2013 and is available on the website of the said Court;	b) The said Commission has submitted its report in the Honorable Supreme Court of Pakistan on March 21, 2013 and June 3rd and 10th June 2013. The report is also available on the Supreme Court's website.
c) Whether it is further a fact that the Ministry formulated its comments/responses to each recommendation contained in the said report; if so, the details of the comments, if not, the reason	c) Yes, The comments so filed are attached as **Annexure-A**

NATIONAL ASSEMBLY SECRETARIAT LIBRARY Date 12/12/13

d) The time by which Ministry will finalize its comments thereof?	d) Ministry has already submitted its response to the supreme court of Pakistan on 26.07.2013

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Original Jurisdiction)

Submitted on behalf of the Federation of Pakistan
Respondent No. 1: Ministry of Information, Broadcasting & National Heritage

CMA No......./2013
Const. P.No.105/2012

Hamid Mir and others Vs. Federation of Pakistan & others

Court Appealed from :	Constitution Petition
Counsel for the Respondent	**RAJA AAMIR ABBAS – ASC** With Mehmood A. Sheikh Advocate-on-Record Supreme Court of Pakistan
Counsel for the Petitioner	Mr. M.S. Khattak - AOR

S. No.	Documents	Date	Page
1.	Civil Miscellaneous Application	26-7-2013	1-7
2.	**Annex – 1** : Media Commission's covering letter	21-3-2013	8
3.	**Annex – 2** : Media Commission's covering letter	3-6-2013	9
4.	**Annex – 3** : Media Commission's covering letter	10-6-2013	10
5.	Affidavit of facts by AOR	26-7-2013	11
6.	Affidavit of service by AOR	26-7-2013	12

MEHMOOD A. SHEIKH
Advocate on Record

-1-

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Original Jurisdiction)

Submitted on behalf of the Federation of Pakistan
Respondent No. 1: Ministry of Information, Broadcasting & National Heritage

CMA No……./2013
Const. P.No.105/2012

Hamid Mir and others Vs. Federation of Pakistan & others

CONCISE STATEMENT

CONSTITUTIONAL PETITION NO. 105/2013 : HAMID MIR VS FEDERATION OF PAKISTAN :

M/O INFORMATION, BROADCASTING & NATIONAL HERITAGE VIEWS / COMMENTS ON MEDIA COMMISSION'S REPORT OF 21ST MARCH 2013, 3RD JUNE 2013 AND 10TH JUNE 2013

Background

The views / comments of Ministry of Information, Broadcasting & National Heritage are being filed in the Supreme Court of the Pakistan in Response to Media Commission's Report submitted in the Supreme Court vide their covering letters of 21st March 2013 (**Annex – I**), 3rd June 2013 (**Annex – 2**) and 10th June 2013 (**Annex – 3**) containing six Volumes. The views / comments address the core / actionable recommendations of the Media Commission.

TOR – A

"To consider the role of the M/o I&B and other Government agencies in ensuring freedom of print and electronic media and whether or not there is information and material brought before the commission to justify the continued functioning of the Ministry, consistent with Article 19 of the Constitution".

2. Following are the views / comments :-

a. This Ministry endorses MC conclusion **(Para – 2 : Page – 78 : Vol – 4)** that state system alone has the legitimacy and the *locus standi* to maintain vigilance for the protection of the public interest including the information sector, besides facilitating Freedom of Print and Electronic Media. The role of state apparatus certainly has to be unobtrusive.

b. This Ministry endorses Media Commission's **(hereinafter MC)** recommendation **(Para – 4 : Page 79 : Vol – 4)** that the Federal Ministry of Information & Broadcasting and four Provincial Information Departments may require restructuring aimed at merger of certain units' functions, abolition where needed, and reforms on other allied issues. The recommendation for placing the subject of cinema under the purview of the proposed new singular Ministry for effective development and functions of media is also supported. It may be placed on record that such a restructuring will have to be effected in consultation with Management Services Wing of Establishment Division as per guidelines in **Secretariat Instructions – 2004 (Instruction No. 75 : Page 18).**

c. This Ministry endorses the MC recommendations on bringing together the sectors of Information and Broadcasting with Information Technology and Telecommunication, subject to GOP approval.

d. The MC recommendation on horizontal decentralization / de-control in selection of advertising agency / media by GOP organizations is not supported since GOP's **Common Services Manual – 1997 (Volume – I : Chapter – 1 : Advertisements)** has outlined a detailed set of instructions on government's advertisement policy. It however could be reviewed by the elected government on need basis. The Ministry endorses MC recommendation for a restructured Ministry of Information & Broadcasting, considering simultaneously alternative names.

e. The Ministry endorses MC recommendations that Ministry of I&B and four Provincial Information Departments be retained as part of state and government structure.

f. This Ministry however would like to place on record that **under Article – 99 of the Constitution – 1973**, it is the Federal Government's privilege that it *"shall by rule specify the manner in which orders and instruments executed in the name of the President shall be authenticated, and the validity of any order or instruments so authenticated shall not be questioned in any court. The Federal Government shall make rules for allocation and transaction of its business"* – which constitutes its executive empowerment to run the state business.

<u>TOR – B</u>

"To analyze whether and to what extent PEMRA has been able to fulfil its developmental mandate and regulatory functions independency under the PEMRA Ordinance".

3. Following are the views / comments :-

a. The Ministry supports Media Commission's recommendation as there is a lot of room to revisit laws / regulations by which PEMRA operates and functions. There are gaps of meaningful, purposeful and apolitical oversight. There is dire need to depoliticize this regulatory body.

b. The regulator has to be made accountable to the provision of laws and an independent board, outside the purview of the government. The board shall comprise of members from civil society, persons of impeccable integrity and members from both the ruling and opposition parties, which is absent at this moment. Making PEMRA apolitical will be in the interest of the government, opposition and the public as well.

c. Recommendations of the Media Commission are endorsed as it will create consensus among political stake holders and will ensure the credibility of the institution. Unfortunately the existing provisions of PEMRA Act – 2007 which deal with the appointment of Chairman / Members have not been able to address the issue of public confidence and quality induction.

d. Media commission recommendation is also supported as an independent regulator shall be answerable directly to the parliament.

e. MC recommendation for amalgamation of sectors related to Communication, Broadcasting, Telecommunication and National Heritage under one administrative setup is supported.

f. MC recommendation that PEMRA should formulate appropriate policy to protect local talent from unfair impact of foreign content is supported.
g. MC recommendation for a structured dialogue with stakeholders like PBA, Cable TV distributors, advertisers and others is supported.
h. MC recommendation to freeze issuance of any more TV Channel licenses, till the transition to digital broadcast technology is completed, is supported.
i. MC recommendation to empower PEMRA to credibly curb the telecast of pirated content from India, USA and other sources in coordination with other GOP entities like FBR, FIA and LEAs is supported.
j. MC recommendation that PEMRA should formulate a transparent policy to issue licenses, without applying commercial approach, for community based electronic media, is supported.
k. MC recommendation that community based electronic media's external financial sponsorship be ensured through EAD is supported.

<u>TOR – C</u>

"To determine if it advances or is consistent with the fundamental right under Article 19 ibid to allow the Government or its instrumentalities to be major players in the media through State Television and Radio Broadcasters".

4. Following are the views / comments :-

a. This Ministry supports MC's observations at **(Para – 10 : Page 129 : Vol – 4)** that Government and its instrumentalities have a valid right and role to be the major players in Electronic Media which is entirely consistent with the fundamental right under **Article – 19** of the Constitution. Moreover, it again is supported that presence of state owned Electronic Media under GOP control provides a balance to otherwise imbalanced volume of negative comments, besides fulfilling the need for public interest.
b. Media Commission's observation **(Para – 14 : Page 132 : Vol – 4)** is supported which stipulates that private commercial media does not ensure projection of contents relevant to the subjects detailed in **Article – 19** of the Constitution.
c. This Ministry would like to uphold Media Commission's **(recommendation – 1 on TOR – C : Page 133 : Vol – 4)** that there is justification for the government and its instrumentalities to be major players in media through PTV and PBC. However, a workable plan can be devised to follow BBC model as fine example of autonomy.

<u>TOR – D</u>

"To ascertain if PTV, PBC and APP, the recipients of public funding of billions of rupees, have independent in-house management and transparent policies in place which advance the objectives of fairness and even-handedness expected of publicity-funded entities and to determine if there are adequate checks against lop-sided or biased dissemination of information by these publicity-funded entities".

5. Following are the views / comments :-

a. The Ministry supports MC's observation **(Para – 10 : Page 139 : Vol – 4)** that regular news bulletins of private electronic media present some news

and events as farcical sources of mirth – which state media entities neve normally use, and such professional requirements are fulfilled by stat media entities.

b. The Ministry supports the Media Commission recommendations to reduc the state share holding in PTV up to 25% or less offering 75% to publ through stock exchange. Ministry of Finance is already carrying out a exercise in this regard. In addition to this, management of PTV shall als be made part of the stock option deal. Necessary amendments in th PTV Company Act could be made to accommodate this issue.

c. The Ministry supports the Media Commission recommendations and not bothered over the loss of control over the editorial polic Competitiveness is not a negative phenomenon as it improves quality c contents.

d. The Ministry endorses the idea of appointing the Chief Executive Managing Director of PTV, PBC and APP through a procedure given the Supreme Court judgment wherein an independent commission ha been mandated to fill these positions from open market throug competition.

e. This Ministry however supports the spirit of MC recommendation th state media entities **(PBC, PTV and APP)** may prefer to be playing progressive and purposeful role in the information landscape of Pakistar

<u>TOR – E</u>

"To consider the feasibility of letting the media adopt a self-regulatory code conduct instead of content regulation, in the light of international standards ar best practices".

6. Following are the views / comments :-

a. This Ministry supports MC observation **(Para – 4 : Page – 147 : Vol –** that Prophets, Philosophers and Political Statesmen have indicated ove centuries the regulation of the self or a single organization which mu require an external framework of collectively shared Values, Principle Laws and Rules.

b. This Ministry supports Commission's recommendation that it is n feasible to let the content of Media regulated exclusively through Conte Self Regulation, even after taking note of international standards and be practices. It is further supported that there is an inescapable, irreducib responsibility and need for the state to provide a legislative framework guiding principles with adequate checks and balances that do not cu freedom of expression.

c. This Ministry supports MC recommendations that media in Pakista already is enjoying some of the highest level of freedom and content se regulation in comparison to all other predominantly Muslim Countrie Central Asian, South Asian and West Asian states included.

d. This Ministry supports MC recommendation that many of the existing 6 media related laws framed in previous decades need to be updated ar revised through Parliamentary Standing Committees on Information ar Broadcasting. Amendments to existing Media Laws, where needed, cou be introduced by the legislators during 2014.

e. This Ministry supports MC recommendation that funding for mechanisr that administer content self regulation should come from within the pri and electronic media, rather than from the government.

TOR – F

"To enquire into allegations of media-related corruption and suggest steps to ensure impartial and independent media for the upcoming elections".

7. Following are the views / comments :-

a. This Ministry also supports **Para – 23** of Supreme Court judgment dated 8-7-2013 which states that the historical analysis highlights the potential need for the government to put its Secret Service on a statutory footing for a more effective democratic control over their budgets, expenditures and activities.

b. It may however be noted that Finance Division vide Office Memorandum of **11th June 2013** has abolished Secret Services Expenditure (SSE) available with Federal Ministries / Divisions with effect from FY – 2013-2014.

TOR – G

"To inquire whether, when giving money to different media houses directly for or on the pretext of advertisements, where the government or its functionaries pursing a transparent, duly approved, bona fide Government Advertisement Allocation Policy or where the decisions to buy advertisement space with public money are made arbitrarily or without objective criteria or to favour particular channels, journalists or media houses".

8. Following are the views / comments :-

a. This Ministry supports MC conclusion that the Ministry of I&B is not the only source for the use of Secret Funds in Media Sector which actually are available with several other Ministries and Departments. MC findings that the formulation of a written policy is the right and responsibility of an elected government in collaboration with the views of Civil Society and other stakeholders is the correct answer, and is supported.

b. MC recommendation that aspects covered by TOR – G be brought to the attention of the Parliamentary Committee on National Security and Standing Committees on National Assembly and Senate to recommend improvements in relevant policies and procedures so that positive goals indicated in TOR – G are achieved – is supported.

c. This Ministry supports MC opinion that if the Hounourable Court deems appropriate, the required directions may be given to conduct independent inquiry to determine the veracity or otherwise of allegations in this sector **(TOR – G)**.

d. This Ministry supports MC conclusion that there exists a set of written advertisement policy containing guidelines on the subject explaining procedures, criteria and documentation requirement to be followed as explained in GOP's **Common Services Manual – 1997 (Chapter – 1)**, read with, **Rules of Business – 1973 (Schedule – II : Entry – 17 : Provision – 6)**. These instrumentalities reflect legal empowerment of Press Information Department of Ministry of I&B on the subject. Except procedural improvements / modifications in public interest, no parallel rule – framing on this subject is recommended.

TOR – H

"To propose a single, transparent, objective, non-discriminatory policy fo allocation of Government advertisements among electronic and print media".

9. Following are the views / comments :-

a. This Ministry does not support MC recommendation on TOR – H emphasizing decentralization of Government Advertisements since it ha stood test of the time since 1960s todate and provides Federa Government a leeway to regulate equitably based system c advertisement distribution in Print and Electronic Sector which is lawful governed by the guidelines / instructions laid down in **GOP's Commo Services Manual – 1997 (Chapter – 1)**. It takes into account th metropolitan and regional media for a nationwide healthy development c the media industry.

b. What MC recommendation has not taken into consideration is tha mandatory guidelines on the subject of advertisement distribution alread exist in the afore cited Book, which however can be improved in publ interest in consultation with stakeholders.

TOR – I

"Whether the Federal and Provincial Governments, autonomous and sem autonomous bodies, Government corporations or agencies adhere to PPR rules or other transparent processes while granting advertisement contracts t advertising agencies or media houses. If not, then to suggest processes whic are fair and transparent and which ensure the greatest value and faires dissemination of information".

10. Following are the views / comments :-

a. This Ministry supports MC recommendations that all Federal an Provincial Government entities adhere to the principles and guidelines o PPRA regulatory regime – which actually lays down that the scope c scrutiny by PPRA covers only contracts of Rs. 50 million and more.

b. This Ministry would place on record its concern on MC observation tha the Commission could not meet in person with Chairman and MD – PPR itself. It however is agreed that the processes be adopted which are fai transparent and which ensure greatest value and fairest dissemination c information.

c. This Ministry endorses MC recommendations **(Para – 33 : Page – 177 Vol – 4)** regarding proposed restructuring of Audit Bureau of Circulatio and Press Information Department in order to meet the nationa development goals of providing best possible support services to th private sector media and advertising agencies within the framework c guidelines defined by the government.

d. The role of Audit Bureau of Circulation has to be validated through thir party evaluation on circulation.

General Observations by the Media Commission

11. This Ministry has no comments / views to offer under this heading.

-7-

Conclusion

12. This Ministry would like to place on record its appreciation for the voluminous work done by Media Commission as per its mandate conferred by the Supreme Court of Pakistan vide its **Short Order of 15th January 2013**.

(Dr. Nazir Saeed)
Secretary
Ministry of Information, Broadcasting
& National Heritage
Islamabad

26-7-2013

MEHMOOD AHMED SHEIKH
Advocate Supreme Court / AOR
Tel (Off): 0345-5510584

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات ونشریات اور

قومی ورثہ کے اجلاس

16اپریل2014اور

30اپریل2014

کے بارے میں پریس ریلیز

قومی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے اطلاعات کا آٹھواں اجلاس چیئر پرسن، ایم این اے، محترمہ ماروی میمن کی زیر صدارت 16 اپریل 2014 کو قومی اسمبلی میں منعقد کیا گیا۔ وزیر اطلاعات، سیکرٹری اطلاعات، محکموں کے سربراہان، سینیٹر (ریٹائرڈ) جاوید جبار، جناب حامد میر، جناب ابصار عالم، جناب معید پیرزادہ، اور معزز اراکین محترمہ پروین مسعود بھٹی، محترمہ عارفہ خالد پرویز، محترمہ مریم اورنگ زیب، جناب عمران ظفر لغاری، محترمہ بیلم حسنین، جناب مراد سعید، ڈاکٹر محمد اظہر خان جدون، محترمہ سمن سلطانہ جعفری اور محترمہ نعیمہ کشور نے اجلاس میں شرکت کی۔

سپریم کورٹ کی جانب سے 2013 میں مقرر کئے گئے میڈیا کمیشن کی سفارشات کے حوالے سے، قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات، نشریات اور قومی ورثہ نے مندرجہ ذیل اقدامات اور تجاویز سے مکمل اتفاق کیا اور درج ذیل قرارداد منظور کی:

1۔ میڈیا کی آزادی، گلوبلائزیشن، آئی ٹی اور اطلاعات کے اس دور میں یہ بات اہم ہے کہ وزارت اطلاعات کا پالیسی کی تیاری، آزادی اور جوابدہی کے ساتھ میڈیا کی ترقی میں مدد دینے کیلئے ایک مخصوص کردار ہو۔

2۔ میڈیا سے متعلق موجودہ 64 قوانین پر نظر ثانی بے حد اہم ہے۔ نئے قوانین کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے، خاص طور پر اشتہارات کو ضوابط کا پابند بنانے، مختلف میڈیا ذرائع کا ارتکاز، ایک سے زیادہ میڈیا ذرائع کی ملکیت ایک ہونے کے منفی اثرات اور خود اختیاری ضابطوں پر عمل کے حوالے سے۔ قائمہ کمیٹی جلد ہی اس اہم موضوع پر قانونی ماہرین کے ساتھ خصوصی ملاقاتیں کرے گی اور میڈیا قوانین کے جائزے کیلئے ایک ٹاسک فورس مقرر کرے گی جس کی ذمہ داری چھ ماہ کے اندر موجودہ 64 قوانین کا جائزہ لینا اور ترامیم تجویز کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ جہاں ضرورت ہو نئے قوانین تجویز کرنا ہوگا۔

3۔ وزارت اطلاعات کی موجودگی اہم ہے۔ تاہم، اس کی تنظیم نو بے حد ضروری ہے۔ وزارت اور اس کے زیر اختیار اداروں نے کمیٹی کو یقین دہانی کرائی ہے کہ ان کے تنظیم نو کے منصوبے کمیٹی کے سامنے ایک ماہ کے اندر اندر پیش کر دیے جائیں گے۔

4۔ وزارتِ اطلاعات اور وزارت برائے آئی ٹی کو ایک دوسرے میں ضم کیا جا سکتا ہے کیونکہ اطلاعات کے یہ ذرائع کئی لحاظ سے مرتکز ہو رہے ہیں۔ وزارت کیلئے نیا نام وزارتِ اطلاعات عامہ، میڈیا اور قومی ورثہ ہو سکتا ہے۔

5۔ پیمرا کو حقیقی معنوں میں خود مختار اور پارلیمنٹ کے سامنے، نہ کہ انتظامیہ کے سامنے، جوابدہ بنایا جائے۔ اس کے لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ پیمرا کے چیئرپرسن اور اراکین کے تقرر کا طریقہ تبدیل کیا جائے اور نیا طریقہ اپنایا جائے جو الیکشن کمیشن آف پاکستان کی تقرری کے طرز پر ہو۔

6۔ پیمرا اور پی ٹی اے کو آپس میں ضم کر کے اور اس میں سینما کو بھی شامل کر کے یو کے، کے ادارے 'آف کام' کی طرز پر ایک نیا مربوط ضابطہ کار ادارہ قائم کیا جائے۔ سینما کے شعبے میں صوبوں میں سنسر شپ کے قواعد کو نافذ کرتے ہوئے بین الصوبائی ہم

آہنگی کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ بیرون ملک سے درآمد کی گئی تمام فلموں کو وفاقی حکومت سنسر کرے۔ صوبائی سنسر بورڈز میں وفاق کی نمائندگی ہونی چاہیے۔

7۔ ٹی وی اور ریڈیو پر پاکستانی مواد نشر کرنے کیلئے کم سے کم وقت کی حد کی پابندی کو یقینی بنانے کے بارے میں پالیسی کو مضبوط تر بنایا جائے۔

8۔ حکومت اور ضابطہ کار اداروں کے تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے باقاعدہ، منظّم مذاکرات ہونا ضروری ہیں۔ اسی طرح کے باقاعدہ منظّم مذاکرات نان میڈیا سٹیک ہولڈرز مثلاً سول سوسائٹی کے ساتھ کئے جانے بھی بے حد ضروری ہیں۔

9۔ عدلیہ کو چاہیے کہ ٹی وی اور ریڈیو کے اداروں نے پیمرا کے خلاف جو حکم امتناعی بڑی تعداد میں حاصل کر رکھے ہیں ان پر تیزی سے اور نتیجہ خیز کارروائی کرے کیونکہ اس وقت بعض غیر لائسنس یافتہ ٹی وی چینلز بھی آزادانہ نشریات کر رہے ہیں۔

10۔ میڈیا کو چاہیے کہ وہ خود اپنے ضابطہ اخلاق اور ضابطہ کار کی تعمیل اور شفافیت کو یقینی بنانے کیلئے اندرونی محتسب اور تعمیل کے رابطہ کار مقرر کریں جو شہریوں کی شکایات اور تشویش پر اقدامات کر سکیں۔

11۔ نئے ٹی وی چینلز کیلئے لائسنسوں کے اجراء کو عارضی طور پر بالکل روک دیا جائے (سوائے کمیونٹیز کے چینلز کے) جب تک ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اختیار نہیں کر لی جاتی کیونکہ کیبل ٹی وی ڈسٹری بیوٹرز کے پاس پہلے ہی گنجائش ختم ہو چکی ہے۔

12۔ سرکاری اداروں کو چاہیے کہ وہ ڈی ٹی ایچ باکسز کی سمگلنگ اور فروخت کو روکنے کیلئے مؤثر اقدامات یقینی بنائیں۔

13۔ یقینی بنایا جائے کہ لائسنس جائز اور اہل کمیونٹی ریڈیو سٹیشنز اور کمیونٹی ٹی وی چینلز کیلئے اور مناسب تحفظات کے ساتھ جاری کئے جائیں۔

14۔ پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی کو صحیح معنوں میں عوامی خدمت کے اداروں میں تبدیل کیا جانا چاہیے جو متوازن اور منصفانہ ہوں تاکہ آرٹیکل 19 کے تقاضوں پر پورا اتر سکیں۔ چیئرمین، سی ای او اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تقرر کیلئے نیا نظام متعارف کرایا جانا چاہیے۔ حکومت کو چاہیے کہ پی ٹی وی، پی بی سی اور اے پی پی کی ملکیت کی ترتیب نو کے آپشنز پر غور کرے تاکہ ان اداروں کی ملکیت کو زیادہ وسیع البنیاد اور عوامی خدمت پر مبنی بنایا جا سکے۔

15۔ ایک نئے قانون کی ضرورت ہے جس کے تحت میڈیا خود اختیاری ضابطوں کی پابندی ایک شفاف اور جوابدہ انداز میں کر سکے تاکہ میڈیا میں انفرادی مفادات خود اختیاری ضابطوں کی جگہ نہ لے پائیں۔

16۔ پریس کونسل کیلئے فنڈنگ میں میڈیا مالکان (مثلاً اے پی این ایس) اور دوسرے شعبوں کو برابر حصہ ڈالنا چاہیے تا کہ یہ آزادی سے کام کر سکے۔

17۔ میڈیا اور حکومت پر بدعنوانی کے جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی تحقیقات کی جانی چاہیے اور ایسے اقدامات کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔

18۔ خود میڈیا کو موجودہ ضابطوں پر زیادہ مؤثر انداز میں عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

19۔ پیمرا اور پریس کونسل کی طرف سے میڈیا کی عوامی شخصیات کے خلاف زیادتیوں کو روکنے کیلئے سخت مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے تا کہ عوامی شخصیات کی ناحق بدنامی یا مضحکہ اڑانے کو روکا جا سکے۔ پیمرا کی مقررہ شکایات کونسل کی طرف سے سخت اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس کونسل میں پارلیمنٹ کے اراکین کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے تا کہ ناجائز ہتک عزت کو روکا جا سکے۔

20۔ نیب، ایف آئی اے وغیرہ کے ذریعے یہ تعین کرنے کیلئے فورنزک آڈٹ کرایا جانا چاہیے کہ اشتہارات کے ٹھیکے دیتے ہوئے کرپشن کا ارتکاب کیا گیا ہے یا نہیں۔

21۔ جن اصولوں کے تحت حکومت کے اشتہارات پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں دینے کیلئے نرخوں کا تعین کیا جاتا ہے ان کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے تا کہ تضادات کو ختم کیا جا سکے۔ حکومت کو اشتہارات دینے کے بارے میں ایک شفاف پالیسی تجویز کرنی چاہیے۔

22۔ جس نظام کے تحت وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اشتہارات لگوائے جاتے ہیں اس میں اصلاحات کی ضرورت ہے جس کیلئے آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی تشکیل نو کی جانی چاہیے، اے بی سی کو زیادہ معتبر بنانے کیلئے اچھی شہرت کی حامل نجی فرمز کو شامل کیا جانا چاہیے اور دوسرے طریقے مثلاً مرکزیت کے خاتمے کے ممکنہ اقدامات اختیار کئے جانے چاہئیں۔

23۔ ای سی پی سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ آنے والے بلدیاتی انتخابات میں اشتہارات کے فنڈز کے استعمال میں شفافیت کو یقینی بنانے کیلئے میڈیا کمیشن کی تجاویز پر عملدرآمد کرائے۔

24۔ پیمرا کو چاہیے کہ وہ ٹی وی چینلز کی آمدنی کیلئے نئے ماڈلز اپنانے کیلئے آپشنز کی تیاری میں مدد دے تا کہ اشتہارات پر موجودہ 100 فیصد انحصار میں کمی لائی جا سکے۔

25۔ ٹی وی اور ریڈیو پر اشتہارات کی غیر متوازن دخل اندازی اور خلل ڈالنے والی مداخلت کو کم کرنے کیلئے ضابطہ کاری کے زیادہ مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے۔

26۔ خفیہ فنڈ ختم کر دیئے گئے ہیں۔ دوسری فہرست آڈٹ کے بعد یا سپریم کورٹ کی جاری کردہ ہدایات کے مطابق کمیٹی کے سامنے اورعوام کے سامنے پیش کردی جائے گی۔

27۔ یہ کمیٹی کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ پیمرا نے میڈیا کمیشن کی رپورٹ میں اٹھائے گئے درج ذیل نکات کا تسلی بخش جواب نہیں دیا ہے: پیمرا کی تشکیل نو؛ پیمرا کی انتظامیہ سے علیحدہ خودمختار حیثیت؛ پیمرا کے بارے میں اختیارات اور نگرانی براہ راست پارلیمنٹ کو دیا جانا؛ پیمرا ایکٹ 2002 (ترمیم 2007) پر نظرثانی؛ بدقسمتی سے ان بنیادی مسائل کا احاطہ کئے بغیر یہ بہت مشکل ہے کہ پیمرا ان چیلنجوں کا مقابلہ کر سکے جو میڈیا کے ایک آزاد ضابطہ کار ادارے کی حیثیت سے اس کو درپیش ہیں۔ اس لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وزارتِ اطلاعات ونشریات ان نکات کا، واضح طور پر مقررہ وقت کے اندر، فوری جائزہ لے اور میڈیا کمیشن کی تجاویز پر عملدرآمد کیلئے بہترین طریقے اور ذرائع تجویز کرے۔

28۔ وزارت اطلاعات نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ صحافیوں اور میڈیا کی سیکورٹی کو بہتر بنائے گی۔ لیکن اس نے اس بارے میں کوئی مربوط منصوبہ ابھی تک پیش نہیں کیا ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے اس سیکورٹی پلان کا خلاصہ پیش کرے جو اس نے مختلف میڈیا اداروں سے مشاورت کے بعد تیار کیا ہے۔ وزارت کو اس بارے میں انفارمیشن کمیٹی کی تجاویز پر بھی لائحہ عمل پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

29۔ ٹی وی ریٹنگ کو ماپنے کیلئے موجودہ طریقہ کار، جس میں بہت زیادہ انحصار بڑے شہروں کے ناظرین پر ہے، کی جگہ نئے متبادل طریقے اختیار کرنے کی ضرورت ہے جو ملک کی آبادی کے حقائق کی درست عکاسی کر سکیں۔

30۔ جیسا کہ پی بی اے نے کمیشن سے وعدہ کیا ہے پی بی اے کے رکن ادارے (مثلاً انتخابی اشتہارات کے) جو اصل نرخ وصول کرتے ہیں ان کی فہرست انٹرنیٹ پر جاری کی جائے اور میڈیا مالکان اور سینئر صحافیوں، بشمول ٹی وی اینکرز کے اثاثوں، آمدنی، اخراجات کے بارے میں شفافیت کو یقینی بنایا جائے۔

پریس ریلیز:

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے

اطلاعات ونشریات اورقومی ورثہ

کا اجلاس

بدھ 30 اپریل 2014، اسلام آباد

پریس ریلیز:

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات ،نشریات وقومی ورثہ کا نواں اجلاس 30 اپریل 2014 کو دن دو بجے اسلام آباد میں ایم این اے ماروی میمن کی صدارت میں منعقد ہوا۔اس اجلاس میں ماروی میمن (چیئر پرسن)، ڈاکٹر محمد اظہر خان جدون ایم این اے، جناب مراد سعید ایم این اے، محترمہ غلام بی بی بھروانہ ایم این اے، وسیم اختر شیخ ایم این اے، طاہر اقبال چودھری ایم این اے، سید امیر علی شاہ جاموٹ ایم این اے، جناب عمران ظفر لغاری ایم این اے، محترمہ نعیمہ کشور خان ایم این اے، سمن سلطانہ جعفری ایم این اے، عارفہ خالد پرویز ایم این اے، مریم اورنگ زیب ایم این اے، بیلم حسنین ایم این اے، محترم وزیر سینیٹر پرویز رشید، پارلیمانی سیکرٹری ایم این اے محسن رانجھا اور وزارت اطلاعات، نشریات وقومی ورثہ کے نمائندوں نے شرکت کی۔

اس اجلاس میں درج ذیل معاملات زیر بحث لائے جانے تھے:

1۔ وزارت کی طرف سے ''پاکستان کلچر اینڈ آرٹس فاؤنڈیشن ریلیف فنڈ'' کے بارے میں پریزنٹیشن اور اس کے متعلق کمیٹی کی ابتدائی تجاویز

2۔ معلومات تک رسائی کے حق (آر ٹی آئی) کے بارے میں کمیٹی کی تجاویز کو حتمی شکل دینا

3۔ میڈیا قوانین کے جائزے کیلئے ٹاسک فورس کے اراکین کے ناموں اور ٹاسک فورس کے اغراض ومقاصد کی حتمی منظوری

4۔ پاکستان میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کے ضابطہ کار کے بارے میں کمیٹی کی تجاویز پر بحث

1۔ ''پاکستان کلچر اینڈ آرٹس فاؤنڈیشن ریلیف فنڈ'' کے بارے میں کمیٹی کی ابتدائی تجاویز

- استفادہ کرنے والوں کی تشریح کا دائرہ وسیع کر کے اس میں صرف دستکار، فنکار، موسیقار، اداکار، فلم، ریڈیو، ٹی وی اور ڈرامہ کے فنکار ہی نہیں بلکہ لکھاریوں، شاعروں، ایکٹروں اور دوسروں کو بھی شامل کیا جائے۔
- رقم پانچ ہزار روپے ماہانہ سے بڑھا کر کم از کم دس ہزار روپے ماہانہ کی جائے
- وفاقی اور صوبائی حکومتیں خصوصی میڈیکل ایمرجنسی فنڈ فراہم کریں اور دونوں اس کیلئے قواعد وضع کریں
- ضلعی کوٹے کے ذریعے تمام صوبوں اور دونوں علاقہ جات کو ضلع کی بنیاد پر مساوی نمائندگی دی جائے۔
- عورتوں کو پچاس فیصد نمائندگی دے کر اصناف کے درمیان توازن کو یقینی بنایا جائے۔
- حکومت کی طرف سے اشتہار پی ٹی وی، ریڈیو، پرنٹ اخبارات، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر دیا جائے تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کے تمام اضلاع کے شہری اس موقعے سے باخبر ہیں۔ وزارت اس بات کو یقینی بنائے کہ فنڈ کیلئے درخواستوں کی رجسٹریشن شفاف انداز میں ویب سائٹ پر جاری کی جائے۔

- تمام اراکین پارلیمنٹ کو تمام درخواستوں پر اپنی سفارشی تجاویز اطلاعات وقومی ورثہ کی ذیلی کمیٹی کو بھیجنے کا اختیار ہوگا تاکہ ان کے حلقہ انتخاب میں موجود ضرورتمند افراد کو اپنی بات پہنچانے کا موقعہ ملے۔اسی طرح آرٹس کونسل اور دوسرے متعلقہ ادارے ذیلی کمیٹی کو اپنی فہرستیں بھیج سکیں گے۔

2۔ معلومات تک رسائی کے حق پر تجاویز:

2.1۔ معلومات تک رسائی کے حق کے بارے میں ذیلی کمیٹی کی سفارشات: ایم این اے بیلم حسنین کی زیر صدارت مرکزی کمیٹی نے سفارشات کا جائزہ لیا اور ذیلی کمیٹی کو اپنے کام کی کامیابی سے تکمیل پر تحلیل کر دیا۔ان کے نوٹس پارلیمنٹ کے سامنے پیش کی جانے والی حتمی رپورٹ میں شامل کئے جائیں گے۔

2.2 معلومات تک رسائی کے حق کے بارے میں مسودہ قانون پر مرکزی کمیٹی کی حتمی سفارشات جو ایگزیکٹو برانچ کو پیش کی جانے والی ہیں جس میں ذیلی کمیٹی کی وہ سفارشات بھی شامل ہیں جنہیں سرکاری مسودہ قانون میں شامل نہیں کیا گیا:

1۔ **سیکشن 12 میں ترمیم:** معلومات تک رسائی کے حق کے قانون کا مسودہ جو وفاقی حکومت نے تیار کیا ہے اس میں معلومات کے حصول کی درخواست کیلئے ایک فیس بھی تجویز کی گئی ہے اور درخواست کیلئے ایک مقررہ فارم بھی تجویز کیا ہے۔چیئرپرسن نے تجویز دی کہ فیس صرف اسی صورت میں وصول کی جائے اگر چھپے ہوئے فارم اور نقول کی ضرورت ہے۔تاہم اگر درخواست آن لائن دی جاتی ہے تو اسے عوام کیلئے مفت ہونا چاہیے تاکہ آئین کے آرٹیکل 19 کی بنیادی سوچ کو تقویت ملے جس میں کہا گیا ہے کہ معلومات تک رسائی ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔

2۔ **آزاد انفارمیشن کمیشن کا قیام:**

خطے کے ممالک مثلاً بنگلہ دیش، نیپال اور ہندوستان نے معلومات تک رسائی کے حق کے تحفظ کی ذمہ داری ایک آزاد اور خودمختار انفارمیشن کمیشن کو دے دی ہے۔پنجاب اور خیبر پختونخوا کے معلومات تک رسائی کے حق کے مسودہ قانون میں ایک آزاد اور با اختیار انفارمیشن کمیشن کا قیام بھی شامل ہے جو ان محکموں کے خلاف اقدامات کرے گا جو عوام کو معلومات تک رسائی دینے سے انکار کریں گے۔محتسب کے پاس کوئی عدالتی اختیارات نہیں ہیں اور وہ صرف تجویز دے سکتا ہے جس پر عمل کرنا خلاف ورزی کرنے والے محکموں کیلئے لازمی نہیں ہے۔اس میں ایک آزاد اور با اختیار انفارمیشن اتھارٹی کا ذکر نہیں ہے جو محکموں کے خلاف اقدامات کر سکے۔

3۔ **خلاف ورزیوں کی نشاندہی کرنے والوں کا قانونی تحفظ:**

معلومات تک رسائی کے قانون کے مسودے میں ایسی کوئی شق موجود نہیں ہے جو خلاف ورزیوں کی نشاندہی کرنے والوں کو قانونی تحفظ دے۔ایسی شق کو شامل کرنے کا مقصد افراد کی حوصلہ افزائی کرنا ہے کہ وہ سرکاری عہدیداروں کی، اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی کے دوران، شدید بدعنوانیوں اور غلط کاموں کے بارے میں اطلاع دیں۔

لوگوں کو بدنیتی کی بنیاد پر اطلاعات دینے سے روکنے کیلئے قانون میں واضح ہونا چاہیے۔ایسی معلومات کوتحفظ نہ دیا جائے جو محض الزام ہوں، جھوٹی ہوں یا بُری نیت سے دی گئی ہوں۔اس شق کو شامل کیا جانا معلومات تک رسائی کی آزادی کے اصولوں کی تکمیل ہوگا جسے آزادی اظہار کی عالمی مہم کے آرٹیکل 19 میں''عوام کا جاننے کا حق: معلومات تک رسائی کے حق کیلئے قانون سازی کے اصول''(1999) کے تحت شائع کیا گیا ہے۔اقوام متحدہ کے آزادئ رائے اور آزادئ اظہار کیلئے خصوصی نمائندے نے بھی سال 2000 میں ان اصولوں کی تائید کی اور امریکی ریاستوں کی تنظیم کے آزادئ اظہار کیلئے خصوصی نمائندے نے 1999 میں اس کی تائید کی۔

4۔ سیکشن 82(d) میں ترمیم:

سیکشن 8 اس ریکارڈ کے بارے میں ہے جسے 2(d) کے تحت علیحدہ کردیا گیا ہے؛''وہ مواد جسے وفاقی حکومت نے کلاسیفائیڈ قرار دے دیا ہو''۔

یہ شق وسیع صوابدیدی اختیار دیتی ہے کہ عوامی دلچسپی کے کسی بھی مواد کو عوامی رسائی کیلئے ناقابل افشا قرار دے دیا جائے۔اس شق میں ترمیم کی جانی چاہیے اور واضح رہنما اصول متعین کردیئے جانے چاہئیں کہ کس قسم کی معلومات کو وفاقی حکومت کلاسیفائیڈ قرار دے سکتی ہے۔

اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ کوئی پیمانہ مقرر کیا جائے جس کے تحت کلاسیفائیڈ،خفیہ اور محدود رسائی والی معلومات کی تشریح کی جائے۔مگر قومی سلامتی سے متعلق ہر قسم کی معلومات کو استثنٰی ملنا چاہیے۔

5۔ قومی اسمبلی کی کارروائی چلانے کے رولز آف بزنس 2007 کا قاعدہ نمبر 78:

آرٹیکل 8,14,15,16,17 اور 18 ایسی معلومات کے بارے میں ہیں جسے قانون کے تحت مستثنٰی قرار دیا گیا ہو۔ یہ معاملہ بے حد اہم ہے کہ کون سی معلومات عوام کے جائزے کیلئے دستیاب ہونی چاہئیں اور کون سی خفیہ ہونی چاہئیں۔معلومات تک رسائی کے حق کے بل 2013 کے مسودے پر شدید تنقید کی گئی کہ یہ مختلف چیزوں کو گڈ مڈ کررہا ہے،مبہم ہے اور سرکاری ریکارڈ تک عوام کو رسائی دینے کے سلسلے میں پابندیاں لگاتا ہے۔چیئرپرسن کی تجویز ہے کہ قومی اسمبلی کی کارروائی چلانے کے رولز آف بزنس 2007 کے قاعدہ نمبر 78 کو پیمانہ بنایا جائے۔اس قاعدے میں''سوالات کے قابلِ داخلہ'' ہونے کے بارے میں معیار مقرر کیا گیا ہے کہ کس نوعیت کے سوالات ایوان میں پوچھے جاسکتے ہیں۔اس میں قومی اسمبلی کے اراکین کے سوالات کے قابلِ داخلہ ہونے اور ناقابل داخلہ ہونے دونوں کی وضاحت کی گئی ہے۔اگر منتخب ارکانِ پارلیمنٹ جو ریاست کے سب اعلٰی ادارے یعنی قومی اسمبلی میں خدمات انجام دے رہے ہوتے ہیں، انہیں قاعدہ 78 کی پابندی کرنی ہوتی ہے اور وہ اس سے بالاتر کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں اٹھاسکتے تو پھر اس کا اطلاق عوام الناس کے لئے بھی ہونا چاہیے اور معلومات تک رسائی کی آزادی کی بحث اس قاعدے کے حوالے سے ہونی چاہیے۔

6۔ ’ناراضگی کی شکایات‘ کا دائرہ کار وسیع کرنا:

سیکشن 2 میں، جو اصطلاحات کی تشریح پر مشتمل ہے، ’’شکایت‘‘ کی تشریح بہت محدود طریقے سے کی گئی ہے۔ سیکشن 2(ii)(b) شکایت کے دائرہ کار کو صرف معلومات دینے سے انکار یا اس میں تاخیر تک محدود رکھتا ہے۔ جبکہ درخواست گزار کی شکایت جھوٹی، نامکمل یا گمراہ کن معلومات دیئے جانے کے بارے میں بھی ہوسکتی ہے۔

درج ذیل ناراضگیوں کو بھی اس میں شامل کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ بھی شکایت کی وجہ بن سکتی ہیں:

- کسی سرکاری ادارے نے درخواست گزار سے معلومات فراہم کرنے کا معاوضہ بہت زیادہ وصول کیا
- سرکاری ادارے نے درخواست گزار کو جھوٹی یا گمراہ کن معلومات فراہم کیں
- درخواست گزار کو صرف جزوی معلومات دی گئیں
- (f) درخواست گزار محسوس کرتا ہے کہ اسے غیر متعلقہ معلومات دے دی گئی ہیں

7۔ سرکاری ادارے کا دائرہ عمل وسیع کرنا:

سیکشن 2(ix) میں ان ڈویژنز، اداروں اور محکموں کی تشریح کی گئی ہے جو ’سرکاری ادارے‘ تسلیم کیے جاتے ہیں اور اس لئے اس مسودہ قانون کے دائرہ عمل میں آتے ہیں۔

درج ذیل محکمے/ادارے سرکاری اداروں کی اس تعریف میں شامل نہیں کئے گئے، جنہیں اس فہرست میں شامل کئے جانے پر غور کیا جاسکتا ہے:

a۔ قومی اسمبلی، سینٹ اور ان کے سیکرٹریٹ

8۔ **سیکشن 14 سے 18 کے اندر دیا گیا استثنا:**

سیکشن 8 ریکارڈ کو الگ کردیئے جانے کے بارے میں ہے۔ اس مسودہ قانون میں جہاں کہیں (مثال کے طور پر سیکشن 7، سیکشن 13(2)(b)) میں الگ کئے جانے والے مواد کا ذکر ہے، صرف سیکشن 8 کا ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ سیکشن 14 سے 18 استثنا کے بارے میں ہیں اور ان کا تذکرہ بھی ضروری ہے تاکہ ابہام نہ رہے۔

9۔ درخواستوں اور نظر ثانی پر کارروائی کا طریقہ:

سیکشن 13(2) میں کہا گیا ہے کہ ’’اگر مقرر کیا گیا افسر، پرنسپل افسر کے اختیار کے تحت، یہ رائے رکھتا ہے کہ۔۔۔‘‘

اگر مقرر کردہ افسر، اس مرحلے پر پرنسپل افسر سے اختیار/اجازت لیتا ہے، تو سیکشن 13(4) کے تحت پرنسپل افسر کو نظر ثانی درخواست دینے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ اس لئے اس جملے کا یہ حصہ حذف کر دینا چاہیے اور اسے اس طرح لکھا جانا چاہیے:

’’اگر مقرر کردہ افسر کی رائے یہ ہے کہ۔۔۔‘‘

10۔ **وفاقی محتسب اور وفاقی ٹیکس محتسب کے شکایات نمٹانے کا ٹائم فریم:**

سیکشن 19 میں کوئی مقررہ وقت طے نہیں کیا گیا جس کی وفاقی محتسب اور وفاقی ٹیکس محتسب کو اس طرح کی درخواستیں نمٹانے کیلئے پابندی کرنی ہو۔ محتسب کی طرف سے ان شکایات کے نمٹانے کیلئے ضروری ہے کہ ایک ٹائم فریم مقرر کیا جائے۔ مقررہ مدت تین ماہ تجویز کی جاتی ہے جس میں تاخیر کی وجوہات بتانے پر مزید تین ماہ کی توسیع ہو سکے گی تاوقتیکہ انفارمیشن کمیشن کا قیام عمل میں نہ آجائے اور وہ اپنا کام شروع نہ کردے۔

11۔ **مقرر کردہ افسر کی طرف سے قانون کی خلاف ورزیاں:**

سیکشن (2)21 میں کہا گیا ہے کہ اگر مقررہ افسر مطلوبہ ریکارڈ کا معائنہ کرانے یا اسے ظاہر کرنے میں ناکام رہتا ہے یا انکار کرتا ہے تو اسے جرمانہ دینا ہوگا۔ ان خلاف ورزیوں کے علاوہ مقررہ افسر معلومات کی فراہمی میں تاخیر، جھوٹی، غیر متعلقہ یا نامکمل معلومات کی فراہمی کا بھی قصوروار ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان خلاف ورزیوں کو بھی اس حصے میں شامل کیا جانا چاہیے اور ان کی بھی سزا مقرر کی جانی چاہیے۔

12۔ **قواعد بنانے کا اختیار:**

سیکشن (1)26 میں وفاقی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس ایکٹ پر عملدرآمد کیلئے قواعد بنائے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ: ''وفاقی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان کے ذریعے اس ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے قواعد بنا سکتی ہے''۔

حکومت کو ذیلی قواعد کی تکمیل کا پابند بنانے کیلئے وقت کی ایک حد مقرر کر دی جانی چاہیے تاکہ اس قانون کی جلد از جلد تعمیل کو یقینی بنایا جاسکے۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ حکومت کو ساٹھ دن کی مدت دی جائے کہ وہ اس ایکٹ پر عملدرآمد کیلئے قواعد بنائے اور لفظ ''کر سکتی'' کی جگہ ''کرے گی'' تحریر کیا جائے۔

13۔ **مقررہ افسران کے لئے جرمانہ:**

سیکشن 21 (1) اور (2) کے تحت خلاف ورزی پر جرمانے کی رقم میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

14۔ **وزارت کے بنائے ہوئے قواعد میں ترتیبِ اوقات اور جوابدہی شامل کرنا:**

کمیٹی نے تجویز دی ہے کہ قانون کے مختلف سیکشنز میں ترتیبِ اوقات کو شامل کیا جائے تاکہ اس پر جلد از جلد عملدرآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔

i۔ تجویز کیا گیا کہ قانون میں تمام سرکاری اداروں کیلئے ریکارڈ کو سنبھالنے اور ترتیب وار رکھنے سے متعلق سیکشن 4 پر عملدرآمد کیلئے ایک طے شدہ مدت مثلاً چھ ماہ مقرر کر دیئے جائیں۔

ii۔ یہ بھی اچھا ہوگا کہ سرکاری ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کیلئے بھی اسی قسم کی طے شدہ مدت مقرر کر دی جائے جیسا کہ سیکشن 6 میں کہا گیا ہے

iii۔ یہ بھی تجویز کیا گیا کہ پرنسپل آفیسر کو سیکشن (4)13 کے تحت شکایت کنندگان کو جواب دینے اور ان کی درخواست کا جائزہ لینے کیلئے زیادہ سے زیادہ پندرہ دن کی مہلت دی جائے۔

iv۔ سرکاری اداروں کے معلومات تک رسائی کے حق کے قانون پر عملدرآمد نہ کرنے پر احتساب کی شق موجود نہیں ہے۔اسے سیکشن 5 میں شامل کیا جائے۔

3۔ میڈیا قوانین پر نظرثانی کیلئے ٹاسک فورس کے اراکین کے ناموں اور اغراض ومقاصد کو حتمی شکل دینا:

1۔ وفاقی،صوبائی اور مقامی سطح پر ایسے موجودہ تمام قوانین،قواعداورضوابط کا ایک جامع جائزہ لینا جنہیں براہ راست میڈیا سے متعلق قوانین کہا جاتا ہے یا جو میڈیا کے کام اور نتائج پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

2۔ ایسے قوانین،قواعداورضوابط بشمول ''تشریحات'' اور اہم شقوں میں ترمیم یا تبدیلی کی ضرورت کی نشاندہی کرنا تاکہ وہ موجودہ دور کے حقائق اور عوامل مثلاً نئی ٹیکنالوجی کی درست عکاسی کرسکیں،اور موجودہ قوانین،قواعد اور ضوابط میں متعلقہ مقنّنہ کے ذریعے ترمیم کی تجویز دینا۔

3۔ موجودہ حالات اور اُبھرتے ہوئے رجحانات کی روشنی میں،اور میڈیا کمیشن کی سفارشات کے حوالے سے جنہیں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات،نشریات وقومی ورثہ نے مکمل اتفاق رائے سے 16 اپریل 2014 کو منظور کیا،نئے قوانین، قواعداورضوابط کا مسودہ تیار کرنا۔

4۔ موجودہ اور ترمیم شدہ قوانین،قواعداورضوابط پر عملدرآمد کی نگرانی کیلئے ایک مانیٹرنگ فریم ورک کا قیام۔

5۔ کوئی اور اغراض مقاصد جو ٹاسک فورس کے ماہرین اپنے مباحث کے نتیجے میں کمیٹی کی منظوری کے ساتھ شامل کرنا چاہیں۔

میڈیا قوانین پر نظر ثانی کی ٹاسک فورس کے اراکین:

1۔ جناب بابر ستار
2۔ بیرسٹر سلمان آفریدی
3۔ جناب رضوان اعجاز
4۔ جناب نوازش پیرزادہ
5۔ جناب فیصل صدیقی
6۔ محترمہ یاسمین آفتاب علی
7۔ محترمہ عافیہ سلام

8۔ جناب عبدالجبار

9۔ جناب خرم ممتاز حسین

10۔ جناب رابیل ذیشان اخوند

4۔ ایم این اے عارفہ خالد پرویز کی سربراہی میں قائم ذیلی کمیٹی کی رپورٹ کا مرکزی کمیٹی کی جانب سے پیمرا کے ضابطہ کار کے بارے میں سفارشات کے حوالے سے جائزہ:

کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ کمیٹی کے اگلے اجلاس میں اس رپورٹ اور دیگر معلومات پر مزید بحث کی جائے گی۔

آئینی درخواست نمبر 105/2012 کا متن،

جو 19 جولائی 2012 کو

جناب حامد میر

اور

جناب ابصار عالم حیدر

کی طرف سے

سپریم کورٹ آف پاکستان میں دائر کی گئی۔

بخدمت سپریم کورٹ آف پاکستان

(بمطابق اصل آئینی دائرہ اختیار)

آئینی درخواست نمبر ، 2012

1۔ حامد میر
ولد پروفیسر وارث میر
سکونت: مکان نمبر 498، سٹریٹ 32،
E-11/3، اسلام آباد

2۔ ابصار عالم حیدر
ولد خورشید عالم
سکونت: مکان نمبر 316، سٹریٹ 20،
F-11/2، اسلام آباد

بنام

1۔ وفاق پاکستان
بذریعہ سیکرٹری وزارتِ اطلاعات ونشریات
چوتھی منزل، کیبنٹ بلاک، پاکستان سیکرٹریٹ۔ اسلام آباد

2۔ پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی
پیمرا ہیڈکوارٹرز، ماؤ واریا، G-8/1، اسلام آباد
بذریعہ چیئرمین پیمرا

3۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی
پی ٹی اے ہیڈکوارٹرز، F 5/1، اسلام آباد
بذریعہ چیئرمین پی ٹی اے

4۔ بحریہ ٹاؤن (پرائیویٹ) لمیٹڈ
بذریعہ چیئرمین علی ریاض ملک
کارپوریٹ ہیڈآفس، فیز II، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی

5۔ ملک ریاض حسین
سابق چیئرمین، بحریہ ٹاؤن (پرائیویٹ) لمیٹڈ
کارپوریٹ ہیڈ آفس، فیز II، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی

6۔ فیڈرل بورڈ آف ریونیو، ایف بی آر ہاؤس،
کانسٹی ٹیوشن ایونیو، G-5، اسلام آباد
بذریعہ چیئرمین ایف بی آر

7۔ سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان
این آئی سی بلڈنگ، جناح ایونیو، اسلام آباد
بذریعہ چیئرمین ایس ای سی پی

8۔ فیڈرل انوسٹی گیشن ایجنسی
ماؤ ایریا، اسلام آباد
بذریعہ ڈائریکٹر جنرل ایف آئی اے

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973ء، کے آرٹیکل (3)184 کے تحت آئینی درخواست

مؤدبانہ عرض ہے کہ:

1۔ یہ کہ درخواست گزار نمبر 1 قانون پر عمل کرنے والا پاکستانی شہری ہے اور گزشتہ تقریباً 25 برس سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ ہے۔ درخواست گزار نمبر 1 کے ذہن میں صحافت کا جذبہ بچپن سے ہی موجود تھا کیونکہ اس کے والد پروفیسر وارث میر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں صحافت پڑھاتے تھے۔ گزارش ہے کہ درخواست گزار نمبر 1 نے پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے صحافت میں ایم اے کیا اور 1996 میں تیس برس کی عمر میں روزنامہ پاکستان کا ایڈیٹر بنا، اس کے بعد درخواست گزار نمبر 1 نے کئی نمایاں اخبارات میں رپورٹر، ایڈیٹر اور کالم نگار کے فرائض انجام دیئے۔ درخواست گزار نمبر 1 نے 2002 سے 2007 تک اسلام آباد میں جیو نیوز کے بیورو چیف کے فرائض انجام دیئے اور اس وقت جیو نیوز کا ایگزیکٹو ایڈیٹر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ روزنامہ جنگ کیلئے باقاعدگی سے کالم بھی لکھتا ہے۔ گزارش ہے کہ درخواست گزار نمبر 1 کو آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی (اے پی این ایس) کی طرف سے 1988 میں 32 برس کی عمر میں بہترین کالم نگار کا ایوارڈ دیا گیا، 2010 میں ساؤتھ ایشین ایسوی ایشن فار ریجنل کو آپریشن (سارک) نے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ دیا اور 2012 میں اے جی اے آئی۔ II کی طرف سے مقبول ترین ٹی وی اینکر کا ایوارڈ دیا گیا۔ درخواست گزار نمبر 1 کو ہارورڈ یونیورسٹی، ییل یونیورسٹی، گریجویٹ سکول آف جرنلزم، کیلی فورنیا، لندن سکول آف اکنامکس اور پاکستان بھی کی اہم یونیورسٹیز میں طلباء کو میڈیا کی ذمہ داریوں کے بارے میں لیکچر دینے کیلئے مدعو کیا جاتا رہا ہے۔

درخواست گزار نمبر 1 پر قانون کی حکمرانی کی حمایت کرنے کی وجہ سے مشرف حکومت نے 2007 میں ایمرجنسی نافذ کرنے کے بعد پابندی لگا دی تھی۔ تاہم درخواست گزار نمبر 1 نے ہار نہیں مانی اور اپنا شو سر عام کرنا شروع کر دیا۔ درخواست گزار نمبر 1 نے کرپشن، عہدوں کے غلط استعمال اور دیگر سماجی مسائل پر، جن پر معزز عدالت انصاف فراہم کرنے کیلئے از خود اقدامات بھی کر چکی ہے، بہت سے پروگرام کیے ہیں۔

2۔ درخواست گزار نمبر 2 قانون پر عمل کرنے والا پاکستانی شہری ہے اور گزشتہ تقریباً 22 برس سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ ہے۔ گزارش ہے کہ درخواست گزار نمبر 2 نے پرنٹ میڈیا میں 1990 سے 1997 تک روزنامہ دی مسلم میں، 1997 سے 2000 تک روزنامہ دی نیشن (نوائے وقت گروپ) میں اور الیکٹرانک میڈیا میں 2007 سے 2008 تک جیو نیوز میں، 2008 سے 2009 تک دنیا نیوز میں کام کیا اور اس وقت آج نیوز ٹی وی سے وابستہ ہے۔ مزید گزارش ہے کہ درخواست گزار نمبر 2 ہارورڈ یونیورسٹی کی نائیمین فاؤنڈیشن فار جرنلزم کا فیلو ہے، جو دنیا بھر میں صحافیوں کی فیلوشپ کا سب سے پرانا پروگرام ہے اور بین الاقوامی اخبارات و رسائل کے لئے بھی لکھتا رہا ہے جن میں نیو یارک ٹائمز، بوسٹن گلوب، ٹوکیو شمبون اور مصر کا اخبار الاحرام بھی شامل ہیں۔ یہاں یہ عرض کرنا برمحل ہوگا کہ جب 3 نومبر 2007 کو اعلیٰ عدلیہ کے خلاف دوسرا مارشل لاء نافذ کیا گیا تو درخواست گزار نمبر 2 نے پاکستانی عوام کی نسبت اپنے فرض کی ادائیگی کیلئے سپریم کورٹ آف پاکستان کی عمارت کے سامنے کھڑے ہو کر بات کرنا ضروری سمجھا۔

3۔ آزاد عدلیہ کیلئے جدوجہد میں وکلاء برادری، سول سوسائٹی اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی مدد کے ساتھ متحرک ہوئی اور اسے مجموعی طور پر وکلاء تحریک کا نام دیا گیا۔ اس تحریک کو نہ صرف اعلیٰ عدالتوں کے ججز کی بحالی میں کامیابی حاصل ہوئی بلکہ ماضی کی نشانی، آمر اور آئین کے غاصب اور سول اور فوجی افسر شاہی میں اس کے مددگاروں، پی سی او سے داغدار ججوں اور سیاسی حامیوں کیلئے آخری جھٹکا ثابت ہوئی۔

4۔ ان فیصلہ کن دنوں کے بعد سے آزاد عدلیہ اور آزاد میڈیا مسلسل اپنے وقت کی اسٹیبلشمنٹ، سول ملٹری بیوروکریسی اور ان نام نہاد در پردہ قوتوں کے دباؤ کے سامنے سینہ سپر رہے ہیں جو خود کو پاکستان کی آخری دفاعی لائن کہتے ہیں۔ گزارش ہے کہ آزاد میڈیا نے بے شمار سکینڈل بے نقاب کیے ہیں جن پر آزاد عدلیہ نے اپنے آہنی ہاتھوں کو استعمال کرتے ہوئے کئی بلین کی رقم بازیاب کرائی اور کرپشن کو بے نقاب کیا۔ آزاد میڈیا ہمیشہ قانون کی حکمرانی کے سنہری اصول کی حمایت کرتا رہا ہے بجائے اس کے کہ وقت کے حکمران کی حمایت کرے اور اس سلسلے میں پاکستان کے عوام کو آگہی دیتا رہا ہے۔

5۔ یہ کہ آزاد میڈیا کا کردار ہمیشہ آزاد عدلیہ کے کردار سے جڑا رہا ہے۔ آزاد عدلیہ تو پھر بھی شائد محکوم میڈیا کے ساتھ قائم رہ سکے مگر اس کے برعکس آزاد عدلیہ کے بغیر آزاد میڈیا کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ صرف آزاد میڈیا اور آزاد عدلیہ ہی لاقانونیت، انتشار، بد انتظام حکمرانی، اطلاعات کی کمی اور کرپشن کا راستہ روک سکتے ہیں۔

6۔ گزشتہ تقریباً ایک ماہ کے واقعات نے حقیقت میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ آزاد عدلیہ اور میڈیا ایسی چیزیں ہیں جو نام نہاد اسٹیبلشمنٹ سے برداشت نہیں ہو رہیں اور اسی وجہ سے ان دونوں کو بدنام اور بے اعتبار کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ عدلیہ کو لعن طعن کرنے کا یہ سارا تماشہ دراصل ان لوگوں نے ترتیب دیا ہے جو پردے کے پیچھے رہ کر بعض ناخوش افراد یا ایسے سرکاری عہدیداروں کی مدد سے کام کر رہے ہیں جو عدلیہ کے ادارے کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال نہیں کر سکے۔

7۔ یہ کہ گزشتہ لگ بھگ ایک ماہ کے دوران ہونے والے واقعات، جن کا نتیجہ از خود کارروائی کے تحت 2012 کا مقدمہ نمبر 5 کی شکل میں سامنے آیا، اس بات کا ثبوت ہیں کہ سٹیٹس کو کی قوتوں نے یہ ٹھان لیا ہے کہ وہ آزاد عدلیہ کے خلاف اور ان لوگوں کے خلاف جو آزاد میڈیا کیلئے کوشاں ہیں، لڑیں گے۔ گزارش کی جاتی ہے کہ دنیا بھر کے ترقی یافتہ ممالک میں آزاد عدلیہ ریاست کا ایک لازمی اور باقاعدہ ستون ہوتی ہے جبکہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ریاست کا غیر رسمی ستون ہوتے ہیں جو اس کے ضمیر کے طور پر کام کرتے ہیں۔ پاکستان میں آزاد عدلیہ نے ابھی یہ آئینی کردار ادا کرنا شروع کیا ہے جبکہ آزاد میڈیا کو اس کردار کیلئے اپنے حق کو ابھی مستحکم کرنا ہے۔

8۔ یہ کہ اسی لحاظ سے گزشتہ تقریباً ایک ماہ کے دوران ہونے والے واقعات آزاد میڈیا کی بقا کیلئے اہم نتائج کے حامل ہیں کیونکہ احتساب کا لفظ جو میڈیا میں بہت نمایاں کر کے پیش کیا جاتا ہے اس کا اطلاق میڈیا پر بھی اسی طرح ہونا چاہیے جیسے ریاست کے دوسرے اداروں اور شہریوں پر ہوتا ہے۔

9۔ از خود کارروائی کے تحت 2012 کے مقدمہ نمبر 5 کی سماعت کے دوران درخواست گزار نمبر 1 کو معزز عدالت نے طلب کیا کہ وہ عدالتِ عظمیٰ پر لگائے جانے والے الزامات کی اطلاعات کے درست ہونے کے بارے میں حلفیہ بیان دے اور اس بیان میں درخواست گزار نمبر 1 نے لگائے جانے والے الزامات کی کمزور نوعیت کے متعلق معزز عدالت کے سامنے مکمل تصویر پیش کی تھی۔ گزارش کی جاتی ہے کہ 5 جون 2012 کو دیئے گئے مندرجہ بالا بیان کے بعد صحافیوں کی ایک جھوٹی فہرست، پہلے ایس ایم ایس کے ذریعے گردش کرنا شروع ہوگئی جن پر الزام لگایا گیا کہ وہ مدعا علیہ نمبر 4 اور 5 کے پے رول پر ہیں اور پھر بعد میں یہی فہرست مدعا علیہ نمبر 4 کے لیٹر ہیڈ کے ساتھ سوشل میڈیا کی ویب سائٹس پر نظر آنے لگی۔ مزید گزارش ہے کہ مذکورہ فہرست کے جاری کئے جانے کا وقت دراصل درخواست گزار نمبر 1 کو بدنام کرنے کیلئے اور ان افراد کا امیج خراب کر کے مدعا علیہ نمبر 4 اور نمبر 5 کے خلاف مزید انکشافات کو روکنے کیلئے قصداً چنا گیا تھا۔ درخواست کی جاتی ہے کہ معزز عدالت مدعا علیہ نمبر 3 کو طلب کرے اور ایس ایم ایس اور سوشل میڈیا ویب سائٹس کے ذریعے جاری ہونے والی اس فہرست کی حقیقت، آغاز اور جاری کرنے کیلئے چنے گئے وقت کے بارے میں پوچھے اور جواب طلب کرے کہ کیا اس ضابطہ کار ادارے نے اس فہرست کے مندرجات کی تصدیق یا اس کو جائز طور پر روکنے کیلئے کوئی اقدامات کئے اور اگر کئے تو وہ کیا تھے۔ (صحافیوں کے ناموں کی فہرست، بلاگ کے مضامین، پاکستان ہیرالڈ اور نیوز لائن کی نقول درخواست کے ساتھ ضمیمہ اے سے جی میں منسلک کی گئی ہیں)

10۔ گزشتہ ماہ ہونے والے واقعات سے صرف یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ بعض لوگوں نے عدالت عالیہ اور آزاد میڈیا کے خلاف جان بوجھ کر سازش کی اور ایسی کوشش ایک انتہائی اہم معاملہ ہے جس سے نہ صرف درخواست گزار کے بلکہ پوری قوم کے بنیادی حقوق متاثر ہوتے ہیں۔

11۔ یہ کہ معلومات تک رسائی کے حق کی ضمانت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 19 کے تحت دی گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے نتیجے میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اطلاعات سے تعلق کی بنا پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ منصفانہ اور متوازن انداز میں کام کریں۔

12۔ یہ کہ پاکستان میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی کے (ٹی وی ریڈیو نشریات سے متعلق) ریگولیشنز 2002 کے ضابطہ 24 کے تحت بنایا گیا موجودہ ضابطہ اخلاق میڈیا براڈکاسٹرز اور کیبل آپریٹرز کے کام کو باضابطہ بنانے کیلئے ہرگز بھی کافی نہیں ہے۔ مزید گزارش ہے کہ یہ ضابطہ اخلاق پاکستان میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی آرڈیننس 2002 کے دیباچے میں متعین کئے گئے معیارات پر پورا نہیں اترتا، جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ: ''جیسا کہ ضروری ہے کہ الیکٹرانک میڈیا کو ترقی دی جائے تاکہ: (i) اطلاعات، تعلیم اور تفریح کے معیار کو بہتر بنایا جا سکے؛ ۔۔۔ (iv) معلومات کی آزادانہ فراہمی کو بڑھا کر جوابدہی، شفافیت اور اچھے نظم و نسق کو یقینی بنایا جا سکے؛ گزارش کی جاتی ہے کہ پیمرا کو پیمرا آرڈیننس 2002 کے آرٹیکل (5) 19 کے تحت مینڈیٹ دیا گیا ہے کہ وہ پروگراموں اور اشتہارات کیلئے ضابطہ اخلاق تیار کرے جس کی تعمیل لائسنس حاصل والے کریں گے۔ اس لئے مذکورہ ضابطوں کے تحت ضابطہ اخلاق کی تیاری دراصل غیر قانونی ہے کیونکہ ضابطہ 24 پیمرا کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ اس طرح کا ضابطہ اخلاق بنائے۔ مزید گزارش ہے کہ 2002 کے ضوابط کے تحت تیار کئے گئے مذکورہ ضابطہ اخلاق میں ایک خامی یہ بھی ہے کہ یہ ضوابط پیمرا آرڈیننس 2002 کے تحت اور پیمرا رولز 2002 کے رول 30 کے تحت بنائے گئے تھے۔ پیمرا رولز 2002 کی جگہ اب پیمرا رولز 2009 نے لے لی ہے اور اس میں رول 30 شامل نہیں ہے جو اسے ضوابط بنانے کا اختیار دیتا تھا۔ تاہم ضابطہ اخلاق جو کہ ایک قانونی مینڈیٹ ہے اس کا اختیار آرڈیننس کے تحت استعمال کیا جانا چاہیے نہ کہ قواعد اور ضوابط کے تحت۔

13۔ یہ کہ درخواست دہندگان دو دہائیوں سے زیادہ عرصے تک مختلف بااثر میڈیا ہاؤسز کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے اس بات سے واقف ہیں کہ ایسے بڑے میڈیا ہاؤسز کس طرح کام کرتے ہیں اور اسی لئے اس معزز عدالت کے اصل آئینی دائرہ اختیار سے رجوع کر رہے ہیں کہ معلومات تک رسائی کا اپنا آئینی حق، جسے سچی، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ معلومات تک رسائی کا حق تصور کیا جانا چاہیے، حاصل کر سکیں۔ گزارش کی جاتی ہے کہ اخلاقیات کو پاکستان کے میڈیا قوانین کے اندر قانونی حیثیت دی جانی چاہیے اور اس کی بنیاد پر ایک پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اور اس سے منسلک صحافیوں کو ضوابط کے تابع کرنے کیلئے ایک جامع ضابطہء کار مرتب کیا جانا چاہیے۔ ایک ایماندار صحافی، جیسا کہ یہ درخواست گزار کی ذمہ داری ہے کہ ان لوگوں کی جو عوام کی مرضی سے سرکاری عہدوں پر فائز ہیں اور جمہوری طور پر منتخب لیڈر ہیں وہ نشاندہی کرے، الزام لگائے اور جوابدہ بنائے۔ ان کا کام ہی یہ ہے کہ ہر قسم کے

سوالات اٹھائیں خواہ وہ ذاتی نوعیت کے ہوں یا دوسرے۔گزشتہ قریباً ایک ماہ کے دوران ہونے والے واقعات نے ہم پر یہ عیاں کر دیا ہے کہ الیکٹرانک میڈیا کے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ ایسا ہی سلوک ریاست پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالت کے ساتھ بھی کیا جاسکتا ہے اور اس طرح پاکستان کے عوام کے ذہنوں کو اس فریب کے ذریعے یرغمال بنایا جاسکتا ہے کہ ملک کی اعلیٰ ترین عدالتوں کی دیانت داری کو دھچکا پہنچ چکا ہے۔اس طرح کے فریب نظر کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ پاکستان کے عوام کا اعلیٰ عدالتوں کی آزادی اور خودمختاری پر یقین قائم رہنا چاہیے ورنہ تہذیب کا پورا بیرونی ڈھانچہ زمیں بوس ہو جائے گا۔اس لئے یہ بات واضح ہے کہ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں پر الزامات لگانے کی کسی بھی کوشش کی مکمل تحقیقات،تصدیق اور بار بار تفتیش ہونی چاہیے۔

14۔ یہ کہ درخواست گزار جو اپنی مرضی سے صحافت کا پیشہ اپنائے ہوئے ہے،محسوس کرتا ہے کہ نجی ٹی وی چینلز کے اینکر پرسنز، پروڈیوسرز اور مالکان کے حالیہ انکشافات نے مدعا علیہ نمبر 5، جو مشکوک کردار کا ایک پراپرٹی ڈویلپر ہے، کے ساتھ ان کی ساز باز کو بے نقاب کر دیا ہے اور صرف اس حرکت نے سارے میڈیا کے اعتبار کو تباہ کر دیا ہے اور عوام کا الیکٹرانک میڈیا پر اعتماد اور بھروسہ ختم ہو گیا ہے۔گزارش کی جاتی ہے کہ ایماندار میڈیا پرسنز،ایک ایسا ادارہ جو پاکستان کو بہتر تبدیلی کے راستے پر لے جاسکتے ہیں، کے اعتبار کو بحال کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ بڑے میڈیا ہاؤسز سے تعلق رکھنے والے مالکان، پروڈیوسرز، اینکر پرسنز اور صحافی اپنے اثاثے، انکم ٹیکس اور ویلتھ ٹیکس کے حسابات ظاہر کریں۔مزید گزارش کی جاتی ہے کہ ٹی وی چینلز کے مالکان کو لازماً اپنی سیاسی وابستگی، اگر کوئی ہے، اپنے ذرائع آمدنی، حکومت کی طرف سے اشتہارات کی شکل میں ملنے والی سرپرستی اور دوسرے با اثر اور امیر افراد، سیاسی جماعتوں اور ریا ایجنسیوں سے ملنے والی سرپرستی، اگر ہے تو، اسے ظاہر کریں۔صرف ایسے انکشافات سے اس بات کو یقینی بنایا جاسکتا ہے کہ مذکورہ ٹی وی چینل یا میڈیا ہاؤس اطلاعات نشر کرتے ہوئے توازن برقرار رکھتا ہے اور سچی اور غیر جانبدارانہ خبریں دیتا ہے۔

15۔ یہ کہ مزید مناسب ہوگا اگر مدعا علیہ نمبر 5 اور نمبر 4 کو معزز عدالت میں طلب کیا جائے اور ہدایت کی جائے کہ وہ ان الزامات کے ثبوت کیلئے دستاویزات فراہم کریں جو انہوں نے براہ راست یا بالواسطہ صحافیوں، فوجی افسران بیوروکریٹ اور دوسرے افراد کو نقد رقوم، کاریں اور پلاٹ دینے کے بارے میں لگائے ہیں۔اس لئے لازمی ہے کہ رشوت، عنایات اور پلاٹ دیئے جانے کے ان الزامات کو سامنے لایا جائے اور اس مقصد کیلئے مدعا علیہ نمبر 4 کے مکمل ریکارڈ کی جانچ پڑتال کی جائے اور مدعا علیہ نمبر 5 اسے بنک اکاؤنٹ کی تفصیلات کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرے اور یہ بھی بتایا جائے کہ کیا کبھی کوئی غیر قانونی رقم حمایت حاصل کرنے کیلئے ایک سے دوسرے ہاتھوں میں منتقل ہوئی۔

16۔ یہ کہ یہ بات لازمی ہے کہ مدعا علیہ نمبر 4 اور 5 کی مفلسی سے امارت تک پہنچنے کی کہانی کو بھی عوام کے سامنے لایا جائے کہ کیسے ایک عام آدمی دو دہائیوں سے بھی کم وقت میں پاکستان کا سب سے امیر آدمی بن گیا جو سر عام دعویٰ کرتا ہے کہ پاکستان کے اعلیٰ ترین مقتدر لوگوں کو خریدنے اور اپنا راستہ صاف کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔مزید گزارش ہے کہ مدعا علیہ نمبر 4 اور 5 کی طرف سے اراضی کے حصول کے مشکوک طریقوں کا استعمال، ان کے انتظامی عمل اور ان سرکاری حکام پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، جو ان کی کامیابی میں اور غریب زمین مالکان کو ان کی املاک سے محروم کرنے میں مددگار رہے۔اس بات پر خاص طور

پرتوجہ دلائی جاتی ہے کہ کچھ جرائم پیشہ عناصر خاص طور پر مدعا علیہ 4 اور 5 کی مدد کر رہے ہیں اوران کی طاقت بنے ہوئے ہیں اور اراضی پر زبردستی قبضہ کرنے کے سلسلے میں فعال رہے ہیں اوران عناصر کو بھی ضرور بے نقاب کیا جانا چاہیے۔

17۔ یہ کہ حالیہ انکشافات کے بعد عوام کی نظر میں اعتبار اور شہرت کھو بیٹھنا میڈیا اور ملک کیلئے کوئی اچھا شگون نہیں ہے کیونکہ ایک جمہوری ریاست میں میڈیا کو بہر حال ریاست کے ایک ستون کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اوراس طرح اسے صاف اور کھرا سچ ملک کے عوام کے سامنے لاکر اورانہیں اس بارے میں باخبر رکھ کر منتخب حکومت اور ریاست کے ادارے کیسا کام کر رہے ہیں، جوابدہی، شفافیت اوراچھی حکمرانی کو یقینی بنانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔گزارش کی جاتی ہے کہ اگر ہماری تاریخ کے اس مرحلے پر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے کالی بھیڑوں کو نہ نکالا گیا تو وہ تمام قربانیاں رائیگاں جائیں گی جونسل درنسل برصغیر میں پرنٹنگ پریس کے متعارف کرائے جانے سے لے کر اب تک دی گئی ہیں اوراس وقت سے ان گنت صحافیوں نے اپنی زندگی، خون اور پسینے سے ایک آزاد میڈیا کی خاطر جو قربانیاں دی ہیں۔اس بات پر خصوصاً توجہ دلائی جاتی ہے کہ ان الزامات وغیرہ کی بنیاد وہ خبر ہے جو نیوز لائن رسالے میں شائع ہوئی اوراسی لئے یہ خبراس درخواست کے ساتھ منسلک کی جارہی ہے۔

18۔ یہ کہ اگر حکومت معلومات تک رسائی کے حق کے آرڈیننس 2002 کے الفاظ اور روح کی پابندی کر رہی ہوتی تو غیر جانبداری اور سچائی کے تقاضے پورے ہو جاتے کیونکہ اس کے تحت ہرشہری یا صحافی ہر دستاویز حاصل کرسکتا اوراسے حکومت کی منظوری حاصل ہوتی۔اس طرح سنسنی خیزی کی صحافت کی کوئی گنجائش نہ رہتی۔

19۔ یہ کہ مدعا علیہ نمبر 1 کے خفیہ فنڈ قائم کرنا اور رکھنا ایک اور معاملہ ہے جس کا پوری طرح جائزہ لیا جانا چاہیے کیونکہ ایسے فنڈ کا استعمال صرف مشکوک مقاصد کیلئے ہی ہوسکتا ہے جیسا کہ حکومت نے مختلف وقتوں میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے کچھ عناصر کو خریدنے کیلئے استعمال کیا۔وفاقِ پاکستان کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے فنڈ کی درست رقم اوراس کی نوعیت اور مقصد کو واضح کرے۔ گزارش کی جاتی ہے کہ ایسے فنڈ کو رکھنا غیر قانونی اور غیر آئینی ہے اور ہراس بنیادی حق کی توہین کرتا ہے جس کی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں ضمانت دی گئی ہے۔اس بات کی خصوصی درخواست کی جاتی ہے کہ معزز عدالت مدعا علیہ نمبر 1 کو یہ ہدایت کرے کہ وہ خفیہ فنڈ کی مکمل تفصیلات پیش کرے اور بتائے کہ کتنی رقوم پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے مختلف عناصر کو دی جاچکی ہیں اور کس مقصد کیلئے دی گئیں۔اوران وجوہات کیلئے جوایسا راز ہیں جس سے سبھی واقف ہیں ایسے فنڈ میں عدلیہ اور میڈیا کے ایماندار عناصر کو تباہ کرنے کیلئے کئی گنا اضافہ کردیا گیا ہے۔

20۔ یہ کہ حالیہ وقتوں میں ایک مشہور گھپلا جسے دبا دیا گیا ہے پنجاب حکومت کی طرف سے میڈاس پرائیویٹ لمیٹڈ کے لئے سرکاری فنڈز کا ناجائز استعمال تھا۔اس معاملے کی چھان بین کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے کیونکہ اس سلسلے میں میڈیا ہاؤسز اپنا اثر و رسوخ استعمال کر رہے تھے۔پنجاب کے انسداد کرپشن کے ڈی جی سے پوچھا جانا چاہیے کہ انہوں نے میڈاس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی۔مزید گزارش ہے کہ مذکورہ گھپلا کوئی 640 ملین روپے کا تھا اور ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل پاکستان نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی اور معزز عدالت کے سامنے پیش کیا تھا۔

21۔ یہ کہ یہ درخواست اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے باب 1 کے حصہ II میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے حوالے سے عوامی اہمیت کے کئی نمایاں سوالات اٹھاتی ہے:

a۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 19 میں آزادیٔ اظہار کے حق کی جو ضمانت دی گئی ہے، وہ پریس کی آزادی کو بھی اسی آرٹیکل میں دی گئی ضمانت کے تحت ویسا ہی مقام نہیں دیتی؟

b۔ کیا پریس کی آزادی جس کی ضمانت آئین میں دی گئی ہے اس وقت تک مؤثر ہوسکتی ہے جب تک پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو قانون کی طاقت سے لیس ایک جامع ضابطہ کار کے ذریعے قواعد کا پابند نہ بنایا جائے؟

c۔ کیا الیکٹرانک میڈیا کی تعداد میں بے پناہ اضافے اور پرنٹ میڈیا کی موجودگی میں جو رائے عامہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں ضابطہ کار کا ہونا ضروری نہیں ہوجاتا تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ شہرت کو نقصان پہنچانے والا کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 4 میں دیئے گئے قوانین سے مطابقت رکھتا ہو؟

d۔ کیا پاکستان کے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ انہیں غیر متعصّبانہ اور درست معلومات ملیں اور کیا غیر مجہول زندگی گزارنے کا یہ حق انہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں آرٹیکل 9 میں، جب اس کو آرٹیکل 19A کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، نہیں دیا گیا؟

e۔ کیا ذرائع ابلاغِ عامہ کی تعداد میں اضافے اور ان کے معاشرے پر اثر ونفوذ میں یہ ضروری نہیں کہ پاکستان کے لوگوں کے احترام کے ناقابل پائمال ہونے کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت یقینی بنایا جائے؟

f۔ کیا مدعا علیہ نمبر 1 کے خفیہ فنڈ قائم کرنے اور چلانے کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور ملک میں اس وقت نافذ کسی بھی قانون کی کسی بھی شق کے تحت قانونی اور آئینی سمجھا جاسکتا ہے؟

g۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت قانون کے سامنے برابری اور مساوی تحفظ کا حق آزاد پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی موجودگی کے بغیر مؤثر ہوسکتا ہے؟

22۔ یہ کہ یہ بات معزز عدالت کیلئے بے جا نہ ہوگی کہ وہ ایک قومی میڈیا کمیشن قائم کرے جو ان تمام الزامات کی چھان بین کرے اور تمام سٹیک ہولڈرز بشمول وفاقی حکومت، صوبائی حکومتیں، نمایاں صحافی، میڈیا ہاؤسز کے مالکان، غیر جانبدار صحافیوں سے ایجنسیوں کے کردار وغیرہ کے بارے میں تحقیق کرے اور پھر ان کی برادری میں موجود ان کالی بھیڑوں کو بے نقاب کرے جنہوں نے مدعا علیہ نمبر 4 اور 5 کی غیر قانونی طور پر حاصل کی گئی اور جمع کی گئی دولت کے ذریعے اس باعزت پیشے کو نقصان پہنچایا ہے اور معزز عدالت کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

23۔ یہ کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو بین الاقوامی معیارات پر مبنی ایک جامع ضابطہ کار کا پابند بنانے کی ضرورت ہے جس میں درج ذیل اجزاء شامل ہوں جو تمام بین الاقوامی صحافتی تنظیموں کی شناخت ہیں:

- رپورٹ اور تجزیہ ایمانداری کے ساتھ کریں، تمام ضروری حقائق، درست ترین اور ایمانداری کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کریں: متعلقہ دستیاب حقائق کو نہ چھپائیں نہ توڑ مروڑ کر اہم بنا کر پیش کریں۔ ہر ممکن کوشش کریں کہ جواب دینے کا مناسب موقع ملے۔
- ذاتی خصوصیات مثلاً نسل، قومیت، لسانی شناخت، صنف، عمر، خاندانی تعلقات یا جسمانی اور ذہنی معذوری پر غیر ضروری زور نہ دیں۔
- کوشش کریں کہ معلومات کے ساتھ اس کا ذریعہ بھی بتایا جائے۔ جہاں کہیں کوئی ذریعہ شناخت ظاہر نہیں کرنا چاہتا، اس سے اتفاق نہ کریں جب تک کہ اس کے مقاصد پر غور نہ کرلیں اور دوسرا کوئی شناخت ظاہر کرنے والا ذریعہ دستیاب نہ ہو۔
- ذاتی مفاد اور کسی عقیدے، وفاداری، اُجرت، تحائف یا فوائد کو اپنی صحافت کی سچائی، غیر جانبداری یا آزادی پر اثر انداز نہ ہونے دیں۔ اپنے صحافتی عہدے کو ذاتی فائدے کیلئے نامناسب انداز میں استعمال نہ کریں۔
- اشتہارات یا دوسرے تجارتی فوائد کو اپنی سچائی، غیر جانبداری اور آزادی پر اثر انداز نہ ہونے دیں۔
- کسی انٹرویو، تصاویر، معلومات یا خبر کیلئے کوئی اُجرت دی گئی ہو تو اسے ظاہر کرنے کو ہر ممکن حد تک یقینی بنائیں۔
- معلومات حاصل کرنے کیلئے منصفانہ، ذمہ دارانہ اور ایماندارانہ ذرائع استعمال کریں۔ اشاعت یا نشر کرنے کیلئے کوئی انٹرویو حاصل کرنے سے پہلے اپنی اور اپنے ادارے کی شناخت بتائیں۔ کسی فرد کی کمزوری یا میڈیا کے طریق کار سے لاعلمی کا فائدہ ہر گز نہ اٹھائیں۔
- سچی اور درست تصاویر اور آواز پیش کریں۔ اگر کوئی ایسا ردوبدل کیا گیا ہے جس سے دھوکے کا امکان ہو تو اس بارے میں بتایا جائے۔
- علمی چوری نہ کریں۔
- ذاتی غم اور ذاتی رازداری کا احترام کریں۔ صحافیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دخل اندازی پر مجبور کئے جانے کی مزاحمت کریں
- غلطیوں کو جائز طور پر درست کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

24۔ یہ کہ گزارش ہے کہ مندرجہ بالا نکات مکمل ضابطہ کار نہیں ہیں اور مدعا علیہ نمبر 1 اور 2 اس کو مضبوط تر بنانے کیلئے مزید تجاویز دے سکتے ہیں تاکہ یہ محض ایک نمائشی ضابطہ کار نہ ہو بلکہ قانون کی طاقت سے لیس ایسا ضابطہ ہو جسکی پابندی تمام لوگوں پر لازم ہو۔

25۔ یہ کہ یہ معزز عدالت مدعا علیہ نمبر 1 وفاقِ پاکستان کو یہ ہدایت جاری کرے کہ وہ پیمرا آرڈیننس 2002 کے سیکشن 5 کے تحت پیمرا کو یہ حکمنامہ جاری کرے کہ ایک جامع ضابطہ کار/اخلاقی قواعد تیار کئے جائیں تاکہ ٹی وی اور ریڈیو نشریات کو بہتر انداز میں ضابطوں کا پابند بنایا جاسکے۔

اساسی نکات

a۔ یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 19A میں دیا گیا معلومات تک رسائی کا حق محض ایک مطلق حق نہیں بلکہ غیر جانبدارانہ، مصدقہ، درست اور سچی معلومات تک رسائی کا حق ہے۔

b۔ یہ کہ آزادیٔ اظہار کے حق کے آرڈیننس 2002، کے آرٹیکل 7 کو جب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 19A کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے اور اس کی سختی سے پابندی کی جائے تو عوامی معلومات کے تمام ذرائع مصدقہ اور سچے ہوں گے اور یکطرفہ رپورٹنگ یا صحافت کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔

c۔ یہ کہ غیر مجہول زندگی کا حق جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 9 میں درج ہے اور اس معزز عدالت نے طے کیا ہے، اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19A کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ عوام کو غیر متعصّبانہ اور درست معلومات تک رسائی کا حق ہے اور اس مقصد کیلئے ایک جامع ضابطہ اخلاق اور معیارات کی ضرورت ہے

d۔ مزید یہ کہ آرٹیکل 9 کو آرٹیکل 19A سے ملا کر پڑھا جائے تو سرکاری افسران/عہدیداروں پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ کسی صحافی یا میڈیا ہاؤس کی طرف سے طلب کی گئی معلومات کو نہ روکیں سوائے اس کے کہ یہ پاکستان کی سلامتی یا پاکستان کے دفاع یا پاکستان کے دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلقات سے متعلق کوئی معاملہ ہے۔ گزارش کی جاتی ہے کہ پاکستان کے عوام کو یہ بنیادی حق حاصل ہے کہ سرکاری عہدیداران انہیں معلومات کے فراہم کنندگان پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے درست اور غیر جانبدارانہ معلومات فراہم کریں۔

e۔ یہ کہ ایک جامع ضابطہ کار جو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ منظور کیا گیا اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 4 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو وہ مذکورہ آرٹیکل کی شقوں کو پوری طرح مؤثر کر سکے گا اور یہ اختیار دے گا کہ ' کوئی اقدام جو۔۔۔۔ شہرت۔۔۔۔ کو نقصان پہنچائے نہیں اٹھایا جائے گا سوائے اس کے کہ یہ قانون کے مطابق ہو اور موجودہ دور میں جب پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا معلومات فراہم کرتے ہیں یہ ضروری ہے کہ ایسا ضابطہ کار تیار کیا جائے جو نہ صرف پاکستان کے شہریوں کو تحفظ دے بلکہ صحافیوں کو بھی بے بنیاد الزامات سے بچائے۔

f۔ یہ کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے خلاف الزامات اور جوابی الزامات کی حالیہ لہر کا اصل میں مطلب یہ ہے کہ انسان کا احترام جس کی ضمانت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 14 میں دی گئی ہے کو اب پامال کیا جا سکتا ہے اور اس لئے اس کے ناقابلِ پامالی ہونے کو یقینی بنانے کیلئے ضروری اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

g۔ یہ کہ بعض لوگوں کی طرف سے لگائے گئے یہ الزامات کہ انہوں نے صحافیوں کو خرید لیا دراصل پاکستان کے عوام کے آزادیٔ اظہار کے اس حق کی توہین ہے جو انہیں پاکستان کے آئین نے دیا ہے۔ آرٹیکل 19 کے تحت یہ حق پاکستان کے عوام کی طرف

سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے ایسا کوئی بھی الزام جو کچھ لوگ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں کسی فرد کو بدنام کرنے کیلئے لگاتے ہیں اسے یا تو ثابت کیا جانا چاہیے یا پھر معافی کے ساتھ واپس لیا جانا چاہیے۔

h۔ یہ کہ نام نہاد خفیہ فنڈ جو مدعا علیہ نمبر 1 نے قائم کر رکھا ہے اور چلا رہا ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دیئے گئے ہر حق کی توہین ہے اور کرپشن کو فروغ دیتا ہے جس کا مقصد صرف حکومت کی طرف سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے بعض عناصر کو خریدنا ہے۔ ایسا فنڈ غیر قانونی ہے اور اور اسے منظر عام پر لایا جانا چاہیے تا کہ یہ منصفانہ طریقے سے چل سکے۔

i۔ یہ کہ قانون کے سامنے برابری اور قانون کا یکساں تحفظ اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتے جب تک بیرونی دباؤ سے آزاد خودمختار میڈیا موجود نہ ہو۔

j۔ یہ کہ بعض افراد کی اسٹیبلشمنٹ کی شہہ پر عدالت عظمیٰ اور آزاد اور خودمختار میڈیا کو بدنام کرنے کی کوشش ایک غیر آئینی اور غیر قانونی اقدام تھا۔

26۔ درخواست گزار محسوس کرتے ہیں کہ یہ عوامی اہمیت کا معاملہ ہے جس کی نوعیت ایسی ہے کہ صرف معزز عدالت ہی اس کا جائزہ لے سکتی ہے اور ایک قومی میڈیا کمیشن قائم کر سکتی ہے جو غلطیوں کا ازالہ کرے، ضابطہ کار تشکیل دے اور اسی طرح کے دوسرے اقدامات کرے جن سے میڈیا کی آزادی اور خودمختاری کو یقینی بنایا جا سکے۔

27۔ یہ کہ درخواست گزاروں کے پاس کوئی اور متبادل مداوا نہ ہونے کی وجہ سے کوئی اور راستہ نہیں بچا سوائے اس کے کہ وہ اس معزز عدالت کے اصل آئینی دائرہ اختیار سے رجوع کریں۔

درخواست

یہ کہ معزز عدالت مذکورہ بالا مسائل پر تحقیقات کرے اور کارروائی کرے یا اس کے متبادل ایک کمیشن قائم کرے جو ان مسائل کی تحقیقات کرے۔

یہ کہ معزز عدالت مدعا علیہ نمبر 4 اور 5 کو ہدایت کرے کہ وہ تمام افراد، صحافیوں، فوجی افسران، بیوروکریٹس اور ایسے دوسرے افراد کے بارے میں ثبوت کے ساتھ حاضر ہوں جن سے انہوں براہِ راست یا بالواسطہ عنایات خریدنے کی کوشش کی ہو۔ مدعا علیہ نمبر 6 سے کہا جائے کہ وہ تمام میڈیا پرسنز جن کی چھان بین کی جا رہی ہے، کے اثاثوں اور آمدنی کے گوشوارے فراہم کرے۔

یہ کہ یہ معزز عدالت مدعا علیہ نمبر 7 کو یہ ہدایت کر سکتی ہے کہ وہ مدعا علیہ نمبر 4 کے ریکارڈ کی تحقیق کرے اور اسے پیش کرے اور مدعا علیہ نمبر 8 کو ہدایت کرے کہ وہ تحقیق کرے کہ سوشل میڈیا پر میڈیا پرسنز کی جھوٹی یا اصلی فہرستوں کی تشہیر کس نے کی۔

یہ کہ معزز عدالت ہدایت کرے کہ میڈیا مالکان، اینکرز اور یا صحافیوں کو غیر قانونی طور پر نوازنے کے حوالے سے مدعا علیہ نمبر 5 کی تحقیقات کی جائے۔

یہ کہ اس بات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہیے کہ پنجاب کے اینٹی کرپشن محکمے کی طرف سے 640 ملین روپے کے اتنے بڑے گھپلے کی تحقیقات کو کیوں دبا دیا گیا ہے۔

درخواست ہے کہ کوئی اور ریلیف جو معزز عدالت درخواست کے حالات کے تحت ضروری اور مناسب سمجھتی ہو ضرور دیا جائے۔

تیاری اور دائر کنندہ:

ایم ایس خٹک

ایڈووکیٹ آن ریکارڈ

سپریم کورٹ آف پاکستان

اسلام آباد

مورخہ: جولائی 2012

ہدایات کے مطابق یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل (3)184 کے تحت پہلی آئینی درخواست ہے جو معزز عدالت کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ درخواست گزاروں نے اس سے پہلے ہائی کورٹ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 199 کے تحت درخواست دائر نہیں کی ہے۔

ایڈووکیٹ آن ریکارڈ

درخواست گزار جاوید جبار اور ساتھی درخواست گزار ڈاکٹر مبشر حسن کی طرف سے آئین پاکستان کے آرٹیکل 184 کی شق 3 کے تحت 1996 میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں دائر کی گئی اور زیر بحث لائی گئی آئینی درخواست کا مکمل متن

اس کے پس منظر سے متعلق تفصیلات اس رپورٹ کے صفحہ 158 اور 159 پر دی گئی ہیں (پاکستان میں ذرائع ابلاغ عامہ کے قوانین اور ضابطے، ناشر اے ایم آئی سی، سنگاپور، برائے یونیسکو،1997)

یہ ایسی پہلی درخواست تھی جو آزادئ اظہار کے حوالے سے نشریاتی لہروں کے استعمال کی آزادی اور ریاستی یا نجی اجارہ داریوں کے بنیادی حقوق کے خلاف ہونے کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں دائر کی گئی۔

بخدمت سپریم کورٹ آف پاکستان

(آئینی دائرہ اختیار)

1۔ جاوید جبار
ولد (مرحوم) احمد عبدالجبار
مسلمان، بالغ
48۔بی، بلاک 6، پی ای سی ایچ ایس۔کراچی
درخواست گزار

2۔ ڈاکٹر مبشر حسن
ولد (مرحوم) منور حسن،
مسلمان، بالغ
4۔کے گلبرگ II۔لاہور
ساتھی درخواست گزار

بنام

1۔ وفاق پاکستان
بذریعہ سیکرٹری وزارت اطلاعات ونشریات
حکومت پاکستان۔اسلام آباد

2۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن
کانسٹی ٹیوشن ایوینو۔اسلام آباد

3۔ پاکستان ٹیلی وژن کارپوریشن
آغا خان ایونیو۔اسلام آباد

4۔ شالیمار ریکارڈنگ کمپنی، لمیٹڈ
36۔سیکٹر ایچ۔9، اسلام آباد

5۔ شاہین پے ٹی وی
معرفت: شاہین فاؤنڈیشن، اسلام آباد

6۔ فرسٹ میڈیا سروسز
پی او بکس نمبر 1901۔اسلام آباد

آئین پاکستان کے آرٹیکل 184 کی شق 3 کے تحت آئین پاکستان کے آرٹیکل 19 کے معانی اور مضمرات کا تعین کرنے کے لئے درخواست تاکہ بنیادی حقوق اور دوسرے اقدامات پر عملدرآمد کیا جائے

اس درخواست میں درج ذیل پر مؤدبانہ توجہ دلائی گئی ہے:

1۔ یہ کہ یہ آئینی درخواست سپریم کورٹ آف پاکستان کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 184 کی شق 3 میں مذکور اصل دائرہ اختیار کے تحت براہ راست دائر کی جارہی ہے۔آئین کی یہ شق سپریم کورٹ کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ عوامی اہمیت کے معاملات پر غور کرے جو کہ اس درخواست میں شہریوں کے بنیادی حقوق کا معاملہ ہے۔

2۔ یہ کہ یہ درخواست سپریم کورٹ کی طرف سے آئین کے آرٹیکل 19 کی تشریح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے دائر کی گئی جس میں، جزوی طور پر ''پریس کی آزادی'' کا ذکر کیا گیا ہے۔جیسا کہ حالیہ دور میں ٹی وی، ریڈیو، سینما اور ویڈیو کے آغاز سے ذرائع ابلاغ عامہ مواصلات عامہ کے ذریعے کی حیثیت سے اسی زمرے میں آگئے ہیں جس میں پریس ہے، اس لئے اس بات کا فوری تعین کرنے کی ضرورت ہے کہ اصطلاح ''پریس کی آزادی'' سے عصر حاضر کے حوالے سے اور آئین کی روح کے مطابق ، دراصل ''ذرائع ابلاغِ عامہ کی آزادی'' مراد ہے۔آج کے دور میں، اظہارِ رائے کی آزادی، جس کی ضمانت آرٹیکل 19 میں دی گئی ہے، حکومتوں کی ریڈیو اور ٹی وی کو، خصوصاً خبروں کے بلیٹن اور سیاسی معاملات اور حالات حاضرہ کے پروگراموں کے حوالے سے، آزادیٔ اظہار دینے میں ناکامی کی وجہ سے رک جاتی ہے۔

3۔ یہ کہ یہ درخواست اس یقین پر بھی مبنی ہے کہ پاکستان کے شہریوں کے بنیادی حقوق جو آرٹیکل 3 (استحصال کا خاتمہ)، آرٹیکل 4 (فرد کا قانون کے مطابق سلوک کئے جانے کا حق)، آرٹیکل 18 (تجارت، کاروبار اور پیشے کی آزادی)، آرٹیکل 19 (آزادیٔ تقریر اور پریس کی آزادی)، آرٹیکل 25 (شہریوں میں مساوات)، اور آرٹیکل 38A (دولت، وسائلِ پیداوار و تقسیم کے ارتکاز کی روک تھام) میں درج ہیں، میڈیا اور ٹی وی میں حکومت اور نجی اجارہ داریاں ان کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہ الیکٹرانک میڈیا میں شہریوں کو آزادیٔ اظہار سے محروم کر کے ان کے خلاف امتیازی سلوک کرتے ہیں اور غیر شفاف طریق کار کے تحت حکومت کے زیر اختیار اداروں کو اور ایسے نجی اداروں کو جنہیں حکومت کی خاص نوازش حاصل ہے میڈیا کے استعمال میں ناحق فائدہ پہنچاتے ہیں۔

4۔ یہ کہ آئین میں لفظ ''پریس کی آزادی'' جیسا کہ آئین بنانے والوں کا مقصد تھا یا جو اس کے موجودہ دور میں مضمرات ہیں، اس کے مطابق لازمی طور پر ''پریس کی آزادی'' میں ریڈیو اور ٹی وی کو بھی شامل کیا جانا چاہیے۔

5۔ آئین کا آرٹیکل 159 جو ریڈیو اور ٹی وی نشریات سے متعلق ہے صرف ٹرانسمیٹرز کی تعمیر اور استعمال کے بارے میں ذمہ داریاں وفاقی حکومت سے صوبائی حکومتوں کو دیئے جانے کی بات کرتا ہے اور پاکستان میں ریڈیو اور ٹی وی کے بطور ابلاغ عامہ کے ذرائع کے استعمال کا تذکرہ نہیں کرتا۔ بہرحال اس آرٹیکل کو آئین کے دوسرے آرٹیکلز، جو بنیادی حقوق، پالیسی اصولوں کی ہدایات، مساوات کی شقوں وغیرہ، کے ساتھ ملا کر پڑھا اور سمجھا جانا چاہیے۔

6۔ یہ کہ پریس، معلومات کی رپورٹنگ اور تجزیے کے ذریعے کے طور پر اور رائے عامہ کی نمائندگی کے ذریعے کے طور پر ایک جمہوری معاشرے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پریس کو مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے ساتھ ساتھ ریاست کا چوتھا ستون مانا جاتا ہے۔

7۔ یہ کہ بیسویں صدی میں نئے میڈیا ذرائع مثلاً ریڈیو، ٹی وی، سینما وغیرہ کے ارتقاء سے معلومات کی رپورٹنگ اور تجزیے اور مختلف قسم کی رائے عامہ کی نمائندگی کا کام بھی ان نئے میڈیا ذرائع میں آگے بڑھتا گیا ہے، جس سے اس شعبے میں پریس کی اجارہ داری ختم ہوگئی ہے۔ بیسویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں ذرائع ابلاغ عامہ ریاست کا چوتھا ستون بن چکے ہیں۔

8۔ یہ کہ اگرچہ یہ درست ہے کہ ابلاغ عامہ کا ذریعہ سینما بھی ذرائع ابلاغ میں شامل ہے، اس درخواست کے حوالے سے ریڈیو اور ٹی وی ہی ''نیوز میڈیا'' ہیں، جبکہ سینما ایسا ذریعہ ہے جو غیر خبری بنیادوں پر معلومات اور تفریح فراہم کرتا ہے یعنی سینما کو روزانہ فوری کوریج کی ضرورت نہیں ہوتی جو ریڈیو اور ٹی وی کو ہے۔ اس لئے جہاں سینما میں بھی آزادیٔ اظہار ہونی چاہیے، سینما کے حوالے سے تفصیلی دلائل قصداً یہاں اس وقت پیش نہیں کئے جا رہے کیونکہ سپریم کورٹ سے جس تشریح کی ضرورت ہے وہ ریڈیو اور ٹی وی کی روزانہ خبروں اور حالات حاضرہ کے حوالے سے ہے اور یہیں پر موجودہ نظام میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

9۔ یہ کہ پاکستان جیسا ملک جو دنیا میں سب سے کم شرح خواندگی والے ملکوں میں سے ایک ہے صورتحال یہ ہے کہ 130 ملین لوگوں کی اس قوم میں تمام اخبارات اور رسائل جنہیں ''پریس'' کہا جا سکتا ہے، کی مجموعی تعدادِ اشاعت زیادہ سے زیادہ 1.5 ملین سے تجاوز نہیں کرتی۔ اوسطاً ہر چھپنے والے اخبار یا رسالے کی ایک کاپی کے قارئین کی تعداد 6 سے 8 افراد تک ہے (جو کہ ایک فراخدلانہ اندازہ ہے)۔ اس طرح کل قارئین کی تعداد تقریباً 12 ملین ہے جو کہ ملک کی کل آبادی کے دس فیصد سے بھی کم ہے۔

10۔ ریڈیو، ٹی وی اور سینما میڈیا جنکے لئے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، ان کی پہنچ پریس کے مقابلے میں کہیں زیادہ لوگوں تک ہے۔ مثال کے طور پر 12 ملین لوگوں کے مقابلے میں، جو اخبارات اور رسائل پڑھتے ہیں، اندازہ ہے کہ ملک بھر میں 100 ملین لوگ ایک دن میں یا ایک ہفتے میں کسی نہ کسی وقت ریڈیو سنتے ہیں۔ ٹی وی کے معاملے میں، ملک میں ٹی وی سیٹ مالکان

کی تعداد کے غیر سرکاری اندازوں کے مطابق (یہ اندازے 3.5 ملین سے 5 ملین ٹی وی سیٹ تک ہیں جبکہ سرکاری طور پر ٹی وی سیٹ لائسنس ہولڈرز کی کل تعداد 2.4 ملین ہے) اوسطاً ایک ٹی وی سیٹ کے ناظرین کی تعداد 8 سے 10 ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ ٹی وی کے ناظرین کی تعداد تقریباً پچاس ملین ہے جبکہ اس کے مقابلے میں اخبارات پڑھنے والوں کی تعداد 12 ملین ہے۔

11۔ یہ کہ عوام میں خواندگی نہ ہونے سے اور حکومت کی طرف سے پاکستان میں ریڈیو اور ٹی وی پر کنٹرول کی وجہ سے 130 ملین لوگوں کی کل آبادی میں سے تقریباً 115 ملین لوگ اپنے معاشرے میں موجود وسیع النوع سیاسی واقعات، بیانات اور تجزیوں تک جائز اور با آسانی رسائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ صرف 12 ملین لوگ جو پریس کے قارئین ہیں مقامی سیاسی اور سماجی خبروں، واقعات اور تجزیوں کے بارے میں وسیع معلومات حاصل کر پاتے ہیں۔ باقی 115 ملین لوگوں میں سے زیادہ تر مجبور ہیں کہ خود اپنے ملک کی خبریں اور واقعات کے بارے میں جاننے کیلئے دوسرے ذرائع مثلاً بی بی سی ریڈیو کی جنوبی ایشیاء کے لئے سروس یا بی بی سی کی ٹی وی ورلڈ نیوز سروس یا اسی طرح کی غیر ملکی نیوز سروسز کا رخ کریں۔

12۔ یہ کہ ایک طرف حکمران جماعت جو حکومت بناتی ہے ان پڑھ ووٹر سے اس بنیاد پر ووٹ مانگتی ہے کہ اگرچہ وہ ناخواندہ ہے مگر اتنا ذہین اور اتنا عقلمند ہے کہ اپنے ووٹ کا بنیادی حق ایک سیاسی جماعت کو منتخب کرنے کیلئے استعمال کر سکے۔

13۔ دوسری طرف یہ کہ جوں ہی کوئی سیاسی جماعت حکومت بنا لیتی ہے تو اسی ووٹر کے ساتھ جس کے ووٹ سے یہ پارٹی حکومت میں آئی ہے حقارت کا سلوک کیا جاتا ہے۔ ناخواندہ ووٹر جو ریڈیو سنتا ہے اور ٹی وی دیکھ سکتا ہے لیکن اخبارات نہیں پڑھ سکتا اسے مختلف سیاسی لیڈروں کے بیان کئے گئے خیالات اور معلومات کو جاننے کے قابل نہ سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ناخواندہ ووٹر اور خواندہ ووٹر جو اس سیاسی جماعت کو حکومت میں لائے ہیں اور جنہوں نے جمہوری اور انتخابی عمل کی جائز حیثیت کو یقینی بنایا ہے انہیں اب صرف اس قابل سمجھا جاتا ہے کہ انہیں صرف حکمران جماعت اور حکومت کا پراپیگنڈا ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے سنایا جائے۔

14۔ یہ کہ یہ بات آمریت کیلئے بھی بُری ہے کہ وہ الیکٹرانک میڈیا کو پراپیگنڈا کیلئے استعمال کرے۔ لیکن جب ریڈیو اور ٹی وی جمہوری اور کثیر جماعتی نظام میں صرف حکمران جماعت کی مرضی سے چلتے ہیں تو یہ غلط استعمال جمہوریت کی روایات اور عوام کے مفاد کے بالکل الٹ ہو جاتا ہے۔

15۔ یہ کہ ایسا طرز عمل شہری کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیتا ہے اور حکومت کے ریڈیو اور ٹی وی پر اور ان دونوں ذرائع پر چلنے والے خبروں کے بلیٹنز کے مواد پر مکمل کنٹرول سے اس رجحان کو ایک اداراتی شکل مل جاتی ہے۔

16۔ حکومت کی طرف سے ''پریس'' کی اصطلاح کی قدیمی، مسلسل، تنگ اور محدود تشریح جس میں صرف اخبارات اور رسائل آتے ہیں ریڈیو اور ٹی وی کو اس دائرے سے باہر کر دیتی ہے۔ آئین کے حوالے سے اس نے ملک میں اختلاف رائے کیلئے

ایک غیر صحتمندانہ عدم برداشت کوفروغ دیا ہے۔ یہ بھی تعین کرنے کی درخواست کی جاتی ہے کہ غیر سرکاری منتخب لیڈروں کے خیالات کومختصر اور بگڑی ہوئی شکل کے علاوہ نشر کرنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔ اس انداز نے عوامی بحث ومباحثے کے پورے عمل کو بگاڑ دیا ہے اور عامیانہ بنادیا ہے اور یہ بہت حد تک پاکستان میں ریڈیو اور ٹی وی کے بطور سیاسی اور تحقیقاتی رپورٹنگ کے میڈیا کے اعتبار کو کم کرنے کا ذمہ دار ہے۔

17۔ یہ کہ ریڈیو اور ٹی وی کے آرٹیکل 19 میں دیئے گئے ''آزادیٔ اظہار'' کے اصولوں کا اپنے نیوز بلیٹنز اور حالات حاضرہ کے پروگراموں میں اطلاق کرنے میں ناکامی کے تین خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں:

a) سیاسی مباحث جو جمہوریت کی جان ہیں، حکمران جماعت کی حمایت میں جانبدارانہ اور یکطرفہ رہتے ہیں اور شہری ان معلومات سے محروم رہتے ہیں جو ان کا حق ہیں۔

b) مفاد عامہ کے بے شمار مسائل جو کرپشن، سرکاری عہدے کے ناجائز استعمال وغیرہ سے پیدا ہوتے ہیں اور جن کی خبریں پریس میں باقاعدگی سے آتی ہیں انہیں ریڈیو اور ٹی وی جان بوجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ ان میں ان لوگوں کا نام آتا ہے جو منتخب ہو کر یا تقرری کے ذریعے سرکاری عہدے پر فائز ہوتے ہیں۔ اس طرح شہری اپنے منتخب کردہ نمائندوں کی کارکردگی سے متعلق معلومات تک رسائی سے محروم رہتے ہیں۔

c) سیاسی سرگرمیوں اور آراء کی تکثیریت اور تنوع کے مختلف پہلو جو ہمارے ملک کا خاصہ ہیں ان کی عکاسی اس کوریج میں نہیں ہو پاتی جو الیکٹرانک میڈیا پیش کرتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں موجود خبروں اور مسائل کا ایک غیر صحیح اور محدود نقشہ سامنے آتا ہے۔ باوجود اس کے کہ پی بی سی ایکٹ (باب IV۔10۔(a) اور (e) اور پی ٹی وی کے میمورنڈم میں کہا گیا ہے کہ سیاسی اور سماجی تقریبات کی کوریج میں ''توازن'' اور ''غیر جانبداری'' سے کام لیا جائے، پی بی سی اور پی ٹی وی اپنی خبروں اور سیاسی موضوعات پر پروگراموں میں عموماً غیر جانبداری اور توازن کو یقینی بنانے میں ناکام رہے ہیں۔

18۔ یہ کہ شدید جانبداری سے کبھی کبھار اور چند مستثنیات کافی نہیں ہیں اور ان سے کسی بھی لحاظ سے ریڈیو اور ٹی وی پر بے حد غیر متوازن کوریج کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

19۔ یہ کہ جہاں پاکستان میں ٹی وی اور ریڈیو کچھ لحاظ سے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں مثلاً ڈرامے اور کچھ پروگراموں کا معیار بہت عمدہ ہے وہیں سیاسی کوریج کے اہم شعبے میں ریڈیو اور ٹی وی دونوں توازن اور انصاف کا کم سے کم معیار حاصل کرنے میں بھی ناکام رہے ہیں۔

20۔ یہ کہ صرف 1970، 1988 اور 1993 کے انتخابات سے پہلے کے دنوں میں انتخابی عمل کے دوران ایسا ہوا کہ ریڈیو اور ٹی وی نے مختلف سیاسی پارٹیوں کو مناسب کوریج دی اور صرف ایک مثال ایسی ہے کہ 1988 کے انتخابات کے فوراً بعد 1988

سے 1989 کے دوران جب درخواست گزار نمبر 1 وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات تھا کہ ریڈیو اور ٹی وی نے حکمران جماعت اور حزب اختلاف کی جماعت کو مناسب حد تک متوازن کوریج دی۔ تاہم یہ مستثنیات صرف حکمران جماعتوں کے حق میں جانبدارانہ کوریج کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ 1977 میں انتخابات سے پہلے کے مرحلے میں ریڈیو اور ٹی وی کی طرف سے دی جانے والی کوریج صرف حکمران جماعت کی حمایت میں تھی اور 1990 میں یہ کوریج بے حد جانبدار نگران حکومت کے حق میں تھی۔

21۔ یہ کہ جہاں پریس حقیقتاً ہر طرح کی آراء کی نمائندگی کرتا ہے، ریڈیو اور ٹی وی کے معاملے میں زیادہ تر حکومت وقت چھائی رہتی ہے، یا زیادہ درست ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ وفاق میں موجود حکمران پارٹی یا حکمران اتحاد میں شامل پارٹیوں کے مفادات اور آراء کی نمائندگی کرتے ہیں۔

22۔ یہ کہ درخواست گزار کا خبروں کی کوریج میں توازن کا مطالبہ کسی ایک سیاسی پارٹی یا ایک سے زائد پارٹیوں کی مخالفت یا اس کا ساتھ دینے کی بجائے برابری اور مکمل درست اطلاعات کے اصول کی حمایت پر مبنی ہے۔

23۔ پاکستان میں ریڈیو اور ٹی وی پر حکومتِ وقت کے غیر فطری اور غیر صحتمندانہ کنٹرول کا اظہار ان اعداد وشمار سے بھی ہوتا ہے جو 1995 میں قومی اسمبلی میں پیش کیے گئے۔

24۔ یہ کہ وزیر اطلاعات ونشریات نے 28 جون 1995 کو ایک سوال کے جواب میں کہا کہ دسمبر 1994 سے اپریل 1995 کے درمیان پی ٹی وی خبرنامے میں 16 گھنٹے اور 39 منٹ سرکاری کوریج کو دیئے گئے جبکہ صرف 50 منٹ اور 30 سیکنڈ حزب اختلاف کو دیئے گئے۔ یہ وقت حکومت کو دیئے گئے وقت کے چھ فیصد سے بھی کم بنتا ہے۔

25۔ اگر اس کا حساب حکمران اتحاد یعنی پی ای ایف کی تقریباً 100 نشستیں اور حزب اختلاف کی بڑی جماعت یعنی پاکستان مسلم لیگ این کی 72 نشستوں کے لحاظ سے لگایا جائے تو حزب اختلاف تقریباً 32 فیصد وقت کی حق دار بنتی ہے، چھ فیصد کی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں حزب اختلاف کو اس سے تقریباً 500 فیصد زیادہ وقت ملنا چاہیے جو اس مذکورہ دور میں اسے دیا گیا۔

26۔ یہ کہ جہاں حکومتوں کو یقیناً یہ حق حاصل ہے کہ انہیں وقت کا زیادہ حصہ دیا جائے، اس مثال میں حکمران پارٹی اور حزب اختلاف کی پارٹی کے 1993 کے انتخابات میں حاصل کردہ ووٹوں کے حساب سے بھی کوئی توازن نہیں ہے۔ انتخابات میں حزب اختلاف کی جماعت نے حکمران جماعت کی نسبت زیادہ ووٹ حاصل کیے، گرچہ اس نے کم نشستیں جیتیں۔ ریڈیو اور ٹی وی کے غلط استعمال میں تمام سیاسی پارٹیوں کا روّیہ یکساں ہے۔ مثال کے طور اس وقت کی سب سے بڑی حزب اختلاف کی جماعت نے، جب وہ 1990 اور 1993 میں برسر اقتدار تھی، الیکٹرانک میڈیا کو بالکل اسی طرح غلط استعمال کیا جس طرح آج کی حکمران جماعت کر رہی ہے۔

27۔ یہ کہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران ریڈیو اور ٹی وی دونوں ایوانوں کی کارروائی کا خلاصہ نشر کرتے ہیں۔ یہ بات توجہ طلب ہے کہ یہ کارروائی بہت دیر میں رات گئے نشر کی جاتی ہے اور اس کو نشر کرنے کا انداز بھی انتہائی غیر دلچسپ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ سوچ سمجھ کر اس طرح پیش کی جاتی ہے تا کہ سننے والوں اور ناظرین کی ان میں دلچسپی کم سے کم رہے۔ تاہم اس صورت میں بھی حکمران جماعت کے اراکین کو جو کوریج دی جاتی ہے وہ دوسری جماعتوں کے اراکین، خصوصاً حزب اختلاف کے اراکین، کے مقابلے میں غیر متوازن ہے۔ یہ بھی اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے اٹھائے گئے نکات کو دبا دیا جاتا ہے۔ یہ معلومات کو چھپانے کے ایک منظّم طرز عمل کی عکاسی کرتا ہے تا کہ ریڈیو اور ٹی وی کے مقامی سامعین اور ناظرین کو پارلیمنٹ کی کسی ایک دن کی کارروائی کا درست نقشہ جاننے سے محروم رکھا جائے۔

28۔ یہ کہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس نہیں ہو رہا ہوتا تو یعنی سال کے 200 سے زیادہ دنوں میں، حزب اختلاف اور دوسری جماعتوں اور گروپوں کی سرگرمیوں اور آراء کو ریڈیو اور ٹی وی پر کوئی بھی کوریج نہیں ملتی۔

29۔ یہ کہ جہاں تک اس سیاسی اور عوامی رائے کی کوریج کا تعلق ہے جس کا اظہار براہ راست پارلیمنٹ میں نہیں ہوتا، ریڈیو اور ٹی وی اس کو مکمل طور پر کوریج سے محروم رکھتے ہیں۔ صرف ایسی جماعت جو پارلیمنٹ میں موجود نہیں ہے لیکن حکومت وقت کی حمایت کرتی ہے، ٹی وی اور ریڈیو پر کچھ کوریج حاصل کر پاتی ہے۔

30۔ یہ کہ جہاں تک شہریوں کی ایسی آراء کی نمائندگی کا معاملہ ہے جو حکمران جماعت اور حزب اختلاف دونوں کی رائے سے مختلف ہوں، ریڈیو اور ٹی وی اس کی موجودگی کو تسلیم کرنے سے سرے سے ہی انکار کر دیتے ہیں، خاص طور پر اگر اس میں حکومت پر تنقید کی گئی ہو یا اصولوں پر اختلاف کیا گیا ہو۔

31۔ یہ کہ جہاں صدر، وزیر اعظم، وزیر یا وزیر مملکت برائے خزانہ (بجٹ پیش کرنے کے دن) اور دوسرے عہدیدار مثلاً وزیر اعلیٰ کی تقاریر براہ راست یا ریکارڈ کر کے اس طرح سنائی جاتی ہیں جیسے وہ خود ان کی اپنی آواز میں نشر ہو رہی ہو، حزب اختلاف کے لیڈر یا دوسرے اراکین کی تقاریر کبھی بھی اس انداز میں نشر نہیں کی جاتیں بلکہ مکمل طور پر غائب کر دی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب حزب اختلاف کے لیڈر کی تقریر کے بارے میں نامکمل اور غیر درست رپورٹ دکھائی بھی جا رہی ہو تب بھی ان کی تصویر سکرین پر نہیں دکھائی جاتی۔ عوام کو یہ جاننے نہیں دیا جاتا کہ مذکورہ لیڈر نے کیا کہا اور کس طرح سے کہا اور مفاد عامہ کے اہم معاملات پر انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اپنا کیا نقطہ نظر پیش کیا۔

32۔ اس کے برعکس، اخبارات اور رسائل حکومت اور حزب اختلاف کے اراکین کے بیانات اور تصاویر کو مناسب حد تک متوازن کوریج دیتے ہیں۔

33۔ یہ کہ اظہارِ رائے کی آزادی کے بنیادی حق، جس کی ضمانت آرٹیکل 19 میں دی گئی ہے، کی ریڈیو اور ٹی وی پر سراسر خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔

34۔ یہ کہ آزادیٔ اظہار جو آرٹیکل 19 میں درج ہے، ایک واحد، نہ قابل تقسیم بنیادی حق ہے جو عوام کو حکومت کی پسند ناپسند کی بنیاد پر عوام کو اس طرح نہیں دیا جاسکتا کہ پریس میں آزادیٔ اظہار دی جائے مگر ریڈیو اور ٹی وی پر آزادیٔ اظہار کو روک دیا جائے۔

35۔ یہ کہ اس صورت حال کی بڑی وجہ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن اور پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن پر وفاقی حکومت کا مکمل کنٹرول ہے۔ وفاقی حکومت ہی ان دونوں کارپوریشنز کے چیئرمین، مینیجنگ ڈائریکٹر اور ڈائریکٹرز کی، جیسا کہ زیادہ تر وزارت اطلاعات ونشریات کے سیکرٹری، کو ہی ان دونوں کارپوریشنز کا چیئرمین مقرر کیا جاتا ہے، ریڈیو اور ٹی وی مکمل طور پر اس جماعت کی مرضی اور خواہش کے زیرنگین آجاتے ہیں جو حکومت قائم کرتی ہے۔

36۔ یہ کہ شالیمار ریکارڈنگ کمپنی کے معاملے میں جو ایس ٹی این ٹی وی چینل چلاتی ہے، وفاقی حکومت اس کمپنی کے 54 فیصد حصص کی مالک ہے اور چیئرمین اور چیف ایگزیکٹو کی تقرری کا اختیار رکھتی ہے۔ پی ٹی وی اور پی بی سی بھی شالیمار کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں نمائندگی رکھتے ہیں جس سے حکومت اور حکمران پارٹی کو اس چینل میں بھی بااختیار کردار مل جاتا ہے۔ ایس ٹی این چینل پر حکومت کے مکمل کنٹرول کا ایک مظہر یہ حقیقت ہے کہ ایس ٹی این چینل کو، بظاہر پی ٹی وی سے الگ چینل ہونے کے باوجود خود اپنے نیوز بلیٹن نشر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے برعکس اسے مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ پی ٹی وی کے نیوز بلیٹن اور خصوصی سیاسی پروگرام دکھائے۔

37۔ یہ کہ نئے ٹی وی چینلز میں سے کوئی ایک، جسے، کہا جاتا ہے کہ، چپکے سے نشریات شروع کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے، اور ہوسکتا ہے نیوز بلیٹن نشر کرنے کی بھی اجازت دی گئی ہو، لیکن یہ بات کہ یہ اجازت کھلے عام مقابلے کے بغیر خفیہ انداز میں دی گئی ہے، ظاہر کرتی ہے کہ وفاقی حکومت کی نیت درست نہیں تھی اور یقینی بنایا گیا کہ نیا ٹی وی چینل بنیادی طور پر یا تو حکومت کے براہ راست کنٹرول میں ہوگا یا ہمیشہ اس کے حق میں جھکاؤ رکھے گا۔ دوسرے، جیسا کہ پاکستان ایئرفورس کی شاہین فاؤنڈیشن ایک نئے ٹی وی چینل سے وابستہ ہے، ایک فوجی ادارے اور حکومت کے ساتھ باضابطہ تعلق اس بات کو یقینی بنائے گا کہ غیر سرکاری نقطہ نظر کو مناسب اور منصفانہ نمائندگی نہ ملے۔

38۔ یہ کہ پریس کے برعکس، جو ایک مخصوص ضابطۂ قانون یعنی رجسٹریشن آف پرنٹنگ اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس 1995 کے تحت کام کرتا ہے، ریڈیو اور ٹی وی کیلئے پاکستان میں کوئی خصوصی قانون موجود نہیں ہے۔ یہ ایک بڑا خلاء ہے جو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یکے بعد دیگرے آنے والی حکومتوں نے قصداً قائم رکھا ہے تاکہ مجاز اتھارٹی اپنی پسند ناپسند کو لامحدود صوابدید کے مطابق الیکٹرانک میڈیا کو حکمران سیاسی جماعت یا مخصوص مفاداتی گروہوں کے حق میں کنٹرول کرنے اور زیر اثر لانے کیلئے استعمال کرسکے۔

39۔ یہ کہ جہاں ریڈیو پاکستان کو پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن ایکٹ 1973 کے تحت چلایا جاتا ہے جو کہ صرف ریڈیو پاکستان / پی بی سی تک محدود ہے، نجی ایف ایم ریڈیو سٹیشنز یا کسی اور قسم کے ریڈیو سٹیشنز کیلئے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔

40۔ یہ کہ ٹی وی کے سلسلے میں کوئی بھی صوبائی یا وفاقی قانون نہیں ہے جو ٹی وی کی ملکیت، کام کرنے اور استعمال کو ضوابط کے مطابق بنا سکے۔ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن لمیٹیڈ محض ایک مشترکہ سٹاک کمپنی کے طور پر کام کرتی ہے جس کے تمام کے تمام حصص وفاقی حکومت کی ملکیت ہیں اور اسی کے کنٹرول میں ہیں۔ شالیمار ریکارڈنگ کمپنی ایک تجارتی ادارے کے طور پر کام کرتی ہے۔ نجی ملکیتی ٹی وی چینلز کو ضوابط کے تحت چلانے کیلئے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ یہ خلاء جان بوجھ کر رکھا گیا ہے تا کہ اختیارات کے من مانے استعمال میں آسانی ہو۔

41۔ یہ کہ پاکستان میں پریس کی آزادی اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ریڈیو اور ٹی وی پر اظہار کی آزادی نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ میڈیا میں اس طرح کی آزادی کا استعمال کچھ معقول پابندیوں سے مشروط ہو گا جیسا کہ آرٹیکل 19 میں کہا گیا ہے مثلاً ''قانون کے ذریعے لگائی گئی مناسب پابندیاں جو اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سلامتی، تحفظ اور دفاع، دوسرے ممالک سے دوستانہ تعلقات، امن عامہ، تہذیب اور اخلاقیات، یا توہین عدالت، یا کسی جرم کا ارتکاب یا اس پر اُکسانے سے متعلق ہوں۔''

42۔ یہ کہ انصاف اور برابری کے اصولوں کے مطابق، جو اسلام کی روح ہیں، اور دنیا بھر میں کثیر جماعتی جمہوریت کے معیار کے مطابق، پاکستان میں حکومت کی طرف سے ریڈیو اور ٹی وی کا غیر متوازن استعمال آئین کے آرٹیکل 19 کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

43۔ دنیا میں ابلاغ عامہ کی نوعیت، معاشرے میں آنے والی تبدیلیوں کی تیز رفتار اور انصاف کے تقاضے اس بات کو ضروری بناتے ہیں کہ آئین میں پاکستان کے شہریوں سے کئے گئے وعدے جن میں آزادیٔ اظہار کی ضمانت دی گئی ہے انہیں ''پریس کی آزادی'' کا مطلب ''میڈیا کی آزادی'' قرار دے کر ٹھوس اور بامقصد معنی دیئے جائیں۔

44۔ یہ کہ اس درخواست کے بارے میں دوسرا محرک براہ راست پہلے محرک سے نکلتا ہے۔ اس کا تعلق اس خفیہ، غیر شفاف طریق کار سے ہے، جس کے ذریعے مجاز وفاقی حکومت کی اتھارٹی نے شاہین فاؤنڈیشن، جو پاکستان ایئر فورس کی فلاحی تنظیم ہے، کی علامتی نمائندگی کے ساتھ ایک خاص فرد اور/ یا گروپ کو ملک میں ایک نیا ٹی وی چینل چلانے کی اجازت دی ہے۔

45۔ یہ کہ ڈان اخبار میں 6 مئی 1996 کو شائع ہونے والی ایک خبر منسلک کی جا رہی ہے۔ یہ رپورٹ اس مسودے کی تفصیلات فراہم کرتی ہے اور اسے اس درخواست کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔

46۔ یہ کہ وفاقی حکومت میں مجاز اتھارٹی کی طرف سے 1996 اور 1995 کے دوران کئے گئے فیصلوں میں دلچسپی رکھنے والے شہریوں کا آزادا اور عمومی مقابلے کی بنیاد پر کسی کاروبار یا پیشے سے منسلک ہونے کے بنیادی حق (جیسا کہ آرٹیکل 18 میں درج ہے) کو پامال کیا گیا ہے کیونکہ وفاقی حکومت نے من مانے طریقے سے ایک خاص پسندیدہ نجی فریق رفریقوں کو بغیر کوئی پبلک نوٹس جاری کئے اور دوسرے دلچسپی رکھنے والوں کو اس مقصد کیلئے تجاویز یا بولی دینے کا کوئی موقعہ دیئے بغیر ریڈیو چینلز، کیبل ٹی وی چینلز رٹی

وی چینلز قائم کرنے اور چلانے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ سارا عمل شفافیت سے عاری ہے، پسندیدہ لوگوں کو نوازنے اور امتیازی سلوک پر مبنی ہے۔ یہ واضح طور پر برابری کی شق (آرٹیکل 25) کی بھی خلاف ورزی ہے اور بدنیتی پر مبنی ہے۔

47۔ اطلاعات ہیں کہ بعض دوسری نجی پارٹیوں نے بھی نیا ٹی وی چینل قائم کرنے کیلئے اجازت کی درخواست دی تھی۔ اگر یہ درست ہے تو متعلقہ پارٹیوں کو خصوصی معلومات تک رسائی حاصل تھی کیونکہ پیشکش مانگنے کیلئے کوئی پبلک نوٹس شائع نہیں کیا گیا۔

48۔ یہ کہ پاکستان کی نشریاتی لہریں پاکستان کی فضائی حدود کی طرح ایک قیمتی قومی اثاثہ ہیں جس کے استعمال کیلئے رسائی کو آئین میں دیئے گئے انصاف اور برابری کے اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے۔ جس طرح زمین، پانی، معدنی وسائل وغیرہ کے استعمال ان کی ملکیت کنٹرول اور تلاش کیلئے آزادانہ مقابلے کے ایک شفاف عمل سے مشروط ہے اسی طرح پاکستان میں نشریاتی لہروں کے استعمال اور الیکٹرانک میڈیا کی ملکیت اور اس کے کام کرنے کو بھی شفافیت، انصاف اور برابری کے اصولوں کے تابع ہونا چاہیے۔

49۔ یہ کہ اس سے پہلے 1995 میں، کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں بظاہر تین مختلف نجی پارٹیوں کو جو کہا جاتا ہے کہ ایک ہی پارٹی کے تین مختلف حصے تھے جو تین مختلف نام استعمال کر رہے تھے وفاقی حکومت کی مجاز اتھارٹی کی طرف سے ایف ایم پاکستان کے نام سے 100 ایف ایم ریڈیو سٹیشنز چلانے کی اجازت دی گئی۔

50۔ یہ کہ تحقیقاتی رپورٹیں جو ایک چوٹی کے اخبار، دی نیوز میں 24 اپریل 1995 اور 7 مئی 1995 کو شائع ہوئیں (درخواست کے ساتھ منسلک ہیں) اس کی مکمل تفصیل فراہم کرتی ہیں۔ درخواست گزار کی التجا ہے کہ ان رپورٹوں کے مندرجات کو بھی اختصار کی خاطر اس درخواست کا حصہ مانا جائے۔

51۔ یہ کہ اسی پارٹی کو پاکستان کا سب سے پہلا کیبل ٹی وی سسٹم قائم کرنے اور چلانے (جیسا کہ اوپر پیرا 45 میں ذکر کیا گیا ہے، ضمیمہ منسلک ہے) کی اجازت ایسی شرائط پر دی گئی تھی جن کی نظیر نہیں ملتی اور انتہائی مراعاتی بنیادوں پر تھیں جن کے بارے میں اس کاروبار میں دلچسپی رکھنے والے دوسرے لوگوں کو نہیں بتایا گیا۔ یہ سب کچھ مدعا علیہ نمبر 1 کی طرف سے پاکستان کے باقی تمام لوگوں کو بے خبر رکھ کر کیا گیا۔

52۔ یہ کہ نئے ٹی وی چینل کیلئے اجازت ممکنہ بولی دینے والوں کیلئے پیشگی اہلیت کے معیار کے بارے میں اشتہار دیئے بغیر دے دی گئی۔

53۔ یہ کہ وفاقی حکومت کی طرف سے 1996 اور 1995 میں جو اقدامات کئے گئے ان سے غیر قانونی طور پر نئے ادارے قائم ہوئے اور یہ جزوی طور پر، اس سے پہلے 1993 اور 1994 میں کئے جانے والے اقدامات سے واضح مطابقت رکھتے ہیں جن کے ذریعے مخصوص اشخاص کو آئین اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میڈیا کے خصوصی کنٹریکٹ دیئے گئے۔ یہاں ایس ٹی این چینل کے معاملے کا حوالہ دیا جاتا ہے جس نے آزاد اور شفاف عمل کی ضرورت کا احترام کئے بغیر ایک واحد نجی پارٹی (یعنی این

ٹی ایم) کے حق میں غیر صحتمندانہ اجارہ داری قائم کی۔ جنوری 1993 میں سندھ ہائی کورٹ میں 14 ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں نے آئینی درخواست دائر کی جس میں این ٹی ایم کو ایس ٹی این چینل پر پروگراموں اور اشتہارات کیلئے خصوصی کنٹریکٹ دیئے جانے کو چیلنج کیا گیا۔ سندھ ہائی کورٹ میں اس درخواست کے زیر التوا ہونے کو نظر انداز کرتے ہوئے اور 1993 کی نگران حکومت کی طرف سے اس اجارہ داری کو ختم کرنے کی کوشش میں ہفتے کے سات دنوں کو تین مختلف پروگرامنگ کنٹریکٹرز میں تقسیم کرنے کے باوجود، حکومت کے ٹی وی اور ریڈیو کو من پسند طریقے سے استعمال کرنے خواہش کا اظہار 1994 میں این ٹی ایم کو مزید دس سال کیلئے اجارہ دارانہ کنٹریکٹ دیئے جانے سے ہوتا ہے جو کہ معاملے کے عدالت میں زیر سماعت ہونے اور مفاد عامہ کے خلاف ہونے کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے دیا گیا۔

54۔ یہ کہ ملک میں ٹی وی چینلز کے قیام اور چلانے کے بارے میں کسی بھی قانون کی عدم موجودگی میں وفاقی حکومت اس موضوع پر پالیسی بنانے اور شائع کرنے میں ناکام رہی ہے جس میں ایسے رہنما اصول درج ہوں جن کے تحت اجازت نامے جاری کئے جائیں گے۔

55۔ یہ کہ یہ انصاف کا ایک عالمی سطح پر مسلمہ اصول ہے جو پاکستان میں بھی مؤثر ہے جس کا تقاضا ہے کہ، کسی موضوع پر واضح قانون کی عدم موجودگی میں، حکومت کی طرف سے صوابدیدی اختیار کا استعمال اس انداز میں کیا جانا چاہیے کہ اس سے آئین کے بنیادی اصولوں کے تقاضے پورے ہوں اور شہریوں کے بنیادی حقوق کے احترام کو یقینی بنایا جا سکے۔

56۔ یہ کہ دوسرے دلچسپی رکھنے والے شہریوں کو اسی قسم کی سروس پہلی مرتبہ چلانے سے محروم کرنے کے علاوہ، وفاقی حکومت کا یہ اقدام بنیادی حقوق کی بھی درج ذیل وجوہات اور بنیادوں پر خلاف ورزی کرتا ہے جن کی سماعت کے وقت درخواست کی جائے گی

بنیادی نکات

a) ریڈیو اور ٹی وی چینل دونوں کیلئے ایک ہی فرد کو اجازت دینے سے ایک فرد یا گروپ کے حق میں ایک غیر صحتمندانہ اجارہ داری قائم ہوتی ہے جو دوسے زیادہ افراد اور گروپوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اس سے آئین کے آرٹیکل 18 (تجارت کی آزادی) اور آرٹیکل A-38 (دولت اور دیگر ذرائع پیداوار کے ارتکاز کی روک تھام) اور اس کے ساتھ ساتھ اجارہ داری اور تجارت پر پابندیوں سے متعلق آرڈیننس 1970 کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

b) جس پارٹی کو کراچی لاہور اور اسلام آباد میں ایف ایم ریڈیو سٹیشنز کی اجازت دی گئی ہے وہ ایک ہی ہے اور اسے قانون اور آئین کے تحت خصوصی اجارہ داری حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جس پارٹی کو نئے نجی ٹی وی چینل کی اجازت دی گئی ہے اس کا اس سے پہلے الیکٹرانک میڈیا، بلکہ پرنٹ میڈیا کا بھی، کوئی براہ راست تجربہ یا پیشہ ورانہ تعلق نہیں رہا ہے۔

c) لائسنس جاری کئے جانے کا کوئی نظام موجود نہیں ہے اور نہ ہی وفاقی حکومت کی طرف سے لائسنس جاری کرنے کے اختیارات کے استعمال کے کوئی رہنما اصول موجود ہیں۔ اس وجہ سے اس خامی نے جانبدارانہ، من پسند اور غیر ذمہ دارانہ اختیارات کو جگہ دی ہے جو خصوصی پسندیدہ افراد یا گروپوں کو نوازنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسا کہ موجودہ کیس میں ہوا ہے۔

d) یہ تمام عمل نجی پارٹیوں کو شرکت کی دعوت دیئے بغیر کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت کی طرف سے انتظامی اختیارات کا ایسا استعمال آئین کے آرٹیکل 4 اور 5 کی بھی خلاف ورزی کرتا ہے۔

e) ایف ایم ریڈیو کے سلسلے میں، نجی پارٹیوں کی شمولیت، وزارت کی طرف سے غور اور ''مجاز اتھارٹی'' کی منظوری کا پورا عمل مبینہ طور پر اڑتالیس گھنٹوں سے کم وقت میں مکمل کرلیا گیا تھا، جیسا کہ اوپر پیرا 50 میں مذکورہ رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ یہ بذات خود ایسے اہم موضوع پر اپنی قسم کا ایک ورلڈ ریکارڈ ہے اور ذہن کو غیر جانبدارانہ استعمال نہ کرنے کو واضح کردیتا ہے۔ دراصل یہ من مانے لوگوں کو نوازنے کی واضح طور پر غلط نیت کو ظاہر کرتا ہے۔

f) جہاں بظاہر تین مختلف پارٹیوں کو کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں اجازت دی گئی وہاں تینوں پارٹیوں کی درخواستیں اپنے متن، کمپیوٹر ٹائپ رائٹر کے استعمال وغیرہ کے لحاظ سے بالکل ایک جیسی تھیں، جیسا کہ مندرجہ بالا پیرا 50 میں مذکورہ رپورٹ میں کہا گیا (جو منسلک ہے) اور جس کی مدعا علیہ نمبر 1 نے تردید نہیں کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تین پرائیویٹ ایف ایم ریڈیو سٹیشنز کی اجازت پانے والے اسے چلانے والے ایک ہی ہیں یعنی مدعا علیہ نمبر 6 نے مختلف شناختوں کو استعمال کیا اور تمام پارٹیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے کام کیا۔

g) یہ اجازت ''ناقابل تنسیخ خصوصی حیثیت'' کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ یہ کسی خاص پارٹی کو تحفے کے طور پر نجی اجارہ داری دینے کی بدترین شکل ہے۔ یہ دوسرے تمام دلچسپی رکھنے والے شہریوں کو اس قسم کا فائدہ اٹھانے کے موقعے سے محروم کردیتا ہے اور ناانصافی کو غیر قانونی اور مستقل بنا دیتا ہے۔ آئین میں جس چیز کی سب سے زیادہ ممانعت کی گئی ہے وہ ایسے غیر قانونی اور غلط جابرانہ اقدامات ہیں۔

h) جہاں ماضی میں تمام ریڈیو اور ٹی وی نشریات حکومت کے زیر اختیار کارپوریشنز مثلاً پی ٹی وی، پی بی سی اور ایس ٹی این کے تحت چلتی رہی ہیں اور اس طرح عوامی مفاد میں کسی نوعیت کی براہ راست مانیٹرنگ کے تابع رہی ہیں، یہ پاکستان کی 48 سالہ تاریخ میں پہلا موقعہ ہے کہ ایک نجی پارٹی، جسے سراسر ذاتی پسند پر چنا گیا ہے، اسے ٹی وی اور ریڈیو کی نشریات کی تنصیبات چلانے، اور اس کے ساتھ ساتھ پروگرام تیار کرنے، حاصل کرنے اور نشر کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

التجا/مدد کی درخواست

1۔ عدالت سے یہ تعین کرنے کی درخواست ہے کہ ''پریس کی آزادی'' کی اصطلاح کی جو آئین کے آرٹیکل 19 میں دی گئی ہے وہ ''ریڈیو، ٹی وی اور دوسرے جدید میڈیا ذرائع'' کا بھی احاطہ کرتی ہے۔

2۔ مدعا علیہ نمبر 1 کو ہدایت کی جائے کہ وہ پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن، پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن اور شالیمار ریکارڈنگ کمپنی لمیٹڈ کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا تقرر اس طرح کرے کہ درج ذیل توازن ظاہر ہو:

a) نمایاں شہری جن کی آزاد حیثیت مسلمہ ہو

b) سینٹ اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے لیڈروں کے نامزد کردہ افراد

c) سرکاری افسران/نمائندے، اور یہ کہ ان اداروں کے بورڈز کے چیئر پرسنز ایسے پرائیویٹ شہری ہوں جن کی آزاد حیثیت مسلمہ ہے۔

3۔ یہ کہ مدعا علیہان کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ ریڈیو اور ٹی وی کے نیوز بلیٹنز اور حالات حاضرہ کے پروگراموں میں برابری اور توازن کو یقینی بنائیں تا کہ ملک میں موجود سیاسی خیالات کے تمام بڑے حصوں کو درست کوریج ملے اور اس کے لئے جب بھی عوامی دلچسپی کو کوئی موقعہ ہو تو حزب اختلاف کے لیڈر اور دوسرے لیڈروں اور نمایاں شہریوں کی تقاریر اور سرگرمیوں کی براہ راست کوریج دے کر کیا جائے۔

4۔ یہ کہ مدعا علیہان کو یہ ہدایت کی جائے کہ عوامی دلچسپی کی خبروں کو، خواہ ان سے برسراقتدار حکومت کا بُرا تاثر ہی کیوں نہ بنتا ہو، خبروں اور حالات حاضرہ کے پروگراموں میں منصفانہ اور مناسب جگہ دینے کو یقینی بنائیں۔

5۔ یہ کہ معزز عدالت سے یہ تعین کرنے کی التجا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 19 میں مذکور لفظ ''پریس'' کے معنوں اور تشریح میں ''پریس، ریڈیو، ٹی وی اور سینما اور تمام کا تمام ابلاغ عامہ کا میڈیا'' شامل ہے۔

6۔ یہ کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو ہدایت کی جائے کہ مدعا علیہ نمبر 5 کو کیبل ٹی وی سسٹم/ایک نیا ٹی وی چینل اور ایف ایم ریڈیو اسٹیشنز قائم کرنے اور چلانے کیلئے دی گئی اجازت منسوخ کرے اور اعلان کرے کہ ایسی اجازت غیر آئینی ہے، قانونی اختیار کے بغیر ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔

7۔ مدعا علیہ نمبر 1 کو ہدایت کی جائے وہ ریڈیو چینل، ٹی وی چینل، کیبل ٹی وی سسٹم وغیرہ کے قیام، ملکیت اور چلانے کیلئے پرمٹ یا لائسنس جاری کرنے کی ایک سرکاری پالیسی تیار کرے اور اس کا اعلان کرے۔ اس طرح کہ تمام دلچسپی اور اہلیت رکھنے والے شہریوں کو ایسے پرمٹ یا لائسنس حاصل کرنے کیلئے انصاف اور برابری کی بنیاد پر مقابلے کا موقع مل سکے۔

8۔ یہ کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو ہدایت کی جائے کہ پاکستان کے تمام ریڈیو اور ٹی وی چینلز کو ضوابط کے مطابق چلانے کے لئے ایک ضابطہ کار ادارہ قائم کیا جائے جس کے ذریعے ملک میں ریڈیو اور ٹی وی چینلز قائم کرنے اور چلانے کی اجازت دینے کا ایک آزادانہ اور شفاف عمل یقینی بنایا جا سکے۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹی وی چینلز چلانے والوں کی پیشگی اہلیت، بولی دینے اور ان کا جائزہ لینے کے طریقے اور شرائط، پروگرامنگ پالیسی کے اصول، ان میڈیا ذرائع میں اشتہارات کا استعمال، کنٹریکٹ یا پرمٹ کی تجدید کی شرائط کی بھی وضاحت کی جائے۔

9۔ کوئی اور ریلیف جو عدالت کے نزدیک مناسب ہو۔

کمیشن کے کام کا مالی ریکارڈ:

کمیشن کو اپنا کام طے شدہ اغراض ومقاصد کے مطابق کرنے کے قابل بنانے کیلئے سپریم کورٹ نے وزارتِ اطلاعات ونشریات کو ہدایات دیں کہ ایک مناسب رقم کمیشن کو مہیا کرے۔

اس کے تحت کل 4 ملین روپے دو مساوی اقساط میں مہیا کیے گئے۔ میڈیا کمیشن کے نام سے نیشنل بینک آف پاکستان کی ڈی ایچ اے کراچی کی برانچ میں ایک بینک اکاؤنٹ کھولا گیا جو چیئرمین اور ممبر مشترکہ طور پر چلاتے تھے۔

اخراجات، سٹاف کی تنخواہوں / ریسرچ فیس ساز و سامان، یوٹیلیٹی، ہوائی سفر، ہوٹل میں رہائش، زمینی ٹرانسپورٹ، اخباری اشتہارات، میٹنگ کے اخراجات وغیرہ پر اُٹھے۔

کمیشن کے چیئرمین، ممبر اور سیکریٹری نے یہ کام رضا کارانہ طور پر اعزازی طور پر سرانجام دیئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے وقتاً فوقتاً کمیشن کے کام میں سہولت پیدا کرنے کیلئے اپنی ذاتی چیزیں فراہم کیں۔

مندرجہ بالا مد میں 2.5 ملین روپے خرچ ہوئے۔ تقریباً 1.5 ملین روپے بقایا اب بھی بینک میں موجود ہیں اور اکاؤنٹ کو باقاعدہ طور پر بند کیا جانا اور بقیہ رقم وزارت واطلاعات ونشریات کو واپس کرنا ابھی باقی ہے۔

ساز وسامان مثلاً کمپیوٹر، پرنٹر وغیرہ جو کمیشن کیلئے خریدا گیا تھا کمیشن کی رپورٹ مکمل کرنے کے بعد وزارت اطلاعات و نشریات کے کراچی کے دفتر میں جمع کرا دیا گیا۔

جنوری 2014 کے پہلے ہفتے میں تمام مالی ریکارڈ بشمول واؤچرز، انوائسز، رسیدات، لیجر، چیک بک وغیرہ اصل حالت میں TCS کوریئر کے ذریعے رجسٹرار سپریم کورٹ آف پاکستان کو ارسال کر دیا گیا تاکہ وہ اسے آگے ارسال کر سکے اور ضروری کارروائی کر سکے۔

3 اکتوبر 2014 تک سپریم کورٹ کے فاضل بینچ کی طرف سے میڈیا کمیشن کی رپورٹ اور تجاویز پر حتمی رائے کا انتظار ہے۔

پاکستان میں اپنی نوعیت کی پہلی رپورٹ جو سپریم کورٹ کی ہدایات پر تیار کی گئی

میڈیا کے شعبے کے بعض اہم پہلوؤں پر یہ ایک آزادانہ، غیر جانبدارنہ اور مفصل مطالعہ جس کی تیاری میں تمام متعلقہ تنظیموں، ممتاز شخصیات اور سول سوسائٹی کے فورمز کے ساتھ سیر حاصل تبادلہ خیال کے بعد تیار کی گئی۔

اس رپورٹ میں متعدد جامع، ترقی پسندانہ اور بعض لحاظ سے دلیرانہ اور جدید سفارشات دی گئی ہیں تاکہ اس شعبے میں اصلاحات کی جاسکیں اور قوانین، پالیسیوں، اداروں اور طرزِ عمل کے بارے میں قوانین کو بہتر بنایا جاسکے۔

یہ رپورٹ پاکستان میں میڈیا سے متعلق افراد بلکہ عمومی طور پر تمام شہریوں کیلئے حوالے کی صورت میں ایک اہم رپورٹ ہے کیونکہ میڈیا کا معاشرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

دو واضح اشارے اس رپورٹ میں دی گئی سفارشات کی اہمیت اور بروقت پیش کئے جانے کی توثیق کرتے ہیں۔ آٹھ مشاورتی گول میز کانفرنسوں میں جو صوبوں اور دارالحکومت میں اگست اور اکتوبر 2013 کے دوران منعقد کی گئیں اور 367 افراد نے جن کا تعلق میڈیا سے، میڈیا کے علمی ماہرین سے، میڈیا سٹڈیز، جرنلزم، سول سوسائٹی، تعلیم اور سرکاری پالیسی سے تھا، بڑے زوردار طریقے سے کمیشن کی تمام سفارشات کی تائید کی اور ان پر جلد از جلد عملدرآمد پر زور دیا۔

دسمبر 2013 میں قومی اسمبلی کے اندر اٹھائے گئے ایک سوال کے جواب میں وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات اور قومی ورثہ نے زبانی طور پر جواب دیا اور تحریری طور پر سپریم کورٹ میں جمع کرائے گئے جوابات میں کمیشن کی زیادہ تر سفارشات کی حمایت کی۔ اب جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہے: عملدرآمد کیلئے اقدامات

Society for
Alternative media
and Research

CIMI
Citizens' Initiative
on Media Issues

FRIEDRICH
EBERT
STIFTUNG

پاکستان آفس، نمبر 10، گلی نمبر 31، سیکٹر F-8/1
اسلام آباد پاکستان۔
ٹیلی فون: 2850912-51-92+ فیکس: 2850917-51-92+
ویب سائٹ www.fes-pakistan.org